اردو کتبِ فتاوی کا تعارف

ترتیب

طلبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء والقضاء ۱۴۳۵-۱۴۳۶ھ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا محمد رحیم الدین انصاری ناظم جامعہ

زیر نگرانی

مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی صدر مفتی جامعہ

—— ناشر ——

شعبۂ نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد

پہلا ایڈیشن: ۱۴۳۶ھ م ۲۰۱۵ء

نام کتاب	:	اردو کتبِ فتاوی کا تعارف
ترتیب	:	طلبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء والقضاء ۱۴۳۶ھ م ۲۰۱۵ء
زیر سرپرستی	:	حضرت مولانا محمد رحیم الدین انصاری دامت برکاتہم ناظم جامعہ
زیر نگرانی	:	مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی صدر مفتی جامعہ
صفحات	:	۴۹۴
قیمت	:	۳۰۰ روپے
ناشر	:	شعبۂ نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد جامعہ نگر شیورام پلی حیدرآباد 500032

ملنے کا پتہ

☆ شعبہ نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد، جامعہ نگر شیورام پلی، حیدرآباد 500032، فون : 24016146 -040

اردو کتبِ فتاوی کا تعارف

ترتیب

طلبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء والقضاء ۱۴۳۵-۱۴۳۶ھ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا محمد رحیم الدین انصاری ناظم جامعہ

زیر نگرانی

مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی صدر مفتی جامعہ

ـــــ ناشر ـــــ

شعبۂ نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد

پہلا ایڈیشن: ۱۴۳۶ھ م ۲۰۱۵ء

نام کتاب	:	اردو کتبِ فتاوی کا تعارف
ترتیب	:	طلبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء والقضاء ۱۴۳۶ھ م ۲۰۱۵ء
زیر سرپرستی	:	حضرت مولانا محمد رحیم الدین انصاری دامت برکاتہم ناظم جامعہ
زیر نگرانی	:	مولانا مفتی محمد جمال الدین قاسمی صدر مفتی جامعہ
صفحات	:	۴۹۴
قیمت	:	۳۰۰ روپے
ناشر	:	شعبۂ نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد جامعہ نگر شیورام پلی حیدرآباد 500032

ملنے کا پتہ

☆ شعبہ نشر واشاعت جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد، جامعہ نگر شیورام پلی،
حیدرآباد 500032، فون : 040- 24016146

فہرستِ مضامین

بسم الله الرحمن الرحيم

کلمات بابرکات

حضرت مولانا محمد رحیم الدین انصاری صاحب دامت برکاتہم ناظم جامعہ

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ دور اختصاص کا ہے، ہر شعبۂ علم؛ بلکہ ایک ہی فن کی مختلف شاخوں میں اختصاص قائم ہے، اللہ کا شکر ہے کہ کچھ عرصہ سے مدارس اسلامیہ میں بھی علوم اسلامی میں اختصاص کا سلسلہ جاری ہے، یہ وقت کی ضرورت ہے، ہندوستان اور عالمی سطح پر جو سازشیں سر ابھار رہی ہیں، ان کے مقابلہ کے لئے ذی صلاحیت اور با استعداد فضلاء کی ضرورت ہے، جو پوری گہرائی اور گیرائی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنے کے اہل ہوں، اسی پس منظر میں جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد نے مختلف شعبوں میں تخصص کا انتظام کیا ہے، جو بحمد اللہ کامیابی کے ساتھ کام کر رہا ہے۔

جامعہ کے مقاصد میں یہ بھی داخل ہے کہ علم وتحقیق کی سرپرستی کی جائے، معیاری اور مفید کتابوں کی اشاعت کر کے علم دوست حضرات تک پہونچایا جائے، اس نقطۂ نظر سے جامعہ نے علمی، تحقیقی اور دستاویزی مجلّے اور کئی نامور شخصیات کی تصنیفات کی اشاعت کی ہے، اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

تخصص فی الفقہ کے طلبہ ہر سال کسی نہ کسی عنوان پر علمی وتحقیقی مقالے لکھتے ہیں، اور جامعہ کی طرف سے اس کی اشاعت ہوتی ہے، اس طرح کئی مجلّے اب تک شائع ہو چکے ہیں،

جسے اہل ذوق نے بہت پسند کیا، اس سال بھی ان طلبہ نے ''**اردو کتب فتاویٰ کا تعارف**'' پیش کیا ہے اور ہر کتاب کے تعارف پر مستقل مقالے لکھے ہیں، جن میں موضوع سے متعلق کتابوں کے منہج اور درجہ کو مدلل طور پر سلجھے ہوئے انداز میں پیش کیا گیا ہے، اس سے طلبہ کی کتابوں پر گرفت اور شعور وآگہی کا پتہ چلتا ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا فرمائے، آمین

ہم اس پر شعبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء کے صدر حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی اور اس میں حصہ لینے والے طلبہ کو بھی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ان کی یہ خدمت عند اللہ وعند الناس مقبول ہو۔

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم

۲۹؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ　　　　محمد رحیم الدین انصاری

(ناظم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد)

ابتدائیہ

بنیادی طور پر فقہ حنفی کی کتابوں کے تین درجے ہیں، ظاہر روایت، نوادر اور فتاوی و واقعات۔ظاہر روایت سے مراد امام محمد رحمہ اللہ کی چھ کتابیں ہیں: مبسوط، جامع صغیر، جامع کبیر، زیادات، سیر صغیر، سیر کبیر، یہ چھ کتابیں ظاہر روایت کہلاتی ہیں، کیوں کہ یہ شہرت وتواتر کے ساتھ اور مستند طریقہ پر منقول ہیں، انہیں اصول بھی کہا جاتا ہے، ان میں سے مکرر مسائل کو حذف کر کے علامہ ابو الفضل محمد بن احمد مروزی (جو حاکم شہید سے مشہور ہیں انہوں) نے الکافی فی فروع الحنفیہ کے نام سے مرتب کیا ہے، اسی کی شرح علامہ سرخسی نے المبسوط کے نام سے کی ہے، جو متداول ہے۔

ان چھ کتب کے علاوہ امام محمد رحمہ اللہ کی دوسری کتابیں مثلا: ھارونیات، کیسانیات، رقیات، نیز امام ابو یوسف کی کتاب الامالی، حسن بن زیاد کی کتاب المجرد اور امام صاحب کے تلامذہ کی دوسری کتابیں نوادر کہلاتی ہیں؛ کیوں یہ سب امام محمد رحمہ اللہ کی ظاہر روایت چھ کتابوں کی طرح شہرت وتواتر اور مستند ومعتبر طریقہ سے منقول نہیں ہیں۔اور جن مسائل کی بابت ائمہ ثلاثہ (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ) اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کے دیگر تلامذہ کی رائے منقول نہیں ہے اور بعد کے مشائخ نے ان کی بابت اجتہاد کیا ہے ان کو نوازل وواقعات اور فتاوی کہا جاتا ہے، اور اس کا درجہ فقہ حنفی میں تیسرا ہے۔

اصلا تو فتاوی ونوازل اور وقائع کا مصداق ہر وہ مسئلہ ہے جو کتاب وسنت کے

درجات سے باہر ہوا اور نزول قرآن کے بعد کے عہد میں پیش آیا ہو، لیکن اصطلاحاً اس سے وہ احکام مراد لئے جاتے ہیں جو ائمہ مذاہب کے بعد کے عہد میں اوران کی تالیفات اوران کے منقول ومحفوظ ذخائر ومسائل کے باہر پیش آئے ہوں۔

یہ کام بتدریج مرحلہ وار ہوا، اوران مراحل سے گذرا جن سے ہر علم وفن کا گذرنا ہوا کہ ابتداء میں تو یہ ہوا کہ امام محمدؒ کے تلامذہ نے ایسے حالات میں مسائل واحکام کی تلاش وتحقیق اوراستخراج واستنباط کا اوران کے بیان کرنے کا کام کیا اوراس بابت کسی تالیف وغیرہ کی طرف توجہ نہیں ہوئی، اس کے بعد ضرورت کا احساس کر کے تالیف وتصنیف کی طرف خصوصی توجہ دی گئی اور دھیرے دھیرے کام بڑھا اور ہر مسلک ومذہب کے فقہاء نے اپنے حدود میں یہ کام کیا اور فقہاء حنفیہ نے بھی کیا اور خوب کیا۔

اس موضوع پر تالیفی کام کرنے والوں نے صرف یہ نہیں کیا کہ انہوں نے اپنے سے ماسبق علماء وفقہاء کے اقوال وفتاوی کے ذکر پر اکتفاء کرلیا، بلکہ ساتھ ہی ساتھ اپنی تحقیقات واختیارات کواوراپنے اساتذہ ومعاصرین کے فتاوی کوبھی اہتمام سے ذکر کیا۔حنفیہ نے مختلف عنوان ونام سے ان مسائل پر کتابیں لکھی ہیں اوراس پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلی کتاب فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ (م ۳۷۶ھ) کی کتاب ''النوازل'' ہے جس میں خود ان کے اختیارات وترجیحات کوبھی لیا گیا ہے۔کشف الظنون سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس قسم کی متعدد کتابیں ہیں، چناں چہ نوازل کے علاوہ ''العیون'' اور ''تہذیب الواقعات'' کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے، علامہ ناطفی کی مجمع النوازل والواقعات اور صدر الشہید کی الواقعات بھی اسی موضوع پر ہے،نوازل کے عنوان ونام سے ابوعبدالحق ابراہیم بن علی حنفیؒ (م ۷۴۴ھ) اورابن المعلا کی کتابوں کا بھی تذکرہ کیا جاتا ہے، صاحب ہدایہ کی کتاب التجنیس والمزید بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، حنفیہ کے علاوہ مالکیہ کے یہاں ''نوازل'' کے نام سے ابن رشد، ابن سہل غرناطی اور قاضی عیاض کی کتابیں ہیں۔

آج کل بلادعرب میں اس پہلو سے جو مرتب ومنظم کام ہوا ہے اور اصولی لحاظ سے بھی، اس میں ڈاکٹر عبدالناصر کی فقه النوازل اور ڈاکٹر صالح بن حمید کی الجامع فی فقه النوازل قابل ذکر ہیں، کچھ چیزیں آج کل کے حالات کے تناظر میں اجتہاد اور نئے مسائل میں استخراج واستنباط احکام کی نسبت سے بھی لکھی گئی ہیں، وہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں، مثلاً ڈاکٹر مسفر قحطانی کی منا هج الفتیافی المستجدات المعاصرات، استاد شویش کی مسیرة الفقه الاسلامی المعاصر وملامحه اور خصوصیت سے ڈاکٹر مسفر قحطانی کی کتاب ''فقه النوازل'' بڑی جامعیت کے ساتھ لکھی گئی ہے، اس کے اخیر میں اسی قسم کی کتابوں کی ایک لمبی فہرست ہے جس میں ۳۱۵ نام آئے ہیں جو فتاوی اور اجوبۃ وغیرہ کے نام سے ہیں اور ساٹھ سے کچھ اوپر ایسی کتابیں ہیں جن کے نام میں لفظ نوازل شامل ہے۔

اگر چہ فتاوی کے عنوان سے جو کام ہوا ہے اس میں بڑی تعداد میں عام اور روزمرہ کے نیز قدیم منقول ومحفوظ جزئیات کا تذکرہ زیادہ ملتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ نئے خصوصی اور پیش آمدہ مسائل کا بھی تذکرہ ہوتا ہے، جن کو بسا اوقات لکھنے والے ممتاز بھی کر دیتے ہیں۔ خواہ اس طرح کے ایسے جزئیہ وفتوی کے ذکر کے موقع سے صراحت واشارہ کر دیں ''حادثۃ الفتوی'' سے یا استقلالاً یوں کہ ہر ہر کتاب وبنیادی حصے کے ایسے مسائل کو حوادث الفتاوی ''یا فتاوی'' کا عنوان دے کر ذکر کریں یا اس بابت کتاب کا مستقل کوئی حصہ یا جزء کر دیا جائے، محیط سرخسی میں ایسا کیا گیا ہے کہ مسائل کے درجات وطبقات کے مطابق مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے، چناں چہ اولا ظاہر الروایہ کے مسائل اس کے بعد نوادر کے اور تیسرے مرحلے میں فتاوی کے عنوان سے ''نوازل'' کا تذکرہ کیا گیا ہے، حضرت تھانوی علیہ الرحمہ نے معاملات سے متعلق ایسے فتاوی کا ایک مجموعہ ''حوادث الفتاوی'' کے نام سے شائع کیا تھا جو آج بھی امداد الفتاوی جلد سوم میں امتیاز کے ساتھ شامل ہے، مفتی شفیع صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب ''آلات جدیدہ کے شرعی احکام'' اور مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی کی کتاب ''جدید فقہی مسائل'' وغیرہ

اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

دارالعلوم حیدرآباد کے شعبہ افتاء سے ۱۴۳۱ھ میں فقہ حنفی کی چالیس سے زائد ان عربی کتابوں کا تعارف پیش کیا گیا تھا جو شعبہ افتاء کے دارالمطالعہ میں دستیاب تھا، ماشاء اللہ اس کی پذیرائی اہل علم میں اچھی خاصی ہوئی، اور مختلف شخصیات اور ان اداروں سے جہاں شعبہ افتاء قائم ہے توصیفی کلمات موصول ہوئے، اس سے ہمت وحوصلہ ملا۔

ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اردو میں فقہ وفتاوی کے تعلق سے برصغیر خصوصا ہندوستان وپاکستان میں جو کام ہوا ہے اس کا ایک جامع تعارف پیش کیا جائے؛ کیونکہ ایک مفتی کو اپنے اکابر کی تحقیقات سے گہری واقفیت وقت کا تقاضا ہے۔

اسی پس منظر میں امسال ایک مرکزی عنوان ''**اردو کتب فتاوی کا تعارف**'' طلبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء کے لئے متعین کیا گیا، پھر ایک ایک کتاب ہر ایک کے سپرد کئے گئے اور ان پر مقالے لکھوائے گئے، ماشاء اللہ ان فضلاء نے اپنے اپنے موضوع سے متعلق مواد فراہم کرنے میں اچھی محنت کی ہے اور تحقیقی معیار کو باقی رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، بحمد اللہ پچاس سے زائد اردو کتب فتاوی کا تعارف اس مجلّہ میں آگیا ہے۔

اس مجلّہ میں ان اردو کتب فتاوی کا تعارف پیش کیا جارہا ہے جو ہمیں بسہولت دستیاب ہوسکا، مزید کتابیں بھی اس سلسلے کی ہیں؛ لیکن ان تک ہماری رسائی نہ ہوسکی، اس لئے جن کتابوں کا تعارف اس مجلّہ میں شامل نہ ہوسکا، ہم اس کے لئے معذرت خواہ ہیں، کتابوں کی ترتیب میں محض سہولت کا لحاظ رکھا گیا ہے، کاتب نے جیسے جیسے کمپوز کی ہے اسی لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے۔

میں اس موقع سے شکر گذار ہوں ناظم جامعہ حضرت مولانا محمد رحیم الدین انصاری صاحب دامت برکاتہم کا کہ انہوں نے اس علمی اور تحقیقی مقالہ جات کو شائع کرنے کی منظوری دے کر طلبہ کی حوصلہ افزائی فرمائی، اسی کے ساتھ حضرت مولانا حسیب الرحمٰن صاحب (شیخ

الحدیث وصدر مدرس جامعہ) حضرت مولانا زین العابدین صاحب، حضرت مولانا تراب الحق صاحب مظاہری (نائبین صدر مدرس جامعہ) اور مولانا علاؤ الدین صاحب انصاری قاسمی (جنرل انچارج جامعہ) نے اس کی تیاری میں بہت حوصلہ دیا اور ہر طرح کا تعان پیش کیا، اسی طرح تخصص فی الفقہ والافتاء کے اساتذہ کرام: حضرت مولانا مفتی تجمل حسین صاحب قاسمی، حضرت مولانا مفتی امانت علی صاحب قاسمی، حضرت مولانا مفتی مکرم محی الدین صاحب قاسمی اور حضرت مولانا مفتی تبریز عالم صاحب قاسمی کا بھی شکر گذار ہوں کہ ان حضرات نے مقالہ جات پر نظر ثانی فرمائی اور پروف ریڈنگ وغیرہ کے مراحل کو بحسن وخوبی انجام دیا، اللہ تعالی ان تمام حضرات کو اپنے شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے آمین ۔

محمد جمال الدین قاسمی

صدر مفتی جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد

۲۸ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

آپ کے مسائل اور ان کا حل

مولوی محمد اظہر اللہ قاسمی

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانویؒ (م: ۱۴۲۱ھ) کو اللہ تعالی نے علم وعمل، تقوی وللّٰہیت، فضل وکمال، جامعیت ومرکزیت سے نوازا تھا، آپ جہاں اکابر کی نظروں میں قابل اعتماد، اصاغر کے لئے لائق استناد اور ہم عصروں میں ممتاز تھے وہیں ملکی وملی، اصلاحی وفقہی مسائل سے متعلق آپ کے قلم حقیقت رقم سے نکلے ہوئے سینکڑوں مقالات ومضامین، فتاوی وکتابیں، ملک وملت اور دین وشریعت کے تئیں آپ کے سوز دروں اور مخلصانہ کوششوں کا حسیں پیکر اور عکس جمیل ہے، اللہ تعالی نے آپ سے فقہ وفتاوی کے باب میں غیر معمولی کام لیا، چنانچہ دس جلدوں پر مشتمل ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ایک فقہی انسائیکلو پیڈیا ہے، اسی کا تعارف ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

فتاوی نویسی کا آغاز

۵/مئی ۱۹۷۸ء کو حضرت شہید اسلام نے اخبار جنگ کراچی میں اسلامی صفحہ اقراء پر فتاوی نویسی کا آغاز فرمایا، جس کی تقریب یہ ہوئی کہ مئی ۱۹۷۸ء میں جناب میر شکیل الرحمٰن صاحب نے جنگ کا اسلامی صفحہ ''اقرا'' جاری کیا تو ان کے اصرار اور مولانا مفتی ولی حسن اور مولانا مفتی احمد الرحمٰن کی تاکید وفرمائش پر اس سے منسلک ہوئے اور دیگر مضامین کے علاوہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کا مستقل سلسلہ شروع کیا، جس کے ذریعہ بلا مبالغہ ہزاروں سوالات کے جوابات کچھ اخبارات کے ذریعہ اور کچھ نجی طور پر لکھنے کی نوبت آئی۔(۱)

(۱) مصنف کی خود نوشت سوانح بہ عنوان تعارف ملحقہ آپ کے مسائل اور ان کا حل ج۱/نعیمیہ دیوبند

کتاب کی ترتیب

کتاب کی ترتیب تو فقہی ابواب پر رکھی گئی ہے، لیکن اس سے پہلے جب کہ یہ مجموعہ پہلی دفعہ اخباری صفحات سے تلاش کر کے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا تھا تو حتی المقدور فقہی ترتیب قائم رکھنے کی کوشش کی گئی تھی، تاہم دوسری جانب سوال و جواب کا سلسلہ جاری تھا، اس لئے مختلف جلدوں میں ایک باب سے متعلق مسائل درج کر دیئے گئے، اس لئے جو نسخہ حضرت شہید اسلام کی حیات میں تیار ہوا، اس میں ایک ہی باب سے متعلقہ مسائل بالترتیب ۱/۲/۳/ جلدوں میں موجود ہیں، اسی طرح دسویں جلد میں بھی ہیں، مگر اب جب کہ کتاب کی جدید ترتیب اور تخریج کا کام ہو چکا ہے تو تکرار ختم کر دی گئی ہے، اور ان مسائل کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے، جو کتاب شائع ہو جانے کے بعد آپؒ کے قلم گہر بار سے معرض وجود میں آتے رہے، ہمارے زیر مطالعہ چوں کہ قدیم نسخہ ہے؛ اس لئے کتاب کا تعارف اسی کے مطابق پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، البتہ آخر میں انشاء اللہ جدید نسخہ سے متعلق بھی کچھ معلومات درج کی جائیں گی، واللہ ھوالموفق۔

خصوصیات

آپؒ کے فتاوی کی خصوصیات کا کماحقہ ادراک وہی کر سکتا ہے جو ذوق آشنا اور میدان فقہ وفتاوی سے وابستہ ہو، تاہم مجھ کوتاہ اور ذوق نا آشنا کو دوران مطالعہ جو چیزیں محسوس ہوئیں ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے، واللہ ہوالہادی۔

جوابات کا انداز

چوں کہ حضرت والا نے عوام کے جوابات کے لئے وہ صفحہ شروع فرمایا تھا؛ اس لئے آپ نے عوامی سطح کی رعایت کرتے ہوئے اصطلاحی اور فنی گفتگو سے گریز کرتے ہوئے جوابات میں عام فہم اسلوب اختیار کیا ہے؛ چنانچہ ایک شخص نے کشف، الہام اور بشارت کے درمیان فرق دریافت کیا تو آپؒ نے جواب لکھا:

کشف کے معنی ہیں کسی بات یا واقعہ کا کھل جانا، الہام کے معنی ہیں

دل میں کسی بات کا القاء ہو جانا، اور بشارت کے معنی خوش خبری کے ہیں۔(۱)

اسی طرح ایک سوال میں ایک مولوی صاحب کے الفاظ نقل کر کے پوچھا گیا کہ کیا ان کا کہنا درست ہے کہ عقیدہ درست ہونا چاہئے، علم پر عمل کی کوئی ضرورت نہیں، تو آپؒ نے جواب میں لکھا:

مولوی صاحب کی بات تو صحیح ہے کہ اگر عقیدہ صحیح ہو اور عمل میں کوتاہی ہو تو کسی نہ کسی وقت نجات ہو جائے گی اور اگر عقیدہ خراب ہو تو بخشش نہیں ہوگی؛ لیکن عمل کو غیر ضروری کہنا خود عقیدہ کی خرابی ہے اور قطعاً غلط ہے، مولوی صاحب کو اس سے توبہ کرنا چاہئے۔(۲)

جوابات میں اختصار

جواب دینے میں آپؒ عموماً اختصار سے کام لیتے تھے، مثلاً: ایک شخص نے حضرت ابوسفیانؓ کے متعلق دریافت کیا کہ کورس میں دینیات پڑھائی جاتی ہے، اس میں کہیں بھی صحابہؓ کے اس دور کا واقعہ آتا ہے جب وہ مشرف بہ اسلام نہیں تھے تو وہاں پر لکھا رہتا ہے: فلاں صحابہ؛ لیکن جب بات ابوسفیانؓ کی آتی ہے تو وہاں صرف ابوسفیان لکھا ہوتا ہے، کیا یہ مصنفین کی غلطی ہے یا کوئی اور وجہ؟ آپؒ نے جواب میں لکھا:

یہ غلطی ہے، ان کا اسم گرامی بھی ادب و تعظیم کے ساتھ لکھنا چاہئے، اسلام سے پہلے کی گئی غلطیاں معاف ہیں۔(۳)

ایسے ہی ایک شخص نے دریافت کیا کہ بغیر مجبوری صرف آدھی آستین والی قمیص یا بنیان میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ آپؒ نے جواب دیا:

---

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/۳۴ نعیمیہ

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۰/ ۶۷ نعیمیہ دیوبند

(۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/۱۶۴ نعیمیہ دیوبند

بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔(۱)

جواب پر اضافہ

آپؒ کے فتاوی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ سائل کے حال اور عرف کے مناسب جواب سے زائد باتیں بھی اصلاح کے نقطۂ نظر سے لکھ دیتے ہیں، ایک شخص نے اولاد کی نافرمانی کی مختلف صورتیں ذکر کر کے ان کے متعلق اسلامی احکام کی وضاحت طلب کی تو آپؒ نے جواب لکھنے کے بعد آخر میں یہ بھی لکھا:

> لیکن اس میں کچھ قصور والدین کا بھی ہے، بچوں کو مغربی تعلیم و تربیت دیتے ہیں، دینی تعلیم و تربیت سے محروم رکھتے ہیں؛ نتیجۃً اولاد بڑے ہو کر مغربی عادات و اطوار کو اپناتی ہے اور سب جانتے ہیں کہ مغرب میں والدین کی خدمت کا کوئی تصور نہیں، اولاد جوان ہو کر خود سر ہو جاتی ہے اور والدین سے ان کا کوئی ربط نہیں رہتا۔(۲)

اسی طرح میراث سے متعلق مسئلہ آپؒ کے سامنے پیش کیا گیا جس میں باپ اپنی کل جائداد ایک ہی بیٹے کے نام کر گیا، تو آپؒ نے نفس جواب سے متعلق وضاحت کرنے کے بعد آخر میں بطور مشورہ لکھا:

> لیکن دوسرے وارثوں کو محروم کر کے آپ کے والد صاحب ظلم و جور کے مرتکب ہوئے، جس کی سزا وہ اپنی قبر میں بھگت رہے ہوں گے، اگر وہ لائق بیٹا اپنے والد صاحب کو اس عذاب سے بچانا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس جائداد سے دستبردار ہو جائے اور شرعی وارثوں کو ان کا حصہ دے دے۔(۳)

---

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/ ۵۷ انعیمیہ دیوبند
(۲) آپ کے مسائل الخ ۷/ ۲۰۴ نعیمیہ دیوبند
(۳) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۶/ ۳۴۹ نعیمیہ دیوبند

حسب ضرورت تفصیلی جوابات

حسب ضرورت آپؒ نے تفصیلی جوابات بھی سپرد قرطاس فرمایا ہے، چنانچہ ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا قبر اطہر کی مٹی عرش وکعبہ سے افضل ہے؟ حضرتؒ نے اس کا تفصیلی وتشفی بخش جواب دیا ہے۔(۱)

اسی طرح ایک سائل نے اپریل فول سے متعلق شرعی حکم دریافت کیا تو آپؒ نے قدرے تفصیل سے کام لیتے ہوئے عقل ونقل کی روشنی میں اس کی قباحت کو خوب واضح کیا جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔(۲)

بلکہ بعض جوابات اس قدر تفصیلی ہیں کہ اس کی حیثیت مستقل مقالہ کی ہوگئی ہے، مثلاً: مسئلہ حیات النبی ﷺ سے متعلق تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل جواب لکھا ہے۔(۳) اسی طرح ڈاڑھی سے متعلق تقریباً گیارہ صفحات پر مشتمل جواب تحریر کیا ہے۔(۴)

حوالہ جات کا اہتمام نہیں

آپؒ کی تحریروں کے براہ راست مخاطب چوں کہ عوام تھے اور عوام ہی کی رعایت میں فتاوی نویسی کا یہ زریں سلسلہ اکابر کی سرپرستی میں شروع فرمایا تھا اور عوام کو چونکہ نفس جواب سے دلچسپی ہوتی ہے؛ اس لئے آپؒ نے نفس جواب پر اکتفاء فرمایا، حوالہ اور دلائل کا التزام نہیں کیا ہے۔

شبہات کے جوابات

آپؒ نے اپنے فتاوی میں بہت سے شبہات کا بھی جواب دیا ہے، آپؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ قبروں پر پھول ڈالنا خلاف سنت ہے، اس پر ایک صاحب کو اعتراض ہوا اور انہوں نے اس فعل کو سنت ثابت کرنے کی بے جا کوشش کی تو ان کے

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے آپ کے مسائل الخ/۱/۶۳ نعیمیہ دیوبند
(۲) تفصیل کے لئے آپ کے مسائل الخ/۱/۴۰۰ نعیمیہ دیوبند
(۳) ملاحظہ کیجئے آپ کے مسائل الخ/۱/۵۱۴ نعیمیہ دیوبند
(۴) تفصیل کے لئے آپ کے مسائل الخ/۷/۹۲ تا ۱۰۳ نعیمیہ دیوبند

تمام شبہات کا ایک ایک کر کے جواب دیا جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، پھر آپ نے سلف وخلف کی تحریروں سے اس فعل کا بدعت ہونا واضح کیا۔(۱)

اسی طرح ایک مجلس کی تین طلاقوں کا تین ہی شمار ہونا اجماعی مسئلہ ہے تو اس پر کئے جانے والے شبہات کا بھی آپؒ نے عمدہ طور پر جواب دیا ہے۔(۲)

بعض احادیث کی تحقیق

عوام الناس ناواقفیت میں بہت کچھ کہہ گذرتے ہیں، جس کی شدت وسنگینی کا ان کو احساس نہیں ہوتا، ایک سائل نے اپنے دوست کا قول نقل کیا کہ حدیث: الحسن والحسین سید ا شباب اهل الجنة جو خطبہ جمعہ میں عموماً پڑھی جاتی ہے، کیا یہ مولویوں کی گھڑی ہوئی ہے، اور یہ کہاں تک صحیح ہے؟ آپ نے احادیث کی مختلف کتابوں سے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا:

> یہ حدیث بلاشبہ صحیح ہے، بلکہ حافظ سیوطی نے اس کو متواترات میں شمار کیا ہے۔(۳)

راہ اعتدال کی نشاندہی

جب کسی مسئلہ میں امت افراط وتفریط کی شکار ہوجائے تو اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ وہ افراط وتفریط کے درمیان خط امتیاز کھینچ کر راہ اعتدال کی رہنمائی کریں، چناں چہ یزید کا مسئلہ امت میں ایک معرکۃ الآراء مسئلہ رہا ہے، امت کا ایک گروہ حب یزید میں مبالغہ کرتے ہوئے اس کی تمام تر سیاہ کاریوں کو یکسر نظر انداز کر کے اس کو امیر المؤمنین برحق اور حضرت حسینؓ کو باغی قرار دیتا ہے، تو دوسرا طبقہ یزید کو دین وایمان سے خارج اور معلون گردانتا ہے، چناں چہ جب شہید اسلامؒ سے یزید کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپؒ نے دونوں نظریوں کی وضاحت کرنے کے بعد لکھا:

---

(۱) دیکھئے ۱/ ۳۱۷، نعیمیہ دیوبند
(۲) تفصیل کے لئے دیکھئے آپ کے مسائل اوران کا حل ۹/ ۱۸۶ تا ۲۲۰ نعیمیہ دیوبند
(۳) آپ کے مسائل الخ ۱/ ۳۴۹ نعیمیہ دیوبند

لیکن اعتدال وتوسط کا راستہ شاید ان دونوں انتہاؤں کے بیچ میں سے ہوکر گزرتا ہے، اور وہ یہ کہ یزید کی مدح سرائی سے احتراز کیا جائے اس کے مقابلہ میں حضرت حسینؓ کے موقف کو برحق سمجھا جائے ،لیکن اس کی تمام تر سیاہ کاریوں کے باوجود چوں کہ اس کا خاتمہ بر کفر کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں ہے،اس لئے اس کے کفر میں توقف کیا جائے اور اس کا نام لے کر لعنت سے اجتناب کیا جائے ، جمہور اہل سنت اور اکابر دیوبند کا یہی مسلک ہے اور یہی سلامتی کی راہ ہے۔(۱)

اسی طرح حضور اقدس ﷺ کے نور و بشر کا مسئلہ ہے،جس کے اندر میانہ روی اپناتے ہوئے آپ تحریر کرتے ہیں:

جس طرح آپ ﷺ اپنی نوع کے اعتبار سے بشر ہیں اسی طرح آپ ﷺ صفت ہدایت کے لحاظ سے ساری انسانیت کے لئے مینارۂ نور ہیں ، یہی نور ہے جس کی روشنی میں انسانیت کو خدا تعالی کا راستہ مل سکتا ہے ، اور جس کی روشنی ابدتک درخشندہ وتابندہ رہے گی ، لہذا میرے عقیدے میں آپ بیک وقت نور بھی ہیں اور بشر بھی ۔(۲)

جدید مسائل کا حل

ایک فقیہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس کے زمانے میں جو مسئلہ پیدا ہو اس کا شرعی حکم بیان کرے اور قرآن وسنت کو سامنے رکھ کر اس کا حکم معلوم کرے؛ اس لئے ہر دور کے فقہی سرمایہ میں عصری مسائل کا حل پیش کیا جاتا رہا ہے، زیر تبصرہ کتاب میں جدید مسائل کا حل بھی ہمیں ملتا ہے، مثلا: اعضاء کی پیوندکاری، انسانی خون کا کسی دوسرے انسان کے جسم میں

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/۷۱ النعیمیہ دیوبند
(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱/۸۹ نعیمیہ دیوبند

چڑھانا (۱) نیز سائنسی تحقیق کے لئے لاشوں کی چیر پھاڑ (۲) اسی طرح حصص کی خرید و فروخت اور قسطوں پر اشیاء کی خریدی نیز انشورنس سے متعلق مسائل کے جوابات ۔ (۳)

جدید نسخہ

اس مجموعہ فتاوی کی جب پہلی دفعہ اشاعت عمل میں آئی تو اس وقت صرف یہ پیش نظر تھا کہ یہ علمی ذخیرہ جو اتنے اخبارات و رسائل میں بکھرا ہوا ہے اسے مرتب کر کے شائع کر دیا جائے، مزید تحقیق بعد میں ہوتی رہے گی، چناں چہ جب آپؒ کے سارے فتاوی جمع ہو گئے تو تخریج کی ضرورت محسوس کی گئی تو آپؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا یحیی صاحب لدھیانوی نے حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلال پوری شہیدؒ سے یہ درخواست کی کہ آپ ان فتاوی کی تخریج، تحقیق اور تعلیق کے کام کی سرپرستی قبول فرمائیں، چناں چہ انہوں نے اس کام کی سرپرستی قبول کر لی اور پانچ رکنی مفتیان کرام کی کمیٹی تشکیل دی اور انہیں تخریج کا طریقہ کار اور کام کی ترتیب سمجھائی اور نظر ثانی کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لے لی، اس طرح یہ جدید نسخہ درج ذیل امور پر مشتمل مئی ۲۰۱۱ء میں منظر عام پر آیا،

۱۔ ہر ہر جزئیہ کی تخریج کی گئی ہے۔

۲۔ ہر حوالہ میں باب، فصل اور مطلب وغیرہ کے التزام کے ساتھ ساتھ مطبع کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

۳۔ تمام مسائل پر نظر ثانی کی گئی ہے۔

۴۔ کہیں کہیں جواب میں غیر مفتی بہ قول اختیار کیا گیا تھا، اسے تبدیل کر کے جواب مفتی بہ قول کے مطابق کر دیا گیا ہے، جس کی تفصیل حاشیہ میں ذکر کر دی گئی ہے۔

---

(۱) تفصیل کے لئے ۹/۱۶۷ تا ۱۷۷ نعیمیہ دیوبند

(۲) دیکھئے ۴/۲۷۶ نعیمیہ

(۳) دیکھئے آپ کے مسائل اور ان کا حل ۶/۸۳، ۱۴۶، ۲۵۵ نعیمیہ دیوبند

۵۔ بہت سے وہ مسائل جو شائع شدہ جلدوں کے بعد اخبارات میں شائع ہوئے تھے موضوع کے لحاظ سے ان کا بھی اضافہ کیا گیا ہے، جن کی ایک کثیر تعداد ہے۔

۶۔ بعض جلدوں میں مسائل اپنے موضوع کے اعتبار سے متعلقہ جگہ پر نہیں تھے، انہیں متعلقہ موضوع کے تحت کیا گیا ہے، اس طرح کئی جلدیں خصوصاً جلد دوم ہفتم اور ہشتم کی ترتیب خاصی بدل گئی ہے۔

۷۔ پہلے مسائل کی دس جلدیں تھیں اب بڑے سائز کی وجہ سے یہ مجموعہ آٹھ جلدوں میں تیار ہوا ہے(۱)

(۱) اختصار از پیش لفظ آپ کے مسائل اور ان کا حل جدید ایڈیشن ۱/۱۰، ۱۱ مکتبہ لدھانوی کراچی ۲۰۱۱ء ڈیجٹیل لائبریری

مجموعہ فتاوی عبدالحیؒ

مولوی سید اسعد اللہ غوری قاسمی

مجموعہ فتاوی عبدالحی درحقیقت خلاصۃ الفتاوی کی نئی شکل ہے، ابتداء میں مولانا عبدالحیؒ کے فتاوی کا مجموعہ خلاصۃ الفتاوی کے نام سے تین جلدوں میں شائع کیا گیا تھا؛ لیکن اس میں اکثر استفتاء اوراس کے جوابات عربی وفارسی زبان میں تھے جوسائل کی رعایت میں دیئے گئے تھے، لیکن اردوداں طبقہ کے لئے اس سے استفادہ دشوار تھا؛ اس لئے حضرت مولانا مفتی برکت اللہ صاحب فرنگی محلیؒ نے اس پر کام کیا اور عربی وفارسی فتاوی کو عام فہم اردو کے قالب میں ڈھالا اور خلاصۃ الفتاوی کی تینوں حصوں کے مختلف ومنتشر مسائل کو فقہی ابواب کے تحت یکجا کر کے مرتب ومدون فرمایا، اس طرح اس کی افادیت میں چار چاند لگ گئے، البتہ فتاوی کی اجمالی فہرست نہیں بنائی گئی تھی، نہ ہی سوالات پر عنوانات قائم کئے گئے تھے؛ صرف متعلقہ مسائل کو باب وار جمع کر دیا گیا تھا، اسی طرح ایک ہی مسئلہ میں صاحب فتاوی کی جو دومختلف رائیں تھیں ان کی وضاحت بھی نہیں کی گئی تھی، مثلاً: انگوٹھا چومنے کا مسئلہ، (۱) بہرحال مذکورہ بالا کام کے بعد جب مرتب نے اس کو شائع کیا تو اس کا نام مجموعہ فتاوی عبدالحی رکھا، یہ بھی سابق کی طرح تین جلدوں پر مشتمل ہے، پھر مولانا وصی علی ملیح آبادیؒ نے ان تینوں جلدوں کی صرف از سرنو مکمل فہرست مرتب فرمائی؛ لیکن مسائل پر عنوانات نہیں لگائے اور نہ اختلاف رائے پر کوئی نوٹ لکھا؛ اس لئے فتاوی پر مزید کام کی ضرورت محسوس ہورہی تھی۔

اللہ جزائے خیر دے مولانا مفتی خورشید عالم صاحبؒ کو کہ انہوں نے اپنے محسبین

(۱) فتاوی عبدالحیؒ ۱۰/۱۸۹ اور ۲/۲۲۶

کے اصرار پر از سرِ نو خلاصۃ الفتاوی پر کام کیا، اس میں موجود عربی و فارسی فتاوی کا ترجمہ آسان وسلیس اردو میں کیا، پھر صرف ایک ہی جلد میں تمام مسائل کا احاطہ کرلیا اور تقریباً نوسو سوالات پر عنوانات قائم کئے، اسی طرح ایک اہم کام یہ بھی کیا کہ بعض ان فتاوی کو جو جمہور فقہاء سے منفرد وعلحدہ تھے ان کو نقل کرنے کے بعد نوٹ لکھ دیا؛ تاکہ جمہور علماء کا فتوی بھی عوام کو معلوم ہو جائے اور اس مجموعہ کو ''مجموعہ فتاوی عبدالحیؒ اردو کامل مبوب'' کے نام سے موسوم کیا۔ میرے سامنے مولانا برکت اللہ صاحب فرنگی محلیؒ والا نسخہ ہے، اور اسی کا تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

صاحب فتاوی

ابوالحسنات حضرت مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی لکھنویؒ المتوفی ۱۳۰۴ھ کا شمار برصغیر کے چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے، آپ علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، اللہ تعالی نے آپ کو علم دین کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا، آپ بیشتر علوم میں یدطولی رکھتے تھے، نحو، صرف، منطق، حکمت، فلسفہ، مناظرہ اور تاریخ سے آگے بڑھ کر آپ نے حدیث وفقہ کی جو خدمت کی ہے، اہل علم اس کو بھلا نہ سکیں گے، آپ بیک وقت علم وحکمت کے امام، مناظر، مؤرخ اور مایہ ناز فقیہ تھے، آپ نے مختلف فنون میں اپنے قلم کی جولانیاں دکھائی ہیں، خصوصاً فقہ آپؒ کا خصوصی فن تھا، اسی میں زندگی کے بیش بہا ایام صرف کر دئے اور ایسے نادر ونایاب ذخائر جمع کر دئے جن کو کسی زمانہ میں فراموش ونظر انداز نہیں کیا جاسکتا، آپ نہایت وسیع النظر اور وسیع المطالعہ عالم تھے، جس کا اندازہ آپ کے ''مجموعہ فتاوی عبدالحیؒ'' سے لگایا جاسکتا ہے، جس کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

اختصار کا لحاظ

بہتر فتوی اسے کہا جاتا ہے جو مختصر؛ لیکن جامع ہو اور مستفتی کے لئے تشفی بخش ہو، آپؒ کے فتاوی مختصر ضرور ہیں، لیکن مقصود کی وضاحت اور جامعیت کے لحاظ سے اپنی مثال آپ

ہیں، البتہ جابجا حسب ضرورت تفصیل سے بھی کام لیا ہے، جیسا کہ **استوی علی العرش** کے متعلق تفصیلی گفتگو فرمائی ہے۔(۱)

سائل کی زبان کی رعایت

سائل کی زبان کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے، سائل جس زبان میں سوال کیا مثلا: عربی، فارسی اردو، آپؒ نے اسی زبان میں اس کا جواب دیا؛ تاکہ معنوی مطابقت کے ساتھ ظاہر کے لحاظ سے بھی مطابقت ہوجائے ۔

دلائل کا اہتمام

دلائل کا ذکر بھی جوابات میں کیا گیا ہے اور دلائل کے درمیان فرق مراتب کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے، سب سے پہلے کتاب اللہ، پھر سنت رسول اللہ اس کے بعد فقہاء امت کی عبارات کو نقل کیا گیا ہے، کسی مسئلہ کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا ہے، نہایت دلچسپ اور سہل انداز میں مکمل و مدلل بحث کی گئی ہے، جس کا صحیح اندازہ مطالعہ سے ہی ہوگا۔

دلائل میں نصوص کا اہتمام

جواب دیتے وقت نصوص کے ذکر کرنے کا اہتمام بھی ہے، اس لئے جوابات عام طور پر نصوص سے مدلل ہیں، مثلا: ایک استفتاء کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

> مسائل شرعیہ کے نکالنے میں کوشش کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں اور اجتہاد سرور انبیاءؑ علیہ التحیۃ والثناء نے پسند فرمایا ہے، بخاریؒ نے روایت کی ہے:
>
> **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من اجتهد وأصاب فله أجران ومن اجتهد وأخطأ فله أجر واحد**
>
> یعنی حضور ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے اجتہاد کیا اور صحیح کیا، اس کے لئے دو اجر ہیں اور جس نے اجتہاد کیا اور غلط کیا، اس کے لئے ایک

---

(۱) دیکھئے فتاوی عبدالحیؒ ۱/۳۹

اجر ہے۔(۱)

اور آگے اسی صفحہ میں تقلید کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں:

اور تقلید کہتے ہیں: اقوال وافعال میں اپنے غیر کی پیروی کرنے کو اور یہ ایسا امر ہے جس کا حکم خدا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی دیا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اپنے میں (یعنی مسلمانوں میں) سے صاحب حکم کی۔(۲)

اور ایک جگہ مسجد توڑنے والے شخص کے متعلق حکم شرعی دریافت کیا گیا تو اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

اللہ تعالی فرماتا ہے: **ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا اولئک ماکان لھم أن یدخلوھا الا خائفین لھم فی الدنیا خزئ ولھم فی الأخرۃ عذاب عظیم**

اور کون شخص اس سے زائد ظالم ہے جو خدا کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے روکے اور مسجدوں کو خراب کرنے کی کوشش کرے، ایسوں کو نہیں پہونچتا کہ بیٹھیں ان میں مگر ڈرتے ہوئے، انہیں کے لئے دنیا میں خواری اور عقبی میں عذاب عظیم ہے۔

اعتدال وتوازن

فتاوی میں اعتدال وتوازن بھی پایا جاتا ہے، جہاں گنجائش ہے، اس میں شدت نہیں برتی گئی ہے، بلکہ دونوں جانب کی وضاحت کر کے اپنا رجحان کسی ایک جانب واضح کر دیا گیا

(۱) فتاوی عبدالحیؒ ۱/۸٦

(۲) فتاوی عبدالحیؒ ۱/۸٦

ہے، مثلاً یزید پر لعن طعن کرنے کے سلسلہ میں ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

سب سے اچھا مسلک یہ ہے کہ اس شقی کو ترحم ومغفرت سے یاد نہ کرے اور لعنت جو کافروں کے لئے مخصوص ہے، اس سے بھی اپنی زبان کو آلودہ نہ کرے: کیوں کہ باوجود کفر کے شیطان پر بھی لعنت نہ کرنا برا نہیں ہے۔ صاحب قصیدہ امالیہ فرماتے ہیں:

ولم يلعن يزيدا بعد موته سوى المكثار في الاعزاء غال

یزید پر مرنے کے بعد تعزیت میں زیادتی اور عفو کرنے والے کے سوا کوئی لعنت نہیں کرتا ہے۔(۱)

ایک اور سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

مسلمان دھوبی کے گھر کا پکا ہوا کھانا کھانے میں بشرطیکہ وہ طاہر ہاتھوں سے پکایا گیا ہو، شرعاً کوئی وجہ ناجوازی اور ممانعت کی معلوم نہیں ہوتی، مگر چوں کہ دھوبیوں کے یہاں ہر قسم کے کپڑے دھونے کو آتے ہیں اور دھوبیوں کی عورتیں ان کو اکثر چھوتی اور دھوتی رہتی ہیں، اور انہیں ہاتھوں سے کھانا بھی پکاتی ہیں...... غایت یہ کہ وقوع شک سے کراہت کا حکم دیا جائے گا اور عموماً دھوبیوں کے گھر کا پکا ہوا کھانا مکروہ ٹھہرے گا۔(۲)

کفر کا حکم لگانے میں احتیاط

اگر کسی کے کلام میں کفر کے علاوہ دوسرے صحیح معنی بھی تلاش کیا جا سکتا ہو تو وہاں وہی معنی مراد لے کر کفر کا حکم لگانے میں احتیاط سے کام لیا جائے؛ لیکن آج کے دور میں بعض مکاتب فکر کے علماء کی بے اعتدالی اور شدت پسندی کی وجہ سے تکفیر نے ایک فتنہ کی صورت

(۱) فتاوی عبدالحی ۱/۹۷

(۲) فتاوی عبدالحیؒ ۱/۱۴۰

اختیار کر لی ہے؛ البتہ اس کتاب کے درج فتاوی میں حد درجہ احتیاط سے کام لیا گیا ہے، چناں چہ رافضیوں کے کفر کے متعلق ایک سوال کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

> یہ مسئلہ اختلافی ہے، تحقیق یہ ہے کہ جو لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو حضرت ابو بکرؓ پر فضیلت دیں تو وہ بدعتی ہیں، کافر نہیں ہیں اور جو لوگ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے منکر ہوں یا ان کو خلافت کا مستحق نہ جانتے ہوں یا شیخین کو گالی دینے کو حلال جانتے ہوں انہیں اکثر فقہاء نے کافر کہا ہے۔(۱)

ایک اور سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> اگر ضلال اور بدعت، کفر وانکارِ ضروریات دین تک نہ پہونچے ہوں تو نجات کی امید رکھنا چاہئے۔(۲)

درجہ احادیث کی تعیین

صاحب فتاوی چوں کہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ محدث بھی ہیں؛ اس لئے آپ کی نظر احادیث کے باب میں بھی بڑی وسیع تھی، جب آپ سے کسی حدیث کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ اس کے درجہ کو بھی بیان فرما دیتے تھے، اگر وہ موضوع ہوتی تو اس کی بھی وضاحت فرما دیتے، الغنا اشد من الزنا ء کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ تو آپ نے تحریر فرمایا:

> حدیث موضوع ہے، کسی حدیث کی کتاب میں اس کا نشان نہیں ہے۔(۳)

اور ایک جگہ **من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر** والی حدیث کے متعلق سوال کیا گیا تو جواب میں تحریر فرمایا:

---

(۱) فتاوی عبدالحی ۱/۹۲
(۲) فتاوی عبدالحیؒ ۱/۹۳
(۳) فتاوی عبدالحیؒ ۱/۱۳۶

صحیح ہے؛ لیکن تشدید پر محمول ہے۔(۱)

ایک مرتبہ **کل دخان حرام ومن أ کل من البنج لقمة فکا نما زنی بامه** کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ حدیث ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا:

> معتبر کتابوں میں یہ حدیث نظر سے نہیں گذری اور فقط کسی شخص کے حدیث لکھ دینے کا اعتبار نہ کرنا چاہئے؛ بلکہ محدث کے قول پر یقین رکھنا چاہئے، کیوں کہ وہ حدیث کو سند سے بیان کرتے ہیں۔(۲)

شرک وبدعات کی تردید

فتاوی میں بدعات ومشرکانہ افعال کی نفی پر بھی زور دیا گیا ہے، غوث اعظم کے متعلق بعض جاہلوں کا خیال ہے کہ وہ ہر نداء کو سنتے ہیں، اس تعلق سے آپ سے سوال کیا گیا تو آپؒ نے یہ لکھا:

> یہ عقیدہ خلاف عقائد اہل اسلام ہے؛ بلکہ منجر الی الشرک ہے، ہر شخص کی نداء کو ہر جگہ سے ہر وقت سننا پروردگار عالم کے ساتھ خاص ہے، کسی مخلوق میں یہ صفت نہیں ہے۔(۳)

اسی طرح یہ خیال کہ اولیاء اللہ بیداری میں اس چشم ظاہری سے بلا تاویل اس دنیا میں خدا کو دیکھتے ہیں، اس سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> صورت مرقومہ میں با تفاق اہل سنت والجماعۃ نہیں دیکھتے ہیں اور دیکھنے کا دعوی کرنے والا جھوٹا ہے......الخ(۴)

اختلاف کا ذکر

صاحب الفتاوی چوں کہ وسیع المطالعہ ہیں، اختلاف ائمہ پر ان کی گہری نظر ہے، اس

(۱) افتاء عبد الحی ۱/ ۱۳۶
(۲) فتاوی عبد الحیؒ ۱/ ۱۳۷، ۱۳۸
(۳) فتاوی عبد الحی ۱/۳۷
(۴) فتاوی عبد الحیؒ ۱/ ۶۱

لئے استفتاء کا جواب لکھنے کے دوران آپ کے نوک قلم پر بے ساختہ علماء کے اختلاف کا ذکر بھی آ جاتا ہے، مثلاً تشہد میں رفع سبابہ کے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں آپؒ تحریر فرماتے ہیں:

> بعضوں نے اس کو مکروہ لکھا ہے، جیسے صاحب منیۃ المفتی اور بعضوں نے حرام، جس کی تصریح خلاصہ کیدانی میں موجود ہے اور بعض نے مستحب مانا ہے، جیسے رمز الحقائق میں تحفہ سے منقول ہے، بعض نے لکھا ہے کہ عدم اشارہ مختار ہے، جیسا کہ عالمگیریہ میں خلاصہ سے نقل کیا گیا ہے اور ان میں سے ایک بھی تحقیق کی راہ میں نہیں گیا ہے؛ لیکن صحیح یہ ہے کہ سنت ہے، صحیح احادیث سے ثابت ہے، امام محمدؒ نے موطا میں لکھا ہے کہ یہی قول میرا اور امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور صحابہ اور علماء سلف اور ائمہ اربعہ سے کوئی اختلاف اس باب میں نہیں پایا گیا ہے۔(۱)

اسی طرح حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں سوال کیا گیا تو اختلاف علماء کو نقل کر کے راجح قول کی نشاندہی فرمائی، اسی طرح جب یہ سوال کیا گیا کہ مکہ سے مدینہ افضل ہے یا مدینہ سے مکہ؟ تو تفصیلی جواب لکھنے کے ساتھ اس میں بھی علماء کے اختلاف کا ذکر کیا ہے۔

تفردات

جن حضرات کا علمی مستوی عام علماء سے بلند ہوتا ہے، تو ان کے کچھ نہ کچھ تفردات ضرور ہوتے ہیں، یہ ان کا عیب نہیں ہے؛ بلکہ ان کے تقوی و دیانت کی بات ہے کہ انہوں نے جس موقف کو اپنی تحقیق کی روشنی میں حق جانا اس کے اظہار کرنے میں کسی کی پرواہ نہیں کی، اس طرح کی مثالیں سلف و خلف میں بکثرت پائی جاتی ہیں، البتہ امت کا سواد اعظم اس طرح کے تفردات سے صرف نظر کرتا ہوا آیا ہے اور کتاب و سنت سے ہم آہنگ موقف کو اختیار کیا ہے،

(۱) فتاوی عبدالحیؒ ۱/۱۹۳

مولانا عبدالحیؒ فرنگی محلی بھی انہی جلیل القدر علماء میں سے ہیں جن کی بعض تحقیق جمہور علماء دیوبند کے خلاف ہے، مثلاً انہوں نے ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کو مستحب و مستحسن ثابت کیا ہے۔(۱) جب کہ عام علماء دیوبند نے اس کا انکار کیا ہے؛ چناں چہ حضرت رشید احمد گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں:

> مجلس میلاد اور قیام عند ذکر ولادت کا کہیں اثر زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وزمانہ تابعین وصحابہ سے معلوم نہیں ہوتا، یہ عمل بعد ۶۰۰/ برس کے مخترع ہوا ہے اور کتب حدیث وفقہ سے ثابت نہیں ہوتا کہ بوقت ذکر ولادت قیام مسنون ومستحب ہو، پس ایسے امر پر اہتمام کرنا اور ضروری جاننا محض بدعت ہے۔(۲)

اسی طرح انہوں نے مجلس میلاد کو مستحب و مستحسن ثابت کیا۔(۳) جب کہ عام علماء دیوبند نے اس کا بھی انکار کیا ہے، چناں چہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں:

> قیام مروجہ میلاد بدعت ہے، مکروہ ہے، نہ فرض نہ واجب نہ سنت نہ مستحب، اس کی کہیں اصل نہیں، اختراع جہلاء ہے۔(۴)

اسی طرح ایک جگہ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ہندوستان دار الحرب نہیں ہے؛ بلکہ دارالاسلام ہے اور دلائل سے اس کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، جب کہ علماء دیوبند اس کے دارالحرب ہونے کے قائل ہیں، چناں چہ مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

> اب ہندوستان کے دار الحرب ہونے کی رائے قوی اور راجح ہے اور اسی پر فتوی ہے۔(۵)

---

(۱) مجموعہ فتاوی عبدالحی ۲/۲۸۳، ۲۹۴
(۲) باقیات فتاوی رشیدیہ ص: ۷۸
(۳) فتاوی عبدالحی ۲/۱۶۵
(۴) باقیات فتاوی رشیدیہ ص: ۷۷
(۵) کفایت المفتی ۱/۳۶

فتاوی قاضی

مولوی محمد الیاس قاسمی

فقہ وفتاوی کی دنیا میں حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ (سابق امیر شریعت بہار واڑیسہ وجھارکھنڈ وسابق صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کا نام ایک ممتاز مقام کا حامل ہے۔ برصغیر ہندو پاک وبنگلہ دیش کے موقر ومحبوب علماء میں ان کا شمار تھا اور ملک وبیرون ملک ان کی علمی بصیرت اور دقت نظر کا اعتراف کیا جاتا تھا، وہ حالات زمانہ پر گہری نظر رکھتے تھے، وسیع النظری کے ساتھ مسائل کو سوچتے تھے، وہ بار بار کہا کرتے تھے کہ احکام شرعیہ میں جمود کا مزاج نہیں ہونا چاہئے، ان کے یہاں وسعت نظری ملتی ہے اور شریعت کے اصول ومقاصد (جو فقہاء کرام نے مقرر کئے ہیں) کو سامنے رکھ کر رائے قائم کرتے تھے؛ اس لئے بعض مسائل وفتاوی میں ان سے اختلاف رائے ممکن ہے؛ لیکن ان کی آراء کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، جو کچھ وہ کہتے تھے اس کے دلائل بھی ان کے پاس ہوتے تھے اور سلف صالحین کی آراء کے دائرہ میں رہ کر اپنی رائے پیش فرماتے تھے، فقہ واجتہاد کے لئے جس خاص فہم وفراست کی ضرورت ہوتی ہے ان سے بات کرنے والے ہر پڑھے لکھے کو محسوس ہوتا تھا کہ علم وفضل اور فقہ وشریعت کا ایک بحر بے کراں اس سے مخاطب ہے، وہ جس سرعت کے ساتھ کسی مسئلہ کی تہ تک پہونچ جاتے تھے دوسروں کی وہاں تک رسائی بہت کم ہو پاتی تھی، جدید وقدیم اور مخالف وموافق دونوں طبقوں کے شکوک وشبہات کو زبان کی حلاوت، فکر کے بانکپن، ذہانت کی گود میں پلی ہوئی سوچ اور عالمانہ فراست کے ذریعے یکسر زائل کردینے کی ان میں خداداد صلاحیت تھی، خصوصاً علم فقہ اور قضاء وافتاء کیلئے خدائے علیم نے خاص طور پر غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا

تھا، ایسا لگتا تھا کہ وہ اسی کام کے لئے پیدا ہوئے تھے، ان کو اس باب میں جو مہارت وبصیرت تھی ان کی شہرت جب اندرون ملک سے بیرون ملک پہونچی اور عالم عرب وعالم اسلام کے علماء ہی نہیں وہاں کے قانون دانوں کی ان کی ہمہ گیر فقہی بصیرت کا علم ہوا تو سبھوں نے ان کا لوہا مانا، چنانچہ عالم عرب کے علاوہ دیگر مغربی اور افریقی مما لک میں انہیں فقہی اور علمی سمیناروں میں دعوت دی گئی، وہاں کے متعدد فقہی وعلمی اداروں کے ممبر وسر پرست منتخب ہوئے، ہر جگہ نہ صرف ان کی پذیرائی ہوئی؛ بلکہ فقہ وقضاء واجتہاد میں ان کی انفرادیت کا ماہرین فن اور مفکرین ملت نے کھل کر اعتراف کیا، کویت، سعودی عرب اور مصر کے ارباب علم ودانش نے تو بطور خاص انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا، انہی ستودہ صفات کے فتاوی کا مجموعہ ''فتاوی قاضی'' سے مشہور ہے، ذیل میں اسی کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

ترتیب کا پس منظر

فتاوی قاضی حضرت قاضی مجاہد الاسلام صاحب کے ان بکھرے ہوئے موتیوں کا مجموعہ ہے جو تلاش وجستجو کے بعد مرتب کیا گیا ہے، مرتب فتاوی مولانا امتیاز احمد قاسمی تحریر فرماتے ہیں:

> میں نے حضرت قاضی صاحب سے درخواست کی کہ میں آپ کے فتاوی کو ترتیب دینا چاہتا ہوں، ان کی خوردنوازی تھی کہ انہوں نے مجھے اس کی اجازت عنایت فرمائی، چنانچہ دارالافتاء امارت شرعیہ سے رجسٹر منگوایا گیا، جو بہت بوسیدہ ہو چکا تھا، میں نے بڑی احتیاط کے ساتھ اس میں سے حضرت قاضی صاحب کے فتاوی کا زیراکس کرایا، پھر اسے حضرت قاضی صاحب کو دکھایا، آپ نے ان میں سے اہم اور نئے موضوعات پر مشتمل فتاوی کو اس میں شامل کرنے کیلئے صحیح کا نشان لگایا اور بعض کو چھوڑ دیا، یہ وہ فتاوی ہیں جو مجھے دستیاب ہو سکے، ورنہ

ان کے علاوہ بھی آپ کے بہت سے فتاوی تھے جو یا تو محفوظ نہیں رہ سکے یا تلاش بسیار کے باوجود اس وقت دستیاب نہیں ہو سکے، اس کی دو وجہ ہیں: ایک تو یہ کہ شروع سے آپ کے فتاوی کو محفوظ رکھنے کا اہتمام نہیں کیا جا سکا، دوسرا یہ کہ آپ منصب قضاء پر فائز رہنے کی وجہ سے فتوی پر اپنا دستخط کرنے میں احتیاط برتتے تھے، اس سلسلہ میں میں نے حضرت قاضی صاحب سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس وقت دارالافتاء میں کوئی متعین مفتی نہیں تھا؛ اس لئے بعض اوقات املا کرادیا کرتا تھا؛ لیکن اپنا دستخط نہیں کرتا تھا، ظاہر ہے کہ اب ان فتووں کی شناخت دشوار ہے، اس کے علاوہ ''افکار ملی'' میں بھی مسلسل ایک سال تک نئے مسائل پر آپ کے فتاوی سوال وجواب کی شکل میں شائع ہوتے رہے، افسوس کہ اس کا ریکارڈ محفوظ نہیں رہا اور تلاش کے باوجود نہیں مل سکا؛ اس لئے وہ بھی اس مجموعہ میں شامل نہیں ہو سکے، الغرض بڑی کاوشوں کے بعد حضرت قاضی صاحب کا یہ علمی ورثہ تقریباً ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے جو مبوب ومفہرس ہے، حوالہ جات سے مزین نیز بعض لمبی عربی عبارتوں کے ترجمے حاشیہ میں کئے گئے ہیں۔(۱)

خصوصیات فتاوی قاضی

قاضی صاحب کے فتاوی پر غور کرنے سے بہت ساری خصوصیات نکھر کر سامنے آتی ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) فتاوی قاضی ص۵۳، ۵۴

مستفتی کی مراد کی تعیین

اگر مستفتی کم علمی کی وجہ سے مقصد سوال واضح نہیں کر پاتا تو قاضی صاحب پورے سوال کو بغور پڑھ کر پہلے مقصد سوال متعین فرماتے اور اپنے جواب میں اس کی وضاحت کر کے یہ فرماتے کہ اگر مستفتی کا مقصد وہی ہے جو میں نے سمجھا تو اس کا جواب یہ ہے، جیسا کہ آپ کے پاس مضاربت کا ایک سوال آیا، مقصد سوال مستفتی کے سوال سے پورے طور پر واضح نہیں تھا، تو اس کا جواب آپ نے یوں تحریر فرمایا:

> آپ کے سوال کی عبارت سے ہم ایسا سمجھتے ہیں کہ ڈیٹا بیس کمپیوٹر سسٹمس نامی فرم قائم کرتے وقت آپ کے اور عبدالاحد صاحب کے درمیان طے پایا الخ (۱)

ترہیب وترغیب کا ذکر

آپ کے فتاوی کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ اس بات کی کوشش فرماتے کہ حکم شرعی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ترہیبی وترغیبی جملے بھی لکھدی جائیں ؛ تاکہ مستفتی کو عمل کرنے میں آسانی ہو، نیز بعض صورتیں جائز؛ لیکن خلاف احتیاط ہوتو احتیاطی پہلو کی جانب بھی متوجہ فرماتے ؛ چنانچہ مستفتی نے سوال کیا کہ میرے مادۂ تولید کے اندر اولاد پیدا کرنے والے جراثیم نہ ہونے کے سبب ڈاکٹروں کا مشورہ ہے کہ اولاد کے لئے بازار سے مادۂ تولید خرید کر اسے اپنی بیوی کے رحم میں ڈالنا قبول کرلوں، کیا اس طرح اولاد پیدا کرنا درست ہوگا؟ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> اللہ تعالی نے اولاد کی نعمت حاصل کرنے کے لئے نکاح کا پاکیزہ طریقہ بتایا ہے؛ تاکہ میاں بیوی کے ملاپ سے بچے جنم لیں، یہی جائز طریقہ ہے اور شریعت اسلامی کا منشا ہے، بازار سے اجنبی مرد کا مادۂ تولید خرید کر اپنی بیوی کے رحم میں ڈالنا اور اس طرح سے بچہ

---

(۱) ملاحظہ ہو فتاوی قاضی ص: ۱۰۵، ۱۰۷

پیدا کرنا شرعا حرام ہے، غیرت ایمانی کے خلاف اور بدکاری کے مترادف ہے؛ اس لئے آپ کیلئے ایسا کرنا حرام اور باعث گناہ ہوگا، آپ اچھے اور ماہر اطباء وڈاکٹرس سے علاج کرائیں۔(۱)

متبادل کی نشاندہی

آپ کے فتاوی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اگر مسئلہ جائز وناجائز کا ہوتا تو آپ صرف اتنی بات پر اکتفا نہیں فرماتے کہ یہ ناجائز اور ممنوع ہے؛ بلکہ کچھ اس طرح کے ترغیبی جملے بھی تحریر فرماتے جن کی وجہ سے مستفتی کے لئے عمل ممنوع سے باز رہنے اور رک جانے میں کافی سہولت ہوتی اور فتوی کے مطابق عمل کرنے میں آسانی ہوتی، ایک شخص نے استفتاء بھیجا کہ میں نے چوری کی ہوئی رقم کے نفع سے ایک دو کر کے سات دوکانیں بنالی ہیں، اب میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اس کی تلافی ہوجائے، خوف خدا دامن گیر ہے، میری رہنمائی فرمائیں، قاضی صاحب اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

آپ میرا خط ملتے ہی پہلے یہ تخمینہ کریں کہ بنیادی رقم جو مالک کے یہاں سے لی گئی وہ کتنی تھی پھر اتنی رقم کا ڈرافٹ یک مشت یا متعدد اقساط میں بلا اظہار نام مالک کے اکاؤنٹ میں جمع کرادی جائے، اس طرح اصل واجب رقم سے بری الذمہ ہوجائیں گے، دوسرا مسئلہ اس کے نفع کا ہے، جو آمدنی سے کمایا گیا ہے تو اگرچہ امام ابو یوسف ضمان اور اصل مال کی ادائیگی کے بعد اس نفع کو جائز قرار دیتے ہیں؛ لیکن امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد کی رائے یہ ہے کہ یہ نفع ایک ذریعہ حرام وخبیث سے پیدا ہوا ہے؛ اس لئے یہ پاک نہیں ہوسکتا اور اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے؛ اس لئے چاہئے کہ اب تک جتنا نفع کما چکے ہیں، اس کا تخمینہ کرلیں کہ

---

(۱) فتاوی قاضی:۲۲۹

اتنی رقم آہستہ آہستہ صدقہ کردیں گے، پھر ماہوار ایک قسط اپنے اوپر ادائیگی لازم کرلیں اور پابندی کے ساتھ صدقہ کرتے رہیں، یہ صدقہ بہ نیت ثواب نہ ہوگا؛ بلکہ اپنے کو پاک کرنے کی نیت سے ہوگا، انشاء اللہ امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی فضل فرمائے گا اور جو دوکان ومکان اور دوسری املاک حاصل کی گئی ہیں وہ حلال ہوجائیں گی۔(١)

تفردات سے اجتناب

آپ فتوی دینے میں بہت ہی محتاط تھے اور اسلاف کی رائے سے بالکلیہ الگ ہونے کو پسند نہیں فرماتے تھے، اگر کسی مسئلہ میں کسی مفتی سے رائے کا اختلاف ہوتا تو سب سے پہلے یہ معلوم کرتے کہ ہمارے اسلاف نے اس مسئلہ میں کیا فتوی دیا ہے، میری رائے اسلاف کی رائے سے مختلف ہے یا اسلاف کی رائے کے موافق ہے؟ جیسا کہ جب آپ کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ نیچے مصالح مسجد کے لئے دوکان وتہہ خانہ بنانا یا امام ومؤذن کیلئے کمرہ بنانا اور اوپر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسی مسجد شرعی ہوگی یا نہیں؟ تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا:

مسجد کی تعمیر اور بناتے وقت اگر بانیان مسجد نے یہ طے کرلیا کہ منصوبہ کے مطابق نیچے کی منزل ضروریات مسجد: بیت الخلاء، وضو خانہ، امام ومؤذن کی رہائش گاہ، یا مسجد کے انتظامی اخراجات کے لئے دوکانیں جو ذریعہ آمدنی ہوں، بنائی جائیں گی اور اوپر کی منزل پر مسجد ہوگی تو ایسا کرنا جائز ہوگا۔

اسی سوال کا جواب حضرت مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی (مفتی دار العلوم دیوبند) نے دیا، جس میں نیچے مصالح مسجد کے لئے دوکان بنا کر کرایہ پر دینے کو جائز قرار نہیں دیا، مستفتی نے دونوں جواب حضرت قاضی صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور تفصیلی جواب کا طالب ہوا

(١) فتاوی قاضی ص:١١٣

اور دونوں جواب کے تعارض سے جو پیچیدگی پیدا ہوئی اس کو دور کرنے کی درخواست کی ، حضرت قاضی صاحب نے اس کا جواب مدلل ومفصل لکھا،سب سے پہلے اکابر علماء اوراصحاب افتاء کے فتاوے نقل کئے،جن میں ابتداء نیچے دکان وغیرہ اوراوپر مسجد بنانے کو جائز قرار دیا گیا تھا،اس کے بعد تحریر فرمایا:

> جملہ حضرات اصحاب افتاء کی ان آراء کے اظہار کا مقصد صرف اتنا ہے کہ یہ حقیر اپنی رائے میں منفرد نہیں ہے؛ بلکہ اکابر علماء واصحاب افتاء حضرت مولانا عبد الحئ فرنگی محلی ، حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی،حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی اور حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری جیسے بزرگوں کا متبع ہے۔(۱)

ضرورت کے تحت قول ضعیف پرفتوی

بے شمار ایسے مسائل ہیں جن میں فقہاء متاخرین نے بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر عرف وعادت کو سامنے رکھتے ہوئے روایت غیر مشہورہ پر فتوی دیا ہے، حضرت قاضی صاحب نے بھی بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر اصول افتاء کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض اوقات روایت غیر مشہورہ پرفتوی دیا ہے اور پورے وثوق وطمانینت قلب کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار فرمایا؛ چنانچہ سید کو زکوۃ کا مال دینے کے متعلق لکھتے ہیں:

> موجودہ دور میں کسی ہاشمی کو جو فقیر ہو زکوۃ دینا میرے نزدیک جائز ہے،اس بارے میں اصل مسلک تمام ہی علماء کا یہی ہے کہ زکوۃ ہاشمی کو نہیں دی جاسکتی ؛لیکن اس ظاہر الروایۃ اور مشہور مسلک سے الگ ہوکر ایک قول امام ابو یوسف کا یہ منقول ہے کہ ہاشمی کی زکوۃ ہاشمی کو

(۱) حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام صاحب قاسمی حیات وخدمات،افکاروآثار ص:۴۸۷

دی جاسکتی ہے۔

پھر تفصیلی دلائل کی روشنی میں گفتگو کے بعد مولانا انور شاہ کشمیری اور مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کی آراء سے استناد کرتے ہوئے اپنے موقف کو مدلل کیا ہے، جو قابل دید ہے، پھر بحث کے آخر میں لکھا ہے:

لہٰذا میں پوری طمانینت قلب کے ساتھ یہ رائے رکھتا ہوں اور فتوی دیتا ہوں کہ ضرورت مند سادات کو زکوۃ شرعا دی جاسکتی ہے۔(۱)

بوقت ضرورت مذہب غیر کی جانب عدول

آپ کے فتاوی کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اگر ضرورت داعی ہو اور عام مسلم معاشرہ دشواری میں مبتلا ہو اور اس دشواری کا حل ائمہ اربعہ میں سے کسی کے قول میں موجود ہو تو ایک امام کے قول سے دوسرے امام کے قول کی طرف قواعد فقہیہ واصول کے دائرہ میں رہتے ہوئے عدول کیا گیا ہے؛ چنانچہ جنوبی افریقہ میں بیوہ عورتوں کی رہائش کے مسئلہ کے سلسلہ میں ایک تفصیلی استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

ان حالات میں اس حقیر کے نزدیک معاشرہ کو اس شدید مشقت ودشوار گذار حالات سے نکالنے کیلئے اس ابتلاء عام کی صورت میں فقہ مالکی کے مطابق فتوی دینا جائز ہوگا کہ شوہر رہائشی مکان بیوی کو اس شرط کے ساتھ دے دے کہ یہ مکان بیوی کی زندگی بھر اس کے قبضے وتصرف میں رہے گا اور وہ اس سے مستفید ہوتی رہے گی اور اس کی موت کے بعد اگر خود شوہر زندہ ہو تو وہ مکان اس کی طرف لوٹ آئے گا اور اگر وہ بیوی کی وفات سے پہلے مر جائے تو شوہر کے وارثوں میں جو اس کی وفات کے وقت موجود تھے بطور ترکہ بحساب سہام شرعی تقسیم ہو جائے گا۔(۲)

---

(۱) فتاوی قاضی ص:۸۹

(۲) فتاوی قاضی ا ص:۱۹۶

رفع اختلاف کی کوشش

جن مسائل میں ایک سے زیادہ آراء ہوں اوران میں سے کسی پہلو میں اتباع نفس کا شبہ نہ ہوتو آپ اس میں توسع اور رفع اختلاف کی صورت اختیار کرتے تھے، مثلا: نماز تہجد کے سلسلہ میں اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت فرماتے ہیں:

> غیر رمضان میں تہجد کے لئے جماعت کا اہتمام چاہے وہ شب برات ہی کیوں نہ ہو درست نہیں ہے، رمضان المبارک میں تہجد کی نماز میں جماعت کا اہتمام کیا جاسکتا ہے؛ لیکن اگر کچھ لوگ پسند نہ کریں اور وہ گھر یا مسجد میں اپنی نماز تنہا ادا کریں تو انہیں برا کہنا یا مطعون قرار دینا بہت بری بات ہے، جس مسجد میں شب برات میں جماعت تہجد ہوتی ہے تو اسے بلاشبہ روک دینا چاہئے، رمضان میں گنجائش ہے؛ اس لئے اسے روکنا مناسب نہیں؛ البتہ جو شریک نہ ہونا چاہے یا شریک نہ ہوتو کوئی حرج کی بات نہیں۔(۱)

دوسری جگہ مخلوط خطبہ دئے جانے کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں:

> غیر عربی خطبہ کے بارے میں علماء کی دورائیں ہیں: بعض علماء اسے ناجائز و نادرست کہتے ہیں، جبکہ بعض دیگر علماء اس کے جواز کے قائل ہیں اور دونوں رایوں کے پیچھے مختلف حکم ومصالح شرعی ہیں، اس مسئلہ کو بہر حال امت کے مابین اختلاف اور نفاق وشقاق کی بنیاد نہیں بنانا چاہئے، اگر حمد ونعت کے الفاظ عربی میں کہہ کر مختصر وعظ وتذکیر اردو میں کہنے کا رواج ہو (یعنی عربی واردو مخلوط خطبہ) یا خالص عربی میں خطبہ کا رواج کسی مسجد میں ہوتو اسی طرح عمل ہونے دیا جائے، اس طرح کے معاملہ کو باعث فساد امت کے درمیان نہیں بنایا جائے، ہاں خطبہ میں شعر وشاعری اور غیر ضروری وطویل تقریر

(۱) فتاویٰ قاضی ص: ۶۹، ۷۰

سے ضرور احتیاط کی جانی چاہئے۔(۱)

مخالف رائے رکھنے والوں کو اطمینان بخش جواب

آپ کے فتاوی کے خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے فتاوی کتاب وسنت، آثار صحابہ اور اقوال فقہاء کی روشنی میں مدلل ہوا کرتے ہیں؛ چنانچہ طلاق سکران کے عدم وقوع کے سلسلہ میں ایک صاحب نے یہ تحریر کیا کہ راقم اب تک تو یہی پڑھتا اور دیکھتا اور سنتا سنا تا آ رہا ہے کہ نشہ زدہ کے طلاق کے وقوع میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس پر قدماء اور متاخرین امت کا اجماع ہے؛ لیکن حضرت والا کی رائے دیکھ کر پڑھ کر کہ طلاق واقع نہیں ہوگی، خرق اجماع کا ارتکاب کرنا لازم آتا ہے، جس کی وجہ سے راقم کو سخت تشویش ہے تو آپ نے اس خط کا جواب یوں تحریر فرمایا:

> اصل سوال یہ ہے کہ یہ مسئلہ مجمع علیہ ہے یا مجتہد فیہ، اگر تمام فقہاء کے اقوال کا احصا کیا جائے تو یہ بات واضح ہوجائے گی کہ مسئلہ وقوع طلاق سکران کے مجتہد فیہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، خود ائمہ احناف میں امام طحاوی، امام کرخی اور ابن سلمہ جیسے جلیل القدر اصحاب کا قول بھی یہی ہے کہ سکران کی طلاق واقع نہ ہوگی، دیگر ائمہ کے یہاں بھی اس طرح کے اقوال ملتے ہیں؛ لہذا مسئلہ کے اجماعی ہونے کا دعوی اور عدم وقوع طلاق سکران کے قول کو خلاف اجماع قرار دینا خطاء فاحش وقصور مطالعہ کی دلیل ہے۔

اور آخر میں یوں رقمطراز ہیں:

> میرے عزیز! آپ پہلے شخص ہیں جس نے مجھ سے براہ راست سوال کیا، کاش کہ آپ کے طریقہ پر دوسروں نے بھی عمل کیا ہوتا اور چند لمحات کیلئے کتب حدیث وفقہ کی طرف رجوع بھی کیا ہوتا، محض ضد وعصبیت پر قائم نہیں رہتے تو ان کے لئے بھی بہتر ہوتا اور

(۱) فتاوی قاضی ص:۷۷

دین وامت کیلئے بھی۔(۱)

حالاتِ زمانہ کی رعایت

آپؒ کے فتاوی کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو مسائل مجتہد فیہ اور اختلافی ہوتے ہیں اور جن میں حالات کے تغیر کی وجہ سے احکام میں تغیر کی ضرورت پیش آتی ہے وہاں آپؒ اس نزاکت کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں، ایسے کئی فتاوی اس مجموعہ میں موجود ہیں، مثلاً: آج کل اوقاف کی بہت ساری زمینیں ضائع ہو رہی ہیں اور جو ویران اراضی ناجائز تصرف میں آتی ہیں ان کو کارآمد بنانے کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

> سوال میں مذکورہ صورتحال میں اصل قبرستان کے ہی ضائع ہوجانے کا خدشہ ہے، اس صورت میں قبرستان کی سڑک کے کنارے خالی زمین پر (جہاں نئی قبریں نہ ہوں) دکان تعمیر کرالینا پھر اس کی آمدنی اس قبرستان کے تحفظ پر اور اگر اس قبرستان میں ضرورت نہ ہو تو دوسرے ضرورت مند قبرستانوں کی احاطہ بندی وغیرہ پر اور اگر یہ مصرف موجود نہ تو مسلمان بچوں کی تعلیم پر (جو اس وقت کی بڑی اہم ضرورت ہے) صرف کرنا جائز ہے(۲)

ایک دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

> پس پنجاب وغیرہ کی صورت حال جہاں سرے سے ان قبرستانوں کے ختم ہوجانے کا خدشہ ہے، ایسے مجتہد فیہ مسائل میں کسی ایک پہلو پر ایسا اصرار جس سے دین کے مصالح مجروح ہوتے ہوں، صحیح معلوم نہیں ہوتے؛ لہذا ایسے قدیم مقابر جو عرصہ سے غیر آباد ہیں اور آئندہ بھی ان کے آباد ہونے کی توقع نہیں ہے، ان پر عمارتیں بنا کر کرایہ پر لگائی جاسکتی ہیں اور ان اراضی کو لیز پر بھی

(۱) فتاوی قاضی ص:۱۳۹،۱۴۰

(۲) فتاوی قاضی ص:۱۶۸

دیا جاسکتا ہے؛ تا کہ اصل اراضی وقف کی حیثیت میں باقی رہ سکے
اوراس سے آمدنی حاصل ہوتی رہے۔(۱)

زبان واسلوب

آپ کے فتاوی کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زبان انتہائی سلیس خواندہ وکم خواندہ ہر دوقسم کا طبقہ بسہولت سمجھ سکتا ہے، مستفتی اگر ناخواندہ ہے یا عوام الناس میں سے ہے تو اکثر جواب میں اختصار کے پہلو کو اپنایا ہے، اور اگر وہ عالم دین ہے اور طبقہ علماء میں سے ہے تو تفصیل کے ساتھ کتاب وسنت اور اقوال فقہاء سے مزین کر کے مفصل جواب دیا ہے؛ تا کہ مستفتی پوری طرح مطمئن ہو جائے ،بعض جوابات تفصیلی ہیں اور کتاب وسنت اور عبارات فقہاء کو درازنفسی کے ساتھ پیش کیا ہے، ان فتاوی کے مطالعہ سے ان کا شان تفقہ واضح ہوتا ہے اور وسعت مطالعہ اور فقہاء کے آراء سے واقفیت کا علم ہوتا ہے، اس طرح کے تفصیلی فتاوی کیلئے دیکھئے:

حرام مال سے کمایا ہوا نفع۔ (ص:۱۱۳)،کیا طلاق سکران کا وقوع اجماعی ہے ۔(ص:۱۳۷)،کیا بالغ لڑکیوں کا نفقہ والد پر واجب ہے۔(ص:۱۵۵)،قبرستان کی آمدنی کو دوسرے مصارف پرخرچ کرنا۔(ص:۱۱۱)وغیرہ۔

---

(۱) فتاوی قاضی ص:۱۷۳

فتاوی بسم اللہ

مولوی شیخ ریاض قاسمی

بیسویں صدی عیسوی کے ایک ممتاز عالم دین محقق، یگانۂ روزگار، حنفی فقیہ مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحب ہیں، فقہ وفتاوی میں آپؒ کی بصیرت کا اعتراف آپ کے ہم عصر نابغۂ روزگار شخصیات نے کیا ہے، آپؒ کو گجراتی اردو، عربی اور فارسی زبانوں پر مکمل عبور تھا، لہذا سائل جس زبان میں سوال کرتا، آپؒ ان کو اسی زبان میں جواب دیتے تھے، گجرات میں گجراتی زبان میں ہفت روزہ پرچہ بنام ''مسلم گجرات'' جاری تھا، اس میں آپؒ کے فتاوی پابندی سے شائع ہوتے تھے اور سائل کے سوالات کا جواب آپؒ گجراتی زبان میں دیا کرتے تھے، انہی فتاوی کا مجموعہ کتابی شکل میں ''مسلم گجرات فتاوی سنگرہ'' کے نام سے پانچ ضخیم جلدوں میں ۱۴۱۵ء میں شائع ہوا تھا، پھر مولانا مفتی طاہر صاحب نے فتاوی سنگرہ کا اردو ترجمہ کیا، اسی طرح رنگون میں قیام کے دوران جو فتاوی آپؒ نے تحریر فرمایا تھا، ان میں سے بھی اکثر گجراتی زبان میں تھے، ان کا ترجمہ بھی مفتی طاہر صاحب دامت برکاتہم نے کیا، اور جو فتاوی ڈابھیل میں رہتے ہوئے آپؒ نے تحریر فرمائے تھے وہ اردو زبان میں تھے۔ اس طرح تینوں جگہوں کے فتاوی کو مرتب ومبوب کر کے'' فتاوی بسم اللہ'' کے نام سے شائع کیا جارہا ہے، جس میں فتاوی کی مجموعی تعداد تقریبا ۳۵۰۰۰/ ہو جانے کی توقع ہے، لیکن ابھی اس کی کل دو جلدیں منظر عام پر آئی ہیں، انہی کا تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے:

صاحب فتاوی کا تعارف

آپؒ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں ڈابھیل میں ہوئی، آپؒ

کا پورا نام اسماعیل، والد کا نام محمد، دادا کا نام یوسف بسم اللہ ہے، عوام وخواص میں آپ ؒمفتی گجرات اور مفتی بسم اللہ سے جانے پہچانے جاتے تھے، آپ ؒ اپنے زمانہ کے مشہور فقیہ ومحدث علامہ انور شاہ کشمیری اور مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے شاگرد رشید ہیں، مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی صحبت کی برکت سے آپ ؒ میں فقہ کا خاص ذوق پیدا ہوا، تاریخ دار العلوم میں ہے کہ مدرسہ امینیہ میں رہ کر مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ سے فتاوی نویسی کی مشق کی، آپ ؒ اپنی پوری زندگی فتاوی نویسی میں گذاری، حتی کہ فتوی دیتے دیتے آپ ؒ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، گویا زندگی کے آخری لمحات تک بڑی ذمہ داری سے اپنے فرض کو ادا فرماتے رہتے، آپ ؒ کی وفات ۱۶/ شوال المکرّم ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴/ اپریل ۱۹۵۹ء میں ہوئی۔(۱)

مرتب فتاوی کا تعارف

تبویب وتخریج کا کام مفتی دبیر عالم قاسمی اور مفتی اسماعیل واڈی نے انجام دیا ہے، مفتی دبیر عالم صاحب ایک خوش مزاج اور متواضع انسان ہیں، ان کے علم میں گہرائی وگیرائی ہے، فقہ وفتاوی سے خاص لگاؤ ہے، جامعۃ القراءت کفلیۃ ، ضلع سورت، گجرات میں استاذ حدیث ہیں ؛ اور مفتی اسماعیل صاحب واڈی، صاحب فتاوی کے ہم نام ؛ بلکہ ہم مزاج بھی ہیں، انتہائی نرم خو اور خوش خصال آدمی ہیں، آپ بھی جامعۃ القراءت میں طویل عرصہ سے استاذ فقہ ہیں، ان دونوں حضرات نے فتاوی بسم اللہ کو موجودہ شکل میں لانے کے لئے بڑی عرق سے کام لیا ہے۔

ترتیب دیتے وقت ملحوظ امور

۱۔ ہر مسئلہ کی دلیل فقہ وفتاوی کی معتبر کتابوں سے نقل کر کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

۲۔ بعض سوالات میں غیر ضروری تفصیلات تھے تو ان کو مختصر کر کے منشأ سوال کو باقی رکھا ، اور بقیہ کو حذف کر دیا گیا ہے؛ البتہ جواب میں کسی قسم

(۱) تاریخ دار العلوم ۲/ ۱۳۱ نقوش بسم اللہ ۱/ ۲۹۵

کا تصرف نہیں کیا گیا ہے۔

۳۔ ہر سوال کے شروع میں مناسب عناوین قائم کئے گئے ہیں، کتاب کو معنوی حسن وخوبی کے ساتھ ظاہری لحاظ سے بھی مزین کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، اب تک فتاوی بسم اللہ کی صرف دو جلدیں منظر عام پر آئی ہیں، ترتیب کا کام ابھی جاری ہے، اللہ کرے مزید جلدیں بھی مستقبل قریب میں ہی منصۂ شہود پر آ جائیں، آمین

نام اور وجہ تسمیہ

قصبۂ ڈابھیل کی مسلم ''وہوارا'' برادری میں مختلف خاندان آباد ہیں، مثلا: گارڈی، ایکھلوایا وغیرہ، اسی میں ایک خاندان ''بسم اللہ'' بھی مشہور ومعروف ہے، بسم اللہ خاندان کی وجہ تسمیہ معتبر ذرائع سے معلوم نہ ہوسکی؛ لیکن خاندانی روایات کے مطابق اس خاندان کے بڑے بزرگ لوگ ہر قول وفعل میں ''بسم اللہ'' کہا کرتے تھے، یہی ان کا تکیہ کلام تھا، گویا دانستہ یا نادانستہ طور پر گفتگو کی ابتداء اللہ کے پاک نام سے کرنے کا معمول تھا، ممکن ہے کہ اسی وجہ سے پورے خاندان کا نام ''بسم اللہ'' پڑ گیا ہو، بسم اللہ خاندان کے لوگ نیک اور سادگی پسند ہیں، حضرت مفتی صاحب بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے، اسی بناء پر مفتی صاحبؒ کے مجموعہ فتاوی کا نام ''فتاوی بسم اللہ'' رکھا گیا ہے۔

ابواب ومسائل کی تعداد

فتاوی بسم اللہ کی دونوں جلدوں میں مجموعی طور پر کل ۱۶/ ابواب اور ۶۳۷ مسائل ہیں، کتاب کا آغاز مولانا مفتی عباس صاحب کے پیش لفظ سے ہوتا ہے پھر مفتی دبیر عالم قاسمی کا اظہار تشکر اور مولانا مفتی احمد خانپوری کا تحریر کردہ صاحب فتاوی کے مختصر حالات ہیں، اس کے بعد کتاب العقائد سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے، ابواب کی ترتیب تقریبا وہی ہے، جو کفایت المفتی کی ہے، جلد اول میں عقائد سے متعلق ۲۵۰، رسالت سے متعلق ۴۵، علم غیب سے متعلق ۶۳، درود وسلام سے متعلق ۱۲، اور انبیاء سے متعلق ۱۲/ فتاوی ہیں۔ اور جلد ثانی میں قرآنیات

سے متعلق ۱۰۰، حدیث سے متعلق ۲۶،تصوف سے متعلق ۳۸، زمان ومکاں سے متعلق ۱۵، مریض سے متعلق ۹، غیر اللہ کے لئے ذبح سے متعلق ۹،توبہ سے متعلق ۱۰، روح اور موت سے متعلق ۷، جنات سے متعلق ۱۳، جماعت وفرق سے متعلق ۳۷، اور متفرقات کے ذیل میں ۳۵/ فتاوی ہیں۔

فتاوی بسم اللہ کی انفرادیت

فتاوی بسم اللہ میں بعضے ایسے مسائل بھی ہیں، جو دیگر کتابوں میں نظر نہیں آتے، مثلا: مفتی صاحبؒ سے سوال کیا گیا کہ ایک نواب صاحب ۱۲/ ربیع الاول کو آپ ﷺ اور دیگر صحابہؓ کی تصویریں زیارت کراتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟ آپؒ جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> آج تک آپ ﷺ کی کوئی تصویر نہیں آئی ہے، اور ہو بھی نہیں سکتی؛ کیونکہ صحابہؓ حضور ﷺ کے منشأ کے مطابق اس کو حرام سمجھتے تھے، اگر اسلام میں آپ ﷺ کی تصویر بنانی اور رکھنی جائز رکھی ہوتی تو صحابہ ضرور ایسا کرتے ؛ کیونکہ وہی آپ ﷺ کے سچے جانثار اور وفادار تھے۔(۱)

اسی طرح آپؒ سے دریافت کیا گیا کہ دینی انداز میں تھیٹر کی افتتاح کرنا کیسا ہے؟ تو آپؒ جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> یہ دین کا مذاق ہے، ایسی افتتاحی تقریب انجام دینے والا ملا مولوی، جس نے اس میں قرآن کی تلاوت اور دعا کی اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے ؛ کیوں کہ ایسی حرام جگہ میں ایسی تقریب کرنے سے کفر عائد ہوتا ہے، اس تقریب کا منتظم اور جگہ کا مالک بھی اسی دائرہ میں آئے گا، اس کو توبہ کر کے تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی کرنا چاہئے۔ ومن حرمة القرآن ان لا يقرء في الاسواق وفي مو ضع اللغو (۲)

---

(۱) فتاوی بسم اللہ ۱/ ۳۴۱

(۲) فتاوی ہندیہ ۵/ ۳۱۶، فتاوی بسم اللہ ۱/ ۲۱۸

اسی طرح مفتی صاحبؒ سے سوال کیا گیا کہ مکان کا رخ کس طرف رکھیں، بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جنوب کی طرف گھر کا رخ یعنی دروازہ رکھنا نحوست ہے، کیا یہ عقیدہ درست ہے؟ تو آپؒ جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> آپ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تب وہاں مسجد نبوی بنانے کے بعد ازواج مطہرات کے حجرے تعمیر ہوئے، بعض حجرے کا رخ جنوب کی سمت رکھا، لہذا گھر کا رخ جنوب کی سمت ہونے کو نحوست سمجھنے کا عقیدہ اسلام میں درست نہیں ہے۔(۱)

حوالہ جات کا ذکر

مرتب نے معتبر و مستند کتابوں کے حوالہ جات درج کر کے کتاب کی افادیت کو دوبالا کر دیا ہے، جس کی وجہ سے یہ مجموعہ فتاوی ایک قابل اعتماد فتاوی بن گیا ہے، مرتب نے مذہب کی جن معتبر ترین کتابوں سے استفادہ کیا ہے اور مسائل کی تخریج کا اہتمام کیا ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:

> قرآن کریم، تفسیر ابن کثیر، فتح القدیر، تفسیر ابن جریر، تفسیر جلالین، بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداود شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، فتاوی شامی، فتح القدیر، فتاوی عالمگیری، البحر الرائق، فتاوی تاتار خانیہ، فتاوی دار العلوم دیوبند، فتاوی رشیدیہ، فتاوی محمودیہ، امداد الاحکام، امداد الفتاوی، مجموعۃ الفتاوی، بدائع الصنائع، حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح۔

فتاوی کی نوعیت

فتاوی بسم اللہ میں مختصر و طویل دونوں طرح کے فتاوی ہیں، مفتی بسم اللہ صاحب عموما جوابات مختصر لکھتے تھے، مگر تحقیقی اور خیر الکلام ما قل و دل کے مطابق؛ البتہ کسی مسئلہ

(۱) فتاوی بسم اللہ ۲/۲۷۳

میں تفصیل مطلوب ہوتی تو پھر تفصیل سے بھی گریز نہ فرماتے، حتی کہ بعض فتاوی نے مستقل رسالہ کی شکل اختیار کرلیا ہے، مثلا: ایک شخص نے فرعون کے بارے میں قرآنی حقیقت، اور مرد وعورت کے درمیان مساوات کا انکار کیا تو تفصیل سے جواب دیا، جو ۱۴/صفحات پر مشتمل ہے۔(۱) قرآن کریم میں نسخ کی حکمتوں پر تقریبا چار صفحات کے فتاوی ہیں۔(۲) اسلامی نقطۂ نظر سے ہفتہ میں کس دن چھٹی دی جائے اس کا جواب ۹/صفحات پر مشتمل ہے۔(۳) پیرزادوں کا مریدوں سے دنیا کا سوال کرنے کی ذلت وقباحت کو تقریبا آٹھ صفحات پر بیان کیا ہے۔(۴) شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامتیں جو عوام الناس میں مشہور ہیں، ان کے متعلق بڑی مفید اور تفصیلی بحث کی ہے۔(۵) قادیانی اور اس کے ہم نوا نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی کہ وہ طبعی موت مرے ہیں، اور ان کا مزار کشمیر میں ہے، تو اس کے رد میں تقریبا چھ صفحات تحریر فرمائے۔(۶)

ان کے علاوہ اور بھی تفصیلی فتاوی ہیں، اس کے لئے اصل کتاب کی طرف مراجعت کرنی چاہیئے۔

فتوی نویسی میں توازن واعتدال

دین اسلام کی بنیاد توازن واعتدال پر ہے، اس لئے ایک مفتی کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ اعتدال وتوازن کا دامن نہ چھوڑے، وہ مفتی کامیاب قرار نہیں دیا جاسکتا جو افراط وتفریط سے دوچار ہو، اور اس کا قلم اعتدال وتوازن سے آشنا نہ ہو، ہمیں مفتی بسم اللہ صاحبؒ اس لحاظ سے بھی ایک ممتاز مفتی نظر آتے ہیں، ان کے فتاوی اعتدال وتوازن میں اپنی نظیر آپ ہیں، جی

(۱) فتاوی بسم اللہ ۲/ ۴۱
(۲) فتاوی بسم اللہ ۲/ ۸۱
(۳) فتاوی بسم اللہ ۲/ ۲۵۰
(۴) فتاوی بسم اللہ ۲/ ۲۲۰
(۵) فتاوی بسم اللہ ۲/ ۲۲۹
(۶) فتاوی بسم اللہ ۱/ ۴۸۷

چاہتا ہے کہ اس کی کچھ مثالیں بھی ذکر کروں، مثلاً آپؒ سے سوال کیا گیا کہ مرتکب کبیرہ کافر ہے یا نہیں؟ تو آپؒ نے سوال کے پس منظر کی رعایت کرتے ہوئے یہ لکھا:

> برہمن کے ساتھ کھانا کھانے یا محض ان کے ساتھ اختلاط رکھنے اور نیز حلال وحرام میں امتیاز نہ کرنے سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا، ہاں! اس کو مرتکب کبائر تو کہیں گے اور ظاہر ہے کہ مرتکب کبیرہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک کافر نہیں ہے۔(۱)

اسی طرح آپؒ سے سوال کیا گیا کہ سرکاری گیت گاتے وقت با ادب کھڑا ہونا کیسا ہے؟ تو آپؒ جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> فی زماننا یہ کوئی مذہبی چیز نہیں ہے، دنیوی بات ہے، اگر اس میں شریعت کے خلاف کوئی امر انجام نہ دیا جاتا ہو تو منع نہیں ہے۔(۲)

عقائد میں تصلب

اللہ تعالی نے مفتی بسم اللہ صاحبؒ کی خمیر میں غیر معمولی غیرت و دیعت کر دیا تھا، خلاف شرع امور اور عقائد فاسدہ میں آپؒ شمشیر برہنہ تھے، اس معاملہ میں کسی کی رعایت اور نرم گوشے کے روادار نہیں تھے؛ چناں چہ یہی رنگ آپؒ کے فتاوی میں نظر آتا ہے، مثلاً: آپؒ سے سوال کیا گیا کہ پیروں اور بزرگوں کو اللہ تعالی سے بھی بڑا درجہ دینے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپؒ جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> ایسے الفاظ کفر اور شرک شمار ہوں گے، بولنے والا اسلام سے نکل جاتا ہے، تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے، یکفر اذا وصف تعالی بما لا یلیق به أو سخر باسم من اسمائه (فتاوی هندیه ۲ / ۲۰۸)(۳)

(۱) فتاوی بسم اللہ ۱/ ۲۴۷
(۲) فتاوی بسم اللہ ۱/ ۲۷۴
(۳) فتاوی بسم اللہ ۲/ ۲۵۸

غیراللہ کی پوجا، گنیش کے تہوار میں چندہ، ناریل پھوڑنا، غیراللہ کے سامنے سجدہ اور اسی طرح کے بہت سے سوالات ہیں، جن کا تعلق ایمانیات سے ہے، آپؒ نے ان سے متعلق سخت لب ولہجہ اختیار کیا ہے۔

فتاوی کے متعلق اکابر کی رائے

مفتی بسم اللہ صاحبؒ کی فقہی بصیرت کا اعتراف کبار علماء نے کیا ہے، تاریخ دارالعلوم میں ہے:

> گجرات میں ان کی ذات مرجع خلائق تھی، گجرات کے نہ صرف عوام ؛ بلکہ علماء میں بھی آپؒ کے فتاوی کو قدر و منزلت حاصل تھی۔(۱)

تاریخ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں ہے:

> آپؒ کے فتاوی پر ہندوستان کے بڑے بڑے علماء نے بھی اطمینان ظاہر فرمایا ہے۔(۲)

ایک مرتبہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے آپؒ کے فتاوی کو دیکھ کر فرمایا تھا :

> اس آدمی کے فتاوی سے تفقہ کی خوش بو آ رہی ہے۔(۳)

مفتی مہدی حسن صاحب شاہ جہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:

> میں نے انہیں خوب پہچانا، علم میں رسوخ تھا اور تفقہ میں کمال، اسی وجہ سے فتاوی نویسی میں کامل و مکمل تھے، ان کا وجود مسلمانان گجرات کے لئے نعمت و غنیمت تھا۔(۴)

فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ نے اپنے ایک شاگرد مولانا مفتی عبدالباقی

---

(۱) تاریخ دارالعلوم دیوبند۲/۱۳۲
(۲) نقوش بسم اللہ۱/ ۲۳۹
(۳) تاریخ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل ص:۲۸۳
(۴) نقوش بسم اللہ۱/ ۴۸

مدظلہ کو چند خصوصی نصیحتیں ارشاد فرمائیں، ان میں سے ایک یہ تھی:

> ہمارے ساتھی مفتی اسماعیل بسم اللہ صاحبؒ بڑے اونچے فقیہ ہیں، ان کے فتاوی دیکھتے رہنا۔(۱)

---

(۱) فتاوی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

باقیات فتاوی رشیدیہ

مولوی سلیمان سعود رشیدی

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمہ کی جانب منسوب سارے فتاوی نہایت اہم اور ضروری ہیں، ان فتاوی کی اصحاب افتاء کو بکثرت ضرورت پڑتی رہتی ہے، کچھ فتاوی تو فتاوی رشیدیہ میں جمع تھے؛ لیکن اس کے علاوہ تقریباً ایک ہزار سے زائد فتاوی غیر مرتب ہونے کی بناء پر ان کی طرف رجوع اور مقصد تک رسائی ناممکن سی ہوگئی تھی، بالخصوص ان کے ضائع ہونے کا خدشہ پیدا ہوگیا تھا، جو کہ اہل ذوق کے لئے کسی قیامت سے کم نہ ہوتا۔

اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا نور الحسن کاندھلوی صاحب کو کہ انہوں نے کتب فقہیہ کے نہج پر ان منتشر قیمتی فتاوی کو جمع کیا، اس تگ ودو میں ان کے چودہ پندرہ سال لگ گئے، اس طرح یہ باقیات فتاوی رشیدیہ ایک ضخیم جلد کی صورت میں اہل علم کے ہاتھوں میں پہونچا، یہ باقیات فتاوی رشیدیہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے ان قلمی فیض، علمی تحقیق اور فقہی مسائل وفتاوی کا گراں قدر مجموعہ ہے جو فتاوی رشیدیہ کے زینت نہ بن سکے تھے، مجموعہ میں کتاب الایمان، طہارت، نماز، زکوۃ، روزہ، حج، قربانی، نکاح، طلاق، معاملات اور آخر میں کتاب العلم سے متعلق وہ فتاوی جمع کئے گئے ہیں جنہیں حضرت نے مختلف اوقات میں لکھا تھا، آپ کے فتاوی میں عقائد اور بدعات کے متعلق مفید معلومات ہیں، بعض استفتاء کے مدلل جوابات بھی ہیں، نیز اس میں مختلف ابواب سے تعلق رکھنے والے مسائل کا بھی ذکر ہے، عام طور پر جوابات مختصر ہیں، فتاوی کا یہ مجموعہ معلومات مفیدہ اور جزئیات کثیرہ پر مشتمل ہے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی

قصبہ گنگوہ میں آپ کا تعلق انصاری خانوادہ سے ہے، ۶/ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۱/ مئی ۱۸۲۹ء کو پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں مکمل کرنے کے بعد علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل مولانا مملوک علیؒ اور مولانا عبدالغنی مجددیؒ سے کی، عمر کے اکیسویں سال ۱۲۶۵ھ مطابق ۱۸۴۹ء کو سند فراغت حاصل کی، آپ ابتداء ہی سے اپنے ساتھیوں میں نمایاں و فائق تھے، استحضار علمی، سرعت انتقال ذہنی، فقہی بصیرت، اجتہادی صلاحیت اور اصول وفروع میں تطبیق پر قدرت غیر معمولی تھی، استغناء اور مخلوق سے بے نیازی آپ کا خاص وصف تھا، فراغت کے بعد کچھ دنوں سہارنپور کے نواب شائستہ خاں کے یہاں ملازم ہوئے، پھر ملازمت چھوڑ کر گنگوہ میں تدریس کا آغاز کیا اور ساتھ ہی ساتھ تصنیفی کام شروع کیا، آپ جس موضوع کو چھیڑتے اس کے متعلق سارے گوشوں کا احاطہ کرتے اور تشنہ لب کی تشنگی دلائل عقلیہ ونقلیہ سے دور کرتے، آپ علیہ الرحمہ بیک وقت فقیہ، محدث، مصنف، مفکر سبھی کچھ تھے، آپ کی تصانیف میں تصفیۃ القلوب، امداد السلوک، ہدایۃ الشیعہ، ہدایۃ المعتدی وغیرہ بہت مشہور ہیں، آپ نے بدعات وخرافات کا پوری جواں مردی سے مقابلہ کیا اور گمراہ فرقوں کے مقابلہ میں اپنی پوری توانائی صرف کر دی، اسی طرح مسلمانوں کے عقائد کی تصحیح اور انہیں کتاب وسنت کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور ایک عالم کو سیراب کر کے بالآخر ۸/ ۹، باختلاف رویت ہلال جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۱/ اگست ۱۹۰۵ء بروز جمعہ آپ اپنے رب سے جا ملے۔(۱)

مرتب فتاوی

مولانا نور الحسن کاندھلوی جوابات میں سادہ، معنی میں دقیق، اردو کے بے ساختہ اہل قلم، بیسیوں کتابوں کے مصنف، دینی، تاریخی اور سیرت وسوانح کے موضوعات پر گراں قدر کتابوں کے مصنف ہیں، آپ نے مولانا گنگوہیؒ کے ان بکھرے موتیوں کو جمع کیا، آپ ہی کا

---

(۱) تذکرۃ الرشید ص: ۱۳، ۳۳۱، سوانح علماء دیوبند ۱/ ۶۵۴

حوصلہ تھا کہ ماضی کے کھنڈر میں دبے ہوئے خزانوں کا سراغ لگایا، انہیں نکالا اور تحقیق وتدقیق کے اصولوں پر پرکھا، پھر رائج رسم الخط کا لحاظ کرتے ہوئے نہایت معیاری انداز میں طباعت کے مرحلوں سے گذار کر اہل علم کے حلقوں تک پہونچایا۔(۱)

ابواب ومسائل کی تعداد

باقیات فتاوی رشیدیہ میں قائم کردہ ابواب کی کل تعداد۱۲/ ہے اور اس کے تحت ذکر کردہ مسائل اور فتاوی کی تعداد ۹۸۸/ ہے، سب سے زیادہ حظر واباحۃ اور ایمان وعقائد سے متعلق سوالات کے جوابات ہیں اور سب سے کم کتاب الوقف سے متعلق مسائل ہیں۔

حاشیہ

باقیات فتاوی رشیدیہ پر جابجا حاشیہ بھی ہے، اکثر مرتب کا ہے، البتہ بعض حواشی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم دیوبند کے بھی ہیں، امتیاز کے لئے بین القوسین پالن پوری اور مرتب کے حاشیہ کے بعد نور کا نشان ہے۔

اختصار وجامعیت

صاحب فتاوی نے جامعیت اور اختصار کو حد درجہ ملحوظ رکھا ہے، اس سے جہاں ایک طرف مسئلہ کی حسب ضرورت تفہیم ہوتی ہے وہیں دوسری طرف بیجا تطویل سے بھی احتراز ہو جاتا ہے، جب کبھی کوئی عام آدمی سوال کرتا تو جواز اور عدم جواز لکھ کر جواب عنایت فرما دیتے اور کبھی کسی عالم کے استفتاء کو دلیل سے بھی مزین کر دیتے، تاکہ اصل تک مراجعت ہو سکے، ورنہ تفصیل وتطویل کی صورت میں عام طور پر اصل مسئلہ سے قاری ومستفتی کی توجہ ہٹ جاتی ہے، باقیات فتاوی رشیدیہ میں یہ وصف بہت نمایاں ہے، جسے ہر قاری محسوس کر سکتا ہے۔

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ ص:۵۱،۵۵

کفر کا حکم لگانے میں احتیاط

یہ بات اہل علم کے درمیان مسلم ہے کہ اگر کسی کے کلام میں کفر کے علاوہ دوسرے معنی بھی نکل سکتے ہوں تو اس پر کفر کا حکم لگانے میں احتیاط سے کام لیا جائے ، لیکن بعض مکاتب فکر کی شدت پسندی کی وجہ سے آپؒ کے زمانہ میں تکفیر کا سلسلہ ایسی فراوانی سے چلا کہ اس کی زد میں سارے اہل حق علماء آ گئے، شاید ہی کوئی تنظیم یا ادارہ ایسا ہو جس پر کفر کا حکم نہ لگا ہو؛ لیکن حضرت کی زبان وقلم اس سلسلہ میں حد درجہ محتاط تھے، آپ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاوی میں بھی یہ احتیاط نمایاں طور پر نظر آتا ہے، حتی کہ کسی مسلمان کو بلا وجہ کا فر کہنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

> جو شخص بلا وجہ کسی کو کافر کہے وہ فاسق ہے اور وبال کفر کی نسبت کا اس پر عائد ہوتا ہے۔ **قال رسول الله ﷺ: من دعا رجلا بالکفر او قال عد والله ولیس کذالک الا حار الحدیث** (۱)

اسی طرح آپ علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ یزید کو اس کے افعال قبیحہ کی وجہ سے کافر کہا جائے یا نہیں؟ تو آپ نے تحریر فرمایا:

> یزید کو کافر کہنا نہیں چاہئے اور یہ افعال اس نے اگر کئے تو فاسق ہوا اور یہ کہ اس کو حلال جانتا تھا، کس طرح ثابت ہو، دل کی بات ہے، اب مسلمان زنا کرتے ہیں ان کو کافر نہیں کہہ سکتے ، دل کی خبر نہیں ، حالاں کہ زنا کا مستحل کافر ہے، پھر یزید کی کہاں سے تحقیق کس کو ہوگی ...... پس کافر کہنا نہیں چاہئے ، زبان کو کفر سے روکنا بہتر ہے۔(۲)

---

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ ص:۱۶
(۲) باقیات فتاوی رشیدیہ ص:۱۷

فرق ضالہ کی تردید

حضورﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق ہر زمانے میں ایسے فرقے وجود میں آتے رہے ہیں جو عقائد ونظریات میں اہل سنت والجماعت سے مختلف تھے، اہل حق نے ان عقائد ونظریات پر بھر پور تنقید کی اور امت کو ان کے دام فریب سے بچاتے رہے، مسلمان معاشرہ میں بھی نئے عقائد ونظریات کے حامل حضرات کو بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور ان کا حکم دریافت کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے؛ چنانچہ اس مجموعہ میں بھی اس طرح کے کئی استفتاء اور اس کے جوابات پائے جاتے ہیں، مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جب اپنے نظریات کی اشاعت کی تو عام مسلمانوں میں ایک شور بپا ہوگیا اور ان کے متعلق مختلف دارالافتاء میں سوالات آنے لگے، آپ سے بھی مروجہ میلاد وقیام کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

> قیام مروجہ میلاد بدعت ہے، مکروہ ہے، نہ فرض ہے، نہ واجب ہے، نہ سنت ہے، نہ مستحب ہے، اس کی کہیں اصل نہیں، اختراع جہلاء ہے۔(۱)

اسی طرح جب آپؒ سے کھانا پر فاتحہ دینے اور قل پڑھ کر کلام وطعام کا ثواب میت کو پہنچانے کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے تحریر فرمایا:

> طعام پر بطور معروف قرآن شریف پڑھنا اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، ایصال ثواب کرنا، آپﷺ ، اصحاب کرام اور قرون ثلاثہ وفقہائے امت کا طریق نہیں ہے، ایک امر جدید اور محدث ہے، ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة (۲)

---

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ ص:۷۷
(۲) باقیات فتاوی رشیدیہ ص:۹۰

اسی طرح عوام کے لئے کسی امام کی تقلید کے ضروری ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے تحریر فرمایا:

تقلید ایک ایک امام کی درست ہے اور عوام کو بسبب خلاف اور فساد فتنہ کے ایک کی تقلید واجب ہے......ائمہ نے جو کچھ فرمایا ہے قرآن وحدیث واقوال صحابہ سے ہی استخراج کیا ہے......(۱)

بدعات پر نکیر

بدعت کے خلاف بھی بہت سے فتاوی اس مجموعہ میں پائے جاتے ہیں، آپ نے بہت کھل کر بدعات کی تردید کی ہے، مثلاً آپ علیہ الرحمہ سے عشرہ محرم میں حلیم کھلانے، شربت پلانے اور دیگر رائج امور کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

شربت وحلیم سب بدعت ہیں اور رسم روافض ہیں، خواہ بدعقیدہ کریں، خواہ خوش عقیدہ، بدعت خوش عقیدہ سے زیادہ تر معیوب ہے، نوافل عشرہ بھی بدعت ہیں، خصوصا بجماعت مکروہ تحریمی ہیں۔(۲)

اسی طرح جب آپ سے قبر پر کئے جانے والے چند امور کے سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے تحریر فرمایا:

وبوسہ دادن قبر راو سجدہ کردن آں را کلہ نہادن حرام وممنوع است

ترجمہ: قبر کو بوسہ دینا اور اس کو سجدہ کرنا اور اس پر رخسار رکھنا حرام اور قطعا منع ہے۔(۳)

حوالہ جات کا ذکر

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے فتاوی میں حوالہ جات کا التزام نہیں ہے؛ لیکن استفتاء کی نوعیت اور مستفتی کی خصوصی رعایت کی بناء پر جا بجا حوالہ کا ذکر بھی فرمایا ہے، مثلاً آپ

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ ص: ۴۰۵
(۲) باقیات فتاوی رشیدیہ ص ۸۵
(۳) باقیات فتاوی رشیدیہ ص: ۱۱۰

علیہ الرحمہ نے کفن کی مسنون مقدار اور میت کے سر پر عمامہ باندھنے کے تعلق سے یوں لکھا ہے:

> عمامہ میت کے سر پر بعض روایات میں فعل عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے؛ لہذا اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے، مگر بذریعہ احادیث صحیحہ کے کفن تین پارچہ ہیں۔(۱)

اسی طرح ایک مرتبہ آپ علیہ الرحمہ سے سایہ اصلی کی تحقیق نیز ظہر وعصر کے مسنون وقت کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے تفصیلی جواب عنایت فرمایا اور دلائل کا بھی ذکر کیا۔(۲)

سائل کی زبان کا لحاظ

سائل جس زبان میں سوال کرتا آپ علیہ الرحمہ اسی زبان میں اس کو جواب دیتے تھے، باقیات فتاوی رشیدیہ میں کئی سوالات فارسی زبان میں کئے گئے تو آپ نے اس کا جواب بھی فارسی زبان ہی میں دیا ہے، مثلا سوال نمبر ۱۶۶ جو کتاب الصلاۃ سے متعلق ہے اور فارسی زبان میں ہے، اس کا جواب آپ نے فارسی زبان ہی میں دیا، اسی طرح سوال نمبر ۳۷۹ بھی فارسی زبان میں کیا گیا ہے، اس کا جواب بھی آپ نے فارسی زبان میں دیا ہے۔

خلاصہ

باقیات فتاوی رشیدیہ ایک عبقری شخصیت، فقہ وفتاوی میں ممتاز ومشہور عالم دین کی طرف سے دئے گئے جوابات کا مجموعہ ہے، جس میں فقہی احکام کے ساتھ بہت سی نادر معلومات بھی آ گئی ہیں پھر مرتب علام نے دوران ترتیب جس سلیقہ مندی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے فائدہ اٹھانے والوں کے لئے بڑی سہولت ہوگئی ہے، فقہ سے شغف رکھنے والے حضرات بالخصوص ایک مفتی کے لئے یہ بڑی اہم کتاب ہے، اللہ تعالی ہمیں اس سے خوب استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اور صاحب فتاوی اور مرتب ومحشی کو دنیا اور آخرت میں اجر جزیل عطا فرمائے۔آمین

---

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ ص:۱۹۳
(۲) باقیات فتاوی رشیدیہ ص:۱۵۰

فتاوی ندوۃ العلماء

مولوی محمد مقبول الرحمٰن قاسمی

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں شعبہ افتاء دارالعلوم کی تاسیس کے وقت سے ہی قائم ہے، جہاں ملک کے مختلف گوشوں اور بیرون ملک سے بھی استفتاء آتے رہتے ہیں اوران کے جوابات دئے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بحمد اللہ آج بھی جاری ہے، فی الحال مولانا مفتی ظہور صاحب ندوی اس شعبہ کے ناظر ہیں، ان کی نگرانی وہدایت کے مطابق کتابوں سے مراجعت اورحوالہ جات کی تلاش وتحقیق ہوتی ہے پھر جواب لکھا جاتا ہے، جس سے مسلمانوں کی دینی و شرعی ضرورت پوری ہوتی ہے، اسی شعبہ کے تحت فتاوی ندوۃ العلماء کی ترتیب وتحقیق کا کام جاری ہے، اب تک اس کی ۳/ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، اسی کا تعارف ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

ترتیب فتاوی کا پس منظر

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے دارالافتاء میں برابر استفتاء آتے رہتے ہیں اور شریعت کے بنیادی مآخذ سے ان کے جواب بھی دئے جاتے ہیں، اس طرح مختلف حضرات کے فتاوی کی خاصی تعداد ہوگئی تو یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ان فتاوی کو شائع کیا جائے؛ تاکہ ان کی افادیت مزید بڑھ جائے اور زیادہ وسیع دائرہ میں ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے؛ چنانچہ پہلی جلد کتاب العلم، کتاب الطہارۃ، نیز کتاب الصلاۃ کے دوابواب: اوقات نماز اوراذان واقامت پر مشتمل ہے اور دوسری جلد میں کتاب الصلاۃ کے بقیہ ابواب: شرائط صلوۃ، ارکان وواجبات،

سنن ومستحبات، قراءت، جماعت واقتداء، امامت، مکروہات صلاۃ اور مفسدات صلاۃ کی تفصیلات ہیں اور تیسری جلد میں کتاب الصلاۃ کا تکملہ ہے، جس میں سنن ونوافل، تراویح وقضاء، سجدہ سہو، تلاوت، مسافر ومعذور، جمعہ وعیدین، استسقاء وکسوف، جنائز اور متفرقات کا بیان ہے، اب تک صرف ۳ جلدیں شائع ہوئی ہیں؛ لیکن اشاعت کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔

مرتب فتاوی

اس کے مرتب مولانا منور سلطان صاحب ندوی استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء ہیں، انہوں نے بڑی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ ترتیب اور حوالہ جات کی تحقیق وتخریج کا کام انجام دیا ہے۔ آپ ایک ہونہار نوجوان عالم دین ہیں اور تدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی ذوق رکھتے ہیں۔

ترتیب میں قابل لحاظ امور

ترتیب فتاوی میں جن امور کا لحاظ کیا گیا ہے، وہ یہ ہیں:

(الف) فتاوی میں جو عربی عبارتیں تھیں ان کو اصل سے ملایا گیا ہے اور جہاں حوالہ نہیں تھا وہاں حاشیہ میں حوالہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(ب) عبارتوں کی تخریج اور حوالہ جات میں اصل کتابیں اور بنیادی مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(ج) مکرر سوالات حذف کردئے گئے ہیں؛ البتہ ایک مسئلہ پر الگ الگ مفتیان کرام کے فتاوی ہیں تو انہیں باقی رکھا گیا ہے۔

(د) نظر ثانی کا کام مفتی محمد ظہور صاحب ندوی نے انجام دیا ہے، پورے فتاوی کو انہوں نے دوبارہ حرفاً حرفاً دیکھا، بعض جوابات میں ضروری تصحیح بھی کی گئی ہے اور بعض سوالات حذف بھی کئے گئے، نیز حواشی میں بھی ترمیم واضافہ کیا گیا ہے، ترتیب وتحقیق کا یہی منہج ساری جلدوں میں اختیار کیا گیا ہے۔

جوابات کا انداز

فتاوی کی زبان شستہ وشائستہ ہے، انداز بیان عوامی نہیں؛ بلکہ قدرے علمی ہے؛ لیکن عام فہم آدمی بھی سمجھ سکتا ہے، اصولی مسائل اور عقائد میں صلابت ہے، فروعی مسائل میں لچک ہے، اختلافی مباحث مدلل و مفصل ہیں، نیز فروعات وجزئیات ایجاز واطناب سے محفوظ ہیں۔

ترتیب کی رعایت

سارے فتاوی فقہی کتب کی ترتیب کے مطابق ہیں، کوشش اس بات کی گئی ہے کہ ہر باب کے تحت متعلقہ مسائل کو ہی درج کیا جائے، واقعہ ہے کہ حسن ترتیب کے لحاظ سے مرتب بڑی حد تک کامیاب ہیں۔

اعتدال وتوازن

فتاوی میں اعتدال وتوازن بھی پایا جاتا ہے، افراط وتفریط سے احتراز کیا گیا ہے، مثلا مدارس اسلامیہ میں انگریزی تعلیم کے سلسلہ میں ایک استفسار کا یہ جواب دیا گیا ہے:

> ہر وہ علم جس کے ذریعہ اللہ کی رضامندی مقصود ہو وہ باعث خیر و برکت اور نجات کا ذریعہ ہے اور اس کا دار ومدار نیت پر ہے، علوم قرآن کو تمام علوم پر فوقیت حاصل ہے، نیز دیگر علوم اگر چہ مقصود اصلی نہیں؛ لیکن ان کا حاصل کرنا بھی کچھ کم اہم نہیں ہے، نیز تبلیغ دین اور دشمنان اسلام کے اعتراض کا جواب دینے کے لئے انگریزی سیکھنا بھی کچھ اہم نہیں؛ لہذا حسب ضرورت انگریزی وغیرہ کے لئے وقت دیں۔(۱)

اسی طرح مدارس دینیہ میں کمپیوٹر کی تعلیم کے متعلق ایک سوال کا یہ جواب دیا گیا ہے:

> کمپیوٹر سیکھنے سکھانے میں کوئی قباحت نہیں ہے، تغیر پذیر حالات میں وہ دینی وعلمی فریضہ کی انجام دہی کا ایک بہترین ذریعہ ہے، بہت سی

(۱) فتاوی ندوۃ العلماء ۱/۵۹

> ایسی معلومات جو ذہن میں ایک عرصہ تک نہیں رہ سکتیں یا ان سب کا ذخیرہ کرنا یا بروقت مستحضر کرنا مشکل ہے، کمپیوٹر کی مدد سے ان کو محفوظ کیا جاسکتا ہے، نیز بروقت مستحضر کیا جاسکتا ہے؛ لہذا آج کی اپنی ضرورت کے لحاظ سے اس کا سکھانا درست ہے۔(۱)

اسی طرح دیہات میں جمعہ قائم کرنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھا گیا ہے:

> جن دیہاتوں میں جمعہ قائم ہے، وہاں جمعہ قائم رکھنا چاہئے بند کر دینے میں نزاع وانتشار کے ساتھ دیگر مصالح دینیہ متاثر ہوں گے؛ اس لئے قطعاً جمعہ نہیں بند کرنا چاہئے اور جن میں قائم نہیں ہے ان میں احتیاط ضروری ہے؛ تاکہ نہ کوئی فتنہ وانتشار پیدا ہو اور نہ ہی کوئی فقہی قباحت پیدا ہو؛ لہذا جہاں عرصہ دراز سے جمعہ قائم ہے اس کو باقی رکھا جائے؛ کیونکہ ہندوستان کے حالات کے لحاظ سے مسئلہ میں گنجائش ہے۔(۲)

دورِ جدید کے پیدا کردہ مسائل

فتاوی میں دورِ جدید کے پیدا کردہ مسائل کا حل بھی موجود ہے؛ کیوں کہ مفتی کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرے اور امت کی بروقت رہنمائی کرے، بحمد اللہ مفتیان کرام اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھتے ہیں اور امت کی صحیح رہنمائی کرنے میں غفلت سے کام نہیں لیتے ہیں، اس مجموعہ فتاوی میں بھی اس کی کئی مثالیں ہمیں ملتی ہیں، مثلاً: آج کل دانتوں کی صفائی کے لئے برش کا استعمال عام ہے اور اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس میں سور کے بال کی ملاوٹ ہے تو کیا اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے؟ اس سوال کا درج ذیل جواب دیا گیا:

---

(۱) فتاوی ندوۃ العلماء ا/ ۶۲

(۲) فتاوی ندوۃ العلماء ۳/ ۲۰۰

چوں کہ یہ صرف ایک مشہور بات ہے کہ برش میں سور کے بال ہوتے ہیں، ظن غالب یہ ہے کہ واقعہ ایسا نہیں ہے؛ اس لئے استعمال کر سکتے ہیں، افضل بہر حال مسواک کا استعمال ہے۔(۱)

اسی طرح دور حاضر میں جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال ہے کہ دنیا کے حالات وواقعات اور معلومات سٹیلائٹ کے ذریعہ، ٹیلی فون، الیکٹرانک میل، کمپیوٹر ڈاٹا، ٹرانسمیشن اور ٹیلی ویژن پر فوری طور پر دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک سنے، دیکھے اور پڑھے جاتے ہیں اور مذکورہ ذرائع ابلاغ سے ہر شخص کسی نہ کسی طرح منسلک ہے، تو کیا ان ذرائع ابلاغ سے مسلمان اجتناب کریں یا ان کا استعمال کریں؟ اس سوال کا جواب نہایت اختصار کے ساتھ یوں دیا گیا:

مذکورہ ذرائع ابلاغ کو صحیح مقاصد کے لئے استعمال کرنا اور ان سے استفادہ کرنا جائز ہے(۲)

تفصیلی جوابات

بعض مختلف فیہ مسائل کا جواب تفصیل سے دیا گیا ہے، ان میں حوالہ جات کا اہتمام بھی کیا گیا، مثلا: نماز میں رفع یدین، تشہد میں انگشت شہادت اٹھانے کا ثبوت، اسی طرح قراءت خلف الامام کا مسئلہ معمول کے خلاف تفصیل سے لکھا گیا ہے اور حنفی موقف کی وضاحت کی گئی ہے۔

اعتراضات کے معقول جوابات

فتاوی میں اشکالات اور مخالفین کے اعتراضات کا تسلی بخش ومعقول جواب بھی دیا گیا ہے، مثلا: اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ پانچ باتوں کا علم سوائے اللہ تعالی کے کسی کو نہیں ہے؛ لیکن آج کل مشینوں کے ذریعہ حمل قرار پانے کے بعد یہ پتہ لگالیا جاتا ہے کہ مادر

(۱) فتاوی ندوۃ العلماء:۱/ ۲۲۸
(۲) فتاوی ندوۃ العلماء:۱/۵۴

رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ جو قرآنی دعوی کے بالکل متضاد ہے، اس اشکال کا یوں جواب دیا گیا ہے:

> صاحب فہم طبقہ اس سے متاثر نہیں ہوسکتا ہے اور نہ اس کے سامنے اس آیت کے بارے میں سوالیہ نشان ابھرے گا؛ کیونکہ انسان کو بذریعہ مشین اس کا علم ہوا ہے، جیسے سگنل ڈاؤن دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ ٹرین آنے والی ہے، ظاہر بات ہے کہ اس کو علم غیب نہیں کہا جاسکتا ہے؛ بلکہ جو علم بغیر قرائن وآثار کے پایا جائے اس کو علم غیب کہتے ہیں اور وہ باری تعالی ہی کو حاصل ہے، دوسری بات یہ کہ ماں کے پیٹ میں بچہ سعید ہوگا یا شقی؟ اس کا علم مشین سے بھی نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالی اس کو جانتے ہیں؛ لہٰذا آیت اپنی حقیقت کے لحاظ سے ویسے ہی ہے؛ جیسا کہ پہلے تھی۔(۱)

اسی طرح خدا کی صفت رحمانیت پر ایک غیر مسلم کا اعتراض تھا کہ خدا جب رحمٰن ورحیم ہے تو اس نے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم مسلمانوں کو کیوں دیا؟ اس کا جواب یہ دیا گیا:

> حلال جانور کو ذبح یا قربانی کا حکم دینا دراصل ہم سب پر اس کا انعام واکرام ہے، اگر وہ اس کی اجازت نہ دیتا تو ہم اپنی اہم ترین غذائیت سے محروم رہ جاتے، اس کا یہ حکم ہرگز اس کے رحمٰن ورحیم ہونے کے خلاف نہیں ہے؛ کیونکہ اس نے ہر شئی کو ایک مدت خاص تک کے لئے پیدا کیا جب اس کی وہ مدت خاص پوری ہو جاتی ہے تو اس کو موت کی آغوش میں سلا دیتا ہے، کبھی موت کو کسی جاندار پر ذبح وقتل کے ذریعہ طاری کرتا ہے اور کبھی کسی مرض کے ذریعہ، بہرحال یہ سب اسباب موت ہیں، الغرض یہ سب ایک حقیقی مصور کی مختلف تصاویر ہیں، وہ اپنی بنائی ہوئی تصویر کو جس طرح چاہتا ہے

(۱) فتاوی ندوۃ العلماء: ۱/ ۱۰۵

مٹا دیتا ہے، اگر وہ ابتداء ہی سے تصویر کشی نہ کرتا تو کیا یہ اس کا ظلم اور بے رحمی ہوتی ؟ اسی طرح بعد کا عمل بھی بے رحمی نہیں کہا جا سکتا ہے۔(۱)

وحدت امت کا لحاظ

فی زمانا اولی وافضل کا اختلاف عام ہو رہا ہے، جو موجب فساد اور باعث نزاع بن رہا ہے، اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مجموعہ ہذا میں ایسے طرز عمل سے احتراز کی تلقین کی گئی ہے، جس سے باہمی منافرت بڑھے اور امت کا شیرازہ منتشر ہو؛ البتہ جہاں کسی مصلحت کے تحت مسئلہ کی وضاحت ضروری تھی وہاں مسئلہ کی وضاحت کے بعد اختلاف وانتشار، شدت پسندی اور باہمی گروہ بندی سے احتیاط کی تلقین کی گئی ہے؛ تاکہ مسلمانوں کی اجتماعیت متاثر نہ ہو اور وحدت امت قائم رہے، چناں چہ ایک بستی میں دو جماعتوں کے درمیان اس بات میں اختلاف ہوا کہ جمعہ میں اذان ثانی اندرون مسجد ہونی چاہئے یا بیرون مسجد میں، باہر بھی ہو سکتی ہے تو اندر منبر کے سامنے دینے پر تعامل کیوں؟ اہل محلّہ کے اس استفسار پر یہ جواب دیا گیا:

جمعہ میں اذان اول مسجد کے باہر اور اذان ثانی خطیب کے سامنے ہونی چاہئے، اصلا امام کے سامنے ہی اذان کہنا ہے، اور امام کے سامنے منبر کے پاس اذان دینے ہی کو معتبر اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا معمول قرار دیا گیا، الغرض اس طرح کے مسائل پیدا کر کے مسلمانوں میں انتشار واختلاف پیدا کرنا ہرگز دین کی خدمت نہیں؛ بلکہ دینی دشمنی ہے، اگر جمعہ کی دوسری اذان مسجد میں دی گئی ہے تو کیا حرمت کا ارتکاب کیا گیا ہے، مائک عام طور پر مسجد کے اندر ہوتے ہیں اور اسی سے اندرون مسجد اذانیں دی جاتی ہیں اور پہلی اذان کو جو مائک سے مسجد کے

(۱) فتاوی ندوۃ العلماء:۱/۱۹۶

اندر سے بہت سی مسجدوں میں دی جاتی ہے خلاف سنت کیوں نہیں کہا جاتا؟ معلوم ہوا محض انتشار پیدا کرنے کے لئے خلاف سنت کہا جارہا ہے، بہر حال مسجد میں ایک عرصہ سے جس طرح اذان دی جاتی ہے اس میں تبدیلی کرنا مسلمانوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے: الفتنة اشد من القتل (البقرۃ: ۱۹) فتنہ قتل سے زیادہ شدید ہے، کاش! مسلمان خصوصا علماء خواہ دیوبندی ہوں یا بریلوی اس حقیقت کو سمجھیں، ایسے فروعی مسائل جو حلت وحرمت پر مبنی نہیں ہیں، ان کو چھیڑ کر مسلمانوں میں انتشار واختلاف پیدا کرنا کیا شر پیدا کرنا اور فتنہ برپا کرنا نہیں؟ ایسے لوگ آخرت میں اللہ کو کیا جواب دیں گے۔(۱)

نیز اقامت کہتے وقت حی علی الصلاۃ پر کھڑا ہونا ضروری ہے؟ اور کیا اس سے قبل صف بندی کے لئے کھڑے ہونے کی ممانعت ہے؟ اس سوال کے پوچھنے پر یوں جواب دیا گیا:

صفوں کی ترتیب کے خیال سے ابتداء اقامت میں کھڑے ہو جانا بہتر ہے، ہاں اگر صف بندی پہلے سے ہو چکی ہو تو حی علی الصلاۃ وحی علی الفلاح پر کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، رہی یہ بات کہ جن کتب فقہ میں ابتداء میں کھڑے ہونے کو مکروہ لکھا ہے یہ دراصل اس صورت میں ہے جب کہ پہلے سے لوگ کھڑے ہو جائیں اور امام صاحب کا پتہ نہ ہو؛ کیوں کہ ایسے وقت میں مسجد میں چہ میگوئیاں ہونے لگتی ہیں اور بحث وتکرار بھی ہو جاتی ہے، جس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے؛ غرض یہ کہ یہ مسئلہ کوئی حلت وحرمت کا نہیں ہے، جس پر شدت اختیار کی جائے، امت کو افتراق وانتشار سے بچانا بھی ضروری ہے، عامۃ المسلمین کی یہ ذمہ داری

(۱) فتاوی ندوۃ العلماء ۳/ ۲۳۸

ہے کہ اس طرح کے استحباب وافضلیت کے مسائل کو بنیادی مسائل بنانے اور بحث ومناظرہ میں خو د پڑنے سے پرہیز کریں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔(۱)

خلاصہ

غرض یہ ہے کہ مجموعی طور پر فتاوی ندوۃ العلماء کی تینوں جلدیں مفید ترین ہیں، زبان شستہ وشائستہ ہے، انداز بیان عوامی نہیں؛ بلکہ قدرے علمی ہے؛ لیکن عام فہم آدمی بھی سمجھ سکتا ہے، حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے، اختلافی مباحث میں درازنفسی سے کام لیتے ہوئے مدلل ومفصل جوابات دئے گئے ہیں، اللہ عز وجل اس کو نافع الخلائق بنائے، اس کے ذریعہ عوام وخواص کی علمی وشرعی ضرورت پوری فرمائے اور طالبان علوم نبوت کی علمی پیاس بجھائے۔آمین

(۱) فتاوی ندوۃ العلماء ۱/ ۴۰۸

جامع الفتاوی

مولوی محمد شعیب علی قاسمی

جس طرح انسانی جسم کے بقاء کے لئے غذا کی ضرورت مسلم ہے؛اسی طرح انسان کی عملی زندگی میں حلال وحرام، جائز وناجائز جاننے کے لئے قرآن کریم ،احادیث رسول اور فقہ وفتاوی کی بھی ضرورت ہے،بغیران پرعمل پیرا ہوئے انسان فلاح یاب نہیں ہوسکتا،ایک عر صہ تک فقہ وفتاوی کا یہ زریں سلسلہ عربی زبان تک محدود رہا پھر رفتہ رفتہ دیگر زبانوں میں منتقل ہوا،حتی کہ اردو زبان میں بھی فقہ وفتاوی کا یہ سلسلہ شروع ہوا اور اب تک جاری وساری ہے، پیش نظر کتاب جامع الفتاوی بھی اردو زبان ہی میں بہت سے اہم فتاوی کا خلاصہ اور عطر ہے، اور جن حضرات کے فتاوی سے یہ مستفاد ہے وہ سب اپنے زمانے کی عظیم الشان اور فقہی دنیا کی عبقری شخصیات ہیں؛اس لئے یہ اپنے استناد واعتماد کے لئے خود ہی اپنی ضمانت ہے۔

جامع الفتاوی کا مختصر تعارف

جامع الفتاوی زندگی کے ہر شعبے میں شرعی رہنمائی کرنے والا واحد مجموعہ ہے جس کے مطالعہ سے ہر شخص بآسانی دینی رہنمائی حاصل کرسکتا ہے؛ اس لئے کہ ہندوستان کے اکثر علاقوں کے حالات یکساں ہیں اور بہت سے مسائل وہ ہیں جو عام طور پر پیش آتے رہتے ہیں؛ اس لئے فطری طور پر فتاوی کے ان مجموعوں میں خاصا تکرار پایا جاتا ہے؛ اس لئے ایک ایسے مجموعہ کی ضرورت تھی جس میں مکررات کو حذف کر کے اہم فتاوی کو شامل کیا جائے؛ تاکہ فقہ وفتاوی کا یہ سمندر کوزہ میں سما جائے اور اصحاب نظر کے لئے استفادہ آسان ہوجائے،مولانا

خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

> میرے علم کے مطابق اس طرح کی کوشش سب سے پہلے مفتی مہر بان علی بڑوتی نے جامع الفتاوی کے نام سے شروع کی تھی اور اس میں علماء دیوبند کے ۱۷/ کتب فتاوی کو شامل کیا، ابھی چار جلدیں ہی سامنے آئی کہ مہربان صاحب کا انتقال ہو گیا، اب یہ سعادت محترم مولانا محمد اسحاق صاحب کے حصہ میں آئی، انہوں نے جید مفتیان کرام کی اعانت سے ان چار جلدوں میں اضافہ فرما کر جامع الفتاوی کو اسم بامسمی بنا دیا حتی کہ اس کی دس جلدیں تیار فرما دیں۔(۱)

کتاب کی اہمیت

اس کتاب میں آنے والے فتاوی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک ضخیم جلد صرف ان فتاوی کے عنوانات کی فہرست پر مشتمل ہے نیز اس کتاب میں میڈیکل سائنس اور خواتین کے جدید مسائل اور مسئلہ حیات النبی ﷺ اور مسئلہ تین طلاق کے بارے میں مکمل رہنمائی کی گئی ہے۔(۲)

مرتب اول کا تعارف

مرتب اول جامع الفتاوی کا نام مہربان علی بڑوتی ہے، آپ کی ولادت ۱۴/ شوال ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۱/ مئی ۱۹۵۶ء کو بعد نماز جمعہ اپنے آبائی وطن مالوف قصبہ بڑوت ضلع میرٹھ میں ہوئی، اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے بڑوتی کہا جاتا ہے، اللہ نے آپ کو صفات حمیدہ وکمالات فاضلہ کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے عمدہ ذوق سے بھی خوب نوازا تھا، آپ کے مبارک قلم سے مختلف فنون کی اصلاحی وعلمی بیس سے زائد تصنیفات منظر عام پر آ چکی ہیں، نیز

(۱) فتاوی علماء ہند ص: ۴۶

(۲) جامع الفتاوی ۱/ ۱۷،۱۲ اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

بعض کتب ہند و بیرون ہند کے مدارس میں داخل نصاب بھی ہیں، حضرت موصوف کی منجملہ تصانیف میں سے ایک تصنیف جامع الفتاوی بھی ہے؛ جو کہ کتاب العقائد، کتاب العلم ، کتاب الحظر والاباحت، کتاب المعیشۃ اور کتاب البدعات پر مشتمل ہے؛ مگر افسوس کہ چار ہی جلدوں کی تھی کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔(۱)

مرتب ثانی کا تعارف

آپ علیہ الرحمہ کا نام اسحاق ملتانی ہے، آپ کی ولادت ۱۹۳۵ء میں ہوئی، آپؒ ملتان کے رہنے والے تھے؛ اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ملتانی کہا جاتا ہے، آپؒ ایک محقق، مدبر، مصنف اور عالم باعمل تھے، آپ اتحاد امت کے داعی تھے، آپ نے اپنی تمام تر زندگی دین اسلام کی سر بلندی اور خدمت کے لئے وقف کی، اللہ نے آپؒ کے اندر دینی کتب کی اشاعت کا ایک خاص جذبہ اور شوق عطا فرمایا تھا؛ اسی وجہ سے ہمیشہ اسی دھن میں رہتے ، آپؒ دینی خدمات میں اہم خدمات جامع الفتاوی کی تکمیل بھی ہے، جو جامع الفتاوی صرف چار جلدوں میں شائع ہوئی تھی اس کو گیارہ جلدوں میں مرتب کیا جو کتاب الطہارۃ ، کتاب البیوع ، کتاب الشفعہ ، کتاب الوقف وغیرہ ابواب پر مشتمل ہے، آپؒ کی وفات ۲۸/ اگست ۲۰۱۳ء کو ہوئی۔

جامع الفتاوی کا پس منظر

مرتب اول کہتے ہیں کہ ۱۳/ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ میں جامع الفتاوی کی ضرورت واہمیت اور طریق کار ذہن میں آیا، تین دن سے مسلسل میرے دل میں یہ خیال آیا کہ پہلے ہندوستانی اور پاکستانی مطبوعہ اردو فتاوی جمع کروں اور پھر جامع الفتاوی اس ترتیب سے مرتب کروں کہ اردو کے تمام فتاوی سامنے رکھوں، مکررات حذف کروں، تعارض کی صورت میں راجح مرجوح کا ذکر کروں، عبارتوں کی طوالت ختم کر کے اختصار پیدا کروں، اس ترتیب پر جامع الفتاوی کے نام سے ایک کام ہو جائے، اس کے لئے تنہائی کی ضرورت ہے، اس پر

(۱) جامع الفتاوی ۱/۲۴، اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

میرے مرشد مفتی مظفر حسین صاحبؒ نے تحریر فرمایا کہ بندہ کے نزدیک سر دست ترک کا ارادہ نہ کیا جائے، البتہ فتاوی پر کام ضرور شروع فرمادیں، گو تھوڑا تھوڑا ہو، اللہ سہولت پیدا فرمائے، اس جواب سے میری حوصلہ افزائی ہوئی اور کام شروع ہوگیا۔(۱)

جمع فتاوی میں اہل علم کا مشورہ

مرتب اول کہتے ہیں کہ ابتداء میں تجویز یہ تھی کہ فتاوی کو جملہ اردو فتاوی سے تلخیص وتسہیل کر کے اس مجموعہ میں شامل کیا جائے خواہ وہ کسی بھی جماعت سے منسوب ہوں؛ لیکن ہمارے محسن مولانا نور الحسن راشد صاحب کاندھلوی نے اپنے مکتوب میں توجہ دلائی، لکھتے ہیں:

> یہ کام غیر معمولی محنت کے باوجود امید نہیں کہ اس طرح کے مشترک فتاوی کا انتخاب ہمارے حلقوں میں مقبول ہو؛ کیوں کہ دوسرے لوگوں کی چیزوں سے استفادہ نہ کرنے اور بعض کتابوں کی غیر معمولی اہمیت کے باوجود ان سے استفادہ نہ کرنے کا جو مزاج بن چکا ہے تو اس میں کیا توقع ہے کہ یہ کتاب ہمارے یہاں قابل مطالعہ سمجھی جائے؛ اس لئے بہتر تو یہ ہے اس کو سلسلہ دیوبند سے وابستہ ممتاز ومعتمد اہل فتوی تک محدود رکھا جائے، اس مشورہ کو قبول کرتے ہوئے فقط علماء دیوبند کے فتاوی ہی کو سامنے رکھا گیا اور اب گویا یہ فتاوی علماء دیوبند کی حیثیت سے ہمارے سامنے موجود ہیں۔(۲)

مرتب اول کی جامع الفتاوی کی خصوصیات

اس کتاب کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ سوال وجواب میں بھی اختصار سے کام لیا گیا؛ لیکن اسی قدر جہاں تک سائل کا مقصد سوال فوت نہ ہو؛ چناں چہ ایک

(۱) جامع الفتاوی ۱/۵۱، ۵۲، اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

(۲) جامع الفتاوی ۱/ ۲۷، ۲۸ اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

نمونہ پیش خدمت ہے:

> دس محرم کو قبروں پر پانی چھڑکنا جیسا کہ پشاور کے علاقے میں مروج ہے کہ ہر شخص اس روز اپنے مردوں کی قبروں پر پانی چھڑکتا ہے اور اس کو باعث ثواب جانتا ہے، اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟ یا بدعت ہے؟ اس دن روزے کے علاوہ نوافل واطعام طعام کی کوئی تخصیص ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> اس دن روزے اور عیال پر کھانے کی وسعت کے علاوہ کوئی دوسری چیز وارد نہیں ہے، لہذا اس کے سوا جو کچھ بھی کیا جائے گا وہ بدعت ہے۔(۱)

اسی طرح ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ مصنف نے عنوان کو بھی آسان اور قریب الفہم بنانے کی سعی کی ہے، جیسا کہ ایک سوال کا آسان عنوان بنایا ہے:

> صاحب حیاۃ الحیوان ہدہد کو حرام لکھتے ہیں اور صاحب فتاوی برہنہ بھی اور صاحب غایۃ الکلام نے ہدہد کو حلال لکھا ہے، پس مذہب امام اعظم میں یہ حلال ہے یا حرام؟

اس سوال کا آسان عنوان ''ہدہد کی حلت'' قائم فرمایا ہے۔(۲)

مرتب ثانی کی جامع الفتاوی کی خصوصیات

اس جدید ایڈیشن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جامع الفتاوی جو مولانا مہربان علی کی ترتیب دادہ ہے اور چار جلدوں پر مشتمل تھی، اس میں بغیر حذف کے جدید مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں، ایک سوال وجواب آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

---

(۱) جامع الفتاوی ۲/ ۵۸۷ ربانی بک ڈپو

(۲) جامع الفتاوی ۱/ ۵۹۰، ربانی بک ڈپو

آپریشن کے ذریعہ مرد سے عورت بننا یا عورت سے مرد بننا شریعت مطہرہ کی رو سے کیسا ہے؟

اس سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں:

جو مرد زنانہ ہیئت اختیار کرلے یا زنانہ لباس پہنے اس پر حدیث پاک میں لعنت آئی ہے، اسی طرح جو عورت مردانہ ہیئت اختیار کرے، یا مردانہ لباس پہنے اس پر بھی حدیث پاک میں لعنت آئی، یہاں تک کہ عورت مردوں کی طرح گھوڑے پر سوار ہو اس پر بھی لعنت آئی ہے، پھر مستقلا صفت ذکورت کو انوثت میں تبدیل کرنا یا اس کے برعکس کہاں درست ہوگا کہ اس میں ہر دو کی تخلیق کی مخصوص غایت ہی فوت ہو جاتی ہے، تغییر خلق اللہ کی قباحت قرآن کریم میں مذکور ہے۔(۱)

الغرض مرد سے عورت بننا یا عورت سے مرد بننا جائز نہیں ہے۔(م،ع)(۲)

اندازِ ترتیب

اس مجموعہ کی ترتیب دیگر فتاوی سے بہت ممتاز ہے، ترتیب میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جلد اول میں ایسے مسائل آ جائیں جن کو عام کتب فتاوی میں مؤخر کر دیا گیا ہے، حالانکہ ان کی ضرورت غیر معمولی ہے، مثلا: کتاب العقائد کے ساتھ حلال وحرام، جس میں روز مرہ کی زندگی کے مسائل: نشست و برخاست، سلام وکلام، مصافحہ ومعانقہ، لباس و پوشاک اور بہت سے استفتاء آپ کو ملیں گے۔(۳)

حوالہ دینے کا طریقہ

مرتب نے ہر مسئلہ میں ان اردو کتب فتاوی کا حوالہ ذکر کرنے کا التزام کیا ہے جن

(۱) فتاوی محمودیہ ۱۶۲/۵
(۲) جامع الفتاوی ۳۲۹/۳، اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان
(۳) جامع الفتاوی ۱/ ۳۶، ۱۳۷ اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

سے وہ مسئلہ لیا گیا ہے؛ لیکن بعض مسائل میں ضرورت کے تحت عربی حوالہ بھی دیا گیا ہے، قدیم جامع الفتاوی میں طریقہ یہ اختیار کیا کہ ہر فتوی کا حوالہ صفحہ نمبر نیچے کے حاشیہ میں لکھا؛ تاکہ ضرورت پیش آنے پر اصل کتاب سے مراجعت کی جا سکے اور جدید جامع الفتاوی میں ہر فتوی کا حوالہ اس کے آخر میں بین القوسین ذکر کیا ہے، جیسا کہ سوال کیا گیا کہ عام رواج ہے کہ شادی بیاہ کی تواریخ مہینے کی ۳/۱۳/۲۳/ نہ ہونا چاہئے، باقی کوئی بھی رکھی جائے، اگر کبھی ۲/ تاریخ مقرر ہو گئی تو یہ ہوتا ہے کہ نکاح دن میں ہو جائے، تیسرے دن نہ ہونے پائے، اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں:

یہ رواج شرعا بے اصل ہے، اس کی پابندی لازم نہیں ۔(فتاوی محمودیہ ۱۲/۱۹۱)(۱)

اسی طرح کبھی فتوی میں عربی حوالہ بھی ذکر کیا گیا ہے، جیسے شیرخوار بچے کپڑوں پر پیشاب کردے تو پاک ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :

قال العلامة الحصكفیؒ وبول غير ماكول و لو من صغير لم يطعم ای لم ياكل فلا بدمن غسله (ردالمحتار ١ / ٣١٨، باب الانجاس)(٢)

بعض مفید باتوں کے اضافہ کا طرز

دوران ترتیب جہاں کوئی تشنگی یا وضاحتی جملے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس کو قوسین کے ذریعہ ممتاز کر کے لکھ دیا گیا اور جملہ ختم ہونے پر (م،ع) بنا دیا گیا؛ تاکہ اضافہ کی نسبت صاحب فتوی کی جانب نہ ہو؛ بلکہ مرتب کی طرف منسوب ہو، ایک مثال بطور نمونہ پیش کی جاتی ہے: موسیقی والی گھڑی گھر یا مسجد میں لگانے کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب دیتے ہیں:

ایسی گھڑیوں کو رکھنا ممنوع و مکروہ ہوگا (نظام الفتاوی ۱/۳۸۱)

(۱) جامع الفتاوی ۵/۳۹، اشرفیہ ملتان پاکستان

(۲) جامع الفتاوی ۵/۱۶۳ اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

استعمال نہیں کرنا چاہئے ،گھنٹہ گھڑی کا مقصود وقت بتانا نہ کہ موسیقی۔(م،ع)(۱)

کتاب کے نام پر اعتراض

بعض اہل علم کو کتاب کے نام جامع الفتاوی پر اشکال ہوا کہ یہ مجموعہ تمام فتاوی کا جامع نہیں تو جامع الفتاوی نام تجویز کرنا بھی صحیح نہیں ،لیکن جولوگ قرآن پاک کی تفسیر بغور پڑھتے پڑھاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ متعدد جگہ آیات کے بعد علامہ جلال الدین والا ضافة بمعنی من بڑھا کر دفع دخل مقدر فرماتے ہیں؛اس لئے یہ اشکال قابل التفات نہیں، نام بالکل صحیح ہے، یہاں احاطہ مقصود نہیں، نہ یہ ممکن نظر آتا ہے،اسی طرح بعض لوگ قوسین کے ذریعہ اضافہ برائے ربط حتی کہ ایک حرف کو بھی ناروا خیال کرتے ہیں، یہ اس وقت ہے جب کہ اس اضافے سے متکلم کی مراد فوت ہو جائے ؛لیکن اگر اس سے مقصود متکلم کے کلام کی تشریح وتائید ہوتو پھر یہ اضافہ بجائے خود لائق قدر رہے۔(۲)

کفر کا حکم لگانے میں محتاط قول نقل کرنا

اصول شرع میں یہ بات مسلم ہے کہ اگر کسی بات میں کفر کے علاوہ دوسرے معنی بھی پایا جاتا ہوتو وہاں وہی معنی مراد لے کر کفر کا حکم لگانے سے احتیاط کیا جائے گا،یہی صفت مرتب کے فتاوی سے جھلکتی ہے۔مثال ملاحظہ ہو،قرآن کریم کو دیوبندی قرآن کہنے والے کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب لکھتے ہیں:

> قرآن پاک تو اللہ تعالی نے نبی آخرالزماں ﷺ پر نازل فرمایا ہے، دیوبندیوں کا تصنیف کردہ نہیں ہے، یہ کہنا کہ قرآن کریم دیوبندی ہے،نہایت خطرناک ہے،مسلمان کے کلام میں جہاں تک ہوسکے تاویل کر کے کفر سے بچانے کا حکم ہے،ورنہ اس مقولہ کے کفر ہونے

---

(۱)جامع الفتاوی۴/۱۳۵اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

(۲)جامع الفتاوی۱/۱۳۸اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

میں کیا شبہ ہے، تاویل یہ ہوسکتی ہے کہ دیوبندی قرآن سے ان کا
مقصد یہ ہوگا کہ دیوبندی علماء نے جو ترجمہ کیا ہے وہ قرآن مراد
ہوگا۔ (فتاوی محمودیہ ۱/۲٦۱) (۱)

بعض اہم مسائل پر خصوصی توجہ

مرتب علیہ الرحمہ نے مسئلہ حیات النبی ﷺ پر پہلی جلد میں تقریباً اکتیس صفحات پر مشتمل تفصیلی تسلی بخش بحث کی ہے، اسی طرح ایک مجلس کی تین طلاق تین واقع ہوتی ہے کو دلائل اربعہ اور ائمہ اربعہ کے متفقہ فیصلہ اور سعودی مفتیان کرام کے فتاوی جات کے ذریعہ ثابت کیا ہے، جو تقریباً ٦۵/صفحات پر مشتمل ہے۔ (۲)

فتوی میں زمانہ کا لحاظ

مرتب نے فتاوی کو نقل کرنے میں احوال زمانہ کا بھی لحاظ کیا ہے، جیسا کہ آج کل ٹی وی پر عورتیں تبلیغ دین کے لئے آتی ہیں، کیا اس عمل سے وہ خدا اور رسول خدا ﷺ کی خوشنودی حاصل کر لیتی ہیں؟ اس کے جواب میں وہ نقل کرتے ہیں:

جو عورتیں خدا اور رسول خدا ﷺ کے احکام کو توڑ کر پردہ اسکرین پر
اپنی نمائش کرتی ہیں انہیں خدا اور رسول خدا ﷺ کی خوشنودی کیسے
حاصل ہوسکتی ہے؟ ہاں ابلیس اور ذریت ابلیس ان کے اس عمل
سے ضرور خوش ہیں (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص: ۹۳) (۳)

مآخذ ومصادر

اس مجموعہ کو ترتیب دینے کے لئے تقریباً ۳۷/مستند فتاوی جات سے استفادہ کیا گیا ہے، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: مثلاً فتاوی عزیزی، فتاوی محمودیہ، فتاوی دار العلوم، احسن

(۱) جامع الفتاوی ۱/۲۳۵ ملتان
(۲) جامع الفتاوی ۱۰/۱۳٦ تا ۱۵۱، ملتان
(۳) جامع الفتاوی ۱۰/۳۴۱، اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

الفتاوی، فتاوی رحیمیہ، فتاوی رشیدیہ وغیرہ۔(۱)

کتاب کی مقبولیت کی وجہ

مرتب کہتے ہیں کہ میرے سفر حج سے قبل مولانا مفتی مظفرحسین صاحبؒ نے ایک کاپی پر بسم اللہ اور نام جامع الفتاوی تحریر فرمایا، پھر خود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد یہ کاپی میں اپنے ہمراہ مکہ معظّمہ لے گیا، اس گناہ گار نے ٹوٹی پھوٹی جہاں اور دعائیں کیں وہیں جامع الفتاوی کی مقبولیت وسہولت کے لئے بھی دعا مانگی، مقدس مقامات میں شاید کوئی ایسا مقام بچا ہو جہاں میں جامع الفتاوی کو بھول گیا ہوں، حتی کہ کعبہ شریف کی چوکھٹ پر بھی جامع الفتاوی کی کاپی کو رکھا اور اس کی قبولیت کے لئے دعائیں مانگیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اس کتاب کو کافی مقبولیت سے نوازا ہے، اللہ تعالی اس مجموعہ کو ہم تمام کے حق میں نفع بخش اور ذریعہ نجات بنائے آمین۔(۲)

---

(۱) جامع الفتاوی۸/۱۳۱اشرفیہ ملتان پاکستان

(۲) حاشیہ جامع الفتاوی۱/ ۲۶، ۱۲۷اشرفیہ مجلس ملتان پاکستان

فتاوی باقیات صالحات

مولوی سید اکرام اللہ قاسمی

ہر مسلمان کو زندگی کے مختلف شعبوں میں حلال وحرام کا جاننا ضروری ہے، چناں چہ ہر زمانہ کے اہل علم وار باب افتاء نے اپنے دور کے درپیش مسائل حل کئے ہیں اور مسلمانوں کی ضرورت پوری کی ہے، انہیں خوش نصیب ہستیوں میں صاحبِ فتاوی باقیات صالحات بھی ہیں۔

حالات صاحب فتاوی

صاحب فتاوی کا نام شاہ عبدالوہاب قادری ویلوری ہے، والد کا نام مولانا عبدالقادر ہے، حضرت والا کی ولادت شہر ویلور میں یکم جمادی الاولی ۱۲۴۷ھ مطابق ۱۹/ اکتوبر ۱۸۳۱ء بروز شنبہ ہوئی، مصنفؒ جنوبی ہند کی مشہور دینی درسگاہ مدرسہ باقیات صالحات کے صاحب عزیمت بانی ومؤسس ہیں، شاہ صاحب کو تحریک ردعیسائیت کے سرخیل حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اور حضرت مولانا سید محمد حسین پشاوری مہاجر مکیؒ سے کسب فیض کا شرف حاصل ہے، علاوہ ازیں حضرت شاہ صاحب کو کتاب وسنت کے علوم کے ساتھ فقہ اسلامی کے اصول پر بھی گہری نگاہ تھی، آپ نے باقیات صالحات کی چہار دیواری سے فقہ وافتاء کی بھی قابل قدر خدمات انجام دی ہیں اور مسائل ومعاملات میں شرعی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے، الغرض مذکورہ بالا عظیم خدمات انجام دیتے ہوئے اپنی تاریخ ساز شخصیت کے آثار ونقوش چھوڑ کر بتاریخ ۲۲/ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ بروز شنبہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔(۱)

(۱) فتاوی باقیات صالحات ص:۴تا۹

کتاب کا اجمالی تعارف

فتاوی باقیات صالحات حضرت مولانا شاہ عبدالوہاب صاحب کے دور کے فتاوی کا مجموعہ ہے، جو حضرت ہی کے قلم مبارک سے تحریر ہوئے ہیں، بعد میں اس کو حضرت مولانا یعقوب صاحب قاسمی مدظلہ نے ترتیب دی ہے، جو طویل مدت کے بعد منظر عام پر آئی ہے ،البتہ چند فتاوی حضرت مولانا ضیاء الدین محمد صاحبؒ کے دور کے بھی ہیں، نیز اکثر فتاوی میں دیگر مدرسین کرام کے دستخط بھی ثبت ہیں، عام کتب فتاوی ہی کی طرح یہ مجموعہ بھی عبادات، مناکحات اور عقود و معاملات پر کم وبیش چار سو مسائل کا احاطہ کرتا ہے،موقع محل کے لحاظ سے بسط وتفصیل کے ساتھ بھی جواب دیا گیا اور کہیں اختصار کو بھی اپنایا گیا ہے۔(۱)

جمع وترتیب کا پس منظر

خود مرتب علام مولانا یعقوب صاحب فرماتے ہیں:

> حضرت قدس سرہ کی حیات طیبہ کی طویل مدت میں ہزاروں فتاوی حضرتؒ کے قلم مبارک سے تحریر ہوئے ہوں گے،مگر اس کا جو ذخیرہ مدرسہ باقیات کے رجسٹروں میں محفوظ تھا اس کو پہلے نئے دو رجسٹروں میں بعینہ نقل کرایا گیا،سابقہ ایام میں جب کہ یہ ناکارہ (مرتب) مدرسہ باقیات میں خدمت تدریس پر مامور تھا، آج سے تیرہ چودہ سال پہلے اس ناکارہ کی طبیعت بہت ناساز ہوئی، زیادہ بولنے سے تکلیف ہوتی تھی ،تو ناظر وقت حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فضفری نے مرتب کی حالت محسوس کر کے تدریس کا بوجھ بندہ سے کم کرنا چاہا، چناں چہ انہوں نے بندہ سے متعلق درس کے کچھ گھنٹے خالی کر کے ترتیب فتاوی پر مامور فرمایا؛ لہٰذا فتاوی کے مذکورہ دو نئے رجسٹروں سے بندہ نے ترتیب فتاوی کا کام انجام دیا،

---

(۱) فتاوی باقیات صالحات ص:۱۰

اس کے باوجود یہ فتاوی کا مجموعہ حضرت والا کے بے شمار فتاوی میں
سے مشتے از خروارے ہے۔(۱)

ترتیب فتاوی میں دو باتوں کا اہتمام

حضرت مرتب علام حضرت ناظم باقیات کے حسب ہدایت دو باتوں کا اہتمام کرتے ہوئے کام میں مشغول ہوئے، ایک یہ کہ فتاوی پر ذیلی عناوین قائم کرتے ہوئے انہیں ابواب وفصول پر مرتب کیا، دوسرا یہ کہ فتاوی عام طور پر ویلور میں بولی جانے والی دکنی اردو کے اسلوب اور محاوروں پر مرقوم تھے، مفہوم ومراد میں ذرا بھی تغیر وتبدل کے بغیر اردو زبان کے قالب میں ڈھالنے کی مرتب علام نے کوشش کی ہے۔(۲)

اشاعت کی تفصیل

ان فتاوی کے مجموعے کی اشاعت میں کافی تاخیر ہوئی اور احباب ومخلصین کو انتظار کی کافی زحمت برداشت کرنی پڑی، جس کا سبب پیش آمدہ بعض موانع کے علاوہ شریف کہلانے والے بعض کاتبوں کی شرافت ودیانت کی نذر ہوکر مسودہ کافی مدت تک سرد خانے میں پڑا رہا، بہر حال ترتیب فتاوی سے کافی دنوں پہلے فراغت کے باوجود ایک طویل مدت گذر گئی، جس میں کتابت وطباعت کے صبر آزما مراحل سے گذرتے ہوئے فتاوی کا یہ مجموعہ ناظرین کی خدمت میں تاخیر سے آیا۔(۳)

طرز ترتیب

مرتب نے دیگر تمام کتب فقہ ہی کی ترتیب پر اس مجموعہ کی ترتیب رکھی ہے۔ مثلا سب سے پہلے کتاب الطہارۃ، پھر کتاب الصلوۃ، کتاب الزکوۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب العقائد، کتاب النکاح والمہر، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق، کتاب الایمان، کتاب الوقف،

(۱) فتاوی باقیات صالحات ص:۹

(۲) فتاوی باقیات صالحات ص:۱۰

(۳) فتاوی باقیات صالحات ص:۱۰

کتاب البیوع، کتاب الحظر والاباحۃ، کتاب الصید، کتاب الاجارہ، کتاب الشہادۃ اور کتاب الوصایا کو ذکر کیا، اختتام کتاب الفرائض پر کیا، پھر الباب الاول اور الباب الثانی اس طرح باب باندھ کر ذیلی عناوین کی تعیین کے ساتھ مسائل کو مدلل کیا ہے۔

ایک کمی کا احساس

خود مرتب فرماتے ہیں:

> البتہ ایک کمی کا احساس ہے جس کا تدارک نہیں کیا جاسکا، یعنی فتاوی میں جن عربی فارسی کی عبارتوں کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے، اگرچہ متعلقہ کتابوں کا حوالہ تو دیا گیا ہے؛ مگر تعیین صفحات کے ساتھ حوالہ نہیں دیا گیا ہے، اس کمی کی وجہ یہ تھی کہ تدریسی ذمہ داریوں میں اشتغال، وقت اور فرصت کی کمی اور پیش آمدہ حالات کے نشیب و فراز نے اس کا موقع ہی نہیں دیا۔(۱)

دلائل کا اہتمام

صاحب فتاوی نے مسائل کو دلائل سے مزین کیا ہے؛ اگرچہ بعض مسائل غیر مدلل بھی ہیں، زیادہ تر حوالہ دینے میں درمختار، ردالمحتار اور فتاوی عالمگیری کو سامنے رکھا ہے، کہیں کہیں اس کے علاوہ ہدایہ، شرح وقایہ اور البحرالرائق وغیرہ سے بھی حوالہ دیا ہے، بطور نمونہ دو مسئلے بیان کئے جارہے ہیں:

(الف) ناشزہ عورت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> عورت خاوند کی اجازت کے بغیر خاوند کے گھر سے نکل جائے تو واپس آنے تک اس کا نفقہ خاوند پر واجب نہیں ہے، چناں چہ درمختار میں لکھا ہے۔ لانفقة لخارجة من بيته بغير حق وهي

(۱) فتاوی باقیات صالحات ص:۱۰

الناشزة حتى تعو د انتهى ـ (۱)

(ب) دوسرا مسئلہ رضاعی بھانجی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں:

الجواب ہوالموفق للصواب: صورت مسؤلہ میں رضاعی بھانجی سے نکاح جائز نہیں ہے، چناں چہ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے:
الـر ضيـع ابواه من الرضاع واصولهما وفروعهما من النسب و الرضاع جميعا حتى المر ضعة لو ولدت من هـذا الـرجـل او غيـره قبـل هذا الارضاع او بعده او ار ضـعـت رضـعـا فـالـكـل اخـوة الرضيع واخواتـه واولا دهم اولاد اخوته و اخو اته انتهى (۲)

بعض غیر مدلل مسائل

ہندو راجہ کے روپیوں سے اس کی دی ہوئی زمین پر مسجد تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

الجواب ہوالموفق للصواب: جائز ہے اور اس سے کافر کے پیسوں سے مسجد تعمیر کرنے کا حکم نہ ہوگا؛ کیوں کہ راجہ قہراً اس زمین پر اور اس کے محصول پر متصرف ہے نہ کہ اس کا مالک۔(۳)

نصوص کا ذکر

صاحبِ فتاوی ؒ نے جس طرح مسائل کو فقہی کتب کے حوالے سے مزین کیا اسی طرح بعضے مسائل میں دلیل کے طور پر نصوص کو بھی پیش کیا ہے، چناں چہ ایک مثال پیش

(۱) فتاوی باقیات صالحات ص:۱۵۴

(۲) فتاوی باقیات صالحات ص:۲۰۲

(۳) فتاوی باقیات صالحات ص:۲۷

خدمت ہے، مسجد میں شعر خوانی کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شعر کا مضمون اگر اچھا ہے تو مسجد میں پڑھنا منع نہ ہوگا، دلیل میں فرمایا:

مشکوۃ شریف میں بخاری شریف سے منقول ہے۔عن عائشةؓ قالت كان رسول الله ﷺ يضع لحسانؓ منبرا فی المسجد يقوم عليه قائما يفاخر عن رسول الله ﷺ او قالت ينافح عن رسول الله ﷺ ويقول رسول الله ﷺ ان الله يؤيد حسان بروح القدوس مايفاخر او ينافح عن رسول الله ﷺ انتهى (۱)

اہم مسائل میں تفصیلی جواب

صاحبِ فتاویٰؒ کا فتوی نویسی میں یہ امتیاز رہا ہے کہ بعض مختلف فیہ مسائل اور رسومات وبدعات سے متعلق مسائل میں تفصیلی جواب دیتے ہیں، جیسا کہ حضور ﷺ کا منبر شریف ہمیشہ تین ہی سیڑھیوں کا تھا، اس کو ثابت کرتے ہوئے مکمل چار صفحات میں تفصیلی جواب دیا ہے۔(۲)

اسی طرح دفن سے قبل اور دفن کے بعد قبرستان کے دروازہ پر پہونچ کر پھر میت کے مکان پر مجتمع ہوکر مروجہ فاتحہ کا پڑھنا، اس کا التزام کرنا اور تارک کو قابل ملامت سمجھنا بدعت قبیحہ ہے، اس کو ثابت کرتے ہوئے مستقل تین صفحات پر مدلل بحث کی ہے۔(۳)

بعض مختصر جوابات

مصنفؒ نے بعض مسائل کے جواب میں بہت اختصار سے کام لیا ہے، جیسا کہ ہندو عورت اپنے شوہر کے مسلمان ہونے کے بعد کلمہ طیبہ پڑھے تو دونوں میں تجدید نکاح کی

---

(۱) فتاوی باقیات ص:۲۹۹

(۲) فتاوی باقیات صالحات ص:۷۴تا۷۷

(۳) دیکھئے فتاوی باقیات ص:۵۷تا۵۹

ضرورت ہے یا نہیں؟اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

الجواب ضرورت نہیں، جیسا کہ شامی میں ہے: ومالم یفرق القاضی فھی زوجتہ حتی لو مات قبل ان تسلم امر أتہ الکافرۃ وجب لھا المھر الخ(۱)

مستفتی کی زبان کی رعایت

صاحبِ فتاوی نے اس بات کا حتی الامکان لحاظ رکھا کہ سائل جس زبان میں سوال پوچھتا اسی زبان میں اس کا جواب مرحمت فرماتے، مثلا: کسی نے زبان عربی میں سوال کیا تو اس کا جواب بھی عربی ہی میں دیا اور جس نے فارسی میں سوال کیا اس کا جواب بھی فارسی ہی میں دیا چناں چہ عربی و فارسی کی دو مثالیں پیش خدمت ہیں:

چہ می فرمایند علمائے دین متین در بارۂ امام غیر مقلد کہ او امام مسجد است و ہمہ اقتدا کنندگان مقلدین یعنی بر مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفیؒ اند آیا اقتدائے ایشاں پس آں امام غیر مقلد جائز است یا نہ کہ او منکر مذاہب ائمہ اربعہ است و مذہب خود مذہب محمدی می نمایند؟

الجواب ہو المصوب: چوں کہ امام مذکورہ تقلید مذہبے، از مذاہب اربعہ اہل حق نمی کنند و نیز منکر آنہاست کہ او در نماز ترک فرضے یا واجبے از روئے مذہب حنفیہ کردہ باشد بنابرآں اگر امامے سوائے او دراں مسجد یا مسجد دیگر مقلد مذہبے یافتہ نشود نا چار اقتدائے او بکند تا ترک جماعت لازم نیاید و بعد ازاں اعادہ ہم نہ نماید تا تحقیقا ادا شود(۲)

---

(۱) فتاوی باقیات صالحات ص:۱۳۱

(۲) فتاوی باقیات صالحات ص:۲۰

اسی طرح عربی کے سوال کا جواب عربی میں دیا گیا، جیسا کہ سوال کیا گیا :

ماقولكم ايها العلماء الكرام فى صغيرة زو جها الام مع رجل كفؤ بمهر المثل بل ازيد و منع اخو ها عنا دا بلا وجه هل يجوز نكاحها ام لا ؟

الجواب : يجو ز و الحالة هذه لان الأخ وان كان وليا قر يبا والام بعيدة لكنه بهذا المنع يكون عاضلا ان كان تزو يجها لخوف فوت الخاطب كمافى الدرالمختار ويثبت للا بعد من اولياء النسب عند فوت الكفو التزويج بعض الاقرب اى بامتناعه عن التزو يج اجماعا خلاصة انتهى وفى الشامى قوله عند فوت الكفو اى خوف فوته قوله بامتناعه من كفو بمهر المثل انتهى ۔ (۱)

اخیر میں بندہ دربارِ الٰہی میں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احب فتاوی و مرتب کو جزائے خیر نصیب فرمائے اور اس کتاب کو ہم تمام کے حق میں نفع بخش بنائے آمین ۔

وماتوفيقى الابالله والحمد لله اولا واخرا

---

(۱) فتاوی باقیات صالحات ص: ۱۶۷

فتاوی مفتی محمود (پاکستان)

مولوی سید مبشر قاسمی

فقہ علوم اسلامیہ میں سب سے زیادہ وسیع اور دقیق علم ہے؛ اس لئے کہ فقہ قرآن وحدیث اور آثار صحابہ کے علوم کا نچوڑ ہے اور فتوی کا میدان فقہ سے بھی زیادہ نازک ہے، اس میدان کے شہ سوار اپنی فطری وخداد صلاحیتوں کا مظاہرہ کر کے ساری زبانوں میں خصوصا اردو زبان میں ایسا قیمتی اثاثہ امت کو دے گئے ہیں، جن سے پوری اسلامی دنیا مستفید ہورہی ہے، اور ہوتی رہے گی ، ان ہی عظیم شخصیات میں سے ایک شخصیت مولانا مفتی محمو دصاحب (پاکستان) کی ہے، زیرنظر مقالہ میں آپ کے قیمتی فتاوی کا ایک مجموعہ جو فتاوی مفتی محمود کے نام سے مشہور ہے، کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

کتاب کا اجمالی تعارف

اللہ تعالی نے مولانا مفتی محمود صاحب کو جہاں علم حدیث اوراس کے متعلقہ علوم میں پوری مہارت عطا فرمائی تھی، وہیں علم وفقہ میں بھی ایک خاص مقام عطا فرمایا تھا اسی کا نتیجہ فتاوی مفتی محمود ہے، یہ فتاوی ان فتاوی پر مشتمل ہے، جو انہوں نے سائلین کے جواب میں خود یا ان کے معاونین نے تصدیق کے بعد مرتب کئے ہیں، اس کتاب میں عصر حاضر کے بہت سے مسائل پر فقہی انداز میں کتاب وسنت کی روشنی میں بحث کی ہے، اس میں ابواب کی تعداد ۵۳ اور مسائل کی تعداد تقریبا ۶۵۸۵ ہیں، ان فتاوی کو چار حضرات نے مل کر مرتب کیا ہے اور مولانا محمد ریاض درانی (خطیب جامع مسجد پائلٹ ہائی اسکول پاکستان) نے اس کے نشر واشاعت کی

ذمہ داری لی ہے، اس کتاب کی کل گیارہ جلدیں اور کل صفحات تقریباً ۶۴۰۰ ہیں۔

صاحب فتاوی کے احوال

مفتی صاحب کے خاندان کا تعلق افغانوں کے مشہور قبیلہ ناصر سے ہے، آپ چھٹی پشت میں ''علم'' سے ملتے ہیں، شجرۂ نسب یوں ہے: محمود بن محمد صدیق بن محمد دراز بن گلستان بن عمر بن محمد بن موسی بن علم ولادت کی تاریخ کے بارے میں خود مفتی صاحب نے بتایا کہ میری پیدائش ۶/ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ بمطابق ۱۹۱۹ء میں ہوئی۔(۱)

ابتدائی تعلیم والد صاحب سے حاصل کی اور پھر شرح جامی، سلم وغیرہ کتابیں خانقاہ یسین زئی میں فاضل دیوبند مولوی شیر محمد سے حاصل کی اور اعلی تعلیم کے لئے ہندوستان بھیج دیئے گئے اور ۱۹۴۷ء میں شاہی مراد آباد سے سند فراغت حاصل کی اور ایک چھوٹے سے قصبہ عبدالخیل میں تدریسی خدمت انجام دینے لگے، حضرت مفتی صاحب فقہ وحکمت اور فہم و ذکاوت ہر اعتبار سے اس درجہ پر تھے کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے مفتی کے لقب کو ان کے نام کا جزء بنا دیا تھا، مولانا یوسف بنوریؒ کی زبان مبارک سے یہ کلمات اکثر نکلتے تھے کہ اللہ تعالی نے اس شخص پر خصوصی فضل کا معاملہ فرمایا ہے، ذکاوت اور ذہانت ان پر ختم ہے، فقہ میں مہارت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ شامی جیسی ضخیم کتاب کا آپ نے بالاستیعاب ۲/ مرتبہ مطالعہ کیا ہے اور اس کی اکثر جزئیات آپ کے ذہن میں محفوظ تھیں۔(۲)

مرتبین فتاوی

مفتی محمود صاحب کے ۲۵/ سالہ دور افتاء کے انتہائی قیمتی فتاوی مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی فائلوں میں موجود تھے، مولانا فضل الرحمٰن صاحب صدر جمعیۃ علماء پاکستان کے حکم سے محترم مولانا نعیم الدین صاحب (استاذ الحدیث مدینہ کریم پارک لاہور) نے مولانا عبدالرحمٰن صاحب (خطیب عالی مسجد لاہور) اور مولانا نعیم اللہ صاحب (جامعہ اشرفیہ لاہور) کی

(۱) مفتی محمود علمی دینی اور سیاسی خدمات ص: ۵۰، مکتبہ الحمید پاکستان

(۲) فتاوی مفتی محمود ۱/ ۱۲۷ الجمیعۃ پبلیکیشنز وحدت روڈ لاہور

معاونت سے ترتیب وتبویب کا کام انتہائی محنت ومشقت سے سرانجام دیا۔(۱)

فتاوی میں اعتدال

قاسم العلوم ملتان میں آپ کے ابتدائی دور میں لوگ ہزاروں مسائل لے کر آئے اور حضرت نے ہزاروں فتاوی جاری کیے، بہت کم ایسا ہوا کہ مفتی صاحب کو کسی مسئلہ میں پریشانی ہوتی ہو اور ایسا تو کبھی نہیں ہوا کہ ان کے قلم سے کوئی فتوی نکلا ہو بعد ازاں انہیں ندامت کا سامنا کرنا پڑا ہو، اس کی وجہ یہ تھی کہ فتوی صادر کرنے سے قبل متعلقہ مسئلہ کی تمام کلیات و جزئیات کو سمجھتے تھے، اس کے بعد اس موضوع پر جملہ کتب کو سامنے رکھتے تھے، تب جا کر یہ فیصلہ کرتے تھے کہ کس مسئلہ پر فتوی دینا درست ہوگا، حضرت مفتی صاحب مختلف فیہ مسائل میں جواب دے کر اکثر لکھتے تھے کہ ''یہ مسئلہ میرے نزدیک ہے؛ لیکن دیگر معتمد علماء سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کرنا چاہئے، مختلف فیہ مسائل میں امت کو نزاع سے دور رہنے کا مشورہ دیتے تھے؛ مثلاً حضرت مفتی صاحب سماع موتی کا حکم بیان کرنے کے بعد یوں فرماتے ہیں:

> لہذا اس مسئلہ میں بحث وتمحیص صرف عالمانہ انداز تک محدود رہنی چاہئے، اس کی وجہ سے باہمی نزاع اور جنگ وجدال ہر دو فریقین میں نہیں ہونا چاہئے۔(۲)

حضرت مفتی صاحب کے علاوہ دیگر مفتیان کرام کے فتاوی

فتاوی مفتی محمود میں حضرت مفتی صاحب کے علاوہ اکثر وبیشتر مقامات پر معین مفتیان کے فتاوی بھی درج ہیں، اس بات کی صراحت خود مفتی صاحب کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> یہاں یہ بتلانا بھی ضروری ہے کہ ان فتاوی جات میں بہت سے

(۱) فتاوی مفتی محمود ۱/ ۱۳۱ لاہور

(۲) فتاوی مفتی محمود ۱/ ۱۴۱ لاہور

فتاوی پر حضرت والد صاحبؒ کے نام کے بجائے دیگر مفتیان کرام
کے نام بھی درج ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مفتی صاحب عدم فرصت
کی وجہ سے معین مفتی کو فتاوی حوالہ کرتے، معین مفتی آپ کی ہدایت
کے مطابق فتوی تحریر کرتے پھر آپ کی تصدیق کے بعد اسے شائع
کیا جاتا۔(۱)

تبویب میں بے ترتیبی

فتاوی کی ترتیب میں عام طور پر کتاب العقائد والعلم کے بعد فتاوی شامی کی ترتیب کو سامنے رکھ کر تبویب کی جاتی ہے؛ لیکن اس مجموعہ فتاوی میں اس کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے، مثلاً: کتاب الطہارۃ کے بعد کتاب الصلوۃ ذکر کی جاتی ہے؛ لیکن یہاں کتاب الطہارت کے بعد احکام مسجد، پھر کتاب الاذان پھر مواقیت الصلاۃ کا ذکر ہے، ایسے ہی ذبح وقربانی کے مسائل عام طور پر حج کے بعد ذکر کئے جاتے ہیں؛ لیکن اس مجموعہ میں رہن واجارہ کے بعد ذکر کئے گئے ہیں، نیز کتاب الحظر والاباحۃ کے مسائل عام کتب فتاوی میں ابواب کے تحت ہوتے ہیں، لیکن یہاں کیف ما اتفق سب کو جمع کر دیا گیا ہے، اسی طرح کتاب الایمان کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا جاتا ہے، مثلاً: باب ردالبدعات، مایتعلق بالبریلویۃ وغیرذالک لیکن یہاں اس کا اہتمام نہیں ہے۔(۲)

تخریج کا فقدان

عام طور پر فتاوی میں اس بات کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ مفتی جہاں سے مسئلہ نقل کرتا ہے اس کتاب کی عربی عبارت بطور حوالہ نقل کرتا ہے، اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ مظان معلوم ہوگا کہ فتاوی کی عربی کتابوں میں مذکورہ مسائل کہاں ملتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ باحوالہ فتاوی محقق اور معتمد شمار کئے جاتے ہیں، مذکورہ فتاوی میں بعض تو وہ مسائل ہیں جن کا کوئی حوالہ

---

(۱) فتاوی مفتی محمود ا/ ۴۸ لاہور

(۲) فتاوی مفتی محمود ۴/ ۴۳، ۹/ ۵۲۹ لاہور

نہیں اور بعض وہ ہیں جن کا حوالہ ذکر کیا گیا ہے تبویب کے بعد نہ پہلی قسم کی تخریج ہے اور نہ دوسری قسم کی۔(۱)

مکررات سے عدم اجتناب

مفتی کے سامنے ایک ہی سوال بار بار آتا ہے اور مفتی حسبِ ضرورت ہر مستفتی کو الگ الگ جواب دیتا ہے؛ لیکن فتاوی کو شائع کرتے وقت ان میں سے ایک یا دو تفصیلی فتاوی کو شائع کیا جاتا ہے، اور باقی کو حذف؛ لیکن اس مجموعہ میں ایک طرح کے مسائل اور فتاوی کو بار بار ذکر کیا گیا ہے، اور بعض جگہ تو لفظ بہ لفظ سوال و جواب مکرر مذکور ہیں، اس کی مثال:

> سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بغیر وضو اذان دینا جائز ہے یا نہ؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں؟
>
> جواب: بے وضو اذان کہنا درست ہے، کچھ مواخذہ اور وبال اس میں کسی پر نہیں ہے، البتہ بہتر اور افضل یہ ہے کہ باوضو اذان کہے؛ اس لئے کہ بعض فقہاء نے بغیر وضو اذان کو مکروہ کہا ہے۔

اب یہی مسئلہ من وعن اس کے بعد ہی کے سوال میں عنوان کے تھوڑے سے فرق سے مذکور ہے،(۲)

مسائل کے بیان کرنے کا انداز

حضرت مفتی صاحب جب کسی مسئلہ کا جواب دیتے ہیں تو اس کی دلیل بھی فوراً بیان کر دیتے ہیں، جیسے بوقت غسل میت کو کس رخ لٹایا جائے؟ اس سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> میت کو غسل دیتے وقت روبقبلہ ہونے کے لئے مشرق مغرب لٹانا

---

(۱) فتاوی مفتی محمود ۴/۴۴، لاہور

(۲) فتاوی مفتی محمود ۱/۸۳۶ لاہور

یا شمال جنوب کولٹانا دونوں طرح درست ہے اور دونوں موافقِ شریعت ہیں،

فی الد رالمختار ویوضع کمامات کما تیسر فی الا صح علی سریر مجمر وترا ...... الخ قال فی الشامی وقیل یوضع الی القبلة طولا وقیل عر ضا کمافی القبر ۔ (شامی ۱ / ٦٣١)(۱)

دلائل میں شامی کو فوقیت

حضرت مفتی صاحبؒ چوں کہ ایک ماہر فقیہ تھے اور فتاوی شامی کا بالاستیعاب دو مرتبہ مطالعہ کر چکے تھے، اسی وجہ سے دلائل میں اکثر مقامات پر قرآن وحدیث کے بعد فتاوی شامی کا حوالہ دیتے ہیں اور اس کے بعد اکثر فتاوی ہندیہ کا حوالہ دیتے ہیں، جیسے ''بحق، بوسیلہ، بطفیل'' کہنے کا حکم بیان کرنے کے بعد شامی کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

اللهم انی اسألك واتو جه اليك بنبيك نبی الرحمة ...... قال السبكی یحسن التوسل با لنبی الی ربه ولم ینکره احد من السلف ولا الخلف (۲)

جواب میں دو سے زائد دلائل کی پابندی

عام طور پر کتب فتاوی میں جواب نقل کرنے کے بعد بہت کم ہی حوالہ ہوتا ہے اور جن میں ہوتا ہے وہاں پر ایک ہی حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے اور بعد میں تحقیق وتخریج میں اس پر کئی حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں؛ لیکن فتاوی کے اس مجموعہ میں خود مفتی صاحب نے جواب نقل کرنے کے بعد اکثر مقامات پر دو سے زائد حوالوں کو نقل کیا ہے، اور ساتھ ہی جلد اور صفحہ نمبر بھی نقل کیا ہے، جیسے: کنویں میں کتے کے گرنے کا حکم لکھتے ہوئے دلیل دیتے ہیں :

(۱) فتاوی مفتی محمود ۳/ ۳۵ لاہور

(۲) فتاوی مفتی محمود ا/ ۱۹۱ لاہور

وان مات فیها شاة او کلب او آدمی انتفح او تفسخ ینزح جمیع ما فیها صغر الحیوان او کبر هکذا فی الهدایة ۔ (فتاوی عالمگیری ۱/ ۱۹)کما قال فی الدر المختار وان تعذر نزح کلها لکونها معینا فیقدر ما فیها وقت ابتداء النزح الی آخره (در مختار ۱/ ۱۵۷)(۱)

استفتاء کے ہر ہر جزئیہ کا جواب اور دلیل

اکثر کتبِ فتاوی کا طرز یہ ہے کہ جواب میں ایک عمومی حکم بیان کر دیا جاتا ہے جو سوال میں مذکور تمام تر جزئیات پر منطبق ہوتا ہے اور بعض ہی جگہ پر ہر ہر جزئیہ کا جواب نقل کیا جاتا ہے؛ لیکن حضرت مفتی صاحبؒ کی عادت فتاوی نقل کرنے میں یہ تھی کہ سوال میں جتنے جزئیات ہوتے ان سب جزئیات کا الگ الگ جواب اور دلیل دیتے تھے، جیسے نماز میں ہوا خارج ہونے کے شبہ میں استفتاء ہے۔

(س) اگر نماز میں ہوا خارج ہونے کا شبہ ہوا اور پھر اسی حالت میں نماز ادا کی تو کیا نماز ادا ہو جائے گی یا نہ؟ اگر نماز با جماعت میں پہلی صفوں میں کھڑے ہوئے مقتدی کا وضو ٹوٹ گیا جہاں سے باہر آنا ممکن نہیں تو کیا وہ تیمّم کر کے شاملِ نماز ہو سکتا ہے یا خاموش کھڑا رہے یا صفوں کو چیر کر نکل جائے؟

(ج) محض شک وشبہ سے وضو نہیں ٹوٹتا: ففی الدر شك بالحدث او بالعكس اخذ باليقين اور عالمگیری میں ہے ومن شك فی الحدث فهو علی وضوئه نیز اس صورت میں نماز ہوگئی ہے۔

---

(۱) فتاوی مفتی محمود ۱/ ۴۳۵/ لاہور

۲۔صفوں کو چیر کر نکل جاوے،فتاوی دارالعلوم ا/۵۰۲(۱)

زبان سائل کی رعایت

مفتی محمود صاحبؒ جواب نقل کرنے میں سائل کی پوری رعایت کرتے تھے، چوں کہ فتوی کا مقصد یہی ہے کہ سائل کو بات سمجھ میں آئے اور عمل کے لئے آسانی ہو، اس لئے اگر سوال عربی زبان میں ہوتا تو عربی میں جواب نقل کرتے اور اگر سوال فارسی میں ہوتا تو جواب بھی فارسی میں دیتے تھے، جیسے:

سوال: چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ شخصے بنام عبدالعزیز مرا کہ من قسم بخدائے ذوالجلال والاکرام صحیح العقیدہ مسلمان ہستم ،مرزائی بگوید وپروپیگنڈا بکند ایں راسزا از روئے قرآن کریم وحدیث شریف وفقہ چیست؟

جواب: منجملہ از شروط صحتِ اسلام ودرستی عقیدہ ایں ہم است کہ یقین حاصل باشد کہ بعد از ختم المرسلین ﷺ ہر کہ دعوی نبوت کردہ آں دجال، کافر، کذاب ہست، اگر فی الواقعہ شما ایں عقیدہ می دارید ونیز دیگر ضروریات رایقین می کنید وبا ایں ہمہ کسے شمارا مرزائی یا کافر گوید، آں مجرم است وآن راخوف کفر است، توبہ کردن لازم ،لیکن شرط ایں است کہ او بالیقین ایں قسم جملہ گفتہ باشد، وبا قاعدہ شہادت شرعی برگفتن او از یں قسم جملہ ہای موجود باشد(۲)

تحقیقی جوابات

حضرت مفتی صاحبؒ کی فقاہت اور علمی لیاقت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے فتاوی میں کئی جوابات انتہائی تحقیقی اور بہت ہی مدقق

(۱) فتاوی مفتی محمود ا/ ۴۲۶، لاہور

(۲) فتاوی مفتی محمود ا/ ۲۳۰ لاہور

ہیں، یہ جوابات عام لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں، ایسے جوابات میں حضرت مفتی صاحبؒ کی عادت یہ ہے کہ دلائل کا انبار لگا دیتے ہیں اور پھر ان دلائل سے مسئلہ مذکورہ کا جواب مستنبط کرتے ہیں، تہجد کے متعلق سائل نے سوال کیا کہ ایک بستی میں ۱۰۰ سے زائد لوگ تہجد گذار ہیں اور سب ہی اس کے عادی ہیں، انہوں نے تہجد کے لئے اذان دینا شروع کیا ہے، اس سلسلہ میں شرعی مسئلہ واضح کیجئے؟

حضرت مفتی صاحب نے اذان کے شرعی معنی لکھا ہے، پھر اس کے بعد البحر الرائق، فتح القدیر، بدائع الصنائع سے تقریبا ۲/صفحہ کی عبارتیں نقل کی ہیں، بعدہ ان کی عبارات کا ماحصل پیش کیا پھر ائمہ کرام کا آپس میں جو اختلاف ہے اس کو تحریر کیا، الغرض اس سوال کے جواب کو آپ نے ۷/صفحات پر مفصل تحریر کیا ہے، فمن شاء البسط فلیرا جع الی الکتاب (۱)

بدعات پر نکیر

آقائے دوجہاں ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''میری امت کئی فرقوں میں بٹ جائے گی'' کے مطابق موجودہ زمانہ میں بہت سے ایسے فرقے ہمارے سامنے رونما ہوئے ہیں، جو اہل سنت والجماعت کے خلاف عقائد کے حامل ہیں، اہلِ حق نے ہر وقت ان کی پرزور تردید کی ہے، مسلمانوں میں شعور بیدار رہوا اور حق کی تلاش میں کئی حضرات نے حضرت مفتی صاحبؒ سے سوالات کئے ہیں، جیسے: ایک شخص نے سوال کیا کہ قیام مروجہ مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیما ضروری جاننا اور بعض علماء کا اس قیام مروجہ کے نہ کرنے والوں کو بے پرواہ جاننا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی ﷺ کا محفل میں تشریف فرما ہوتے ہیں کیسا ہے؟ حضرت نے جواب دیا:

> قیام مروجہ شرعا جائز نہیں اور حضور ﷺ کی تشریف آوری کا قرآن وحدیث سے کوئی ثبوت نہیں، نیز ان مجالس کا قرون مشہود لہا بالخیر میں کوئی نشان نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) فتاوی مفتی محمود ۱/۸۴۷ لاہور
(۲) فتاوی مفتی محمود ۱/۳۴۳ لاہور پاکستان

نئے مسائل سے بحث

فتاوی کے اس مجموعہ میں عصر حاضر کے بہت سے مسائل فقہی انداز میں تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: مزارعت کا مسئلہ، انفرادی وشخصی ملکیت پر بغیر رضامندی کے قبضہ کرنے کی ممانعت، احیاء اموات، نوٹ پر زکوۃ، مشینی ذبیحہ، بینک کے ذریعہ زکوۃ کی کٹوتی، عائلی قوانین پر چاروں مسالک کے ساتھ ساتھ شیعہ مسلک کے حوالہ سے ایک جامع اور عالمانہ تبصرہ، ان کے علاوہ اور بھی مسائل کو تفصیل کے ساتھ قلم بند کیا گیا ہے۔(۱)

اللہ تعالی ہمیں اس سے نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور صاحب فتاوی ومرتبین کو دنیا وآخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے آمین۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد واله وصحبه اجمعین

---

(۱) مفتی محمود علمی سیاسی خدمات ۲۶۰ مکتبہ الحمید لاہور

فتاوی دار العلوم دیوبند جدید

مولوی مرزا سلیمان بیگ قاسمی

نسل انسانیت کے مسائل حل کرنا فقہ اسلامی کا موضوع ہے، اس میدان کے بہت سے رجال تیار ہوئے، دنیائے فقہ کا اونچا مینارہ امام اعظم ابوحنیفہ اوران کے رفقاء کار ہیں، جنہوں نے کتاب وسنت کی روشنی میں ان گنت مسائل کا حل نکالا، اسی طرح ہر دور کے ارباب افتاء نے سعی پیہما ور جہد مسلسل کے ساتھ لاکھوں مسائل حل کیا ہے، یہ سب فتاوی قیامت تک انسانوں کے لئے مشعل راہ ہیں، جن کومختلف کتابوں کی شکل میں ترتیب دے دیا گیا، انہیں کتب فتاوی میں مایۂ ناز کتاب فتاوی دارالعلوم ہے، جس کی اہمیت خود دارالعلوم دیوبند کی نسبت سے واضح ہے۔

صاحب فتاوی کا تعارف

آپ کا اسم گرامی عزیز الرحمٰن اور تاریخی نام ظفیر الدین ہے، اور سارا برصغیر آپ کو مفتیٔ اعظم ہند مولانا الحاج الشیخ عزیز الرحمٰن عثمانی صاحب نور اللہ مرقدہ جیسے پر وقار القاب سے یاد کرتا ہے، موصوف شہر دیوبند کے عثمانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، جن کی تدریس وتربیت کے نتیجہ میں دیوبند کے ان گنت علماء نے عہدۂ افتاء کی سند حاصل کی، تمام علوم سے فراغت کے بعد عرصۂ دراز تک شہر میرٹھ میں قیام فرما کر علوم دینیہ کی خدمت انجام دیتے رہے، ۱۳۰۹ھ کو دارالعلوم دیوبند سے آپ کے لئے بلاوا آیا، عہدۂ نیابت افتاء پر فائز کئے گئے، حضرت اقدس مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری طیب علیہ الرحمہ کی غیر موجودگی میں دارالعلوم آپ ہی کے زیر اثر

رہنے لگا، ۱۳۱۰ھ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمہ سرپرست ثانی دارالعلوم دیوبند کی تجویز سے دارالافتاء کے لئے باضابطہ عہدۂ افتاء تجویز ہوا، آپؒ کے اندر موجود بے پناہ خوبیوں سے متاثر ہوکر مولانا نے موصوف کو اس گراں قدر کام کے لئے منتخب فرمایا، آپؒ اس کو بخوبی انجام دینے کے لئے جٹ گئے، شدہ شدہ فتاوی میں مہارت ہوتی چلی گئی، پھر لوگوں نے وہ وقت بھی دیکھا کہ معرکۃ الاستفتاء کا جواب بھی آپ سفر وحضر میں بلا مراجعت کتب دے دیا کرتے تھے۔

آپ کے فتاوی کی تعداد

افسوس کہ آپؒ کے تمام فتاوی کا ریکارڈ نہ ہونے کی وجہ سے مکمل تعداد سے واقفیت نہ ہوسکا، چناں چہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۴۶ھ تک کے فتاوی کا ریکارڈ دفتر افتاء دارالعلوم دیوبند میں نہ تھا؛ البتہ ۱۳۳۰ھ تک مفتی اعظم ہند کے تحریر فرمودہ فتاوی کا جو مکمل ریکارڈ دفتر افتاء میں موجود تھا، وہ ۳۷۵۶۱ کی تعداد میں تھے، یہ تو صرف ۱۵/ سالہ خدمت کا ذخیرہ ہے، جب کہ آپؒ کی بائیس سالہ خدمت کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔(۱)

مرتب کا تعارف

موصوف کا اسم گرامی ،ظفیر الدین ہے، آغاز تعلیم پانچ برس کی عمر میں میاں جی گاؤں میں ہوا، تکمیل حفظ کے بعد ۱۳۵۹ھ کو مفتاح العلوم پہونچے، وہاں دوران تعلیم دوسال بعد ۱۹۴۲ء میں ہندوستان چھوڑو تحریک میں قائدانہ رول ادا کرنے کی وجہ سے حکومت وقت کی جانب سے آپ کے خلاف وارنٹ جاری ہوا، آپ خفیہ طریقہ سے گھر جاکر روپوش ہوگئے، چند دنوں بعد وارنٹ منسوخ ہونے کے سبب مفتاح العلوم سے بلاوا آیا، دوبارہ وہاں پہونچ گئے، ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۴ئمیں سند فراغت حاصل کی، ۱۳۱۵ھ میں جامعہ رحمانی مونگیر کے نئے کتب خانہ کی افتتاحی تقریب میں ذمہ داراں کی جانب سے کتب خانہ کی اہمیت پر مقالہ پیش کرنے کی درخواست کی گئی، جواب میں موصوف کا پیش کردہ مقالہ تقریب میں موجود حاضرین کے دلوں

(۱) فتاوی دارالعلوم ۱/ ۳۶، ۷۷

کوچھوگیا (اس تقریب میں دار العلوم کے مہتممؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ بھی تشریف فرما تھے، یہ حضرات بھی بہت مسرور ہوئے، چناں چہ چند روز بعد مہتمم دار العلوم قاری طیبؒ نے آپ کو دار العلوم دیو بند بلوالیا، اس طرح آپ ۹/ستمبر ۱۹۵۶ء کو دار العلوم دیو بند پہونچ گئے۔

ترتیب کا پس منظر

بقول حضرت مولانا قاری طیب علیہ الرحمہ فتاوی کا یہ بے نظیر مجموعہ، اور مسائل فقہیہ کا یہ بے مثال ذخیرہ اوراق میں محبوس اور عام نگاہوں سے اوجھل تھا، جن سے صرف مستفتیوں نے ہی اپنے زمانے میں فائدہ اٹھایا تھا، دوسرے طالب علموں کو ان تک رسائی کی کوئی گنجائش نہیں تھی، اس طرح سے اس کی افادیت محبوس ہوکر رہ گئی تھی، میرے دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اس کو افادۂ عامہ کے لئے منظر عام پر لایا جائے بالاخر ۱۳۶۷ھ میں لکھنؤ کے سفر کے دوران مولانا منظور نعمانی علیہ الرحمہ کے سامنے اپنے جذبات کا اظہار کیا، تو حضرت بھی اسی جذبہ سے سرشار تھے، ایک کو دوسرے سے تقویت ملی، باتفاق رائے میں نے باضابطہ تجویز دار الافتاء میں بھیج کر ترتیب فتاوی کا کام شروع کرا دیا، اس کی ذمہ داری مولانا ظفیر الدین صاحب مفتاحی کو سونپی گئی، موصوف نے غیر معمولی جان فشانی اور تندہی سے لگ کر اس کام کو بحسن وخوبی انجام دیا، بہت سے لوگوں کا تعاون بھی ساتھ رہا، مرتب نے دوران ترتیب بہت سی دشواریوں کا سامنا کیا، جن میں مشکل ترین مسئلہ کاتب کی غلط نویسی کا تھا، لیکن مرتبین علماء وفضلاء ہونے کی وجہ سے کام پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا۔

بیان مسائل کا انداز

اس کتاب میں موجود مسائل کی ترتیب انوکھے انداز میں ہوئی، بیان مسائل کا طریقہ کار حسن ترتیب کی وجہ سے نرالی شان رکھتا ہے؛ کیوں کہ مرتب نے ہر موضوع سے متعلق تمام مسائل کا احاطہ، ابواب وفصول کے ذریعہ ان میں تقسیم، قوت مسئلہ کے اعتبار سے تقدیم وتاخیر ابواب کے درمیان ربط، تبیین مسائل میں بہترین اسلوب اور ہر موضوع سے متعلق تمام مسائل کو باب وار اور فصل وار بیان کر کے ان کے متعلقات کو ان سے جوڑ دیا ہے، مثلا جلد

اول کے مسائل جو طہارت سے متعلق ہیں، انہیں طہارت صغری وضو اور طہارت کبری غسل میں تقسیم کر دیا، اس کے بعد پھر مسائل وضو میں جو فرائض کا درجہ رکھتے ہیں، انہیں اولا بیان کیا، پھر سنن و مستحبات، مکروہات وضو اور اخیر میں نواقض وضو کو بیان کیا، بعینہ یہی طریقہ کار مصنف نے مسائل غسل میں اپنایا ہے۔

قابل لحاظ امور

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کے فتاوی میں بہت سے لائق تقلید امور کا لحاظ رکھا گیا، مقالہ ان سب کا مکمل احاطہ کا متحمل نہیں ہے، لیکن بطور نمونہ چند اہم امور درج ذیل ہیں:

۱۔ فتاوی میں عام فہم الفاظ کا استعمال　　۲۔ مختلف فیہ مسائل میں احتیاطا اختصار

۳۔ جدید مسائل پر خصوصی توجہ　　۴۔ فتاوی میں جامع الفاظ کا استعمال

۵۔ زبان مستفتی کی رعایت　　۶۔ زندگی کے بیشتر مسائل کا احاطہ

ذیل میں ہر دعوی کو مثال سے واضح کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

عام فہم الفاظ کا استعمال

فتاوی دار العلوم کی زبان سلیس اور عام فہم ہے، مثال کے طور پر ایک مستفتی نے استفتاء پیش کیا، جس میں لکھا ہوا تھا کہ ایک امام مسجد پُتلے وغیرہ بناتے ہیں، ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب انتہائی صاف انداز میں حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ یوں تحریر فرماتے ہیں: ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے، فقط (۱)

مختلف فیہ مسائل میں احتیاطا اختصار

حضرت مفتی صاحب نے اپنے فتاوی میں مختلف فیہ مسائل میں الجھنے کے بجائے مختصر جواب تحریر فرمایا ہے اور تفصیل طلب مستفتی کے لئے مستند کتاب کی نشاندہی کر دی؛ تا کہ

(۱) فتاوی دار العلوم ۳/ ۸۷، مکتبہ زکریا دیوبند

تفہیم مسئلہ میں سہولت ہو، چناں چہ ایک مستفتی سوال کرتا ہے کہ مکہ شریف میں چار مصلے کیوں قائم کئے گئے اور تعدد جماعت کا وہاں کیا حکم ہے؟ اس کا جواب کچھ اس طرح سے تحریر ہے:

اس میں اختلاف علماء ہے، جیسا کہ شامی نے نقل کیا ہے، لیکن اخیر میں فرمایا کہ مسجد حرام میں متعدد جماعت مکروہ نہیں ہے، (۱)

جدید مسائل پر خصوصی توجہ

جدید مسائل پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے، اس کی ایک مثال پیش ہے:

امام اگر کوٹ پہن کر امامت کرے تو درست ہے یا نہیں؟

اس کا جواب یوں تحریر ہے:

امامت اس کی بلا کراہت درست ہے۔ فقط (۲)

جامع الفاظ کا استعمال

فتاوی میں جامع از یں الفاظ استعمال کیا گیا ہے، حشو و زائد سے پاک ہے، ایک استفتاء ہے کہ کوئی امام تین وقت کی نماز ایک مسجد میں پڑھاوے اور دو وقت کی ایک مسجد میں تو جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب کچھ اس طرح تحریر ہے:

کوئی وجہ ممانعت اس میں نہیں ہے۔ فقط (۳)

زبان مستفتی کی رعایت

فتاوی دارالعلوم کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں مستفتی کی زبان کی بھی حتی المقدور رعایت ہے، اگر کوئی اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں استفتاء لے کر آتا اور حضرت مفتی صاحب بھی اس زبان سے واقفیت رکھتے تو آپؒ زبان استفتاء ہی میں جواب تحریر فرماتے، مثلا: ایک مستفتی استفتاء فارسی میں لے آیا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

(۱) فتاوی دارالعلوم دیوبند ۳/۶۴

(۲) فتاوی دارالعلوم ۳/ ۸۸ مکتبہ زکریا دیوبند

(۳) فتاوی دارالعلوم ۳/ ۱۶۹ مکتبہ زکریا دیوبند

آں مکاں کہ کرایہ او دہ روپیہ ماہانہ باشد بر قیمت آں مکاں زکوۃ
لازم است یا بر کرایہ اوزکوۃ لازم است؟
جواب استفتاء کا کچھ اس طرح تحریر ہے:
بر قیمت آں مکاں زکوۃ لازم نیست اگر کرایہ بقدر نصاب جمع شود و
حول بگذرد آں زر نقد واجب خواہد شد۔(۱)

زندگی کے بیشتر مسائل کا احاطہ

مسائل کے ذخیرہ کا دوسرا نام فتاوی دارالعلوم ہے، جس میں امت مسلمہ کے بیشتر شرعی مسائل: طہارت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، اعتکاف، اجارۃ، اعارۃ، نکاح، طلاق، فسخ، شرکت، کفاءت، ولایت، رضاعت، شہادت، وکالت، ودیعت، مزارعت، مضاربت، حقوق، حدود، زیور، ستر، تصاویر، کھیل تماشے، دواوعلاج، ایمان، نذور، زنا، چوری، تہمت، جہاد، لقطہ اور حظر واباحت کی شکل میں بالتفصیل موجود ہیں، جس کا مطالعہ کرنے والا دوسری بہت سی کتابوں سے بے نیاز ہوجائے گا۔(۲)

حواشی میں مستند دلائل

قارئین فتاوی دارالعلوم کے لئے یہ پہلو باعث خوش کن ہے کہ مرتب فتاوی دارالعلوم نے حواشی میں ہر مسئلہ کو مدلل ذکر کردیا ہے، اس کتاب کا کوئی بھی مسئلہ اب دلیل سے تشنہ نہیں رہا، کیوں کہ فی زمانہ عوام الناس کا رجحان دلائل کی طرف کچھ زیادہ ہی ہوگیا ہے، لوگ بہت سے مسائل صرف اس لئے رد کردیتے ہیں کہ وہ بنا دلیل کے درج ہیں، اسی لئے مرتب نے ہر مسئلہ کی دلیل حاشیہ میں ذکر کردی ہے، حاشیہ میں صرف ان ہی مسائل کے دلائل درج ہیں، جن کے دلائل صاحب فتوی نے تحریر نہیں فرمائے، مثلا ایک استفتاء ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

---

(۱) فتاوی دارالعلوم ۶/ ۵۷ مکتبہ زکریا
(۲) فہرست فتاوی دارالعلوم مکتبہ زکریا دیوبند

امام کا پا جامہ ٹخنوں کے نیچے ہے ،سجدہ میں جاتے وقت دونوں ہاتھوں سے پاجامہ کواوپر چڑھا لیتے ہیں اور پھر سجدہ میں جاتے ہیں ،یہ فعل نماز میں ہر رکعت میں برابر جاری رہتا ہے،ان سے کہا گیا تو جواب دیا:قسم خدا کی اب دوبارہ نہ کروں گا ،ایسی صورت میں نماز ہم مقتدیوں کی ہوجائے گی یا نہیں اور نماز ہم ان کے پیچھے پڑھیں یاعلحدہ پڑھیں؟

جواب: امام مذکور کوایسا نہ کرنا چاہئے ؛ کیوں کہ اول تو ٹخنوں کے نیچے پا جامہ خارج نماز پہننا بھی حرام ہے اورامام بنانا فاسق کو بناتوبہ کے مکروہ ہے اوربعض صورتوں میں خوف فسا دِصلوۃ ہی بہرحال امام مذکورکوفعل مذکور سے روکنا چاہئے اوراگر وہ باز نہ آئے تواس کومعزول کر دینا چاہئے اوراگراس پر قدرت نہ ہوتواسی کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہےاور جماعت کاثواب حاصل ہوجاتا ہے۔

حاشیہ میں تحریرشدہ دلیل

ویکرہ کفہ ای رفعہ ولو لتراب کمشمرکم او ذیل وعبثہ بہ او بثوبہ(الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب ما یفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا)(۱)

درمختاروشامی کےحوالے

صاحب فتاوی اورمرتب نے عام طور پرحوالہ درمختار وشامی کا دیا ہے ،اگر کسی جگہ صاحب فتاوی نے حوالہ نہیں دیا ہےتو مرتب نے حاشیہ میں درمختار یا شامی سے حوالہ دے دیا ہے ،ایک مثال بطور نمونہ ملاحظہ فرمایئے:

(۱) فتاوی دارالعلوم۳/ ۱۱۷ مکتبہ زکریا دیوبند

والدین اپنی لڑکی کے متعلق یہ الفاظ کہے تھے کہ اگر زندہ رہی تو فلاں کو دے دیں گے، ایک شخص اس بالغہ لڑکی کو بھگا کر لے گیا اور نکاح پڑھالیا، تو نکاح جائز ہوا یا نہیں، لڑکی کے والدین نے جو الفاظ کہے تھے ان سے نکاح منعقد ہوا تھا یا نہیں؟

الجواب: والدین نے جو کہا تھا اگر زندہ رہے تو فلاں کو دے دیں گے، یہ ایک وعدہ تھا، اس کے کہنے سے نکاح منعقد نہیں ہوا اور یہ ایجاب وقبول نکاح کا نہیں ہے؛ لہذا جو نکاح امام صاحب نے لڑکی بالغہ کے رضاء واجازت سے کفو میں کیا وہ صحیح ہوگیا، امام صاحب اس میں گنہ گار نہیں ہوئے اور ان پر کچھ کفارہ لازم نہیں ہے، فقط

حاشیہ میں اس کا حوالہ مرتب نے اس طرح لکھا:

ان المجلس للنكاح وان للوعد وعد (الدر الختار على هامش رد المحتار باب النكاح ٢ / ٢٦٤ ظفير)

خلاصہ

خلاصہ کہ فتاوی دارالعلوم دیوبند اپنے بے مثال صاحب فتاوی، بے غبار نسبت اسی طرح بے شمار ذخیرۂ مسائل کے احاطہ کی وجہ سے باعظمت اور مفید ترین کتاب ہے، دارالافتاء دارالعلوم حیدرآباد میں اس کی سولہ جلدیں موجود ہیں، ان میں موجود فتاوی کی تعداد تقریبا ساڑھے تیرہ ہزار ہے، آگے کتنی جلدیں شائع ہوئی اور ان میں کتنے مسائل موجود ہیں احقر کو اس کا علم نہیں ہوسکا، بس دعا ہے کہ خدائے پاک جس طرح دارالعلوم دیوبند کی شہرت کو بام عروج تک پہونچایا، ایسے ہی تاقیام قیامت فتاوی دارالعلوم دیوبند کو بھی خوب مقبولیت سے نوازے اور مزید اس کے فیوض کو عام فرمائے۔ آمین

امدادالفتاوی

مولوی محمد اصلاح الدین تمیم قاسمی

مذہب اسلام ایک آفاقی مذہب ہے، جس کی حفاظت وصیانت کی ذمہ داری خود خداوندقدوس نے لی ہےاور عالم اسباب میں اس حفاظت وصیانت کے عظیم مشن کو جاری رکھنے کے لئے ہر زمانے میں ایسے علماء، فقہاء اور محدثین پیدا فرماتا رہا جو اپنی خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دین کے ہر گوشے میں پیش آنے والی مشکلات ومسائل کا حل امت کے سامنے پیش کرتے رہے، ان ہی خدام دین میں نمایاں حیثیت کے حامل اور قدر آور شخصیت حضرت حکیم الامت، مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی ہے، جن کے دست مبارک سے لکھے ہوئے فتاوی کا مجموعہ امدادالفتاوی ہے جو تقریبا ۶۵/ سال کی طویل مدت کا کارنامہ ہے، امدادالفتاوی اس صدی کا ایک مخصوص مجددانہ کارنامہ ہے، جس سے اس زمانہ کے عوام ہی نہیں ؛ بلکہ علماء وارباب فتوی بھی بے نیاز نہیں ہوسکتے۔

آپؒ کا نام محمد اشرف علی ہے، آپؒ کی ولادت باسعادت ۵/ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ میں ہوئی، آپؒ کا مسکن تھانہ بھون تھا، اسی نسبت کی بناء پر تھانوی کے نام سے مشہور ہوئے، آپؒ برصغیر پاک وہند کے بلند پایہ عالم تھے، آپؒ بیک وقت صاحب ذوق مصنف، معلم، مصلح امت اور بلند مرتبہ فقیہ ومفتی تھے، آپؒ کی سینکڑوں علمی وتحقیقی تصانیف ہمارے اسلامی و دینی اردو سرمایہ کی زینت بنی ہیں، تدریس وافتاء کے علاوہ تربیت باطنی اور اصلاح امت کی یادگار خدمات انجام دی ہیں، آپ کی شخصیت علم وفضل ورع وتقوی اور دیانت واحتیاط جیسی بلند

صفات کا مجموعہ تھی، بیعت وارشاد کی مسند سے آپ نے ہزار ہا نفوس کی روحانی وباطنی تربیت کی ہے، تفسیر قرآن میں بیان القرآن اور فقہ وفتاوی میں آپ کی تصنیف امداد الفتاوی خاص اہمیت کی حامل ہے، آپ کی وفات ۱۶/ یا ۱۷ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ میں ہوئی۔(۱)

امداد الفتاوی کی وجہ تسمیہ

فتاوی کا یہ قیمتی مجموعہ پہلے فتاوی اشرفیہ کے نام سے مشہور تھا؛ لیکن ترتیب وتبویب کے وقت صاحب فتاوی نے اس کا نام اپنے مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی و مدنیؒ کے اسم مبارک پر رکھا، چناں چہ حضرت تھانویؒ خود تحریر فرماتے ہیں:

> پہلے نام سے جو کہ بعض دوستوں نے رکھ دیا تھا، لینے کے وقت بھی اور سننے کے وقت بھی مجھ کو خجلت ہوتی ہے؛ اس لئے اس مجموعہ کا نام اپنے مرشد علیہ الرحمہ کے اسم مبارک پر امداد الفتاوی جس کا لغوی معنی کے اعتبار سے بھی مناسب ہونا ظاہر ہے رکھتا ہوں۔(۲)

امداد الفتاوی کا پس منظر

فتاوی کا یہ مجموعہ جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے وقتاً فوقتاً مختلف سوالات کے جواب میں تحریر فرمائے تھے، جس کے احوال کے اعتبار سے تین حصے جدا جدا تھے، حضرت تھانویؒ نے مقدمہ امداد الفتاوی میں خود لکھا ہے:

> ایک وہ جو زمانہ طالب علمی دیوبند میں میں نے اپنے استاذ حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ کے حکم سے تحریر کئے تھے، جن پر حضرت استاذ کی تصحیح بھی تھی اور یہ زمانہ ۱۳۰۱ھ تک کا ہے، دوسرا وہ جو کانپور کے قیام کے زمانہ میں لکھے تھے، جس وقت کہ کسی محقق کی صحبت نہ تھی اور عوام کی حالت کا تجربہ بھی کم تھا اور یہ زمانہ ۱۳۱۵ھ

---

(۱) فقہ اسلامی ص: ۴۲۰

(۲) مقدمہ از مصنف امداد الفتاوی ۱/۳

کے اوائل تک کا ہے، تیسرا وہ جو اپنے وطن میں قیام کے زمانہ میں
لکھے ہیں، جب کہ حجۃ اللہ علی العالمین حضرت مولانا رشید احمد
صاحب کی شرف صحبت سے مشرف ہوئے تھے، اور عوام کی حالت
کا تجربہ بھی اضافۃً بڑھ گیا تھا۔(۱)

فتاوی کی ترتیب وتبویب

حضرت تھانویؒ خود رقم طراز ہیں:

ہر چند کہ ان تینوں حصوں کی شان کا تقاضا یہ تھا کہ جدا ہی جدا
رہتے؛ مگر چوں کہ ان کی ترتیب بحسب حوادث تھی، باب کے
لحاظ سے مرتب نہیں ہوئے تھے، اور رغبت عام وسہولت تام
تبویب میں دیکھی گئی؛ اس لئے اشاعت کے وقت اس کو باب در
باب مرتب کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوا، اور ترتیب زمان اکثر
جگہ تاریخ اور سنہ سے معلوم ہوجاوے گی، جو اکثر جوابوں کے
آخر میں مرقوم ہیں۔(۲)

ترتیب قدیم

ان تین حصوں کی سہولت کے لئے چار جلدیں کردی گئی، پہلی جلد میں یہ مضامین ہیں : طہارت، صلوۃ، تجوید وقرات، جنائز، زکوۃ وصدقہ، صوم، اعتکاف اور حج، دوسری جلد میں نکاح، رضاعت، طلاق، حضانت، نفقہ، حدود، ایمان، نذور، وقف، ذبائح، اضحیہ اور حظر واباحہ جیسے مضامین ہیں۔ تیسری جلد بیع، ربوا، کفالت، حوالہ، ودیعت، عاریت، اجارہ، دعوہ، قضاء، شہادت، غصب، شفعہ، رہن، ہبہ، شرکت، قسمت، مزارعت، لقطہ، وصیت فرائض، مسائل شتی اور مسائل طاعون جیسے مضامین پر مشتمل ہے اور چوتھی جلد میں ما یتعلق بالتفسیر،

(۱) مقدمہ از مصنف امداد الفتاوی ۱/۲

(۲) مقدمہ از مصنف امداد الفتاوی ۱/۲

ما یتعلق بالحدیث، سلوک، رؤیا، بدعات، تقلید، عقائد وکلام، مناظرہ فرقۂ باطلہ والے مضامین پائے جاتے ہیں۔(۱)

ترتیب جدید

ان فتاوی کی ترتیب جدید صاحب فتاوی کے مجاز بیعت اور نامور فقیہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مفتیٔ اعظم پاکستان نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ کی ہے، جس کی اس وقت چھ ضخیم جلدیں شائع شدہ ہیں، اس پر حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید صاحب پالن پوری مدظلہ نے حاشیہ لگانے کا کام شروع کیا تھا، مگر افسوس ہے کہ وہ پہلی جلد کے بعد جاری نہ رہ سکا، اگر یہ حاشیہ مکمل ہوجاتا تو اس میں مزید چار چاند لگ جاتے، اس کی پہلی جلد میں طہارت، اذان واقامت، نماز اور جمعہ وعیدین کے سینکڑوں مسائل ہیں، دوسری جلد میں روزہ، زکوۃ، حج، حدود وتعزیرات اور وقف کے بے شمار مسائل ہیں، تیسری جلد میں خرید وفروخت، اجارہ، رہن، ذبائح وغیرہ کے احکام وفتاوی ہیں، چوتھی جلد میں علم فرائض، کتاب الحظر والاباحۃ اور دیگر علمی وفقہی ابواب کا احاطہ ہے، پانچویں جلد میں تفسیر قرآن اور حدیث کے متعلق مباحث ومسائل، کتاب البدعات اور عقائد وکلام کے متعلق مسائل ہیں، اور چھٹی جلد میں بقیہ عقائد وکلام کے مسائل ہیں اور اس مجموعہ میں آپ کے مختلف موضوعات پر لکھے گئے علمی وفقہی مسائل ومضامین بھی شامل کردئے گئے ہیں، زبان کسی قدر پیچیدہ اور اسلوب قدیم ہے۔(۲)

تصحیح ونظر ثانی

حضرت تھانویؒ خود لکھتے ہیں:

> تنگیٔ نظر یا قلت تجربہ سے جن مضامین میں کچھ کمی تھی اس کا تدارک ترتیب کے وقت نظر ثانی کرکے بقدر ضرورت کردیا گیا ہے۔(۳)

---

(۱) مقدمہ از مصنف امداد الفتاوی ۱/۲۔۳

(۲) ملخص از فقہ اسلامی ص: ۴۲، فتوی نویسی کے رہنما اصول: ۴۷

(۳) مقدمہ از مصنف امداد الفتاوی ۱/۲

ترتیب جدید کے وقت ایک مسئلہ کے متعلق حضرت کے جتنے فتاوی مختلف ادوار میں مختلف جلدوں میں شائع ہوئے ان سب کو یکجا کر دیا گیا اور جس مسئلہ کے متعلق تصحیح امداد الفتاوی ضمیمہ ابتدائی چار جلدیں یا اصلاح تسامح ضمیمہ تتمۂ اولی وثانیہ میں یا ترجیح الراجح ضمیمہ بقیہ تتمات میں کوئی بحث تھی وہ سب بحثیں اسی مسئلہ کے ساتھ جمع کر دی گئیں اور جس مسئلہ میں حضرت نے رجوع یا اصلاح فرمائی اس کی بدلی ہوئی صورت کو اصل کتاب میں لکھ دیا گیا اور جو پہلی صورت تھی اس کو بھی حاشیہ میں باقی رکھا گیا۔(۱)

فتوی دینے میں کمال احتیاط

حضرت تھانویؒ کی عادت عالیہ یہ تھی کہ جب کوئی مسئلہ آپ کے سامنے آتا تھا، کتنا ہی سہل اور صاف ہو، فتوی لکھنے سے پہلے اسے بار بار بغور ملاحظہ فرماتے تھے، پھر جہاں تک ممکن ہوتا فقہاء کے فتاوی میں اس کا صریح جزئیہ تلاش فرما کر اس کے مطابق جواب تحریر فرماتے تھے۔(۲)

حضرتؒ خود ارشاد فرماتے تھے کہ مجھ کو جب تک مسئلہ میں شرح صدر نہیں ہو جاتا جواب نہیں دیتا، چوں کہ تردد کی صورت میں جواب دینا جائز نہیں اور اطمینان ہو جانے پر مواخذہ نہیں، نیز ارشاد فرمایا کہ یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ کا جواب دیا ہی جائے، بلکہ اگر خود کو اطمینان نہ ہو تو اوروں پر حوالہ کر دیا جاوے کہ سائل دوسری جگہ دریافت کر لے۔(۳)

نیز کمال احتیاط اس درجہ تھا کہ اپنے اساتذہ کی موجودگی میں اپنے تمام فتاوی میں ان سے استفادہ کا سلسلہ جاری رہا اور ان کا قرن ختم ہو جانے کے بعد بھی اہم مسائل میں نہ صرف ہم عصروں سے؛ بلکہ شاگردوں سے بھی مشورہ اور مذاکرہ کئے بغیر کوئی فیصلہ نہیں فرماتے تھے۔(۴)

---

(۱) مقدمہ مرتب امداد الفتاوی ۱/۴

(۲) مقدمہ مرتب امداد الفتاوی ۱/۱۴ جامع الفتاوی ۱/ ۵۶ ربانی

(۳) جامع الفتاوی ۱/ ۵۶ بحوالہ کمالات اشرفیہ: ۳۰۳

(۴) مقدمہ مرتب امداد الفتاوی ۱/۱۴

امدادالفتاوی کی خصوصیات

(الف) جس مسئلہ میں کوئی صریح جزئیہ ہاتھ نہ آیا وہاں اصول وقواعد سے مسئلہ کا جواب تحریر فرماتے تھے، اوراخیر میں عموماً اس پر تنبیہ فرماتے تھے کہ یہ جواب قواعد واصول سے لکھا گیا ہے، صریح جزئیہ فقہاء کے فتاوی میں نہیں ملا؛ اس لئے دوسرے علماء سے بھی مراجعت کرلی جائے اگروہ اختلاف فرمائیں تو مجھ کو بھی مطلع کردیا جائے۔(۱) اس کی ایک مثال امداد الفتاوی ا/سوال۴۴۲ کے جواب میں دیکھی جاسکتی ہے۔(۲)

(ب) جواب دینے میں سائل کی زبان کا لحاظ کیا گیا ہے، سائل جس زبان میں سوال کرتا تھا اسی زبان میں اس کو جواب دیا جاتا تھا جیسے عربی فتوی کی ایک مثال بطور نمونہ پیش خدمت ہے:

سوال۵۶۳ بسم الله الرحمن الرحيم ،السلام عليكم ورحمة الله وبركاته
ماتر شدون ايها الكرام الراسخون فى العلوم الدينيه فى قراءة الخطبة باللسان العجمى على قوم لا يعلم العربى منهم الا البعض فهل جائزة ام لا ؟
الجواب :مكروهة والدوام على المكروه يزيده كراهة والاكتفاء على العجمى اشد فى الكراهة من اختلاطه بالعربى ۔ (۳)

اسی طرح فارسی فتوی کی بھی ایک مثال ملاحظہ ہو:

وآں واعظ ایں ہم گفت کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ظاہر

---

(۱) مقدمہ مرتب امدادالفتاوی ا/۱۴

(۲) امدادالفتاوی ا/۳۴۲ تا ۳۴۶

(۳) امدادالفتاوی ا/۴۳۲

صورت بشر بود ولیکن درحقیقت بشر نبود وایں ہم گفت کہ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در ہر جا در ہر ساعت حاضر وناظر است اکنوں
عرض است کہ بتوجہ موجہ ہا دیانہ از سرایں معافی بدایت بخشند کہ
اطمینان دل حاصل وواصل شود؟

الجواب: جواب ہر دو آنگاہ بذمہ اہل حق ست کہ مدعی بریں دعوی
برہان قائم کند ورنہ دعوی اول کفر است وثانی شرک۔(۱)

(ج) ترتیب میں قدیم طرز کے ابواب فقہیہ کے ساتھ اہم مسائل کے لئے جدید عنوانات اور فصول بھی قائم کی گئی ہیں، جیسے کتاب الطہارت کے مسائل کو ذکر کرنے کے بعد مسائل منثورہ متعلقہ بکتاب الطہارۃ کے عنوان سے جدید اور اہم مسائل کو بیان کیا گیا ہے، اسی طرح کتاب الصلوۃ کے بعد مسائل منثورہ متعلقہ بکتاب الصلوۃ کے عنوان سے جدید اور اہم مسائل ذکر کئے گئے ہیں۔(۲)

دلائل وحوالہ جات کا ذکر

صاحب فتاوی نے حسب موقع یا سائل کے مطالبہ پر مسائل کو نصوص سے مدلل کیا ہے، جیسا کہ آپ سے سوال کیا گیا:

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی گائے کا گوشت کھائے یا نہیں
؟ اگر کھائے تو کون کتاب میں حوالہ ہے، آگاہ فرما کر سرفراز
فرمائیں؟

جواب: عن ابی الزبیر عن جابر قال ذبح رسول الله
صلی الله علیه وسلم عن عائشة بقرة یوم النحر۔
(صحیح مسلم ۱/ ٤٢٤ کتاب الحج)

---

(۱) امداد الفتاوی ۵/ ۲۲۵

(۲) مقدمہ از مرتب امداد الفتاوی ۱/ ۱۷

وعن الاسو د عن عائشةؓ واتی النبی صلی اللہ علیه وسلم بلحم بقرة فقیل هذا ماتصدق به علی بریرة فقیل هو لها صدقة ولنا هدیة ۔ (صحیح مسلم کتاب الزکاة ۱ / ۳٤٥)(۱)

کتب فقہ حنفی سے استدلال

اسی طرح جا بجا مستفتی کے اعتماد کی خاطر فقہ حنفی کی معتبر عربی کتب کی عبارت اور حوالہ بھی نقل کیا ہے، جیسا کہ سائل نے سوال کیا کہ خاوند کا اپنی مردہ بیوی کو پکڑنا اور اس کو بذات خود غسل دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی حال میں جائز نہیں ہے، فی الدر المختار ویمنع زو جها من غسلها ومسها الخ فی رد المحتار اذاماتت فلا یغسلها لانتهاء ملك النكاح لعدم المحل فصار اجنبیا الخ وقلت وحرمة مس الا جنبی ثابت بالنصوص المتواترة فلا یخصصه القیاس المستفاد من خبر الوا حدفتفکر وتشکر (۲)

صرف جواب پر اکتفاء

بسا اوقات صرف اصل مسئلہ کی وضاحت پر اکتفاء کیا گیا ہے؛ جیسا کہ کسی نے گھوڑے اور تکونا مکان میں نحوست کے متعلق سوال کیا تو جواب میں فرمایا:

جواب: یہ اعتقاد باطل ہے۔(۳)

تفصیلی جوابات

بعض سوالات کے جوابات میں مسائل کے استیعاب کی خاطر مستقل مضامین

(۱) امدادالفتاوی ٦ / ۱۹۷
(۲) امدادالفتاوی ٦ / ۱۹۲
(۳) امدادالفتاوی ٦ / ۲۱

اور رسائل کو بھی جواب میں شامل کیا ہے، جیسا کہ کسی نے شادی کی تقریب کے موقع پر تاشوں اور دف کے بجوانے کے متعلق سوال کیا تو جواب میں ضمیمہ اخبار الفقیہ امرتسر کا ایک سات صفحوں پر مشتمل مضمون نقل فرمایا، پھر اخیر میں خلاصۂ تحریر کی شکل میں اصل مذہب حنفی کی وضاحت فرمائی کہ دف اور باجے حرام ہیں، شادی اور غیر شادی میں کسی وقت بھی جائز نہیں ؛ کیوں کہ جن صورتوں میں اباحت کی گنجائش ہے وہ مروج نہیں، پس مقلدین امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے لئے خیریت اسی میں ہے کہ ہرگز اس کو اختیار نہ کرے، ورنہ سخت خطرہ میں مبتلا ہوں گے۔(۱)

اسی طرح خط وکتابت کے ذریعہ بھی تفصیلی سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہتا بایں طور کہ کوئی حضرت سے فتوی طلب کرتا اور حضرت اس کا جواب تحریر فرماتے پھر اس جواب پر اس کو یا کسی اور کو کوئی شبہ یا اشکال ہوتا تو وہ اس کے متعلق بھی سوال کرتا اور حضرت بڑے اچھے انداز میں اس کا بھی تفصیلی اور تحقیقی جواب تحریر فرماتے ؛ جیسا کہ ایک صاحب نے نکاح خوانی پر اجرت کے جواز وعدم جواز کے متعلق سوال کیا تو حضرت نے اس کی مروجہ شکلوں کا ذکر کرتے ہوئے اس کے فساد اور عدم جواز پر ایک تفصیلی اور تحقیقی جواب تحریر فرمایا، پھر ایک شخص نے اس جواب پر شبہ کا اظہار اور اشکال کرتے ہوئے ایک اور استفتاء بھیجا، جس میں انہوں نے اجرت نکاح کے جواز پر دفتر انجمن مستشار العلماء لاہور کا ایک فتوی نقل کیا کہ یہ ایک قسم کا اجارہ ہے ؛ جس میں اس کو اجرت علی تعلیم القرآن اور اجرت علی الاذان والاقامت پر قیاس کیا گیا اور پھر فتاوی عالمگیری اور درمختار اسی طرح فتاوی بزازیہ کی عبارت سے اس کے جواز کے دلائل کو ذکر کیا اور وضاحت طلب کی تو حضرت موصوف نے جواب میں مذکورہ دلائل میں ذکر کردہ جواز کی صورت اور خود حضرت کے فتوی میں ذکر کردہ مروجہ صورتوں میں عدم جواز کو بڑے اچھے اور تحقیقی انداز میں واضح فرمایا تو پھر ان صاحب کا جواب آیا کہ مسئلہ اجرت نکاح وعمل قاضی وملایاں رسید اطمینان شد۔ جزاک اللہ خیر الجزاء۔(۲)

---

(۱) ملخص از امداد الفتاوی ۲/ ۲۷۸ تا ۲۸۶
(۲) امداد الفتاوی ۲/ ۲۸۸ تا ۳۰۰ ڈیجیٹل

اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ حضرت موصوف علیہ الرحمہ کی ان خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے اور فتاوی کے اس بیش قیمت مجموعہ کے ذریعہ ہم کو اور تمام امت کو خوب استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد وآله وصحبه اجمعین۔

فتاوی شاکر خان

مولوی شیخ مظفر احمد قاسمی

اسلامی علوم میں فقہ ایک ایسا جامع و دقیق علم ہے، جس حلال وحرام میں تمیز ہوتی ہے اور اسی علم کے ذریعہ پتہ چلتا ہے کہ بندہ کا کونسا عمل اللہ کے یہاں جائز ومقبول ہے اور کونسا ناجائز، علم فقہ کی فوقیت ہی کی بات ہے کہ ہر دور میں ائمہ کرام وفقہاء عظام نے اس موضوع پر قلم اٹھانے کو سعادت سمجھا، اور فقہ وفتاوی کے ذریعہ امت کی بہترین رہنمائی فرمائی، خاص کر امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تدوین فقہ میں اجتماعی غور وفکر نے وہ کام کیا کہ زبان وبیان اس کے اظہار سے یقیناً قاصر ہے، اہل علم واقف ہیں کہ فقہ وفتاوی کی ترتیب کا سلسلہ امام محمدؒ کی کتب ظاہر الروایات سے لے کر آج تک جاری وساری ہے، متون، شروح اور فتاوی و واقعات ہر ایک میں قلم خشک کیا گیا۔

زیر تبصرہ کتاب فتاوی شاکر خان بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، آئندہ سطور میں اس کی تالیف کے پس منظر، کتاب کی وجہ تسمیہ، مصنف کتاب کا تعارف، ترتیب فتاوی کا انداز واسلوب وغیرہ پر مشتمل ایک اجمالی تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

وجہ تسمیہ

کتاب کا وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے خود صاحب کتاب لکھتے ہیں:

> فتاوی کی دنیا میں معروف فتاوی قاضی خان کی تقلید میں، میں نے
> اس کا نام فتاوی شاکر خان رکھا اور اکثر اکابر علماء کی رائے بھی یہی

تھی ، یہ تقلید صرف نام میں کی گئی ہے ،خدا کرے کام بھی ویسا ہو جائے۔

احب الصالحین و لست منهم لعل الله یر زقنی صلاحا

زندگی تو ہے فقط اک کوشش پیہم کا نام چلتے رہئے چلتے رہئے آ ہی جائے گا مقام (۱)

احوال مؤلف

آپ کا اسم گرامی محمد شاکر خان بن قاری مطیع اللہ خان بن عبدالرزاق خانؒ سواتی ہے ،آپ کی پیدائش ۵/ جولائی ۱۹۶۵ء کوشہر پونہ میں ہوئی ،آپ کے والد ماجد سوات پاکستان کے رہنے والے افغانی النسل پٹھانی تھے ،آپ کی تعلیم کا آغاز والد صاحب ہی کے ذریعہ ہوا اورام المدارس دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی۔

فراغت کے بعد عملی میدان میں قدم رکھتے ہی فتاوی نویسی کا کام شروع کردیا، باقاعدہ کوئی اعلان نہیں ، تشہیر کا کوئی سامان نہیں اور کسی قسم کا جلسہ نہیں ،بس بندگان خدا پوچھتے رہے اور حضرت مفتی صاحب جواب دیتے رہے ، یہ سلسلہ چلتے چلتے ایک مدلل ومستند کتاب کی شکل اختیار کر گیا۔

ان فتاوی میں سے اکثر فتاوی پونا میں لکھے گئے اور بعض دارالعلوم نیپانی میں اور چند دارالعلوم کولہاپور مشرولی میں اور متعدد دعوتی اسفار میں بھی لکھے گئے ۔(۲)

اسلوب کتاب

مؤلف زید مجدہ نے اس کتاب کا آغاز ایک جامع مقدمہ سے فرمایا جس میں فتاوی کی تاریخ اور آداب فتاوی ویسی وغیرہ بیان کیا ،جس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں :

فتاوی کی تاریخ بہت قدیم اور اس کی نسبت بہت اونچی ہے ؛ اس لئے کہ کوئی بھی انسان ہو فقہی معلومات میں مفتی کا محتاج ہے ،کوئی

(۱) فتاوی شاکر خان ۱/ ۱۴

(۲) فتاوی شاکر خان ۱/ ۳۴

شخص دعوی نہیں کرسکتا کہ ہمیں اپنی زندگی میں کسی مرحلہ پر کوئی ایسا سوال سامنے آیا جس میں فقہ وفتاوی کی طرف رجوع کی ضرورت نہیں پڑی، ایک شخص اپنے کو مسلمان بھی کہے اور وہ ایک مکمل ضابطۂ حیات کا پابند بھی ہو اور اسے دینی مسائل اور اس کی صحیح صورت سے بے پروائی بھی ہو ممکن نہیں، عبادات، معاملات اور اخلاق واعمال میں سینکڑوں مواقع ایسے آتے ہیں جہاں اسے رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اور وہ کٹھن مواقع میں یقینی طور پر فقہ وفتاوی اور فقہاء کرام ومفتیان عظام کی رہبری کا محتاج ہوتا ہے، ہر شخص کو اپنی منہمک زندگی میں اس قدر مہلت کہاں ہے کہ وہ قرآن وحدیث کا غور وفکر کے ساتھ مطالعہ کرے اور پیش آمدہ مشکل مسائل کا حل تلاش کرے۔

آگے مؤلف زیدمجدہ نے افتاء جیسی اہم ذمہ داری اور مفتی کے فریضہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول کو نقل فرمایا ہے:

اے لوگو! جو شخص کسی چیز کا علم رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اسے بیان کرے، اور جسے علم نہ ہو اسے کہنا چاہئے کہ اللہ بہتر جانتا ہے، اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ آپ فرمادیں کہ میں تم سے اجرت کا خواہاں نہیں ہوں، اور نہ تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔(۱)

ترتیب فتاوی طرز واسلوب

کتاب میں سوال و جوابات کو بہترین اسلوب میں بیان کیا گیا ہے، اولا بین القوسین جلی انداز میں کتاب کا عنوان قائم کیا گیا ہے، مثلا کتاب الطہارت کتاب الصلوۃ

(۱) فتاوی شاکرخان ۱/ ۴۷

وغیرہ پھراس کے تحت سوال و جواب کو بھی نمایاں طور پر ذکر کیا گیا ہے،نمونہ ملاحظہ فرمایئے:

سوال: کیا قرآن مجید پڑھنے کی اجرت لینا جائز ہے؟ جیسے کسی کی دکان وغیرہ پر جا کر پڑھنااوراگرکوئی ہدیہ کہہ کر دے تو کیا جائز ہے؟
جواب: گھر گھر جا کر یا دکان دکان جا کرقرآن شریف کی تلاوت کرنا اور اس پڑھائی کے بدلہ میں پیسے لینا ناجائز اورحرام ہے، اگرچہ وہ اجرت کے بجائے ہدیہ کہہ کردیں کہ المعروف کا المشروط فقہ کا کلیہ ہے،فتاوی شامی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:اقرئوا القرآن ولا تاکلوا به (الحدیث) یعنی قرآن پڑھو اس کے بدلہ نہ کھاؤ۔(شامی ۵/ ۳۸)(۱)

ہر باب کے تحت مسائل کو جمع کرنے کی سعی

یہ کتاب چوں کہ فتاوی کا مجموعہ ہے،کوئی باضابطہ تصنیف نہیں ہے،اس لئے اس کی جامعیت کے متعلق گفتگو تو مناسب معلوم نہیں ہوتی ،البتہ اس کتاب میں صاحب فتاوی نے اپنے سارے فتاوی کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ جمع فرمایا ہےاوراس بات کی ہرممکن کوشش کی ہے کہ ہر باب میں انہی مسائل کو لے کر آئیں جو اس سے متعلق ہوں،غیرمتعلقہ مسائل کو ذکر کر نے سے احتراز کیا جائے،چناں چہ وہ اس میں بڑی حد تک کامیاب ہیں۔

سوال کے ساتھ مستفتی کا نام مع تاریخ ذکر کرنے کا اہتمام

اس مجموعہ کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں فتاوی کے سوال کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ مستفتی کا نام مع تاریخ ذکر کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، جو کہ دیگر فتاوی کی کتابوں میں خال خال ہی نظر آتا ہے۔مثال کے طور پر ایک استفتاء ذکر کیا جاتا ہے:

سوال:ایک جگہ پر جمعہ کی نماز ڈیڑھ بجے ہے اور دوسری مسجد میں سوا دو بجے ہے اور ہم دو بھائی پیاز کا کاروبار کرتے ہیں تو اذان اول

(۱) فتاوی شاکر خان ۱/۳۸۲

کے بعد دکان بند کرنا ضروری ہے یا پھر ایک بھائی ایک مسجد میں نماز پڑھ کر آئے اس کے آنے کے بعد دوسرا بھائی سوا دو بجے کی نماز پڑھ کر آئے تو اس طرح کرنا صحیح ہے یا پھر بند کرنا ضروری ہے؟
(مستفتی نثار احمد پونہ ۲۰۰۱/۷/۱۹)

جواب: پہلی اذان جمعہ کے بعد تجارت بند کر کے مسجد روانہ ہو جائے، یہی صحیح اور بہتر ہے، البتہ مذکورہ بالا صورت کے مطابق تجارت بعد اذاں اول بھی جائز ہوسکتی ہے، ہر مسجد کی اذان کا حکم علیحدہ اور الگ ہوگا۔ وجب السعی الیها وترك البیع ولومع السعی وفی المسجد اعظم وزراء بالا ذان الاول فی الاصح (شامی ۱ / ٦٠٧) (۱)

مسائل کو ذکر کرنے کے بعد اپنے مؤقف کا اظہار

مؤلف زید مجدہ نے بعض دفعہ مسئلہ کا جواب دینے کے بعد اپنی رائے اور اپنے مؤقف کو بھی بیان فرمایا ہے، مثلاً عقائد کے بیان میں آپ سے پوچھا گیا:

۱۔ سوال: کیا ہم اپنی دعائیں نبی ﷺ کے وسیلہ سے (خدا کی بارگاہ میں) مانگ سکتے ہیں، جیسا کہ اللہ ہماری اس دعا کو جناب رسول اللہ ﷺ کے صدقہ طفیل سے یا واسطہ سے قبول فرما؟

۲۔ حضرت آدمؑ نے محمد ﷺ کے وسیلہ سے توبہ مانگی، اللہ نے فرمایا کہ یہ نام کیسے معلوم ہوا؟ تو حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ میں نے عرش پر دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے، کیا یہ روایت مستند ہے؟

جواب: جی ہاں ہم حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگ سکتے ہیں، یہ

(۱) فتاوی شاکر خان ۱/ ۱۶۱

جائز بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو بھی یہ طریقہ سکھلایا ہے (ترمذی ۲/ ۱۹۷ مشکوۃ ص: ۳۱۹)
اور قحط کے زمانے میں تو حضرت عمرؓ جیسے موحد اور قوی الایمان صحابی کا معمول حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا تھا۔ (مشکوۃ، رحیمیہ ۴/ ۵) وسیلہ جیسے زندوں سے جائز ہے ایسے ہی مردوں سے بھی جائز ہے، ضریر کے قصہ میں جناب رسول اللہ ﷺ توسل بعد وفات نبی ﷺ بھی احادیث میں وارد ہے۔ (امداد الفتاوی ۴/ ۳۲۶ رحیمیہ ۳/ ۵)

آخر میں مؤلف زید مجدہ نوٹ کے ذریعہ اپنے مؤقف کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نوٹ: لیکن اب بندہ کا رجحان مطلقا عدم توسل کا ہے، واللہ اعلم وعلمہ اتم (۱)

حوالہ جات کا اہتمام

صاحب فتاوی نے جا بجا مستفتی کے اعتماد کی خاطر بطور استشہاد کے حوالہ بھی ذکر فرما دیا ہے، مثلاً ایک دفعہ آپ سے قرآن خوانی کی شرعی حیثیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے مدلل جواب تحریر فرمایا:

سوال: مرنے کے بعد مرنے والے کے لئے لوگوں کو جمع کر کے قرآن خوانی کرنا اور اس کا ثواب مرحوم کو پہنچانا کسی حدیث سے ثابت ہے تو بتائیے کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟
جواب ایصال ثواب تو حدیثوں سے ثابت ہے؛ لیکن قرآن خوانی کا مروجہ طریقہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے ثابت نہیں؛ بلکہ بعد کی

(۱) فتاوی شاکر خان ا/۳۷

ایجاد ہے اور غلط ہے، حتی الامکان اس سے بچا جائے، صحیح ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ خود نمازیں پڑھ کر تلاوت قرآن اور اللہ کا ذکر کر کے غریبوں کو کھانا کھلا کر اس کا ثواب مرنے والے کو بخشے۔
ویکرہ اتخاد الدعوة لقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم ولقرأة سورة الانعام او الخلاص الخ (بزازیه مع الهندیه ٤/ ٨١ رحیمیه ٣/ ١٩٥) (١)

اکابر کی عبارتوں پر اعتماد

صاحب فتاوی نے جہاں پر جوابات کو مدلل کرنے کے لئے فقہ کی معتبر کتابوں کی عبارتوں کو نقل کیا ہے وہیں پر اکابرین واسلاف کی تحریروں اور ان کی ترجیحات پر نہ صرف اعتماد کیا ہے؛ بلکہ ان کی عبارتوں سے بھی استدلال کیا ہے، بطور مثال کے ذیل میں دو استفتاء نقل کئے جاتے ہیں۔

سوال: ایک شخص قعدہ آخرہ میں آکر امام کے ساتھ شریک ہوا ،التحیات للہ والصلوات تک پہونچا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا، کیا اس شخص کو جماعت کا ثواب ملے گا؟
جواب: سلام پھیرنے سے پہلے صرف تکبیر تحریمہ کہہ دے تو جماعت میں شامل ہونے والا شمار ہوتا ہے اور اس کو جماعت کا ثواب ملے گا۔ (فتاوی رحیمیہ ۱/ ۳۰۵) (۲)

دوسری جگہ روزہ سے متعلق پوچھا گیا:
سوال: سردی کی بناء پر ناک بند ہوگئی، ناک میں دو بوند دوا ڈالنے سے ناک کھل جانے کی امید ہے، کیا روزہ کی حالت میں اس بنا پر

(۱) فتاوی شاکر خان ۱/ ۸۶
(۲) فتاوی شاکر خان ۱/ ۱۴۲

دوا ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر وہ دوا پتلی ہے اور دو بوند کا مزہ بھی حلق میں محسوس ہوتا ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، وکس، بام وغیرہ جیسی دوائیں جو صرف لگائی جاتی ہیں، استعمال کرنا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ۳/ ۳۸۶)(۱)

فتوی میں مختصر جواب

صاحب فتاوی کے اس مجموعہ فتاوی کی یہ خصوصیت بھی قابل ذکر ہے کہ بعض جگہ جواب دینے میں طوالت سے گریز کرتے ہوئے اختصار سے کام لیا ہے، جیسے: ہاں یا نہیں کا استعمال، مثلاً آپ سے زکوۃ کے متعلق پوچھا گیا:

سوال: میری دس ٹمپو گاڑیاں ہیں، جو کرایہ پر چلاتا ہوں، ان کی قیمت پر زکوۃ ہے یا آمدنی پر؟

جواب: آمدنی پر زکوۃ ہے۔(۲)

اور ایک جگہ روزہ کے متعلق پوچھا گیا:

سوال: ایک آدمی نے رات میں اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی، ویسا ہی سو گیا اور صبح صادق سے ۵/ منٹ پہلے آنکھ کھلی، اس وقت اس نے پانی پی لیا اور روزہ کی نیت کر لی اور اس وقت غسل کے لئے وقت نہیں تھا تو اس صورت میں روزہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: روزہ ہو گیا۔(محمودیہ ۱۱/ ۱۰۷)(۳)

---

(۱) فتاوی شاکر خان ۱/ ۲۲۶

(۲) فتاوی شاکر خان ۱/ ۲۲۶

(۳) فتاوی شاکر خان ۱/ ۲۳۷

فتاوی بینات

مولوی محمد سلمان قاسمی

حضرت مولانا یوسف بنوری قدس سرہ نے مسلمانوں کی ذہنی ،فکری و اصلاحی اور دینی تربیت کی خاطر ماہنامہ بینات کے نام سے ایک تحقیقی وعلمی مجلّہ جاری فرمایا تھا ،اس میں دوسرے مفید اور اصلاحی مضامین اور دیگر علماء کرام کے مقالات اہم تحقیقی مسائل اور فتاوی بھی شائع ہوتے رہے ، پھر جب جامعہ بنوریہ کے رفقاء اور مخلصین نے فتاوی بنوری ٹاؤن پر کام شروع کیا تو خیال ہوا کہ اگر ماہنامہ بینات میں شائع شدہ اہم تحقیقی مسائل اور فتاوی کو الگ سے کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے تو اپنی جگہ یہ ایک فقہ اسلامی کا اہم ترین مجلّہ تیار ہوگا ،اس کے بعد فتاوی بینات سے وہ فتاوی مرتب ہوئے (۱)

تعارف کتاب

اس کتاب میں جہاں جامعہ کے ارباب علم وتحقیق اور اصحاب فتوی کے اہم فتاوی ہیں ، وہیں بطور خاص حضرت بنوریؒ کے وہ مقالات ہیں جو جامعہ از ہر مصر اور ادارۂ تحقیقات اسلامی اسلام آباد پاکستان کے زیر انتظام منعقد ہونے والے سیمناروں کے لئے تحریر کئے گئے تھے ،اسی طرح اس کا دوسرا حصہ احکام شرعیہ میں رائے عامہ حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کا مقالہ ہے جو دراصل اسلامی اساس پر ضرب کاری کے جواب میں تحریر کئے گئے تھے ، بلاشبہ ان مقالات میں فقہ اسلامی کی تطبیق جدید اجتہاد کے رہنما اصول اور حدود وقیود کو بیان

(۱) فتاوی بینات ۱/۱۳ مکتبہ بینات کراچی

کیا گیا ہے، جس سے نہ صرف یہ کہ نام نہاد مجتہدین کو آئینہ دکھایا گیا ہے، بلکہ ان فقہی اصول وقواعد کو ایسے عمدہ اور احسن پیرائے میں پیش کیا گیا ہے کہ معمولی پڑھا لکھا مسلمان فقہ کا طالب علم، مفتی اور محققین تک ہر ایک اس سے بھرپور رہنمائی اور فقہی نقد و بحث کی اساس و بنیاد تلاش کرسکتا ہے۔(۱)

ترتیب فتاوی بینات اور مضامین

فتاوی بینات کی کل چار جلدیں ہیں جس کی ترتیب عام کتب فتاوی کی ترتیب سے مختلف ہے اور اس کی پہلی جلد کتاب العقائد پر مشتمل ہے؛ جس کے تحت ترپن (۵۳) مضامین ہیں اور دوسری جلد کتاب العلم، کتاب الاذکار والادعیہ، کتاب الصلوۃ، کتاب الجنائز، کتاب الزکوۃ پر مشتمل ہے؛ جن میں کتاب العلم کے تحت پندرہ (۱۵) مضامین ہیں اور کتاب الادعیہ والاذکار کے تحت دس (۱۰) مضامین ہیں اور کتاب الصلوۃ کے تحت چھتیس (۳۶) مضامین ہیں اور کتاب الجنائز میں سولہ (۱۶) مضامین ہیں اور کتاب الزکوۃ کے تحت سترہ (۱۷) مضامین ہیں، اور تیسری جلد کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الحقوق والمعاشرۃ، کتاب الامارۃ والقضاء، کتاب الوقف پر مشتمل ہے جن میں کتاب الصوم کے تحت گیارہ (۱۱) مضامین ہیں اور کتاب الحج کے تحت آٹھ (۸) مضامین ہیں اور کتاب النکاح کے تحت بارہ مضامین ہیں اور کتاب الطلاق کے تحت چار (۴) مضامین ہیں، کتاب الحقوق والمعاشرۃ کے تحت گیارہ مضامین ہیں اور کتاب الامارۃ والقضاء کے تحت گیارہ (۱۱) مضامین ہیں اور کتاب الوقف کے تحت چودہ (۱۴) مضامین ہیں، اور چوتھی جلد کتاب المعاملات، کتاب الحظر والاباحت، کتاب الذبائح والاضحیۃ، کتاب الفرائض پر مشتمل ہے؛ جن میں کتاب المعاملات کے تحت چونتیس (۳۴) مضامین ہیں اور کتاب الحظر والاباحت کے تحت اکتیس (۳۱) مضامین ہیں، کتاب الذبائح والاضحیۃ کے تحت بارہ (۱۲) مضامین ہیں اور کتاب الفرائض کے تحت چار (۴) مضامین ہیں۔

---

(۱) فتاوی بینات ۱/۱۰ مکتبہ بینات کراچی

فتاوی بینات کا مقدمہ

مقدمہ فتاوی بینات میں مختلف علماء کرام کے طویل طویل مضامین مختلف موضوعات پر درج ہیں ؛ جس میں فقہ اسلامی کی تطبیق جدید، پیش آمدہ نئے مسائل میں اجتہاد کے اصول وشرائط، اسلامی قوانین میں اجتہاد، عقل اور رائے عامہ کے طریقۂ کار اور اس کی جزئیات سے بحث کی گئی ہے؛ ان کے موضوعات درج ذیل ہیں:

۱۔ علماء امت کے لئے لمحہ فکریہ عصر حاضر کا اہم تقاضا قدیم فقۂ اسلامی کی روشنی میں جدید مسائل کا حل، یہ مضمون فتاوی بینات کے جلد اول کے صفحہ ۱۹ تا ۲۴/ پر درج ہے۔

۲۔ جدید فقہی مسائل اور چند رہنما اصول، جس کو حضرت مولانا یوسف صاحب بنوریؒ نے تحریر فرمایا ہے، جو فتاوی بینات کے جلد اول کے صفحہ ۲۵ تا ۳۰ پر درج ہے۔

۳۔ عصر حاضر کے جدید مسائل کا حل اور ایک غلط فہمی کا ازالہ، اس مضمون کو بھی حضرت مولانا یوسف صاحب بنوریؒ نے تحریر کیا ہے، جو فتاوی بینات کے جلد اول کے صفحہ ۳۱ تا ۳۶ پر درج ہے۔

۴۔ مسائل حاضرہ میں اجتہاد کے اصول وشرائط اس مضمون کو بھی حضرت مولانا یوسف صاحب بنوریؒ نے تحریر فرمایا ہے، جو فتاوی بینات کے جلد اول صفحہ ۳۷ تا ۴۸ پر درج ہے۔

۵۔ اسلامی قوانین میں اجتہاد وعقل کا مقام اور جدید مسائل میں اجتہاد کا طریقۂ کار، یہ دراصل حضرت مولانا یوسف صاحب بنوریؒ کا مقالہ تھا جو ''موقف التشریع الاسلامی من الاجتهاد ومذهب العقل فی الدین '' کے عنوان سے ادارۂ تحقیقات اسلامی راولپنڈی کی بین الاقوامی کانفرنس (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۰۷ھ) کے لئے لکھا گیا تھا

،مقالہ چوں کہ تاخیر سے تیار ہوا تھا اس لئے وہاں پڑھا نہیں گیا، البتہ اس کا خلاصہ زبانی بیان کر دیا گیا تھا، اس لئے اس کا ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے اور اس کے مترجم حضرت مولانا یوسف صاحب لدھیانویؒ ہیں اور مقالہ میں صرف ترجمہ لکھا گیا ہے، جو فتاوی بینات کے جلد اول صفحہ ۴۹ تا ۶۱ میں درج ہے۔

۶۔ احکام شرعیہ میں رائے عامہ کی حیثیت، جس کو حضرت مولانا ولی حسن ٹونکیؒ نے تحریر فرمایا ہے جو فتاوی بینات کے جلد اول صفحہ ۶۲ تا ۳۷ پر درج ہے، اس میں صرف عناوین کو لکھ دیا گیا ہے؛ چوں کہ مضمون بہت طویل تھا، اس لئے یہاں صرف موضوع کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا؛ جس کو مضمون دیکھنا ہو مذکورہ بالا صفحات پر رجوع کریں۔

فتاوی بینات کی خصوصیات

فتاوی بینات کے پورے مجموعے میں بیشتر مسائل استفتاء کے جواب میں لکھے گئے ہیں، جس میں مختلف علماء کی تحریرات ہیں، ان میں قابل الذکر علماء حضرت مولانا یوسف صاحب بنوریؒ، حضرت مولانا یوسف صاحب لدھیانوی شہیدؒ، حضرت مولانا ولی حسن ٹونکیؒ ہیں ان کے علاوہ بھی بہت سارے علماء کی تحریرات موجود ہیں اور بقیہ وہ مسائل بھی ہیں جو حالات حاضرہ کے مطابق ہیں؛ البتہ چوتھی جلد کے کتاب المعاملات کے شروع میں فضل الرحمانی فتنہ جس میں انہوں نے سود کو حلال قرار دیا ہے، بڑی شرح وبسط کے ساتھ فتاوی بینات کی چوتھی جلد کے صفحہ ۲۷ تا ۴۶ میں اس فتنے کو نقل کیا گیا ہے اور پھر اس فتنے کی سرکوبی میں حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ کا مقالہ مختلف مکاتب فکر کے علماء عظام کی توثیقی دستخطوں کے ساتھ فتاوی بینات کی چوتھی جلد کے صفحہ ۴۷ تا ۵۰ پر نقل کیا گیا ہے؛ البتہ مضمون کے آخر میں حضرت مولانا مفتی شفیع صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں ایک ہمدردانہ نصیحت حکیم الہند اکبر کی زبان میں پیش کرتے ہیں:

بے وفا سمجھیں تمہیں اہل حرم، اس سے بچو
دہر والے کج ادا کہہ دیں یہ بدنامی بھلی

ڈاکٹر فضل الرحمان صاحب کے باطل خیالات کی تردید

ڈاکٹر صاحب بینک کے سود کو جائز قرار دیتے ہیں اور موجودہ معاشرے کے لئے بے حد ضروری خیال کرتے ہیں، اور اس مضمون کو کتاب میں بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے جس کو دیکھنا ہو وہ فتاوی بینات ج:۴ص: ۲۷ تا ۴۶ میں رجوع کر لیں، حالاں کہ سود کے جملہ اقسام کی حرمت ''دین اسلام'' کا مسلمہ قانون ہے، ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ علماء امت دوبارہ اس مسئلہ پر غور کر کے ان کی تائید وتصدیق کر دیں گے، حالاں کہ ڈاکٹر صاحب کے خیال کا دارو مدار ہی اس حقیقت پر ہے کہ انہوں نے ''حرمت ربا'' کی احادیث نبویہ کو قطعا نظر انداز کر دیا ہے اور حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور قرآن دانی اور منصب نبوت سے سراسر ناواقفیت کا ثبوت دیا ہے؛ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:

> آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اساسی طور پر بنی نوع انسانی کے اخلاقی مصلح تھے، وقتا فوقتا کچھ انفرادی فیصلوں کو چھوڑ کر جن کی حیثیت ''محض شیطانی'' واقعات کی ہوتی تھی، آپ ﷺ نے اسلام کی ترقی کے لئے بہت ہی کم قانون سازی کی طرف توجہ فرمائی ہے، خود قرآن مجید میں بھی اسلامی تعلیمات کا بہت تھوڑا سا حصہ ہے جس کا تعلق عام قانون سازی سے ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا خیال

آپ ﷺ جو وقت وفات تک اہل مکہ اور عرب کی اخلاقی اصلاح کی شدید جدوجہد میں مصروف اور اپنی ''قومی ریاست'' کی تنظیم میں مشغول رہے، ان کو وقت ہی کہاں مل سکتا تھا کہ وہ زندگی کے جزئیات کے لئے قوانین مرتب فرماتے۔

ڈاکٹر صاحب کی تحقیق

اوقات نماز اوران کی جزئیات کے بارے میں آپ ﷺ نے امت کے لئے کوئی غیر لچکدار اور جامد انداز نہیں چھوڑا، یعنی لچک دار انداز چھوڑا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تائید میں اپنی فہم کے مطابق مؤطا مالک کی پہلی حدیث سے استدلال کیا ہے، جس میں صراحۃ پانچ نمازیں آپ ﷺ نے پڑھی ہیں؛ لیکن اس میں راوی نے پانچ اوقات کی تصریح نہیں کی جب کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ نظریہ باطل ہے؛ حالاں کہ دوسری روایات میں ان پانچ وقتوں کی بھی تصریح آ گئی ہے، جہاں تک ڈاکٹر صاحب کی نگاہ نہیں پہونچی؛ بلکہ خود اسی روایت میں ''وقت الصلوۃ'' کا ذکر ہے، آگے خود مؤطا مالک ہی میں فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء سب ہی اوقات کی احادیث موجود ہیں۔(۱)

حوالہ جات کا انداز

فتاوی بینات کے پورے مجموعہ میں حوالہ جات کا طرز عام کتب فتاوی سے بالکل مختلف الگ ہے کسی خاص کو ملحوظ رکھ کر حوالہ نہیں دیتے؛ جیسا کہ دوسرے کتب فتاوی میں کیا گیا؛ بلکہ جب کوئی حوالہ حدیث یا فقہ سے دیتے ہیں تو کتاب کا نام مصنف کا نام، کتاب کی تعیین مثلا: کتاب الدعوات یا کتاب الکسوف کے بعد باب کی تعیین کرتے ہیں اور کہیں کہیں حدیث کے راوی کا نام بھی ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد جلد، صفحہ اور مکتبہ ذکر کرتے ہیں، اور جب ایک مرتبہ کسی کتاب کا حوالہ دے دیتے ہیں تو دوبارہ پھر اسی سوال کے جواب میں اسی کتاب کا حوالہ دینا ہو تو صرف المرجع السابق یا حوالہ بالا یا صرف مصنف کا نام ذکر کر دیتے ہیں، مثلا:

> سوال: روزے کی حالت میں آنکھ میں یا کان میں دوائی ڈالنا جائز ہے یا نہیں اوراس سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟
>
> جواب: آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا ہے۔کما فی الفتاوی الہندیہ:ولوا قطر شيئا من الدواء فی عينه لا يفطر صو مه (الفتاوی الهنديه كتاب الصوم ،البا ب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد ١ ⁄ ٢٠٣ مكتبه رشيديه كوئٹه)

---

(۱) فتاوی بینات ۱/۳۳ کراچی

فتاوی قادریہ موسوم بہ فتاوی فرنگی محل

مولوی محمد عرفان اشاعتی

ایک طویل عرصے سے (فرنگی محل) میں دارالافتاء قائم ہے، جس میں زمانۂ دراز تک حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب (متوفی ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء) منصب افتاء پر فائز رہے، آپؒ نے بحسن وخوبی کم وبیش ۴۰/ سال تک افتاء کے فرائض انجام دیئے، آپ کے فتاوی کا ایک حسین مجموعہ "فتاوی فرنگی محل موسوم بہ فتاوی قادریہ" کے نام سے مفتی محمد رضا انصاری نے مرتب کیا ہے، یہ مجموعہ ۲۴۶ صفحات پر مشتمل ہے۔(۱)

فرنگی محل لکھنؤ کا ایک محلّہ ہے، اس علاقہ کی زرخیز مٹی سے جو علماء پیدا ہوئے وہ فرنگی محل علماء کے نام سے مشہور ہوئے؛ اس علاقہ میں ایک فرانسیسی تاجر مقیم تھا، جس کی وجہ سے یہ علاقہ "فرنگی" محل کہلانے لگا۔(۲)

صاحب فتاوی

صاحب فتاوی کا نام عبدالقادر ہے، آپ کی تاریخ ولادت محفوظ نہیں، آپ کی وفات صفر ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء میں ہوئی

فتاوی فرنگی محل کا پس منظر

مرتب مفتی رضاء انصاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

(۱) فتاوی علماء ہند ص: ۲۹۸ منظمۃ السلام العالمیہ

(۲) اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص: ۱۱۶۰ شاہکار بک

مفتی عبدالقادر صاحبؒ نے کم وبیش ۴۰/ سال تک درالافتاء فرنگی محل
کی ذمہ داریاں باحسن وجوہ انجام دیں، ان کے جوابات کی نقل
مرحوم مولوی محمد روح اللہ فرنگی محلی نائب منصرم مدرسہ نظامیہ آخر تک
اپنے پاس رکھے رہے، جب فتاوی کی اشاعت کا ارادہ ان کے
سامنے ظاہر کیا تو انہوں نے پورا ذخیرہ حوالے کر دیا، اس میں سے
ان فتوؤں کا اس کتاب کے لئے انتخاب کیا گیا جو یا تو عام طور پر
پوچھے جاتے ہیں، یا جن کے بارے میں خاص طور پر علماء فرنگی محل
کا مسلک جاننے کی خواہش پائی جاتی ہے۔(۱)

فتاوی فرنگی محل کی خصوصیات

ہر پھول کی اپنی ایک پہچان ہوتی ہے، کوئی اپنی رنگت سے جانا جاتا ہے، تو کوئی خوشبو میں بے مثال ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح اس کتاب کی بھی کچھ اپنی خصوصیات ہیں، جو مندرجہ ذیل مذکور ہیں:

ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انتہائی حکمت واعتدال سے کلام کیا گیا ہے، مثلا: حضرات صوفیاء کرام کے سلاسل اکثر وبیشتر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے سے آپ ﷺ تک پہونچتے ہیں؛ اس بات کو لے کر بعض حضرات حضرت علیؓ کو خلیفۂ بلافصل کہتے ہیں، اس کے جواب میں صاحب فتاوی نے حکیمانہ جواب دیا ہے، چناں نچہ جواب ملاحظہ ہو:

صحبت رسول ﷺ سے اصحاب النبی ﷺ کے قلوب منور ہو گئے
تھے، اوران میں اللہ کا خوف سما گیا تھا، وہ سب حضرات صوفیاء کرام
کے مسلک پر رشد وہدایت میں رسول مقبول ﷺ کے خلیفہ بلافصل
تھے، خواہ وہ ولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجھہ ہوں یا حضرت
ابوبکر صدیقؓ ہوں، یا حضرت سلمان فارسیؓ یا حضرت انس رضی اللہ

---

(۱) فتاوی فرنگی محل ص: ۶۰ مطبع نحاس

عنہما ہوں یا ان کے علاوہ دوسرے اصحاب کرام ہوں، یہ امر آخر ہے کہ اکثر سلاسل کی انتہاء حضرت مولا علی کرم اللہ وجھہ پر ہوتی ہے، پس کسی شخص کا حضرت علی کرم اللہ وجہ کو سلسلۂ رشد وہدایت کے اعتبار سے آپ ﷺ کا خلیفہ بلا فصل کہنا اگر چہ صحیح ہو؛ لیکن کوئی حضرت مولی علی کرم اللہ و جہہ کے لئے کوئی امتیازی چیز نہیں ہے؛ بلکہ یہ چیز دوسرے اصحاب میں بھی پائی جاتی ہے۔(۱)

ایک خصوصیت اس کتاب کی یہ بھی ہے کہ جہاں پر انتہائی لمبی چوڑی بحثیں ہوسکتی تھیں، تو وہاں پر دریا بکوزہ کے مثل جواب دیا گیا ہے اور سارے اشکالات کو رفع دفع کیا گیا ہے: اس کی مثال آپ مندرجہ ذیل استفتاء میں دیکھ سکتے ہیں:

سوال: بعض مجنون و پاگل یہ چلاتے پھرتے ہیں کہ ہمارے سر پر فلاں ولی یا فلاں شہید آئے تو کیا ولی اور شہید بھی اس طرح کا تصرف کر سکتے ہیں؟

جواب: کسی ولی یا شہید کی روح کا کسی انسان میں داخل ہو کر تصرف کرنا ثابت و محقق نہیں۔(۲)

ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ اختلافات سے قطع نظر نہایت منصفانہ قول ذکر کیا گیا ہے؛ فتوی ملاحظہ ہو:

سوال: عورت کا بغیر محرم کے سفر حج کرنا کیسا ہے؟

جواب: عورت کو بلا شوہر یا کسی محرم کے سفر حج کرنا درست نہیں ہے؛ بلکہ مکروہ تحریمی ہے، لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک عورت کو فریضۂ حج ادا کرنا ثقہ عورت کی ہمراہی میں اس طور پر جائز ہے کہ ان ثقہ عورتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ان کا محرم موجود ہو، پس ہمارے بعض

(۱) فتاوی فرنگی محل ص:۶ نحاس

(۲) فتاوی فرنگی محل ص:۴ نحاس

اکابر نے فریضۂ حج میں عورت کے لئے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔(۱)

حوالہ دینے کا طریقہ

مرتب تحریر فرماتے ہیں :

فتاوی کے مجموعوں کے برخلاف اس مجموعے میں ابواب کی ترتیب بدلی ہوئی جو نظر آئے گی تو وہ اس لئے کہ جن امور سے متعلق استفسارات زیادہ ہوتے ہیں ان کو مقدم کرنا مناسب نظر آیا، جوابات کی عربی عبارتیں بھی حذف کر دی گئی ہیں۔(۲)

صاحب فتاوی کو مختلف فیہ مسائل میں تشدد نہ تھا؛ بلکہ نزاع سے سلامتی کی راہ بتلاتے تھے، چناں چہ قوالی کے جواز وعدم جواز کا مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا:

اس اختلافی (غناء مزامیر وغیرہ) مسئلہ میں عوام کو اختیار ہے کہ اپنے معتمد علیہ عالم کے قول پر عمل کرے، اور ایک دوسرے کو مجبور نہ کرے کہ جو مسلک غناء کے بارے میں اس نے اختیار کیا ہے، اس کو دوسرا بھی اختیار کرے، جو غناء بالمزامیر المخصوصہ کو جائز جانتا ہے، اس کو اس کے سماع سے روکا نہ جائے (۳)

اصول حوالہ جات کی عدم رعایت

چوں کہ فتاوی قادریہ قدیم کتب فتاوی میں شمار ہوتی ہے، اس لئے اس میں حوالہ جات کے اصول کی رعایت نہیں کی گئی؛ علاوہ ازیں صاحب فتاوی عربی حوالہ جات پہلے نقل کرتے ہیں بعد میں اردو میں جواب نقل کرتے ہیں، اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

(۱) فتاوی فرنگی محل ص:۲۵۲، نحاس

(۲) فتاوی فرنگی ص:۲ نحاس

(۳) فتاوی فرنگی محل ص:۵۳ نحاس

سوال: اگر کوئی شخص جماعت میں امام کے ساتھ اس وقت شریک ہوا کہ امام نے پہلے سلام میں صرف ''السلام'' کہا تھا اور ''علیکم ورحمۃ اللہ'' نہیں کہا تھا تو اس کی اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟

جواب: وتنقضی قدوة بالاول قبل "علیکم" علی المشهور عندنا وعلیه الشافعیة خلافا للتکملة (درمختار) بالاول ای بالسلام الاول قال فی التجنیس الامام اذا فرغ من صلاته فلما قال "السلام" جاء رجل واقتدی به قبل ان یقول "علیکم" لایصیر داخلا فی صلاته لان هذا سلام (شامی) ای فلا یصح الاقتداء به بعدها لانقضاء حکم الصلاة (شامی) صورت مسئولہ میں جب مقتدی امام کے قعدۂ اخیر میں اس وقت شریک ہوا کہ امام نے صرف ''السلام'' کہا تھا اور ''علیکم'' نہیں کہا تھا تو اس کی اقتداء درست نہیں ہوئی، اس کو علاحدہ نماز پڑھنا چاہئے؛ اس لئے کہ لفظ ''السلام'' کہنے سے امام کی نماز ختم ہو گئی اور اس کے بعد اقتداء کرنا صحیح نہیں ہے۔(۱)

جمہور علماء کے خلاف فتاوی

جو ذات تمام عیوب سے بالاتر ہے، وہ صرف اور صرف ذات باری تعالی ہے، اور انبیاءؑ معصوم عن الخطاء ہیں، انبیاءؑ کے بعد کوئی بھی خطاؤں سے بالاتر نہیں، اللہ کی کتاب کے بعد کوئی بھی کتاب غلطیوں سے مبرا نہیں، چناں چہ زیرِ تعارف کتاب میں بھی کچھ ایسے مسائل ہیں جو جمہور سے مختلف ہیں، ان مسائل کے ذکر سے نہ مرتب پر تنقید مقصود ہے نہ ہی صاحب فتاوی پر، کیوں کہ کمال انسان کی معرفت اس کی خامیوں سے ہی ہوتی ہے، اس

(۱) فتاوی فرنگی محل ص: ۱۵۷ انجاس

لئے یہاں صرف ان مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے جو جمہور سے مختلف ہیں؛ ملاحظہ ہو: کفار اور بدترین گناہ کرنے والے مسلمان کی ارواح کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

> کفار اور بدترین گناہ کرنے والے مسلمان کی ارواح خبیثہ کا ان کے مرنے کے بعد اجنہ کی طرح لوگوں کو تکلیف پہنچانا محققین علماء کے نزدیک ثابت ہے۔(۱)

جب کہ اس بارے میں جمہور کا مسلک یہ ہے:

> اچھی روح ہے تو اعلی علیین میں رہتی ہے، اور خراب روح ہے تو سجین میں رہتی ہے۔(۲)

محفل میلاد کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

> ان محفلوں کے لئے وقت معین کرنا بھی جائز ہے، خواہ وہ ربیع الاول ہی کا مہینہ کیوں نہ ہو۔(۳)

حالانکہ اس بارے میں جمہور کا مسلک یہ ہے:

> ولادت شریفہ کا ذکر بھی ایک عمل ہے، اس کا صحیح طریقہ اور درست طریقہ یہ ہے کہ بلا پابندی رواج اور ماہ وتاریخ کی تعیین کئے بغیر کسی ماہ میں کسی بھی تاریخ میں وعظ یا پڑھنے پڑھانے کے طور پر یا اپنی مجلس میں خود بخود آیات قرآنی اور روایات صحیحہ سمیت آپ ﷺ کی ولادت شریفہ اور آپ کی صفات وکمالات اور معجزات وغیرہ کو بیان کیا جائے۔(۴)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) فتاوی فرنگی ص:۲ نحاس
(۲) نظام الفتاوی ۱/۱۹۴ تاج پبلکیشنز
(۳) فتاوی فرنگی محل ص:۱ مطبع نحاس
(۴) فتاوی رحیمیہ ۲/۳۷ کراچی

جب کہ یہ فتوی علماء کے مسلک کے خلاف ہے، ''ذکر ولادت کے وقت قیام تعظیمی کرنا ایک فرد تعظیمی نبوی کا ہے تو اس قیام کو بدعت کہنا جہالت ہے''۔(۱)

حالانکہ اس بارے میں جمہور کا مسلک یہ ہے: محفل میلاد میں قیام بدعت ہے، حدیث میں اس کی صاف ممانعت آئی ہے، حضور ﷺ نے عین حیات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر میری تعظیم نہ کیا کرو، جیسا کہ عجم کا دستور ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی کھڑے ہو کر تعظیم کیا کرتے ہیں۔(۲)

تعداد فتاوی

زیر نظر کتاب میں جتنے فتاوی جمع کئے گئے ہیں ان کی کل تعداد ۲۵۹ ہے(۳)

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه اجمعين بر حمتك يا ارحم الراحمين

---

(۱) فتاوی فرنگی محل ص:۴۴ نحاس
(۲) احسن الفتاوی ۳/۳۸۴ ایچ ایم سعید کراچی
(۳) مستفاد از فہرست

فتاوی فریدیہ

مولوی محمد امان اللہ مظاہری

فقہ وفتاوی کی تدوین وتالیف زمانہ قدیم سے جاری ہے، امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے شاگردوں میں سے امام محمد بن حسن شیبانیؒ نے فقہ وفتاوی سے متعلق بے شمار کتابیں تصنیف فرما کر امت کے سامنے پیش فرمائی، چناں چہ ۱۴ صدی گذرنے کے بعد آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور فقہاء امت اپنی علمی کمالات اور امتیازات کی بناء پر امت کی رہبری اور رہنمائی فرما رہے ہیں، ''فتاوی فریدیہ'' اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اجمالی تعارف

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پاکستان کی وقیع اور شہرت یافتہ دینی درسگاہ ہے، اسی کے ساتھ اس کے دارالافتاء کو بھی فقہ وفتاوی میں قیادت کی حیثیت حاصل ہے، دارالعلوم حقانیہ کے سن تاسیس ۱۳۶۶ھ سے ہی افتاء کا سلسلہ جاری ہے، ۱۳۸٦ھ میں حضرت مولانا مفتی فرید صاحب کی دارالعلوم آمد ہوئی تو دارالافتاء نے ایک منظّم شعبہ کی شکل اختیار کی اور عملی انضباط کے ساتھ یہ ادارہ کام کرنے لگا، یہ مجموعہ، فتاوی کا وہ عظیم ذخیرہ ہے جو انہوں نے دارالعلوم حقانیہ کے ۳۱/ سالہ قیام کے زمانہ میں دیا تھا، اس مجموعہ کو حضرت مولانا مفتی محمد وہاب صاحب نے پانچ جلدوں میں ترتیب دے کر دارالعلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی پاکستان سے شائع کیا ہے۔ اس کا پورا نام فتاوی دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاوی فریدیہ ہے۔

صاحب فتاوی کا تعارف

حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب کی ولادت یکم شوال ۱۳۴۴ھ مطابق اپریل

۱۹۲۶ء کو ہوئی آپ کے والد مولانا حبیب اللہ صاحبؒ ایک جید اور متبحر عالم دین تھے، آپ نے فنون کی تمام کتابیں از ابتداء تا انتہاء اپنے والد محترم سے پڑھیں، صحاح ستہ محدث کبیر مولانا نصیر الدین غورشتوی قدس سرہ سے پڑھیں اور ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء میں سند فضیلت حاصل کی، اس کے علاوہ آپ کو مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دار العلوم حقانیہ نے بھی کتب حدیث پڑھانے کی اجازت دی ہے، فراغت کے بعد آپ نے مختلف مدارس میں دینی وعلمی خدمات انجام دیں، ۱۳۶۶ھ میں مولانا عبدالحق صاحب نے آپ کو دیوبند ثانی دار العلوم حقانیہ آنے کی دعوت دی، چناں چہ آپ نے دار العلوم حقانیہ میں تیس سال ۱۹۶۶ھ سے ۱۹۹۵ھ تک درس وتدریس اور افتاء کی خدمات انجام دیں، اللہ تعالی نے آپ کو تصنیف وتالیف کا بھی ملکہ عطا فرمایا تھا، عربی اور پشتو زبان میں ایک درجن سے زائد کتابیں لکھیں، آپ کی مشہور تصانیف یہ ہیں: ۱۔ منہاج السنن شرح جامع السنن للترمذی، ۲۔ ہدایۃ القاری علی صحیح البخاری، ۳۔ فتح المنعم علی شرح مقدمۃ المسلم، الفرائد البہیۃ الی احادیث خیر البریۃ یہ چاروں کتابیں عربی زبان میں ہیں اور کافی مقبول ہیں، مشیت خداوندی کہ ایک دن اچانک نماز فجر کے دوران آپ پر فالج کا حملہ ہوا، جس سے زبان اور جسم کا کچھ حصہ متاثر ہوا، ہر ممکن علاج ومعالجہ کے باوجود آپ تدریس وافتاء کے فرائض انجام دینے کے قابل نہ ہوسکے اور اس طرح دار العلوم آپ کی خدمات سے محروم ہوگیا۔(۱)

مرتب فتاوی کا تعارف

حضرت مولانا مفتی محمد وہاب صاحب منگلوری جو حضرت مفتی صاحب کے شاگرد خاص ہیں اور دار العلوم حقانیہ سے ہی فارغ التحصیل ہیں اور دار العلوم صدیقیہ زروبی ضلع صوابی میں درس وتدریس اور افتاء کے فرائض انجام دے رہے ہیں، اور تصوف وسلوک میں حضرت مفتی فرید صاحب سے سلسلہ نقشبندیہ میں خلیفہ ومجاز ہیں انہوں نے دار العلوم حقانیہ کے ۳۱/ سالہ فتاوی کے ریکارڈ میں سے فوٹو اسٹیٹ کرا کر انتہائی حاضر ذہنی سے ان فتاوی کی تبویب

(۱) فتاوی حقانیہ ۱/۹۴

وترتیب اور تدوین وتخریج کا کام کیا ہے۔(۱)

مقدمہ کا تعارف

مرتب نے کتاب کے ابتداء میں حضرت مفتی محمد فرید صاحب کے البشری لارباب الفتوی نامی عربی رسالہ کوشامل فرمایا ہے، یہ مختصر سا رسالہ دس فصلوں پر افتاء کے اصول وضوابط پر مشتمل ہے، جس میں نئے مسائل میں فتوی دینے کے طریقۂ کار اور مفتی ومستفتی کے آداب واحکام کو ذکر کیا ہے، رسالہ کے آخری فصل میں امام ابوحنیفہ کی مختصر سوانح حیات اوران پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، مولانا عبدالحق صاحب اس رسالہ کی تقریظ میں تحریرفرماتے ہیں:

و فضيلة الشيخ محمد فريد المفتی بد ار العلوم الحقانيه قد افتی طيلة قيامه فی الجامعة وقد الف كتابه الفر يد البشر ی لاربـاب الفتوی وانی قد طالعته من مواضع متعددة فو جد ته نافعا للعلماء والمفتيين

اس کے بعد صاحبِ فتاوی نے ازخود اپنا تعارف اوردار العلوم حقانیہ میں تدریسی فرائض کی تفصیل ذکر کی ہے، اس کے بعد کتاب کی ابتداء کتاب الایمان سے فرما کر دیگر ابواب کوفقہی ترتیب کے مطابق بیان فرمایا ہے۔

اشاعت کی ترتیب اور تعداد مسائل

حضرت مولانا مفتی محمد وہاب صاحب نے سب سے پہلے ۱۰/ اپریل ۲۰۰۰ء کوفتاوی کی ترتیب تبویب اور تخریج کا کام شروع فرمایا اورالحمدللہ تقریبا ایک سال کے عرصہ میں جلد اول مکمل ہوئی، اس میں ایمانیات، عقائد وغیرہ سے متعلق مسائل کو جمع فرمایا ہے، جلد اول ۶۱۷ صفحات پر مشتمل ہے اوراس میں ذکر کردہ مسائل کی تعداد ۳۵۷ ہے، دوسری جلد میں کتاب

(۱) فتاوی فریدیہ ۱/ ۳۶

الطہارۃ اور نماز کے مسائل کو جمع فرمایا ہے، اس جلد کی اشاعت دسمبر ۲۰۰۳ء میں ہوئی، دوسری جلد ۶۱۸ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ذکر کردہ مسائل کی تعداد ۷۸۷ ہے، تیسری جلد میں بقیہ صلوۃ، زکوۃ اور جنائز کے مسائل کو جمع فرمایا ہے، اس جلد کی اشاعت اکتوبر ۲۰۰۴ء میں ہوئی، تیسری جلد ۵۹۳ صفحات پر مشتمل ہے اور ذکر کردہ مسائل کی تعداد ۶۲۲ ہے، چوتھی جلد میں صوم، حج اور نکاح کے بعض مسائل کو ذکر کیا گیا ہے، اس جلد کی اشاعت جنوری ۲۰۰۶ء میں ہوئی، چوتھی جلد ۵۲۹ صفحات پر مشتمل ہے اور ذکر کردہ مسائل کی تعداد ۴۹۰ ہے، پانچویں جلد میں بقیہ نکاح اور طلاق کے مسائل کو جمع فرمایا ہے، اس جلد کی اشاعت ۲۰۰۹ء میں ہوئی، پانچویں جلد ۶۰۹ صفحات پر مشتمل ہے اور ذکر کردہ مسائل کی تعداد ۵۹۰ ہے۔ اس طرح پانچوں جلدوں کے فتاوی کی مجموعی تعداد (۳۲۲۴) ہے۔

ترتیب کا نہج

حضرت مولانا مفتی محمد وہاب صاحب نے فتاوی کی ترتیب وتخریج میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھا ہے:

۱۔ تمام مکررات کو حذف کیا ہے۔
۲۔ حضرت مفتی صاحب کے جوابات کو من وعن نقل کیا ہے۔
۳۔ ہر استفتاء کے ساتھ مستفتی کا نام تاریخ اور مقام لکھنے کا اہتمام کیا ہے، تاکہ عرف وزمان کی مناسبت سے فتوی کا حال معلوم ہو سکے۔
۴۔ استفتاء میں اگر کوئی واقعہ یا حادثہ کا ذکر ہے تو اس کو بعینہ اسی انداز میں پیش کیا ہے۔
۵۔ تخریج وتحشیہ میں معروف اور متداول کتب کا خصوصی خیال رکھا ہے۔
۶۔ اگر کسی استفتاء میں یا جواب میں شک تھا تو مفتی صاحب سے رجوع کیا ہے۔
۷۔ بعض مقامات پر مفتی صاحب کے نقطۂ نظر کو مزید واضح کرنے کے لئے

خود ان کی تالیفات اور تصنیفات سے حوالہ نقل کیا گیا ہے۔

۸۔ امام بخاری علیہ الرحمہ کے طرز پر کتاب الایمان پھر کتاب العلم سے کتاب کا آغاز کیا ہے، پھر جدید فتاوی کے طرز پر فقہی ابواب کے علاوہ دیگر ابواب کو اس کتاب میں شامل فرمایا ہے۔

۹۔ ہر باب اور کتاب پر دار العلوم حقانیہ کے استاذ حدیث مفتی سیف اللہ حقانی نے نظر ثانی فرمائی ہے۔

۱۰۔ پوری کتاب پر حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب نے نظر ثانی فرما کر بعض جگہ تصحیح فرمائی۔

حوالہ جات کا اہتمام

صاحب فتاوی نے جا بجا مستفتی کے اعتماد کی خاطر استشہاد کے لئے حوالہ بھی ذکر فرما دیا ہے، چناں چہ آپ سے سوال کیا گیا:

> میڈیکل کالجوں میں انسانی لاش اور میت پر مختلف تجربات کئے جاتے ہیں اور تا آخر اسے ٹکڑے کر کے دفن کفن نہیں کی جاتی، کیا یہ جائز ہے؟

آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:

> انسان کا ابتذال اور تختہ مشق بنانا ناجائز ہے؛ اگر چہ بال ہی کیوں نہ ہو۔ قال اللہ تعالی ولقد کرمنا بنی آدم الخ وفی الھدایة ولا یجوز بیع شعور الانسان ولا الا نتفاع بھا لان الا دمی مکرم لا مبتذل فلا یجوز ان یکون شیء من اجزائه مھا نا مبتذلا (۱)

سیاست سے متعلق جوابات

حضرت مفتی صاحب کے فتاوی کے مطالعہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ نے

(۱) ہدایہ ۳/۵۵، فتاوی فریدیہ ۳/۳۳۳

صرف فقہی مسائل کا ہی جواب نہیں دیا؛ بلکہ سیاست سے متعلق بھی جوابات دیئے ہیں؛ چناں چہ اس مجموعہ کی پہلی جلد میں کتاب السیاست کا ایک باب قائم کیا گیا ہے، جو تقریبا چالیس صفحات پر مشتمل ہے، ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا گیا:

ایک آدمی سیاست کو فضول سمجھتا ہے اور کہتا ہے سیاست مذہب کا حصہ نہیں ہے، علماء نے دولت اور اقتدار حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے تو ایسے شخص کا قول کہاں تک درست ہے؟

آپ نے تحریر فرمایا:

لغت عربی میں سیاست حکومت اور تدبیر کو کہا جاتا ہے اور انبیاء کرامؑ تمام کے تمام مدبر تھے اور حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے ان میں حکومت بھی آ گئی تو بہر حال سیاست کو عبث ماننے والا غلطی پر ہے؛ البتہ اگر اس شخص کی مراد موجودہ سیکولر سیاست ہو تو ماسوائے علماء دیگروں کی سیاست اقتدار برائے اقتدار ہے اور علماء کی سیاست اقتدار برائے حفاظت دین ہے۔(۱)

سیاست کے تعلق سے ایک دوسرا سوال وجواب بھی ملاحظہ فرمائیں:

سوال: الیکشن از روئے شریعت جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: الیکشن (ووٹ) اظہار رائے کا نام ہے اور اپنے نمائندے کا انتخاب ہے، اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ وغیرہ۔(۲)

خصوصیات وامتیازات

حضرت مفتی صاحب کے فتاوی دار العلوم کے دیگر تمام مفتیان کرام سے زیادہ ہیں؛ لیکن ہر مفتی کے فتوی دینے کا انداز الگ ہوتا ہے، دوران مطالعہ آپ کے فتاوی کی

---

(۱) فتاوی فریدیہ ۱/۵۵۵

(۲) فتاوی فریدیہ ۱/۵۶۳

چند خصوصیات محسوس ہوئے، جو درج ذیل ہیں:

۱۔ آپ کے تمام فتاوی میں نہایت ہی ایجاز واختصار ہوتا ہے، تاہم فتوی کی نوعیت کے اعتبار سے بقدر ضرورت تفصیل بھی فرمادیتے ہیں۔

۲۔ آپ کمال فقاہت سے مسئلہ کو جامع بنادیتے ہیں؛ تاکہ کوئی اپنے لئے غلط استدلال نہ کرسکے اور مسئلہ بھی پوری طرح واضح ہوسکے اس احتیاط کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ آپ کا فتوی ایک قانونی دستاویز اور آئینی دفعہ کی طرح جامع ہوتا ہے۔

۳۔ آپ کا فتوی صرف جزئیات کے نقل کرنے تک محدود نہیں؛ بلکہ کبھی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش رو فقہاء کرام سے اختلاف کا اظہار بھی فرمادیتے ہیں، تاہم بغیر کسی سند اور حوالہ کے فتوی نہیں دیتے، نیز جہاں کہیں حوالہ دیتے ہیں تو زیادہ تر شامی، عالمگیری، بدائع، بحر اور دیگر قدیم ذخائر کا سہارا لیتے ہیں۔ اور جدید مسائل میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تحقیقات پر نظر رکھتے ہیں۔

۴۔ آپ کے فتاوی کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فقہی جزئیات پر گہری نظر تھی، آپ فتوی لکھتے وقت فقہی جزئیات سے استدلال کرتے ہیں۔(۱)

---

(۱) فتاوی حقانیہ ۱/ ۹۷

فتاوی دارالعلوم دیوبند قدیم

مولوی محمد ریحان قاسمی

فقہ علوم اسلامی میں سب سے وسیع اور دقیق علم ہے، اس لئے کہ فقہ قرآن حدیث اور آثار صحابہ کے علوم کا نچوڑ اور خلاصہ ہے، نیز فقہ کا موضوع انسان کی عملی زندگی اور اس کا دستور العمل ہے، جس سے کوئی انسان مستغنی نہیں ہوسکتا، فقہ اسلامی کی اسی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر زمانہ میں علماء وفقہاء نے بہت سے اردو فتاوی تصنیف کئے ہیں، انہی میں سے ایک فتاوی دارالعلوم قدیم موسوم بہ عزیز الفتاوی وامداد المفتین بھی ہے۔

عزیز الفتاوی

فتاوی دارالعلوم قدیم کی دو جلدیں دراصل دو مستقل سلسلوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد عزیز الفتاوی کے نام سے معروف ہے جو مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کے ان منتخب فتاوی کا مجموعہ ہے جسے آپ کے شاگرد رشید مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی دیوبندی نے مرتب کیا ہے، اس مجموعہ میں ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۳۴ھ تک کے لکھے گئے فتاوی کا انتخاب کیا گیا ہے، ۱۳۵۷ھ میں یہ آٹھ مختصر جلدوں میں شائع ہوئی تھی؛ لیکن اب ایک ضخیم جلد میں زکریا آفسیٹ پریس دیوبند سے شائع ہوئی ہے؛ جو ۱۴۹۱ فتاوی اور ۵۴۷ صفحات پر مشتمل ہے۔(۱)

امداد المفتین

فتاوی دارالعلوم قدیم کی دوسری جلد ''امداد المفتین'' کے نام سے مشہور ہے، جو حلقہ

(۱) فتاوی علماء ہند ص: ۲۹۳ منظمۃ السلام العالمیۃ ممبائی الہند

دیوبند کے معروف عالم اور مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب کے فتاوی کا مجموعہ ہے، جو آپ نے دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی کی حیثیت سے تحریر فرمائے تھے، یہ مجموعہ پہلے ہندوستان کے مشہور فقہی مجلّہ ''المفتی'' میں شائع ہوتا رہا، پھر آٹھ مختصر حصوں میں اس کی طباعت عمل میں آئی؛ لیکن اس میں ابواب اور عنوانات کی ترتیب اور تقسیم صحیح طور پر نہیں تھیں؛ اس لئے قارئین کے لئے استفادہ دشوار تھا؛ لہٰذا از سرِ نو ابواب وعنوانات قائم کر کے فقہی ابواب کی ترتیب پر یہ مجموعہ ایک ضخیم جلد میں زکریا آفسیٹ پریس دیوبند سے شائع کیا گیا ہے، جو ۸۹۶ صفحات اور ۹۶۸ فتاوی پر مشتمل ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب نے عزیز الفتاوی اور امداد المفتین کے مجموعہ کو دو جلدوں میں فتاوی دارالعلوم دیوبند کے نام سے شائع کیا تھا؛ چنانچہ دونوں جلدیں فتاوی دارالعلوم قدیم کے نام سے معروف ہیں اور علیحدہ علیحدہ جلد پر عزیز الفتاوی اور امداد المفتین کا نام درج ہے۔(۱)

صاحب فتاوی کے مختصر حالات

صاحب فتاوی کا نام حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی دیوبندی ہے اور تاریخی نام ظفیر الدین ہے، آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۵ھ کو دیوبند میں ہوئی، آپ دیوبند کے عثمانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، آپ کی تعلیم وتربیت اکابرین دیوبند کی آغوش میں ہوئی اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی اور حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحب سے بیشتر کتابیں پڑھیں اور ۱۲۹۸ھ میں تمام علوم وفنون سے رسمی فراغت حاصل کی، ۱۲۹۹ھ میں دارالعلوم دیوبند میں آپ بلاتنخواہ مدرس مقرر ہوئے، ۱۳۱۰ھ میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے آپ کو مفتی کے منصب پر فائز فرمایا اور ۳۶/ سال تک آپ بحیثیت صدر مفتی اعظم ہند رہ کر خدمت افتاء انجام دیتے رہے، آپ کی عمر تقریباً ۷۲ سال ہوئی ۱۷/ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ کی شب دو بجے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور آپ دارالعلوم کے قاسمی قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے۔ طاب الله ثراه و جعل الجنة مثواه (۲)

---

(۱) اردو زبان میں علوم اسلامی کا سرمایہ ص: ۴۲۳، الاکرم گرافکس حیدرآباد

(۲) انار کے درخت تلے ص: ۱۲۰ مکتبہ الشہداء کراچی پاکستان

مرتب کے حالات

مرتب کتاب کا اسم گرامی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی ہے، آپ کا مولد و وطن مرکز علوم اسلامیہ دیوبند ہے، آپ کی ولادت ۲۰/ اور ۲۱/ شعبان ۱۳۱۴ھ کے درمیانی شب میں ہوئی، آپ نے ابتدائی عربی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی پھر سولہ سال کی عمر میں دارالعلوم میں داخلہ لیا اور ۱۳۳۵ھ میں درس نظامی سے فراغت حاصل کی اور ۱۳۳۷ھ میں استاد کی حیثیت سے دارالعلوم میں تقرر ہوا، پھر ۱۳۴۹ھ میں صدر مفتی کے منصب پر فائز ہوئے، آپ کی عمر تقریبا ۸۲/ سال ہوئی، ۹ اور ۱۰ شوال ۱۳۹۶ھ کے درمیانی شب کو آپ نے سفر آخرت فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون(۱)

ترتیب فتاوی کا پس منظر

فتاوی کی ترتیب کے پس منظر کے تعلق سے خود حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے عزیز الفتاوی کے مقدمہ میں لکھا ہے:

> اس ناکارۂ خلائق کو مدت سے اس بات کا خیال تھا کہ اپنے استاد محترم مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی زندگی بھر کا سرمایہ جو علمی ذخائر پر مشتمل ہے اگر اس طرح مبوب و مہذب ہوکر شائع ہو جائے تو اکابر دیوبند کی تجویز مطبوعہ روئیداد ۱۳۰۴ھ کے مطابق عام مسلمانوں اور علماء ومفتیان کرام کے لئے ایک نہایت بیش بہا مفید ذخیرہ ہو جائے، اور حضرت ممدوح کا یہ صدقہ جاریہ کام میں لگ جاوے، اس کام کی اہمیت وکثرت، اپنی علمی بے بضاعتی اور ہجوم مشاغل ہمیشہ اس پر اقدام کرنے سے روکتے تھے؛ تا آنکہ حق تعالی نے ''المفتی'' کے نام سے ایک ماہوار رسالہ کے اجراء کی صورت میں بعض اکابر کے دل میں بات ڈالی، جس میں کام کی تدریج پر نظر

(۱) انار کے درخت تلے ص: ۱۴۴، مکتبۃ الشہداء کراچی پاکستان

کر کے ہمت بڑھی تو بنام خدا تعالی اس کام کو شروع کیا پھر اللہ کے فضل وکرم سے عوام الناس کے سامنے ایک مفید کتاب منظر عام پرآئی۔(۱)

ترتیب کا انداز

مرتب علیہ الرحمہ نے اس کتاب کو عام کتب فتاوی کی طرح فقہی ترتیب پر مرتب کیا ہے اور ابواب وفصول کے تحت نمبر وار سوال و جواب کے انداز میں مسائل کو دلائل کے ساتھ مزین کیا ہے؛ چنانچہ کتاب الایمان والعقائد کا عنوان قائم کر کے پانچ فصول کو ذکر کیا ہے پھر کتاب الطہارت کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت نوفصول لکھا ہے اور کتاب الصلوۃ کا عنوان لگا کر دوابواب اور سولہ فصول کو مرتب کیا ہے اور یہی حال کتاب الزکاۃ، کتاب الصوم اور کتاب المتفرقات کا ہے، نیز سوالوں کے جوابات کی تحریر میں اختصار اور جامعیت ہے اور اسلوب کی سادگی ودل نشینی نمایاں ہے، زبان نہایت سلیس وعام فہم ہے۔

اس کتاب کی دوسری جلد ''امداد المفتین'' کی طرز ترتیب بھی ''عزیز الفتاوی'' کے انداز یعنی ابواب وفصول کے تحت نمبر وار سوال وجواب ہے، ابتداء میں ایمان وعقائد اور سنت وبدعت پر مفید اور علمی فتاوی ہیں اور حلال وحرام نیز متفرقات کے ابواب میں رسومات وخرافات ودیگر امور زندگی سے متعلق احکام کی ایک طویل فہرست ہے، عبادات میں صلاۃ وزکاۃ، معاملات میں نکاح وطلاق اور معاشرت میں حظر واباحت کے ابواب قابل ذکر ہیں۔(۲)

فتاوی دارالعلوم قدیم کے نسخے اوران کی طباعت

مصنف امداد المفتین نے قیام دیوبند ہی کے زمانہ میں ''فتاوی دارالعلوم دیوبند'' کے نام سے فتاوی کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، لیکن ان میں تبویب وترتیب نہ تھی پھر پاکستان جانے

(۱) فتاوی دارالعلوم قدیم ۱/۷۹ زکریا

(۲) اردوزبان میں علوم اسلامی کا سرمایہ ص: ۴۲۳ الاکرم گرافکس

کے بعد مفتی شفیع صاحب نے دونوں سلسلوں کو علیحدہ علیحدہ تبویب وترتیب کرا کر بہت سی اصلاحات کے بعد تیسری مرتبہ ۱۳۸۴ھ میں ادارۃ المعارف کراچی سے اس عظیم الشان فقہی ذخیرہ کو دو جلدوں میں شائع کرایا، جس میں پہلی جلد ''عزیز الفتاوی'' اور دوسری ''امداد المفتین''، پر مشتمل تھی ،اس کے بعد حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی نے مفتی شفیع صاحب کی اجازت نیز مولانا عاشق الٰہی اور مولانا اشفاق صاحب کی اعانت سے اس کتاب کو مفید تر بنانے کیلئے ترمیم واضافہ کر کے ایک عمدہ فقہی ترتیب تجویز کی ، پھر ۱۳۹۶ھ میں اس کو چوتھی مرتبہ شائع کرایا، بعدہ اگست ۲۰۰۴ء میں پانچواں ایڈیشن دو جلدوں میں اسی طرز کے ساتھ زکریا آفسیٹ پریس دیوبند سے شائع ہوا، جو فی زماننا رائج ہے، اس اشاعت میں جدید طرز کتابت کے ساتھ بہت سے ان مسائل کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جو قیام پاکستان کے دوران مفتی شفیع صاحبؒ نے لکھے تھے۔(۱)

جدید ایڈیشن کی خصوصیات

اس نئے مجموعہ کی منجملہ خصوصیات میں سے چند خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ پوری کتاب کی تبویب از سرنو کی گئی ہے۔

۲۔ تبویب جدید میں ابواب اور فصول قائم کر کے متعلقہ مسائل کو ان میں یکجا کیا گیا ہے۔

۳۔ بہت سے فتاوی کو ان کے سابق مقام سے ہٹا کر انہیں مناسب ابواب میں درج کیا ہے۔

۴۔ بعض مسائل میں کہیں کہیں تعارض تھا ایسے مقامات پر حاشیہ میں نشان دہی کر دی گئی ہے۔

۵۔ تبویب جدید کے وقت کتابت کی جو اغلاط سامنے آئیں ان کی درستگی کر دی گئی ہے۔

---

(۱) فتاوی دار العلوم قدیم ۱/ ۵،۱۷ زکریا دیوبند

۶۔ اس ایڈیشن میں ایک مسئلہ سے متعلق تمام فتاوی جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

۷۔ فتاوی کے سوال وجواب کی عبارت بعینہ نقل کرنے کا پورا اہتمام کیا گیا ہے، نیز جواب کے اخیر میں مجیب کا نام تکرار کے سبب حذف کر دیا گیا ہے البتہ جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں مجیب کا نام ضرور لکھا گیا ہے(۱)

عموما درمختار اور شامی کا حوالہ

مصنف علیہ الرحمہ کے طرۂ امتیاز میں سے یہ ہے کہ آپ کو فقہ کی تمام کتابوں پر مکمل دسترس حاصل تھی؛ لیکن عموما مسائل کے دلائل واستشہاد میں درمختار اور شامی کا حوالہ پیش کیا ہے، چنانچہ ایک سوال محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے کہ نہیں؟ اور اگر کوئی جماعت ثانی کرے تو گناہ گار ہوگا یا نہیں؟ اس کے جواب میں رقمطراز ہیں:

> دوسری جماعت محلّہ کی مسجد میں مکروہ ہے اور اس کا مرتکب گنہگار ہوتا ہے۔کمافی در المختار :اومصل فی المسجد بعده صلاة جماعة فيه بل يكره فعلهما وتكرار الجماعة الا فی مسجد على طريق فلا باس بذلك وفی الشامی قوله الافی مسجد على طريق هو ما ليس له اما م ومؤذن(۲)

کفر کا حکم لگانے میں احتیاط

کفر کا حکم لگانے میں احتیاط کا پہلو اختیار کیا ہے، مثال کے طور پر ایک سوال ملاحظہ کریں:

سوال: جس شئ کی حرمت کلام اللہ شریف سے ثابت ہے، مثلا:

(۱) فتاوی دارالعلوم قدیم ۱/۲۷ زکریا
(۲) فتاوی دارالعلوم قدیم ۱/ ۲۰۸ زکریا

وطی کرنا حالت حیض میں اور آنا دبر سے، اگر کوئی شخص اس کو حلال سمجھے تو اس پر کفر کا فتوی دینا صحیح ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

صحیح یہ ہے کہ کفر کا فتوی نہ دیا جائے۔ کمافی در المختار وقيل لا يكفر فى المسئلتين وهو الصحيح خلاصه وعليه المعول لانه حرام لغيره الخ قال فى البحر عن الخلاصة من اعتقد الحرام حلالا اوعلى القلب يكفر اذا كان حراما لعينه ويثبت حرمته بدليل قطعى اما اذا كان حراما لغيره بدليل قطعى اوحراما لعينه باخبار الاحاد لايكفر (الدر مع الرد ۱/ ٤٩٤، باب الحيض مكتبه زكريا) (۱)

اہم مواضع میں تنبیہ کا عنوان

مرتب نے قارئین کے اذہان کو متوجہ کرنے کے لئے بعض بعض مقامات پر لفظ تنبیہ کا عنوان بھی ذکر کیا ہے اور اس کے تحت مسائل اور ضروری باتوں کو بیان کیا ہے، اس کی ایک نظیر پیش خدمت ہے، مرتب تنبیہ کا عنوان قائم کر کے رقمطراز ہیں:

اس تحریر سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہمارے یہاں مروجہ کھیلوں میں سے کنکوا بازی، کبوتر بازی، بٹیر بازی اور شطرنج و چوسر وغیرہ یہ کھیل بوجہ بے فائدہ ہونے کے نیز اشتغال شدید کے ناجائز ہے (۲)

بدعات کی تردید

صاحب فتاوی نے اپنے فتاوی میں مشرکانہ افعال اور فرقۂ باطلہ کی تردید کے ساتھ

---

(۱) فتاوی دار العلوم قدیم ۱/ ۹۵ زکریا

(۲) فتاوی دار العلوم قدیم ۲/ ۸۳۱ زکریا

ساتھ بدعات کے رد پر خاص طور سے زور دیا ہے جیسے ربیع الاول میں کونڈا، محرم میں کھچڑا اور صحنک، گیارہویں وغیرہ بزرگوں کے نام پر کرنا اور قبروں پر چادریں چڑھانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

> یہ سب رسوم بدعت وضلالت ہیں اور مرتکب ان رسوم کا بدعتی ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر وہ ان رسوم کو نہ چھوڑے تو اس سے متارکت لازم ہے اور اگر عقائد ان کے حد کفر کو نہیں پہونچے تو نکاح منعقد ہوجاتا ہے؛ لیکن اچھا نہیں ہے۔(۱)

عزیز الفتاوی کی خصوصیات

عزیز الفتاوی کو اردو فتاوی میں ایک اہم مقام حاصل ہے، اس لئے کہ یہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے فتاوی ہیں اور دارالعلوم دیوبند جیسے مرکزی علوم سے شائع کیا ہوا ہے، مطالعہ کے دوران جو خصوصیات سامنے آئیں اسے اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

۱۔ عزیز الفتاوی کا شمار اردو فتاوی کی قدیم کتابوں میں ہوتا ہے۔
۲۔ اس میں عقائد نیز فرقۂ باطلہ اور بدعات ورسومات کی تردید پر خاص طور سے زور دیا گیا ہے۔
۳۔ اکثر وبیشتر مسائل کے استشہاد میں ''درمختار'' اور شامی کا حوالہ مذکور ہے۔
۴۔ کتاب میں عربی اور فارسی فتاوی بھی موجود ہیں۔
۵۔ اہم اور خاص مسائل میں دلائل کا اہتمام کیا ہے۔

خصوصیات امداد المفتین

امداد المفتین کے چند خصوصیات کو ذیل میں اختصاراً ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ زیادہ تر مسائل دلائل عقلیہ ونقلیہ سے مزین وآراستہ ہے۔

(۱) فتاوی دارالعلوم قدیم ۱/۱۳۰ از کریا دیوبند

۲۔ اس کے بعض فتاوی کو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ دیوبندی، مولانا اعزاز علی صاحبؒ امروہوی وغیرہ علماء کی تصدیقات حاصل ہیں۔

۳۔ اس کتاب کے اخیر باب ''اختیار الصواب فی مختلف الابواب'' مذکور ہے جو مصنف علیہ الرحمہ کے رجوع کردہ فتاوی پر مشتمل ہے۔

۴۔ نئے مسائل کی شناخت کے لئے فتاوی کے اخیر میں بین القوسین لفظ ''اضافہ'' ذکر کیا ہے۔

۵۔ بعض مواضع میں تبرکا اکابرین دیوبند کے اہم عناوین پر رسائل کو ذکر کیا ہے۔

خلاصہ مقالہ

فتاوی دارالعلوم قدیم ایک جامع ترین فتاوی ہے جو مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی اور مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی دیوبندی کی تصنیف ہے جو حوالہ جات سے پر اور فقہ وفتاوی کی معروف ومتداول کتب کے علاوہ تفاسیر، شروح احادیث اور تواریخ کی کتابوں کے حوالوں سے مزین ہے اور مختلف فیہ مسائل میں دلائل عقلیہ ونقلیہ کا التزام کرتے ہوئے مفتی بہ اقوال کو سپرد قرطاس کیا ہے جو علماء اور مفتیان کرام کیلئے مصنف کی طرف سے گراں قدر سرمایہ ہے۔

فتاوی دارالعلوم زکریا

مولوی شیخ محمد عثمان قاسمی

امام ابوحنیفہؒ کی تدوین فقہ میں اجتماعی غور وفکر پھر اس کی کامیاب رہنمائی نے وہ کام کیا کہ زبان وبیان اس کی ترجمانی سے قاصر ہے، اس کے بعد سے ہی فقہ اور اصول فقہ کی ترتیب کا جو سلسلہ چلا تو امام محمدؒ کے کتب ظاہر الروایات سے لے کر آج تک وہ مبارک سلسلہ جاری ہے، پیش نظر کتاب ''فتاوی دارالعلوم زکریا'' بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، آئندہ سطور میں اس کی تالیف کا پس منظر، کتاب اور صاحب کتاب کا تعارف اور کتاب کی خصوصیات کا اجمالی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

تعارف کتاب

فتاوی دارالعلوم زکریا، دارالعلوم زکریا جنوبی آفریقہ کے مفتی جناب مولانا رضاء الحق صاحب کے فتاوے کا مجموعہ ہے، جس کی اب تک چھ جلدیں طبع ہو چکی ہیں، لیکن مجھے صرف چار جلدیں ہی دستیاب ہوسکیں، جلد اول کتاب الایمان والعقائد، کتاب التفسیر والتجوید، کتاب الحدیث والاثار، کتاب السلوک والطریقۃ اور کتاب الطہارۃ پر مشتمل ہے، جلد دوم کتاب الصلوۃ پر مشتمل ہے، جلد سوم کتاب الزکوۃ والصوم والنکاح والحج پر مشتمل ہے، جلد چہارم کتاب الطلاق والایمان والنذور والحدود والقصاص والوقف پر مشتمل ہے، ان چار جلدوں میں کل فتاوی کی تعداد اٹھارہ سو ہے، اس کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۷ء میں نکلا ہے۔(۱)

(۱) فتاوی علماء ہند ۲؍۳۰ منظمۃ السلام العالیہ بمبائی

صاحب فتاوی کا تعارف

مولانا مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ کا تعلق ضلع صوابی صوبہ سرحد کے ایک مشہور گاؤں شاہ منصور پور سے ہے، آپ نے ۲۰/ سال کی عمر میں مدرسہ جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک پاکستان سے عالمیت وفضیلت مکمل کی اور تخصص فی الافتاء کرنے کے بعد جنوبی آفریقہ آنے سے پہلے بنوری ٹاؤن کراچی میں استاد بن گئے، اس زمانے میں دار العلوم زکریا کے مہتمم شبیر احمد سلوجی صاحب دامت برکاتہم نے آپ سے تعلیم حاصل کی اور جنوبی آفریقہ میں دار العلوم زکریا قائم کرنے کے بعد آپ کو دار العلوم زکریا میں استاذ کے عہدے پر فائز ہونے کی دعوت دی، آپ ان کی دعوت قبول کر کے جنوبی آفریقہ چلے گئے ،فتاوی کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف بھی ہیں جو آپ کی وسعت علمی اور مطالعہ کی گہرائی کی عکاس ہیں، کچھ تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ بدء الامالی (عقائد) ۲۔ الجزء اللطیف (حدیث) ۳۔ اعلام الفعام (تقابل مذہب) ۴۔ خطبات الاحکام ۵۔ ذکر بالجہر ۶۔ تمرین الصرف ۷۔ شرح قصیدہ بردہ شریف ۸۔ فتاوی سراجیہ

مفتی صاحب دار العلوم زکریا میں درس و تدریس کی مشغولیت کے ساتھ ساتھ ''جمعیۃ المفتیین'' جنوبی آفریقہ میں بھی مفتی کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے ہیں اور ''جمعیۃ المفتیین'' پاکستان کے بھی ممبر ہیں ، ساتھ ہی ''جمعیۃ العلماء'' جنوبی آفریقہ کے کنسلٹنٹ ممبر بھی ہیں، اللہ تعالی آپ کے سایہ کو امت پر تادیر قائم رکھے آمین (۱)

مرتبین فتاوی

اس فتاوی کے مرتبین حضرت مفتی عبد الباری صاحب اور مفتی الیاس صاحب دامت برکاتہم ہیں، یہ دونوں حضرات مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ العالی کے شاگرد ہیں، انہوں نے دار العلوم زکریا میں تخصص فی الفقہ والافتاء کے شعبہ میں ایک سال مفتی صاحب سے فقہ وفتاوی

(۱) فتاوی علماء ہند ۳۸۶، ۳۸۷ منظمۃ السلام العالیۃ ممبائی

کی تربیت بھی حاصل کی ہے۔(۱)

ترتیب کا پس منظر

جس سال مفتی رضاء الحق صاحب مدظلہ کے پاس مولانا عبدالباری صاحب اور مولانا الیاس صاحب نے افتاء کی تعلیم حاصل کی اسی سال ان کو مفتی صاحب دامت برکاتہم کے فتاوی کے عظیم ذخیرہ کو جمع کرنے اور طباعت سے آراستہ کرنے کا ارادہ ہوا، ان دونوں حضرات نے مفتی صاحب سے بار ہا اصرار کیا؛ لیکن آپ انکار کرتے رہے، بالآخر مفتی صاحب کی اجازت سے نومبر ۲۰۰۷ء میں فتاوی دارالعلوم زکریا کے نام سے پہلی جلد شائع ہوئی (۲)

مسائل کے بیان کرنے کا انداز

اس کتاب میں ہر مسئلہ کو بہت تحقیق وتدقیق اور تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور ہر جواب کے کم از کم ۳ عربی حوالے دئے گئے ہیں، صاحب فتاوی کا مزاج ہمیشہ احتیاط والے قول کو اختیار کرنے کا رہا ہے، بعض جواب میں حوالے طویل ہونے کی وجہ سے طویل حوالوں کو حذف کر کے ضروری حوالوں پر اکتفاء کیا گیا ہے (۳)

قابل لحاظ امور

فتاوی دارالعلوم زکریا میں بلا دلیل وحوالہ کوئی مسئلہ ذکر نہیں کیا گیا ہے، اکثر قرآن و حدیث اور عربی کتب فتاوی سے حوالہ دینے کا اہتمام کیا گیا ہے، اور بعض جگہ اردو فتاوی کی عبارت بھی نقل کی گئی ہے، بعض جگہ طوالت سے بچنے کے لئے صرف اردو فتاوی کا حوالہ دیا گیا ہے اور عبارت نقل نہیں کی گئی ہے، نیز سوال کے ہر پہلو کو سامنے رکھ کر جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے، اس کتاب میں بعض فتاوی دیگر مسلک کی روشنی میں بھی دئے گئے ہیں، لہذا انتخاب

(۱) فتاوی دارالعلوم زکریا ۱/ ۲۶ زمزم کراچی
(۲) فتاوی دارالعلوم زکریا ۱/ ۲۶ زمزم کراچی
(۳) فتاوی دارالعلوم زکریا ۱/ ۲۴ زمزم کراچی

فتاوی میں مسلک کی رعایت کرنا ضروری ہوگا (۱)

خصوصیات وامتیازات

فتاوی دارالعلوم زکریا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فقہ وفتاوی کا ایک قیمتی سرمایہ ہے، اس کی بعض ایسی خصوصیات ہیں جو اردو فتاوی میں اس کو ایک خاص مقام بخشتی ہیں، بعض اہم خصوصیات حسب ذیل ہیں:

۱۔ اس کتاب کے بعض اہم فتاوی میں معاصر مفتیان کرام کی رائے اور اکابرین کی تحریرات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ جیسے منی اور مزدلفہ کا مکہ مکرمہ سے اتصال کے حکم کے بارے میں مفتی تقی عثمانی صاحب ،مفتی عبدالوہاب صاحب جامعہ مدینہ کریم پارک لاہور، مفتی محمد حسین صاحب دارالافتا والارشاد کراچی وغیرہ کل بارہ مفتیان کرام کی رائے پوچھی گئی اور ادارۃ البحوث العلمیۃ والافتاء سعودی عرب سے بھی رائے لی گئی ہے۔

۲۔ اس کتاب میں بعض ایسے فتاوی ہیں جو دیگر کتب فتاوی میں اتنی تفصیل سے نہیں ہیں؛ جیسے (یوتھینیز یا) Euthanasia کی تعریف، اقسام واحکام کے بارے میں نیز (فورنسک سائنس) Forensic science کے بارے میں مفصل جواب دیا گیا، طلاق کے باب میں بیوی کو Retired اور It's All over کہنے کے بارے میں حکم پوچھا گیا ہے، جس کا مفتی صاحب نے مدلل جواب دیا ہے (۲)

۳۔ کتاب میں شامل اکثر فتاوی فقہ حنفی کے موافق ہیں؛ لیکن بعض فتاوی جنوبی آفریقہ کے ماحول کے اعتبار سے فقہ مالکی، شافعی اور حنبلی کی روشنی میں بھی دئے گئے ، نیز بعض مسائل میں چاروں امام کے مسلک کو ذکر کیا

---

(۱) فتاوی دارالعلوم زکریا۴/ ۳۷ زمزم کراچی

(۲) فتاوی دارالعلوم زکریا۴/۵۵۳، ۵۹۱ زمزم کراچی

گیا ہے، جیسے اوابین کے ثبوت کے سلسلہ میں غائبانہ نماز جنازہ کے بارے میں اور مرد وعورت کی نماز میں فرق کے بارے میں اسی طرز کو اپنایا گیا ہے۔

۴۔ کتاب میں چند رسالے بھی مذکور ہیں، جیسے اختلاف مطالع کے بارے میں لمعات الا دلة فی اختلا ف الا هل اور طلاق ثلاثہ کے بارے میں جمع الاثا ث فی حکم طلقات الثلا ث اور طلاق بالکتابت کے بارے الد لا ئل البا هرة فی تنفیذ کتابة الطلاق للزو جة الحا ضرة اور رجم کے بارے میں البراهین الر فیعة لا ثبات الرجم فی الشریعة اور تعزیر مالی کے بارے میں تنقیح المقال فی حکم التعزیر بالمال ۔(۱)

فتاوی پر اہل علم کے اعتراضات اور اس کے جوابات

فتاوی میں کثرت حوالہ کی بناء پر بعض اہل علم نے اعتراض کیا ہے، چنانچہ فتاوی کی تیسری جلد میں خود صاحب فتاوی نے اس اعتراض اور اس کے جواب کو تحریر کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

> تبصرہ نگار نے اشکال یہ کیا ہے کہ ضرورت سے زائد عبارات لکھے گئے ہیں، اس کے متعلق عرض ہے کہ چوں کہ اس فتاوی میں بہت سے مسائل معرکۃ الآراء اور نایاب ہیں اور نادر ہیں؛ اس لئے ایک دوحوالوں پر اکتفاء نہیں کیا گیا، مثلاً محراب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہے یا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے، آپ ﷺ کا معراج میں عرش پر تشریف لے جانا یا نہ لے جانا، حضرت علیؓ کا خیبر کا دروازہ اٹھانا یا نہ اٹھانا، مسح علی الجوربین، جمعہ کو

(۱) فتاوی دارالعلوم زکریا ۳/ ۲۶۱، ۴/ ۷۰، ۱۷۵ زمزم کراچی

انتقال کرنے والے پر عذاب کا ہونا یا نہ ہونا، بہت سارے مسائل اس قسم کے ہیں ،ایسے مسائل میں ایک دوحوالوں سے تشفی نہیں ہوتی؛اسی لئے زیادہ حوالے دیئے گئے ؛ تاہم اگر بعض عام مسائل میں زیادہ حوالے لکھے گئے ہوں تو اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں، اورآئندہ عام مسائل میں حوالوں کی کثرت سے اجتناب برتیں گے ؛ تاکہ کتاب کا حجم نہ بڑھے ؛لیکن پھر بھی معرکۃ الآراء مسائل میں زیادہ حوالے درکار ہوں گے۔

دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ عربی حوالے حاشیہ پر الگ ہونے چاہیئے نہ کہ متن میں،اس کے متعلق عرض ہے کہ اردو کے تمام فتاوی کا یہی طریقہ ہے کہ فتاوی کے متن میں حوالے ہوتے ہیں ،فتاوی دارالعلوم قدیم ،امدادالاحکام ،امدادالفتاوی ،فتاوی رحیمیہ اوراحسن الفتاوی سب کا یہی طریقہ ہے،ہاں اگر کسی کتاب پر تحقیق وتعلیق کا کام ہوتا ہےتو پھر حوالے حاشیے میں درج کیے جاتے ہیں(۱)

فتاوی دارالعلوم زکریا اہل علم کی نگاہ میں

فتاوی دارالعلوم زکریا پر ہندو پاک کےمختلف جرائد میں تبصرے اورتاثرات شائع ہوئے ہیں، پاکستان میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع ہونے والا ماہنامہ الحق میں اور جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن سے شائع ہونے والا ماہنامہ البینات میں لکھا گیا ہے:

بلاشبہ فتاوی دارالعلوم زکریا میں درج مسائل اور احکام اہل حق اسلاف واکابر دیوبند کی تحقیق کی ترجمانی کے علاوہ ان کے ذوق ومزاج کا آئینہ ہے، نیز اس میں ہر جواب کو بہت ہی تحقیق وتدقیق سے لکھا گیا ہے جس کے لئے ہر مذہب کے علماء محدثین اورفقہاء کی

---

(۱) فتاوی دارالعلوم زکریا:۳/۳۵ زمزم پبلیشرز کراچی

کتابوں کی طرف مراجعت کی گئی ہے اور ہر کتاب کا مکمل حوالہ مع عبارت کے درج ہے ،بعض ایسے جوابات بھی ہیں جو دوسرے فتاوی میں نہیں ہے ،اور اگر ہے بھی تو اجمالی ہے ، اس لئے یہ فتاوی ہر خاص وعام کی علمی پیاس بجھانے کے لئے انتہائی مفید ہے اور ہر لائبریری کی زینت ہے، کتاب کا مطالعہ کر کے دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ خدا کرے یہ عظیم فقہی انسائیکلو پیڈیا پائے تکمیل تک پہنچ جائے ۔(۱)

مصادر ومراجع

اس کتاب میں جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان کی کل تعداد تین سو تر اسی ہے،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں درج شدہ فتاوی کو کتنی تحقیق وتدقیق سے مرتب کیا گیا اور کتنا مدلل ہے، چند کتابوں کا نام درج ذیل ہے:

قرآن شریف ، بخاری شریف ، اکمال المعلم بفوائد المسلم ، البحر العمیق ،تحفۃ الملوک ،الثمر الدانی ، جامع الرموز ،حاشیۃ کتاب الفسخ والتفریق ،خزانۃ الفتاوی ، الدر الثمین ، ردالمحتار ،زاد المعاد فی ہدی خیر العباد ، سیر اعلام النبلاء ،شرح المجلۃ ،صفوۃ التفاسیر ،الطبقات الکبری ،عون المعبود ،غمز عیون البصائر ،فتاوی الازہر ،قانون العدل و الانصاف ، کشف القناع عن متن الاقناع ، لسان العرب ،معین القضاۃ والمفتیین ،معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الاحکام، نفع المفتی والسائل ،الیواقیت الغالیۃ فی تحقیق الاحادیث العالیۃ (۲)

---

(۱) ماہنامہ البینات رجب المرجب ۱۴۳۸ھ اگست ۲۰۰۸ء فتاوی دارالعلوم زکریا ۴/ ۳۷، ۳۸ زمزم پبلیشرز کراچی

(۲) فتاوی دارالعلوم زکریا ۴/ ۵۴، ۷۷ زمزم کراچی

خلاصہ

فتاوی دار العلوم زکریا اپنے حسن ترتیب اور بہترین انداز بیان میں اپنی نظیر آپ ہے، اس میں مندرج ہر فتوے کو بہت ہی تحقیق وتدقیق وتفصیل سے لکھا گیا ہے اور صاحب فتاوی عموما احتیاط پر مبنی قول کو اختیار کرتے ہیں، یہ کتاب ہر عام وخاص کی علمی پیاس بجھانے کے لئے انتہائی مفید اور اسلامی کتب خانہ میں ایک گراں قدر فتاوی کا اضافہ ہے، نیز یہ کتاب علماء ومفتیان کرام کے درمیان شہرت ومقبولیت کا مقام حاصل کر چکی ہے، اللہ تعالی صاحب فتاوی اور مرتبین کو بہترین بدلہ عطا کرے اور مزید جلد کو منظر عام پر لانے میں ان کی مدد فرمائے آمین۔

فتاوی علماء ہند

مولوی شیخ ہدایت اللہ قاسمی

فتاوی علماء ہند، فتاوی کا انسائیکلوپیڈیا کی صورت میں منظر عام پر آ رہا ہے، پچھلے دوسو سال کے دوران ہندوستان و پاکستان کے علماء اوراہل افتاء حضرات کی طرف سے جوفتاوی کے مجموعے شائع ہوئے ہیں ان سب کواس کتاب کے اندر بہت ہی مہذب انداز میں جمع کیا گیا ہے، تاکہ فقہ وفتاوی کا یہ سمندر کوزہ میں سما جائے اور اصحاب نظر کے لئے استفادہ آسان ہوجائے، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ (بہار، اڑیسہ، جھارکھنڈ) نے چالیس فتاوی کی کتابوں سے اس مفید رہنما کتاب کی ترتیب وتبویب اور حذف مکررات کے ساتھ جمع کرنے کا کام شروع کیا ہے، نیز اس کتاب کو قدیم عربی فقہی کتابوں کی عبارتوں اور قرآن وسنت کے حوالہ جات سے مزین کیا گیا ہے، اس کی تین جلدیں شائع ہوچکی ہیں، جس میں طہارت کے مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے، مسائل کی ترتیب اور جوابات کے انتخابات کے لئے تجربہ کار اور صاحب علم مفتیان کرام کی خدمات حاصل کی گئی ہیں؛ مفتیان کرام کے مختلف جوابات میں سے علم وتحقیق اور مقاصد شریعت سے ہم آہنگ جواب کا انتخاب کیا جاسکے۔

اس کتاب کی تعریب بھی ''الفتاوی الهنديه المعاصرة '' کے نام سے قریب ساٹھ جلدوں میں متوقع ہے، جوعنقریب شائع ہوگی، مزید افادۂ عام کیلئے انگریزی ترجمہ کی بھی کوشش جاری ہے اور انگریزی کی ایک جلد شائع بھی ہوچکی ہے؛ چوں کہ ہندوستان کے اہل قلم ودانش بھی اس کی افادیت کومحسوس کررہے ہیں، خاص طور پر قانون دان حضرات نے بھی اس کو شش کی ستائش کی ہے، انگریزی ترجمے کی تعداد قریب اسی جلدوں تک پہونچ جائے گی اس

طرح اصل اور ترجمہ کے لحاظ سے یہ علمی مجموعہ دوسو جلدوں سے متجاوز ہوسکتا ہے، یہ علمی مجموعہ اپنے مضامین میں موسوعہ (انسائیکلو پیڈیا) کی حیثیت رکھتا ہے جو اپنی ترتیب و انداز میں ایک انوکھی مثال ہے۔(۱)

سببِ تالیف

ہمارے ملک ہندوستان اور تقسیم کے بعد پاکستان کے دینی کاموں کی عمومی زبان اردو ہے، علماء و مفتیان کرام نے اسی زبان میں فقہ و فتاوی کی اہم ذمہ داری ادا کی ہے اور یہ سلسلہ اردو زبان ہی میں رائج ہوا، یہ یقیناً اردو زبان ہی کی خوش قسمتی ہے؛ لیکن چونکہ ہندوستان کے حالات یکساں ہیں اور بہت سے مسائل وہ ہیں جو عام طور پر پیش آتے رہتے ہیں، اس لئے فطری طور پر فتاوی کے ان مجموعوں میں خاصی تکرار پائی جاتی ہے، نیز فتاوی کی تمام کتابیں ہر شخص کے پاس موجود بھی نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے استفادہ میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ ان تمام فتاوی کو جدید ترتیب کے ساتھ یکجا کر کے قرآن وسنت کی دلیلوں و فقہی کتابوں کے حوالہ جات سے مزین کر کے محفوظ کر دیا جائے اور ترتیب کو سہل اور آسان رکھا جائے، تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد اس مجموعہ سے فائدہ اٹھا سکیں؛ چنانچہ ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جا رہا ہے جس میں مکررات کو حذف کر کے اہم فتاوی کو شامل کیا گیا ہے۔(۲)

مرتبِ کتاب

مرتب ایک معتبر عالم دین ہیں؛ جنہیں اللہ تعالی نے گونا گوں خصوصیات و امتیازات سے نوازا ہے اور جو گہرے علم اور فتاوی نویسی کے میدان کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں، نیز کارِ قضاء کے اندر ماہر کامل ہیں، امارت شرعیہ جیسی اہم تنظیم کے قافلہ سالاروں میں ہیں، ان کے اندر مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ قاسمی کی بالغ نظری اور امیر شریعت حضرت مولانا سید نظام

(۱) فتاوی علماء ہند: ۱/ ۳۹

(۲) فتاوی علماء ہند: ۱/ ۵۲

الدین صاحب کی حسن تدبیر دونوں کا عکس جمیل پایا جاتا ہے، حج کمیٹی بہار کے چیرمین ہیں اور بعض عصری تعلیمی اداروں کے بانی ہیں، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے معزز ارکان میں ہیں، ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آ کر مقبول خاص وعام ہو چکی ہیں (۱)

مرتب کے معاونین

اس مجموعہ کی ترتیب دینے میں مختلف علماء کرام ومفتیان عظام کی خدمات لی گئیں ہیں، ان میں سے چند معروف ومشہور معاونین یہ ہیں:

اسامہ شمیم ندوی جن کی زیر نگرانی یہ عظیم کام جاری ہے، مولانا مفتی امتیاز احمد قاسمی اور مفتی رضاء اللہ قاسمی نے خصوصی طور پر اس کے ترتیب میں حصہ لیا ہے، مولانا مفتی سعیدلرحمٰن قاسمی مفتی امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، مولانا مفتی وصی احمد قاسمی نائب قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، مولانا مفتی انظار عالم پٹنہ نے اس پر نظر ثانی فرمائی ہے، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مظفر پوری قاضی شریعت امارت شرعیہ اور مولانا قاضی عبدالجلیل صاحب پٹنہ نے نظر نہائی فرمائی ہے، ان کے علاوہ اور بھی علماء دین ومفتیان شرع متین اس کار عظیم کو انجام دے رہے ہیں۔ (۲)

مقدمہ از مرتب

حضرت مرتب نے کتاب کی ابتداء میں ۳۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ایک تفصیلی مقدمہ تحریر کیا ہے، جس میں انہوں نے فقہ کی مختلف تعریفات اور فقہ کی قدیم اصطلاحات کو ذکر کیا ہے، اسی طرح تصوف کے عنوان کے تحت تزکیہ اور تصوف پر قیمتی مواد اکھٹا کیا ہے، ادلہ اربعہ (قرآن وسنت، اجماع، قیاس) پر منظّم ومرتب طریقے سے روشنی ڈالی ہے، جس میں خاص طور پر قیاس کی حجیت اجتہاد کی شرعی حیثیت، مقاصد شریعت وغیرہ امور کو مفصل ذکر کیا

---

(۱) ماخوذ از تقدیم خالد سیف اللہ رحمانی بحوالہ فتاوی علماء ہند: ۱/۴۶

(۲) مستفاد: فتاوی علماء ہند ۱/۵۶

ہے، امام ابوحنیفہ اور تدوین فقہ کو مبسوط اور جامع طریقہ پر یکجا کیا ہے، اور فقہ اسلامی کی فکری اور زمانی ادوار کو ذکر کیا ہے، اسی طرح افتاء کی اہمیت، مفتی کے صفات، افتاء و استفتاء کے آداب و احکام بھی مبسوط طریقہ پر ذکر کیا ہے، اس مقدمہ کی خاص بات یہ ہے کہ ہندو پاک کے علماء کی فقہی خدمات اور ہندو پاک میں شائع شدہ کتب فتاوی اور ملک کے مشہور و معروف دارالافتاء کا بھی تعارف کرایا ہے، اس طرح یہ مقدمہ فقہ اسلامی کے موضوع پر جامع اور اپنے مضامین کو حاوی ہے۔

طریقۂ ترتیب

اس کتاب کو ترتیب دینے میں اس بات کا خیال کیا گیا کہ علماء و مفتیان ہند کے مراکز و دارالافتاء میں جو فتاوی موجود ہیں اکثر قدیم دارالافتاء و مفتیان ہند کے انتخاب کا مجموعہ شائع ہو چکا ہے؛ مگر یہ متفرق طور پر اور مختلف ابواب میں بکھرے ہوئے ہیں؛ بلکہ فتاوی کے چند مجموعوں میں ایسا بھی ہے کہ ہر جلد میں تمام ابواب کے مسائل درج ہیں، جس کی وجہ سے استفادہ مشکل ہو گیا؛ اس لئے اس مجموعہ میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے :

۱۔ ہر باب اور فصل کے مسائل آسان اور سہل عناوین کے تحت جمع کر دئے جائیں تا کہ کسی شخص کو مسائل کی تلاش میں دشواری نہ ہو۔

۲۔ مسائل کی اندراج میں تکرار سے گریز کیا گیا ہے۔

۳۔ چالیس سے زائد فتاوی کے مجموعوں میں سولہ فتاوی کی کتابیں ایسی ہیں جن کے تمام ہی مسائل کو اس مجموعہ میں لے لیا گیا ہے، ان کتب فتاوی کے اسماء یہ ہیں:

فتاوی عزیزی، فتاوی رشیدیہ، تالیفات رشیدیہ، باقیات فتاوی رشیدیہ، فتاوی مظاہر العلوم، فتاوی دارالعلوم دیوبند، مجموعہ فتاوی عبدالحی، فتاوی امارت شرعیہ، امداد الفتاوی، کفایت المفتی، فتاوی شیخ الاسلام، امداد الاحکام، امداد المفتین، فتاوی محمودیہ، منتخبات نظام الفتاوی، فتاوی قاضی

اگر ان مسائل میں آپس میں کوئی تکرار ہے اور ایسا بہت کم ہے تو ایک مسئلہ کو اصل کتاب کے متن میں رکھا گیا ہے اور اگر وہی مسئلہ کسی دوسرے فتوی کی کتاب میں بھی ہے تو اسے حاشیہ میں دے دیا گیا۔

۴۔ مذکورہ بالا سولہ کتابوں کے علاوہ دیگر فتاوی کے مسائل کو بھی اسی طرح سے لیا گیا ہے کہ ان میں آپس میں تکرار نہ ہو، اگر ایک مسئلہ ایک سے زائد کتابوں میں ہے اور سوال و جواب کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں ہے تو ایک فتوی کی کتاب سے اس مسئلہ کو درج کر دیا گیا اور باقی کتب فتاوی کا حوالہ لفظ کذا کے ساتھ دے دیا گیا ہے۔ وہ فتاوی جن کے منتخب فتاوی کو اس میں شامل کیا گیا ہے، اس کے اسماء یہ ہیں:

فتاوی باقیات صالحات، فتاوی احیاء العلوم، خیر الفتاوی، فتاوی حقانیہ، احسن الفتاوی، فتاوی عثمانی، فتاوی رحیمیہ، کتاب الفتاوی، محمود الفتاوی، حبیب الفتاوی، فتاوی فرنگی محل، فتاوی ندوۃ العلماء، فتاوی بینات، فتاوی دارالافتاء والقضا، فتاوی فریدیہ، فتاوی مفتی محمود، آپ کے مسائل اور ان کا حل، مرغوب الفتاوی، فتاوی دارالعلوم زکریا، فتاوی شاکرخاں، الحیلۃ الناجزہ، آلات جدیدہ کے شرعی احکام، جواہر الفقہ، عزیز الفتاوی۔

۵۔ ہر فتوی کے سوال و جواب کو مکمل طور پر بعینہ لیا گیا ہے، اس کا اختصار نہیں کیا گیا ہے، ساتھ ہی حسب ضرورت ہر باب کے دیگر مسائل کو بھی جمع کیا گیا ہے، تاکہ ایک ہی جگہ تمام مسائل مل جائیں۔

۶۔ ہر فتوی کا حوالہ حاشیہ میں کتب فقہیہ سے درج کیا گیا ہے، ان میں اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ جو مسائل منصوص ہیں ان کے حوالوں کو کتاب اللہ وسنت رسول سے براہ راست درج کر دئے جائیں اور

جو مسائل مجتہد فیہ ہیں ان کے حوالہ جات میں صرف معتبر فقہی کتابوں کی عبارتیں درج کی گئی ہیں ،بعض فتاوی کی کتابوں کے حواشی محققین علماء نے لکھا تھا اس کتاب میں ان حواشی کو باقی رکھا گیا ہے، جیسے فتاوی دار العلوم، فتاوی محمودیہ اور فتاوی امارت شرعیہ وغیرہ۔

خصوصیات فتاوی

یہ کتاب یقیناً علماء ہند کے فتاوی کے سلسلہ میں انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، مطالعہ کے دوران اس کے کئی امتیازی پہلو سامنے آئے ہیں، جس کو ذیل میں ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ حذف مکررات کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

۲۔ مفتی بہ اقوال کو جمع کیا گیا ہے۔

۳۔ اس مجموعہ کی اردو عربی اور انگریزی نسخوں کی ترتیب بھی جاری ہے۔

۴۔ ہر عام اور خاص اس مجموعہ سے استفادہ کرسکتا ہے؛ کیونکہ اس کی ترتیب میں آسان اور سہل اردو زبان کا لحاظ کیا گیا ہے۔

۵۔ اس ایک کتاب کے مطالعہ سے اکثر کتب فتاوی کا احاطہ ہو جاتا ہے۔

(۶) جو فتاوی دیگر زبانوں میں ہے مثلا: عربی یا فارسی میں تو متن میں بعینہ استفتاء مع جواب نقل کر کے حاشیہ میں اس کا ترجمہ مع خلاصہ ذکر کر دیا گیا ہے۔

(۷) جس کتاب سے جو مسئلہ لیا گیا ہے وہ پورا متن بعینہ نقل کر کے اس کا حوالہ اس جگہ درج کر دیا گیا ہے، اگر فتاوی میں عربی عبارت بھی ہے تو متن میں ہی عربی عبارت کو ذکر کر دیا ہے، اور اس پر نمبر ڈال کر حاشیہ میں اس پر مزید تحقیق کی گئی ہے۔

(۸) بعض جگہ عنوان اور مسئلہ کی مناسبت سے حاشیہ میں اس عنوان اور مسئلہ

کے تحت مزید معلومات ذکر کی گئی ہے، جیسے باب الوضوء کے تحت حاشیہ میں وضو کے فرائض، سنن و مستحبات کو ذکر کر دیا گیا ہے۔

(۹) اس کتاب کا حاشیہ انتہائی جامع اور تحقیقی مواد سے بھرا ہوا ہے، حاشیہ میں حوالہ جات کی بھی کثرت پائی جاتی ہے۔

کتاب اہل علم کی نظر میں

اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہندو پاک کے چوٹی کے بزرگوں نے اس پر اپنے تاثرات اور قلبی اطمینان کا اظہار کیا ہے، حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

> جو فتاوی جمع کئے گئے ہیں وہ سب ہندوستان کے مستند اور معتمد مفتی حضرات کے فتاوی ہیں، امید ہے کہ انشاءاللہ یہ مجموعہ نافع ہوگا۔(۱)

مولانا رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

> خوشی کی بات ہے کہ ان سب کو اکھٹا کر کے ایک فقہی موسوعہ کے طور پر قابل حصول بنا دینے کا کام حضرت مولانا انیس الرحمٰن صاحب نے انجام دیا ہے اور اپنے علمی معاونین کے تعاون سے مختلف جلدوں پر مشتمل کتاب تیار کر دی ہے کہ کوئی بھی اردو داں اپنے کسی مطلوبہ مسئلہ کے سلسلہ میں اس مجموعہ فتاوی میں اپنی ضرورت کی وضاحت حاصل کر سکتا ہے۔(۲)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب فرماتے ہیں:

> اس کے ذریعہ ہمارے سلف کی زریں خدمات محفوظ ہو جائیں گی، اور امت کو ایسا گلدستہ ہاتھ آ جائے گا جو مختلف رنگ کے پھولوں سے مزین ہوگا، لیکن اس کا مشترک مقصد دین کی تعبیر و تشریح اور

(۱) فتاوی علماء ہند ا/ ۳۷
(۲) فتاوی علماء ہند ا/ ۴۲

ملت اسلامیہ کی رہنمائی ہوگی ۔(۱)

خلاصہ کلام

ماحصل یہ ہے کہ فتاوی علماء ہند مختلف کتب فتاوی کا مجموعہ ہے، یہ اپنی ترتیب وتبویب میں ندرت رکھتی ہے، امید ہے کہ یہ عظیم ذخیرہ خاص وعام کی نگاہوں میں مقبول اور مفید ثابت ہوگا۔

(۱) فتاوی علماء ہند ۱/۴٦

فتاوی عثمانی

مولوی شیخ ذبیح اللہ قاسمی

یہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے فتاوی کا مجموعہ ہے جو دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء سے باقاعدہ جاری کئے گئے اور دارالعلوم کراچی کے نقل فتاوی رجسٹروں میں ان کا اندراج ہے، اسی طرح ۱۳۸۷ھ و ۱۳۸۸ھ میں دارالعلوم کراچی سے ماہنامہ ''البلاغ'' جاری ہوتا تھا، اس میں لوگ مختلف مسائل کے بارے میں آپ کے پاس سوالات بھیجتے تھے اور آپ ان کے جوابات لکھتے تھے، ان میں بعض سوالات کے جوابات نہایت مدلل و مفصل ہیں اور بعض سوالات کے جوابات ضرورت کے بقدر مختصر مگر جامع ہیں، فتاوی عثمانی میں ماہنامہ البلاغ کے فتاوی بھی شامل ہیں، نیز آپ اپنے زمانہ طالب علمی میں جو فتاوی لکھتے تھے وہ ایک نوٹ کی شکل میں محفوظ تھے، مفتی صاحب کے اس نوٹ میں جو فتاوی ہیں جن پر آپ کے والد ماجد مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے دستخط اور تصدیق موجود ہیں، ان کو بھی اس مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے، اب تک فتاوی عثمانی کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں، چوتھی جلد کا کام چل رہا ہے، ان تینوں جلدوں میں فتاوی کی تعداد ۱۴۴۸ ہے، جس میں تقریبا چالیس سال کے فتاوی کو جمع کیا گیا ہے۔(۱)

صاحب فتاوی عثمانی

مفتی تقی عثمانی صاحب کی پیدائش ۱۹۴۳ میں دیوبند ضلع سہارنپور یوپی میں ہوئی،

(۱) فتاوی عثمانی ۱/۳۷، نعیمیہ دیوبند، فتاوی علماء ہند ۱/۳۰۲، ممبئی

ابتدائی تعلیم والد ماجد حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کی نگرانی میں حضرت مولانا احتشام الدین تھانویؒ کے قائم کردہ ادارہ، مدرسہ اشرفیہ میں حاصل کی، جامعہ کراچی سے وکالت میں ماسٹر اور جامعہ پنجاب سے عربی ادب میں تخصص کیا، اس کے بعد ۱۹۶۱ء میں اسی ادارے سے فقہ کی تعلیم مکمل کی، دارالعلوم کراچی سیفضیلت میں نمایاں نمبروں سے پاس کیا، آپ نے علوم حدیث کی اجازت تقریبا تمام جید علماء سے حاصل کی جن میں خود ان کے والدمحترم مفتی محمد شفیع صاحبؒ، مولانا زکریا کاندہلوی اور حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ شامل ہیں، آپ کے والد ماجد آپ کی تربیت وسلوک کے لئے بہت فکرمند تھے، اپنے والد کے حکم سے ڈاکٹر عبدالحیٔ فاروقیؒ سے تعلق قائم کیا، کچھ ہی عرصہ میں ان سے متاثر ہوکر بیعت ہوگئے، آپ کا شمار کثیر التصانیف علماء میں ہوتا ہے، فقہی میدان میں آپ کی خدمات کا ایک بڑا حصہ ہزاروں کی تعداد میں ان فتاوی کا مجموعہ ہے جو پچھلے ۴۵/ سالوں میں تحریر فرماتے رہے ہیں، اگر یہ عظیم الشان علمی، فقہی اور تحقیقی فتاوی شائع ہوجائے تو عوام وخواص دونوں کو فائدہ ہوگا۔(۱)

ترتیب کا پس منظر

حضرت مولانا زبیرحق نواز صاحب جو اس مجموعہ کے مرتب ہیں وہ لکھتے ہیں کہ انہیں چند اہم عنوانات پر مشتمل ایسے فتاوی جو مدلل ومفصل ہیں ان کی نشاندہی دارالافتاء دارالعلوم کراچی کے نئے رجسٹروں میں کی گئی، میں نے ان فتاوی کو جمع کرکے مفتی تقی عثمانی صاحب کی خدمت میں پیش کیا کہ اگر انہیں شائع کردیا جائے تو مناسب رہے گا، حضرت والا نے ان فتاوی کو دیکھ کر فرمایا: اگر سب فتاوی جمع ہوجائیں تو اچھا تھا، مرتب کا بیان ہے کہ میں نے اسی وقت یہ عزم کرلیا کہ انشاءاللہ بندہ یہ خدمت ضرور انجام دے گا، چنانچہ چار سال کے بعد مرتب ان فتاوی کے پہلے مجموعہ کو منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوگئے۔(۲)

(۱) فتاوی علماء ہند ا/۳۹۲، منظمۃ السلام ممبئی

(۲) فتاوی عثمانی ا/۱۴، نعیمیہ دیوبند

آپ کے فتاوی کے چند ادوار

اگر چہ آپ اپنی اعلی علمی صلاحیت کی بناء پر زمانہ طالب علمی میں ہی فتاوی لکھنا شروع کر دیا تھا، مگر درجۂ تخصص سے فراغت کے بعد اپنے والد ماجد کی زیرِ نگرانی با قاعدہ فتوی لکھنا شروع کیا، اس وقت سے اب تک بحمد اللہ یہ سلسلہ جاری ہے؛ مگر چوں کہ بالکل ابتداء میں دار العلوم میں فتاوی محفوظ رکھنے کا کوئی با قاعدہ اور منظّم انتظام نہیں تھا، اس لئے دار الافتاء کی بعض دیگر فتاوی کی طرح شروع کے آپ کے کچھ فتاوی بھی محفوظ نہیں رہے، مگر جو فتاوی محفوظ تھے ان سب کو شامل کر لیا گیا ہے۔(۱)

فتاوی پر اکابر کے دستخط

عوام وخواص کے نزدیک اگر چہ آپ کی رائے کو انتہائی مستند اور محقق سمجھا جاتا ہے، مگر ان میں سے کئی فتاوی پر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب،ؒ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب،ؒ حضرت مولانا سحبان محمودؒ صاحب اور حضرت مولانا رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے تصدیقی دستخط موجود ہیں، جس سے ان فتاوی کے استناد میں مزید تقویت پیدا ہوتی ہے۔(۲)

ترتیب فتاوی کا انداز

مرتب نے فتاوی کی ترتیب میں یہ انداز اپنایا ہے کہ پہلے مرحلے میں مفتی صاحب کے تمام فتاوی کو جمع کیا پھر دوسرے مرحلے میں ان تمام فتاوی کو ان کے موضوعات کے اعتبار سے الگ الگ کر کے فقہی ابواب کی ترتیب کے مطابق کیا اور جس فتوی میں صرف ایک سوال اور جواب ہے اس کو متعلقہ موضوع میں رکھا، مگر بہت سارے فتاوی ایسے ہیں کہ مستفتی نے الگ الگ موضوع سے متعلق کئی سوالات کئے ہیں، ان میں ہر سوال و جواب کا موضوع الگ ہے تو ان کو بھی موضوع سے متعلق جگہوں پر کر دیا گیا ہے، اس کے بعد جہاں فتوی میں کوئی حوالہ

(۱) فتاوی عثمانی ۱/ ۳۸، نعیمیہ دیوبند
(۲) فتاوی عثمانی ۱/ ۳۹، نعیمیہ دیوبند

موجود نہیں تھا وہاں پر حاشیہ میں اس فتوی کا حوالہ لکھ دیا ہے اور ترتیب یہ رکھی ہے کہ سب سے پہلے سوال پھر جواب اور جواب میں جہاں جہاں ضرورت تھی وہاں پر حاشیہ نمبر لگایا ہے، پھر اس فتوی کے نیچے لکیر لگا کر حاشیہ میں حوالہ اور عبارات درج کی ہیں (۱)

تحقیق وتخریج

مرتب نے اس مجموعہ کے تحقیق وتخریج میں اکثر عربی کتابوں کا سہارا لیا ہے، کہیں کہیں کتب تفاسیر اور کتب احادیث کا حوالہ بھی پیش کیا ہے، صحیح بخاری، جامع ترمذی، مشکوۃ کا حوالہ اکثر پایا جاتا ہے، نیز دیگر عربی کتب فقہ: درمختار اور بدائع الصنائع کا حوالہ بھی پایا جاتا ہے، البتہ اردو کتابوں کا نام بہت کم پایا جاتا ہے، وہ بھی اکثر مفتی تقی عثمانی ہی کے کتب کا تذکرہ ملتا ہے۔ (۲)

فتاوی میں مفتی صاحب کا طریقہ اور انداز

فتاوی عثمانی کے مطالعہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ اس میں جہاں مستفتی کی رعایت کرتے ہوئے محققانہ انداز میں جواب دیا گیا ہے اور جواب دوتین صفحوں پر مشتمل ہے تو وہیں دوتین سطروں میں بھی جواب مکمل ہو جاتا ہے، لیکن جواب نہایت آسان اور عام فہم ہے، فتاوی قرآن وحدیث کی روشنی میں دیا گیا ہے، سائل کے دلائل طلب کرنے پر محقق و مدلل فتوی دیا گیا ہے، مثلا: مروجہ موزوں پر مسح کے سلسلہ میں مدلل جواب پیش دیا گیا ہے، جو تقریبا تین صفحوں پر مشتمل ہے (۳)

تمام فتاوی کا مجموعہ نہیں ہے

اس مجموعہ کے متعلق یہ سمجھنا درست نہ ہوگا کہ یہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے تمام فتاوی ہیں، کیوں کہ اس مجموعہ کے فتاوی کے علاوہ اور بہت سے وہ فتاوی ہیں جن کو اس مجموعہ

(۱) فتاوی عثمانی ۱/۱۴۱ نعیمیہ دیوبند

(۲) فتاوی عثمانی ۳/۳۶۲، نعیمیہ دیوبند

(۳) تفصیل کے لئے دیکھئے ۱/۳۶۸

میں شامل نہیں کیا گیا ہے، وجہ اس کی یہ ہوئی ہے کہ ۱۳۸۴ھ جو آپ کے فتاوی لکھنے کے عروج کا زمانہ تھا اور آپ کے فتاوی کو دارالافتاء کے رجسٹروں میں نقل بھی کیا جاتا تھا، لیکن صورت یہ ہوتی کہ فتوی نقل کرنے والے سائل اور مستفتی کا نام تو نقل کر دیتے، لیکن فتوی کے آخر میں مجیب کا نام لکھنا چھوڑ دیتے اب فتاوی کو جمع کرنے کے وقت مفتی صاحب سے نشاندہی کا کوئی موقع نہیں تھا، کیوں کہ آپ نہایت ہی مصروف رہتے ہیں اور جن لوگوں نے ان فتاوی کو نقل کیا ان میں سے بہت سارے اس دنیا سے جا چکے تھے؛ لہذا اب ان فتاوی کو جمع کرنے کی کوئی صورت نہ تھی، اس لئے جن فتاوی میں اس طرح کی صورتحال پیش آئی ان فتاوی کو اس مجموعہ میں شامل نہیں کیا گیا (۱)

فتاوی عثمانی کی خصوصیات

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے جو فتاوی اس میں شامل ہیں، ان کو کئی اعتبار سے امتیاز اور خصوصیت حاصل ہے۔

۱۔ ان کے فتاوی کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں تحقیق واعتدال کا وصف نمایاں ہے، چوں کہ یہ دور جدید معاملات، پیچیدہ مسائل اور نئے مسائل کا دور ہے، جن میں ایسے مسائل کا بھی سامنا ہوتا ہے، جن کا صریح حکم فقہ کی قدیم کتابوں میں بھی نہیں ملتا، ایسے مسائل میں فقہی اصولوں کی روشنی میں حکم مستنبط کرنا پڑتا ہے، ایسے میں مفتی صاحب جو کہ حنفی المسلک ہیں، اعتدال ان کے ہر فتوی سے نمایاں ہوتا ہے۔ (۲)

۲۔ فتاوی عثمانی میں ہندو پاک کے ماحول اور مسائل کے علاوہ یورپ جو دن بدن جدید مسائل اور حالات سے دوچار ہے وہاں جو مسلمانوں کی آبادی ہے، ان کی طرف سے کئے گئے کئی سوالات کے جوابات کو اس مجموعہ

(۱) فتاوی عثمانی ۱/۴۱

(۲) فتاوی عثمانی ۱/۴۳

میں شامل کیا گیا ہے، خصوصا تیسری جلد میں ایسے مسائل کی کثرت ہے، مثلا: ۳/ ۱۵۵ میں ایک سوال ہے کہ استفتاء کیا گیا ہے امریکہ سے عالمی مارکیٹ میں کرنسی نوٹوں کے کاروبار کا طریقۂ کار اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ (۱)

۳۔ پہلی جلد میں نئے مسائل نسبتا کم ہیں، جب کہ بعد کی دو جلدوں میں نئے مسائل خصوصا فقہ المعاملات میں جو کہ مفتی صاحب کا خصوصی موضوع اور میدان ہے، جن کا سامنا خاص؛ بلکہ عام لوگوں کو بھی ہوتا ہے، ان کے متعلق جدید فتاوی کافی اہم ہیں۔ (۲)

۴۔ فتاوی میں حضرت والا دامت برکاتہم کے ذکر کردہ حوالہ جات بھی ہیں، جن میں کتب تفاسیر، کتب احادیث، اور دیگر عربی کتب فقہ کی عبارات کو حواشی میں ذکر کیا گیا ہے، مثلا: ۱/ ۲۳۳ پر تفسیر روح المعانی کا حوالہ دیا ہے اور ۱/ ۵۶ پر سات قراءتوں کے متعلق استفتاء میں صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہے، ان حوالوں کی حسن ترتیب اور سلیقہ مندی کی وجہ سے یہ مجموعہ عوام کے علاوہ اہل علم حضرات اور خاص کر اہل فتوی کے لئے بھی قابل استفادہ ہے۔ (۳)

۵۔ عالمی بینکوں اور سودی معاملات کے متعلق مفتی صاحب نے کافی تحقیق وتفتیش کے ساتھ ان مسائل کا حل پیش کیا ہے، نیز اسلامی بینکنگ اور اس کے فوائد ومسائل کافی اہم اور سودمند ہیں، اس سلسلہ میں مفتی صاحب کے فتاوی کافی مدلل ومفصل ہیں۔ (۴)

---

(۱) فتاوی عثمانی ۳/ ۱۵۵

(۲) فتاوی عثمانی ۳/ ۱۹۱

(۳) فتاوی عثمانی ۱/ ۴۴

(۴) فتاوی عثمانی ۳/ ۲۷۳

۶۔ بیوع کی نئی نئی صورتیں اوران کے احکام نیز معاملات جدیدہ اور شرکت ومضاربت کے اقسام اورنئی صورتوں پر مدلل ومفصل بحث، نیز یوروپ میں بیع کی جدید صورتیں آج کل جو رائج ہیں ان کے متعلق چند اہم استفتاء کے جوابات ہیں۔(۱)

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس مجموعہ کے فائدے کو عام وتام کرے اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے لئے اس کو ذخیرۂ آخرت بنائے، آمین

(۱) فتاوی عثمانی ۳/۸۱،۳/۱۹۱،۳/۱۶۳

حبیب الفتاوی

مولوی سید نصیر قاسمی

ہم مسلمان ہونے کے ناطے زندگی کے ہر شعبے میں اسلام کے مکلّف و پابند ہیں اور احکام اسلام پر عمل اسی صورت میں ممکن ہے، جب کہ احکام شرعیہ کی معرفت وواقفیت حاصل ہو، اس سلسلہ میں فقہاء کرام نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جس میں سے ایک حبیب الفتاوی بھی ہے، جس کا ذیل میں مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

کتاب کا تعارف

حبیب الفتاوی مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی مہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور اعظم گڑھ یوپی کے فتاوی کا مجموعہ ہے، جس کی اب تک چھ جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، اس کی پہلی جلد ۱۴۲۰ھ میں شائع ہوئی تھی، جس کو مفتی تنظیم عالم قاسمی نے ترتیب دیا ہے، بقیہ پانچ جلدوں کو مختلف حضرات نے ترتیب دیا ہے، حبیب الفتاوی میں تقریباً ۱۲۴۳ مسائل ذکر کئے گئے ہیں، جن کو مختلف عناوین کے تحت ابتدائی پانچ جلدوں میں شائع کیا گیا ہے، چھٹی جلد کافی تلاش وجستجو کے بعد بھی دستیاب نہ ہوسکی، جدید مسائل کی کثرت کی وجہ سے یہ کتاب کافی مقبول ہے، مرتبین حضرات نے تخریج کا کوئی خاص اہتمام تو نہیں کیا ہے، البتہ صاحب فتاوی نے عام طور پر مدلل اور باحوالہ فتوی دیا ہے، اکثر جگہوں پر عربی عبارت کے نقل کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔

صاحب فتاوی کا تعارف

مصنف کا نام مفتی حبیب اللہ قاسمی ہے، آپ کی پیدائش ا/ مارچ ۱۹۵۸ء میں ہوئی، آپ کی تعلیمی فراغت اور تکمیل افتاء مادر علمی دار العلوم دیو بند سے ہوئی ہے، تکمیل افتاء کے بعد آپ نے مزید تین سال فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی کے خدمت میں رہ کر فتاوی نویسی کی مشق کی، جب آپ کو فقہ میں ایک گونہ مہارت حاصل ہوگئی تو آپ فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی کے مشورے سے حضرت مولانا شاہ عبد الحلیم صاحب جونپوری کے پاس مدرسہ ریاض العلوم چوکیہ گورینی ضلع جونپور تشریف لے گئے اور وہاں درس وتدریس اور فتاوی نویسی کا کام انجام دینے لگے، آپ نے وہاں تقریباً ۱۳/ سال تک فتاوی نویسی کا کام انجام دیا اور آپ کے نوک قلم سے بے شمار فتاوی تحریر ہوئے، آپ کے فتاوی، فتاوی ریاض العلوم میں شائع بھی ہو گئے ہیں، اس کے بعد آپ نے ۱۹۹۴ء میں مہذب پور اعظم گڑھ میں دار العلوم مہذب پور کی بنیاد ڈالی اور پھر وہیں پر درس وتدریس اور فتاوی نویسی کا کام انجام دینے لگے، جو فتاوی آپ نے مدرسہ ریاض العلوم اور دار العلوم مہذب پور میں تحریر کئے تھے ان کو حبیب الفتاوی کے نام سے شائع کیا ہے۔

مرتبین کا تعارف

حبیب الفتاوی کی پہلی جلد ۱۴۲۰ھ میں مفتی تنظیم عالم قاسمی نے مرتب کیا ہے، جو پہلے دار العلوم مہذب پور میں استاذ تھے، اس وقت دار العلوم سبیل السلام حیدر آباد میں استاذ ہیں، تیسری جلد مفتی نجیب احمد قاسمی نے مرتب کیا ہے، جو اس وقت دار العلوم مہذب پور میں استاذ تھے، بقیہ تمام جلدیں خود مصنف اور ان کے فرزند مفتی حسیب اللہ صاحب نے مرتب کی ہیں۔

اشاعت کی تفصیل

حبیب الفتاوی کی جلد اول ۱۴۲۰ھ میں اور جلد ثانی ۱۴۲۱ھ میں اور جلد ثالث ۱۴۲۸ھ میں مکتبہ الحبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور سے شائع ہوئی ہیں، اس کے بعد

اسلامک بک سروس دہلی سے جلد رابع اور جلد خامس ۱۴۲۹ھ میں شائع ہوئی ہیں، اب مکمل جلدیں اسلامک بک سروس دہلی سے شائع ہونے لگی ہیں۔

طرزتحریر

مصنف نے تحریر فتوی میں زبان انتہائی سلیس اور عام فہم استعمال کی ہے، انداز بیان نہایت دلکش اور مؤثر ہے، مصنف نے تحریر فتاوی میں منشاء سائل کا پورا لحاظ رکھا ہے، جس کی بناء پر بعض فتاوی طویل اور بعض مختصر ہیں، مثلا ایک سائل نے دریافت کیا کہ نماز کے اندر اگر کتا اور بلی اور گدھے کا خیال آ جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور اگر حضور ﷺ کا خیال آ جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، ایسا کیوں؟ مصنف نے اس کا تسلی بخش جواب آٹھ صفحات پر دیا ہے، مصنف کے طرزتحریر کے متعلق مفتی نظام الدین صاحب کہتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے حکم سے آں عزیز کے فہم ونباہ پر بے حد مسرت ہوئی، سوال و جواب ملاحظہ کریں:

> بعض لوگ دیوبندی مکتب فکر کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے اور بعض لوگ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والوں کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے، حالاں کہ ان میں سے کسی کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے اور دیکھا گیا ہے کہ اکثر وہ لوگ جماعت کے وقت خود یا اپنے ہم نواؤں کو لے کر الگ نماز پڑھتے ہیں، ایسی صورت میں چند لوگوں کا جماعت سے الگ ہوکر الگ جماعت کرنا یا اکیلے پڑھنا درست ہے؟ ان کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ایسا کرنا قرآن وسنت کی روشنی میں کیسا ہے؟
>
> جواب: یہ تو صاحب واقعہ ہی سے پوچھنے کی بات ہے کہ وہ کیوں نہیں پڑھتے؟ جہاں تک نماز کی صحت وعدم صحت کا سوال ہے تو اگر نماز و جماعت کی صحت کے تمام شرائط موجود ہوں تو نماز کی صحت

میں کیا کلام ہے۔(۱)

جدید مسائل بیان کرنے کا اہتمام

مصنف نے اپنی کتاب میں جدید مسائل پر بھی روشنی ڈالی ہے، جیسے انٹرسٹ کی رقم غریب مسلمان کو دینا کیسا ہے؟ انٹرسٹ کی رقم رشوت میں دینے کا حکم، بجلی چوری کرنے کا حکم، انکم ٹیکس کی چوری کا حکم، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور لاؤڈ اسپیکر سے قرآن سننے کی صورت میں آیات سجدہ پر سجدہ واجب ہوگا یا نہیں؟ زندگی کا بیمہ کرانا کیسا ہے؟ کمیشن پر چندہ کرانے کا حکم اور اس سے بچنے کی تدبیر وغیرہ، ذیل میں بطور استشہاد کے ایک مثال تحریر کی جاتی ہے:

> سوال: عورت کو کسی غیر مرد یا اپنے مرد کا بیج (مادۂ منویہ) چڑھوانا درست ہے یا نہیں؟
>
> جواب: غیر مرد کا بیج (مادۂ منویہ) چڑھوانا حرام ہے اور اپنے مرد کا بیج غیر فطری طریقہ سے داخل کرنا ممنوع ہے، شریعت وانسانیت کے خلاف ہے۔(۲)

اختلافی مسائل میں ائمہ کے اقوال کی نشاندہی

مصنف نے مختلف فیہ مسائل کے ذکر کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے، اس میں اگر ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی اور کا بھی قول ہو تو اس کو بھی ذکر کرتے ہوئے راجح قول کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، جیسا کہ فضلات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ہونے نہ ہونے کے سلسلہ میں جواب تحریر فرماتے ہیں:

> اکثر حضرات محدثین طہارت ہی کے قائل ہیں، خود حضرت امام ابوحنیفہ بھی اسی کے قائل ہیں، جیسا کہ ''المواہب الدینیہ'' میں بحوالہ عینی شرح بخاری میں مذکور ہے، علامہ بیری نے بھی شرح اشباہ

---

(۱) حبیب الفتاوی ۱/۵۹

(۲) حبیب الفتاوی ۵/۳۱۷

میں اسی کی تصریح کی ہے، بعض ائمہ شافعیہ نے بھی طہارت والے
قول ہی کی تصحیح کی ہے، بقول حافظ ابن حجر عسقلانی دلائل سے
طہارت والے قول کو ہی تقویت ملتی ہے اور بقول ملا علی قاری اکثر
حضرات حنفیہ کا مختار قول یہی ہے، بہت سے حضرات ائمہ حدیث
نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات میں سے اسے شمار
کیا ہے۔(۱)

کفر کا حکم لگانے میں احتیاط

صاحب کتاب نے عقائد کے سلسلہ میں بہت ہی احتیاط سے کام لیا ہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے کفر کا حکم لگانے سے گریز کیا ہے، بعض جگہوں پر تنبیہ کرتے ہوئے آئندہ اس طرح کے جملے ادا کرنے سے سختی کے ساتھ منع کرتے ہیں، مثلا: ایک سائل نے دریافت کیا:

بعض لوگ ڈاڑھی سے نفرت کرتے ہیں اور اسے نظر حقارت سے دیکھتے
ہیں، اگر اولاد یا اعزہ میں سے کوئی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں اور
طعنہ دیتے ہیں اور کچھ لوگ شادی کے لئے ڈاڑھی صاف ہونے کی شرط
لگاتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

مصنف نے جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

کسی بھی سنت کا استخفاف اور اس کی تحقیر وتذلیل جائز نہیں، انتہائی
خطرناک ہے، ایمان کے زوال کا اندیشہ ہے؛ اس لئے ایسے لوگوں
پر لازم ہے کہ وہ توبہ واستغفار کریں اور آئندہ احتیاط کریں(۲)

دلائل کا اہتمام

مصنف نے تحریر فتاوی میں مسائل کی وضاحت کے ساتھ ساتھ فتاوی کو دلائل سے

(۱) حبیب الفتاوی ۵/۳۰۳
(۲) حبیب الفتاوی ۵/۲۵۵

بھی مزین کیا ہے، بلکہ اگر کسی مسئلہ میں کئی شق ہوتو ہر جز کی دلیل ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ مالدار طالب علم کے زکوۃ دینے کے سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں:

> اگر طالب علم نابالغ ہے تو اس کو صورت مسئولہ میں زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں، اس لئے کہ اس کا نفقہ اس کے والد پر واجب ہے: نفقة الاولاد الصغار على الاب لا يشاركه فيها احد كذا فى الجوهرة النيرة (عالمگیری ۱/ ٥٦٠) اور اگر بالغ ہوتو اس کو دینا جائز ہے، لاتجب على الاب نفقة الذكر الكبار الا ان يكون الولدعاجزا عن الكسب لزمانة او مر ض ولا يقدر على العمل لكن لا يحسن العمل فهو بمنزلة العاجز كذا فتاوى قاضى خان (عالمگیری ۱/ ۵۶۳)(۱)

مختلف کتب کے حوالے

مصنف نے حل مسائل کے لئے بہت سی فقہی کتابوں سے مدد لی ہے، جس میں سے بعض یہ ہیں: شامی، درمختار، عالمگیری، بدائع الصنائع، کنز الدقائق، فتح القدیر، البحر الرائق، تارخانیہ، مراقی الفلاح، المبسوط للسرخسی، تنویر الابصار، ملتقی الابحر وغیر، اسی طرح صاحب کتاب نے بطور دلیل کے جو احادیث نقل کی ہیں وہ بھی حدیث کی مشہور ومعتبر کتابیں ہیں، مثلا: بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ، سنن بیہقی، مسند احمد، مشکاۃ، مصنف عبدالرزاق، مصنف بن ابی شیبہ وغیرہ۔

کتاب کی مقبولیت کا سبب

کتاب کی مقبولیت کا سبب جہاں دور حاضر کے جدید مسائل کی کثرت ہے، وہیں مصنف کا سائل کو تشفی بخش جواب دینا ہے، الفاظ اتنے واضح کہ سائل فوراً سمجھ جائے اور جملوں کا

(۱) حبیب الفتاوی ۳/ ۱۶۳

ربط اس طرح کہ پچھلی عبارت اگلی عبارت کو کھینچتی چلی جاتی ہے اور بات ختم ہونے سے پہلے چھوڑنے پر طبیعت آمادہ نہیں ہوتی، مثلا: ایک سائل نے دریافت کیا:

> زید نے بینک میں کچھ رقم جمع کی، ایک سال کے بعد بینک نے اپنے ضابطہ کے مطابق اس پر سود دیا ہے، اس کو زید کہاں کہاں خرچ کرسکتا ہے؟ اس کے مصارف کیا ہیں؟

مصنف نے صاف اور واضح الفاظ استعمال کرتے ہوئے جواب تحریر فرمایا:

> بینک سے جو سود ملتا ہے اس کے تین مصارف ہیں:
> ۱۔ اگر انکم ٹیکس یا سیل ٹیکس یا ہاوس ٹیکس ہو تو اس میں دے دیا جائے۔
> ۲۔ اگر تینوں ٹیکس میں سے کوئی ٹیکس نہ ہو تو بلانیت ثواب فقراء کو دے دیا جائے۔
> ۳۔ رفاہی کاموں میں خرچ کیا جائے؛ لیکن ان تینوں مصارف میں پہلے دو مصارف متفق علیہ ہیں اور تیسرا مصرف مختلف فیہ ہے اور متفق علیہ پر عمل کرنا اولی ہوا کرتا ہے مختلف فیہ پر عمل کرنے سے۔(۱)

حبیب الفتاوی کی خصوصیات

حبیب الفتاوی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فتاوی کے ذخیرہ میں اس کی الگ ہی شان ہے۔ زبان وبیان، انداز تحریر اور دلائل واستشہاد پر نظر کرنے سے فتاوی کی افادیت بالکل واضح ہوجاتی ہے، تاہم اس کی چند خصوصیات ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

۱۔ مصنف نے بعض مسائل پر مقالہ کی صورت میں بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

۲۔ اس کتاب کے اکثر مسائل کے استشہاد میں شامی، عالمگیری، بدائع الصنائع کے حوالے مذکور ہیں۔

۳۔ مستند کتابوں کے حوالہ اور نظائر کے ساتھ ہر مسئلہ پر عام فہم اور دل نشیں

---

(۱) حبیب الفتاوی ۳/۲۳۰

اسلوب میں مفصل بحث کی گئی ہے۔

۴۔ موجودہ دور کے بیع وشراء کی تقریبا جائز وناجائز شکلوں کو وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۵۔ رویت ہلال کے مسئلہ پر بھی تشفی بخش روشنی ڈالی ہے۔

۶۔ اس کتاب کے زیادہ تر فتاوی دور حاضر کے نئے اور مغلق عنوانوں کے شرعی حل پر مشتمل ہیں۔

۷۔ حبیب الفتاوی چونکہ ایک ایک جلد کرکے شائع ہوئی ہے؛ اس لئے ترتیبِ مسائل کا انضباط صحیح طریقہ سے نہیں ہوسکا ، بلکہ ہر جلد میں کتاب الطہارت ، کتاب الصلاۃ اور کتاب الصوم وغیرہ کا عنوان مکرر ہے، جس کی وجہ سے مسائل کی تلاش میں دشواری ہوتی ہے ، اگر اس کی از سرِنو ترتیب ہو جائے اور کتاب الطہارت کے مسائل کوایک باب میں اور کتاب الصلاۃ کے مسائل کوایک باب میں کر دیا جائے تو کتاب کے حسن میں اضافہ ہوجائے گا اور استفادہ کی راہ بھی آسان ہوجائے گی۔

کتاب اہل علم کی نظر میں

کتاب کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس پر ملک کے متعدد علماء کرام اور مفتیان عظام نے اپنے آراء وتاثرات کا اظہار فرمایا ہے، چند حضرات کے آراء یہاں پر ذکر کئے جاتے ہیں، حضرت مفتی نظام الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> آنعزیز سلمہ تو ثقہ ہیں اور صاحب عقل سلیم وصاحب فہم صحیح ہیں، حبیب الفتاوی جابجا دیکھا، صحیح پایا ، جماعت اسلامی کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے حکم سے آنعزیز کے فہم وبناہ پر بے حد مسرت ہوئی ہے۔(۱)

(۱) حبیب الفتاوی ۱/۶

مفتی ظفیر الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں:

> خاکسار نے جستہ جستہ اسے دیکھا ہے، ماشاء اللہ زبان سلیس اور عام فہم ہے، مفتی صاحب موصوف نے سارے مسائل کا جواب تحقیقی طور پر لکھا ہے، تقریبا تمام جواب کا حوالہ بھی درج ہے، جس پر اعتماد ہر موافق ومخالف کے لئے آسان ہوگیا ہے۔(۱)

حضرات مفتیان کرام دار الافتاء مظاہر علوم سہارنپور تحریر فرماتے ہیں:

> فتاوی کی فہرست اور متعدد فتاوی کو بغور دیکھا، الحمد للہ درست اور قابل اطمینان پایا، بعض فتاوی طویل بھی ہوگئے ہیں، مگر اس کے باوجود رطب ویابس سے پاک ہے اور بہت سے فوائد پر مشتمل ہیں۔(۲)

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

> اس حقیر کو حبیب الفتاوی سے جستہ جستہ استفادہ کا شرف حاصل ہوا ہے، ماشاء اللہ جوابات واضح اور عام فہم ہیں اور ہر مسئلہ میں حوالہ لکھنے اور حوالہ کی عبارت درج کرنے کا اہتمام ہے، اس طرح یہ مجموعہ عوام کے لئے تو مفید ہے ہی، خواص کے لئے بھی قابل استفادہ ہے۔(۳)

خلاصہ

حبیب الفتاوی جدید مسائل کے مراجعت کے لئے بے حد مفید ہے، مصنف نے حسب ضرورت دلائل بھی نقل کرنے کا اہتمام کیا ہے، خاص طور سے بینک کے سود کے مصارف اور

---

(۱) حبیب الفتاوی ۱/۹
(۲) حبیب الفتاوی ۱/۱۳
(۳) حبیب الفتاوی ۳/۲۹

ربوا کی شکلوں کو بڑی وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے، اسی طرح انکم ٹیکس، زندگی کا بیمہ کرانا ایکسپورٹ امپورٹ کے مسائل، شیرز کے ذریعہ کمپنیوں میں سرمایہ کاری کے مسائل پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔

خیرالفتاوی

مولوی محمد جاوید قاسمی

خیرالفتاوی جو حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ، حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب، حضرت مولانا مفتی انور صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحبؒ کے فتاوی کا مجموعہ ہے اور چھ جلدوں پر مشتمل ہے، اسے جامعہ کے مفتی اور استاذ حدیث حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب نے مرتب کیا ہے، اس مجموعہ میں کل مسائل کی تعداد آٹھ ہزار پانچ سو پچاسی (۸۵۸۵) اور کل صفحات چار ہزار انیس (۴۰۱۹) ہے، جو تقریبا ۱۳۶۹ھ سے ۱۴۲۸ھ تک کے لکھے گئے فتاوی کا انتخاب ہے، یہ بھی عام کتب فتاوی کی طرح فقہی ترتیب پر ہے، احوال زمانہ اور ماحول کے زیر اثر رد بدعات اور عقائد وایمانیات پر قابل قدر فتاوی ہیں، عبادات کے علاوہ نکاح وطلاق، وقف، ہبہ، بیع وشراء اور حظر واباحت کے ابواب قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ ایمان وعقائد، قرآن اور اس کے متعلقات، حدیث اور اس کے متعلقات، بدعات، تاریخ، اہل سنت والجماعت سے اختلاف رکھنے والوں کا تعارف اور ان کے نظریات کی تردید اور کتاب السلوک وغیرہ کے ابواب کے تحت سینکڑوں مسائل اور ان کے حل آ گئے ہیں، حسب ضرورت بعض مواقع پر شرح وبسط کے ساتھ مفصل کلام کیا گیا ہے، اہل بدعت اور منکرین تقلید کے اختلافی مسائل بھی کافی بسط کے ساتھ لکھے گئے ہیں، جو اہل علم کے لئے موجب انبساط و اطمینان ہیں۔

فتاوی کا یہ مجموعہ طلباء وفضلاء بالخصوص شعبہ افتاء سے متعلق حضرات کے لئے بیش بہا نعمت ہے، اس میں پہلے کچھ خامیاں تھیں، ناقلین سے متعدد فروگذاشتیں ہوئی تھیں، کہیں سائل

کی عبارت میں کمی بیشی، کہیں عربی عبارتوں میں غلطیاں، کسی جگہ حوالے میں نقص، بعض مقامات پر صفحے ادھر ادھر ہو گئے تھے، ان سب کی زیر نظر مجموعہ میں پوری طرح اصلاح کی کوشش کی گئی ہے اور صفحات درست کر کے نمبرات صحیح طور پر ڈالے گئے ہیں، حتی الامکان اصل مصادر و ماخذ سے مراجعت کی گئی۔(۱)

خیر الفتاوی کی تصنیف کا پس منظر

خیر المدارس کے دار الافتاء میں قیام پاکستان سے اب تک جو فتاوی عارف باللہ، فقیہ عصر حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ قدس سرہ اور حضرت مولانا مفتی عبد اللہ صاحب و دیگر مفتیان خیر المدارس کے فتاوی رجسٹروں میں محفوظ تھے، اس کے متعلق متعدد اہل علم حضرات نے اشاعت وطباعت کی خواہش کی کہ یہ فتاوی کہیں پارینہ قرطاس ہی بن کر نہ رہ جائے اور سائل ومفتی تک محدود نہ رہ جائے، بلکہ منصۂ شہود پر آئے اور سینکڑوں افراد مستفید ہوسکیں؛ لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں تھا کہ بآسانی سر کر لیا جائے؛ بلکہ اس گراں قدر علمی خزانہ کو رجسٹروں اور فائلوں سے منظر عام پر لانے کے لئے کئی ہفت خواں سر کرنے پڑے ہیں، فتاوی کا انتخاب، اصل سے مراجعت، حوالوں کی تصحیح، کتابت، طباعت اور اشاعت وغیرہ متعدد مراحل سے گذرنا پڑا۔

حضرت مولانا محمد شریف صاحب قدس سرہ کے دور اہتمام میں اس کی تحریک چلی اور مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری کے دور میں تکمیل ہوئی، یہ علمی کاوش مفتی محمد انور صاحب نائب مفتی مدرسہ کی محنت شاقہ کے بعد ہدیہ ناظرین بن رہی ہے، کتاب کے شروع میں جناب مولانا محمد ازہر صاحب مدیر ماہنامہ ''الخیر'' نے خیر المدارس کے ارباب افتاء کا تذکرہ کیا ہے۔(۲)

خیر الفتاوی کی نشر واشاعت

یہ کتاب جدید کمپیوٹر کتابت کے ساتھ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان سے شائع ہوئی ہے،

---

(۱) خیر الفتاوی ۱/۱۲۶ امدادیہ پاکستان
(۲) خیر الفتاوی ۱/۱۲۴ امدادیہ

صاحب فتاوی کا مختصر تعارف

خیر الفتاوی میں زیادہ تر فتاوی حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالستار صاحب کے فتاوی ہیں، اس کے علاوہ دیگر حضرات کے بھی چند فتاوی اور بعض مفتیان کرام کے تصدیقات ہیں، ذیل میں صرف تین حضرات اصحاب فتاوی کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ جالندھری

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء کو مقام جالندھر میں ہوئی، آپ اپنے ماموں جان سے ابتدائی تعلیم حاصل فرمائی، جو فقیہ العصر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ سے بیعت تھے، بچپن کے دس سال حضرت والا نے انہی کی تربیت ونگرانی میں گذارااور قرآن پاک بھی انہی سے پڑھا، مزید تعلیم مدرسہ رشیدیہ رائے پور گجراں اور دیگر مدارس اسلامیہ میں حاصل فرمائی، درس نظامی سے فراغت کے بعد تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، ۱۹۳۱ء میں مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مشورہ واجازت سے خیر المدارس کی بنیاد ڈالی، جو ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے، بالآخر ۲۰/ شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ کو اس دار فانی سے راحت سرمدی کے لئے چل بسے انا للہ وانا الیہ راجعون۔(۱)

حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحبؒ

حضرت مفتی صاحبؒ کا آبائی وطن ڈیرہ غازی خان تھا، آپ دار العلوم دیوبند کے جید فاضل تھے اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے دست حق پرست پر بیعت تھے، قیام پاکستان سے قبل مرادآباد اور بعد میں خیر المدارس ملتان میں حسبۃ للہ بلا معاوضہ دینی تعلیم کا آغاز فرمایا، آپ نے تقریبا بتیس (۳۲) برس اس خدمت کو انجام دیا، پاؤں پر ایک پھوڑا تھا جو ذیابیطس کی وجہ سے شدت اختیار کر گیا اور پوری ٹانگ پر غالب آ گیا اور اسی مرض میں تہتر (۷۳) برس کی عمر میں ۳/ جمادی الاولی ۱۴۰۵ شب جمعہ کو تہجد کے وقت خدا کے حضور

(۱) خیر الفتاوی ۱/۳۲ مکتبہ امدادیہ پاکستان

پہنچ گئے۔(۱)

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب

آپ کی ابتدائی تعلیم ۱۹۴۷ء میں مدرسہ اشاعت العلوم جامع مسجد فیصل آباد میں ہوئی، وہیں ابتدائی کتابیں پڑھیں، اوراشرف العلوم ٹنڈوالہ سندھ سے دورہ حدیث شریف کیا، ۱۳۷۰ھ میں خیرالمدارس میں تکمیل کی، خیرالمدارس میں بتدریج دورہ حدیث شریف تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے، سینتس (۳۷) برس خدمت افتاء سے وابستہ رہے۔(۲)

مرتب فتاوی کے مختصر حالات

آپ کا نام محمد انور ہے، آپ کا آبائی وطن قصبہ پیراسکندری ہے، ابتدائی کتابیں والد محترم حضرت مولانا علی احمد صاحب سکندری سے پڑھیں، ۱۳۹۰ء میں حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ کی خدمت میں رہ کر دورہ حدیث شریف کی تکمیل جامعہ خیرالمدارس سے کی، ۱۳۹۵ء میں مہتمم ثانی حضرت مولانا شریف صاحب نے نیابت افتاء اور تدریس کے لئے طلب فرمایا، آپ ہی نے خیرالفتاوی کو مرتب کیا ہے۔

مقدمہ کا تعارف

کتاب کے شروع میں جناب مولانا عبدالستار صاحب نے تیس صفحات پر مشتمل ایک وقیع مقدمہ تحریر کیا ہے، جس میں انہوں نے اسلام کے عمومی مزاج، مذاہب اربعہ کی تقلید، اجتہاد، مفتی اورخوف خدا، تاریخ افتاء، امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہی بصیرت اوران کے قرآن وحدیث سے مستنبط مسائل کی تعداد، جیسے اہم موضوعات پر تفصیل سے کلام کیا ہے، یہ مقدمہ عام کتب فتاوی پر لکھے گئے مقدمہ سے مختلف ہے، اس کے علاوہ مرتب نے ''فتوی کے مراکز کا مثالی کردار'' کے عنوان سے ملک وبیرون درالافتاء کے کردار اور خدمات پر بڑی عمدہ روشنی ڈالی ہے۔

---

(۱) خیرالفتاوی ۱/۱۳۲ امدادیہ

(۲) خیرالفتاوی ۱/۱۳۴ امدادیہ پاکستان

دلائل کا اہتمام

اس مجموعہ میں صرف حکم کے بیان کرنے پر اکتفاء نہیں کیا گیا ہے، بلکہ دلائل کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا ہے، اور دلائل میں ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے، پہلے قرآن پاک سے استدلال کیا گیا ہے، ثانیا حدیث کو پیش کیا گیا ہے۔

تین طلاق کا مسئلہ

پانچویں جلد میں طلاق کے مسئلہ کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے، جس میں تین طلاق سے متعلق قرآن وحدیث، آثار صحابہ اور اجماع کو ذکر کرنے کے بعد سعودی علماء کرام کی سپریم کونسل کا فیصلہ بھی موجود ہے، جس میں اس کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ حکومت سعودیہ نے ایک شاہی فرمان کے ذریعہ علماء حرمین اور ملک کے دوسرے نامور علماء کرام پر مشتمل ایک تحقیقاتی مجلس قائم کی، جس کا فیصلہ تمام ملکی عدالتوں میں نافذ ہے، بلکہ خود بادشاہ بھی اس کا پابند ہے، اس مجلس نے بھی قرآن وحدیث اور تفسیر کی سینتالیس کتابوں کے حوالے سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک لفظ سے دی گئی تین طلاقیں بھی تین ہی ہیں، غرض یہ کہ تین طلاق کے مسئلے کو انتہائی جامع اور محققانہ انداز میں ذکر کیا ہے جو اس موضوع کے تمام پہلو کو حاوی ہے، تقریبا تین سو صفحات پر مشتمل اس موضوع پر تین رسالہ ہے۔

نئے مسائل کا احاطہ

اس مجموعہ میں نئے مسائل کا بھی ذکر ملتا ہے، چند نئے عناوین ذکر کئے جاتے ہیں جس سے کتاب کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ ٹیپ سے نشر شدہ خطبہ کا حکم

۲۔ جنازہ کو سلامی دینا

۳۔ جانور کے مشابہ بچہ پیدا ہوا تو اس کا حکم

۴۔ آنکھیں دینے کی وصیت کرنے کا حکم

۵۔جن ٹوتھ پیسٹ میں خنزیر کا کوئی جز شامل ہو ان کا حکم اور اس طرح کے کئی دیگر مسائل کا ذکر اس مجموعہ میں ہے۔

خیر الفتاوی کی خصوصیات

خیر الفتاوی کو اردو فتاوی میں ایک اہم مقام حاصل ہے جس کی چند خصوصیات یہ ہیں:

۱۔ اس مجموعہ میں اہل بدعت اور منکرین تقلید کے اختلافی مسائل کو کافی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

۲۔ شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد کی پرزور تردید ہے۔

۳۔ اکثر وبیشتر درمختار اور شامی کا حوالہ ہے۔

۴۔ حکومت کی طرف سے آئے ہوئے انتالیس (۳۹) سوالوں پر مشتمل ایک استفتاء کا جواب نہایت وقیع علمی وتحقیقی ہے جس میں مرکزی وزارت مالیات پاکستان کی طرف سے زکوۃ وعشرہ سے متعلق سوال و جواب دیا گیا ہے۔

۵۔اردو زبان کے علاوہ فارسی اور عربی زبان میں بھی فتاوی ہیں۔

۶۔جس فتاوی کا تعلق کسی متعین شخص سے ہے خواہ وہ تکفیر کا ہو یا تفسیق کا حتی الوسع ایسے فتوی کے جواب دینے میں بہت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔

۷۔اہم استفتاءات کے جواب میں پوری افتاء کمیٹی کے دستخط ثبت ہیں۔

کتاب کے ماخذ ومراجع

مرتب فتاویؒ نے اس کتاب کی تحقیق وتخریج میں بے شمار کتب: قرآن وحدیث اور فقہ وفتاوی سے مدد لی ہے، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: قرآن پاک، تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر، تفسیر کشاف، روح المعانی، بیضاوی شریف، تفسیر خازن، بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، ابن ماجہ، نسائی شریف، مشکوۃ شریف، شامی، عالمگیری،

درمختار، البحر الرائق، فتح القدیر، مراقی الفلاح، ہدایہ، خانیہ، طحطاوی، قاضی خاں، فتح الملہم، عمدۃ القاری، طحاوی شریف، مسامرہ، عقیدۃ الطحاوی، حاشیہ خیالی برشرح عقائد، جوہرہ وغیرہ۔

خلاصہ کلام

خلاصہ یہ کہ یہ مجموعۂ فتاوی بہت ہی مفید اور پرمغز ہے، یہ فقہ وفتاوی کے باب میں گوہر نایاب ہے، جس میں نہ صرف قرآن وحدیث سے استدلال کیا گیا ہے؛ بلکہ عقلی دلائل کا بھی کثرت سے ذکر ہے، الغرض یہ مجموعہ فقہ حنفی ومسلک اہل سنت والجماعت کا ترجمان ہونے کے ساتھ ساتھ مسائل کی اصل حقیقت تک پہونچنے میں بہت معاون ہے اور معرکۃ الآراء مسائل میں محاکمہ کے ذریعہ صحیح جہت کی تعیین کرنے میں ایک مفید کتاب ہے۔
اللہ تعالی اس کتاب سے استفادہ کو عام وتام فرمائے آمین۔

نجم الفتاوی

مولوی سید مشتاق جنید مظاہری

اس کتاب میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نجم الحسن صاحب امروہوی دامت برکاتہم کے منتخب فتاوی کو جمع کیا گیا ہے، جمع وترتیب کا کام مفتی وقار احمد صاحب (استاذ جامعہ دار العلوم یاسین القرآن کراچی پاکستان) نے کیا ہے، فتاوی کا یہ مجموعہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں جامعہ دار العلوم یاسین القرآن سے شائع ہوا ہے، جو تین جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد میں ایمانیات سے متعلق ۴۹۹ فتاوی کو جمع کیا گیا ہے، دوسری جلد میں طہارت اور نماز سے متعلق ۴۶۷ فتاوی کو اکھٹا کیا گیا ہے، اور تیسری جلد میں زکوۃ، روزہ اور حج سے متعلق ۵۵۰ مسائل درج کئے گئے ہیں۔ تینوں جلدوں کے فتاوی کی مجموعی تعداد ۱۵۱۶ ہے۔

صاحب فتاوی کا تعارف

آپ کا نام نجم الحسن ہے، آپ امروہہ کے رہنے والے ہیں، چوبیس سال سے دار العلوم یاسین القرآن میں اہتمام اور نظامت کے ساتھ دار الافتاء کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ کو فقہ وفتاوی میں ایک خاص مقام حاصل ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی اور امام الحدیث حضرت مولانا عبد الرشید صاحب نعمانی رحمہم اللہ کی کئی سالہ صحبت نے آپ کی ذات وصفات میں چار چاند لگا دئے ہیں۔

مرتب فتاوی

اس کتاب کی پہلی اشاعت جو صرف ایک جلد ''کتاب العقائد'' کے نام سے ہوئی

تھی، اس کی تخریج اور عربی عبارت کی طرف مراجعت کا کام مفتی غلام مصطفیٰ صاحب، استاذ جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن اور مفتی الیاس مدظلہ العالی نے کیا تھا، پھر جب دوسری مرتبہ اس کتاب کی اشاعت ہوئی تو اس کی تخریج اور حوالہ جات کی مراجعت مفتی وقار احمد صاحب استاذ جامعہ یاسین القرآن نے کی ہے۔

مقدمہ کا تعارف

اس کتاب کا مقدمہ مفتی نجم الحسن صاحب نے تحریر کیا ہے، جس میں بہت سی اہم باتوں کا حضرت مفتی صاحب نے احاطہ کیا ہے، جیسے فقہ کی اہمیت وفضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں، فقہ اسلامی کی تدوین، ائمہ اربعہ کا تعارف، مذاہب اربعہ ہی کا دنیا میں رائج ہونا، اور ہر مسلمان پر ان میں سے کسی ایک کی تقلید کا وجوب، امام اعظم ابوحنیفہ کے حالات، فقہ حنفی کے امتیازات وخصوصیات وغیرہ عنوانات پر تفصیلی کلام کیا ہے، اس کے بعد حضرت مفتی صاحب نے منصب افتاء کی اہمیت بیان کی ہے کہ یہ نیابت رسول ہے، اس میں نہایت احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے، اور پھر سب سے آخر میں اپنے دارالافتاء کا تعارف پیش کیا ہے۔

کتاب کی اشاعت

۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰۰۵ء میں اس کتاب کی پہلی جلد کو ''کتاب العقائد'' کے نام سے شائع کیا گیا تھا، اس وجہ سے کہ اس جلد کے تمام مسائل ایمانیات اور عقائد سے متعلق تھے، پھر اس کی مکمل تحقیق اور تخریج کی گئی تھی، جس کی وجہ سے اس کتاب نے قرب وجوار کے علماء وطلباء کے حلقے میں خوب شہرت پائی، لیکن بعض وجوہات کی بناء پر یہ کام ایک مدت تک معطل رہا، پھر ۲۰۰۷ء کے اواخر میں یہ کام مفتی وقار احمد صاحب کے سپرد کیا گیا، انہوں نے حضرت مفتی نجم الحسن صاحب کے دئے گئے تمام فتاوی ومسائل کو یکجا کیا، ان کی تخریج کی اور ان کو فقہی ابواب کے مطابق مرتب کیا، اور اس پورے کام کو بخوبی انجام دے کر اختتام تک پہونچایا۔

مقادیر شرعیہ کی تحقیق

اس کتاب میں درہم کی مقدار کے متعلق اچھی تحقیق، صاع کی تحقیق ہے، یہاں درہم

کی مقدار سے متعلق ایک سوال و جواب ملاحظہ کریں، جس سے اوزان کے سلسلے میں مصنف کی تحقیق کا اندازہ ہوگا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری کتابوں میں نصاب زکوۃ چاندی ۲۰۰/ درہم لکھے ہوئے ہیں، آج کل دراہم تو موجود نہیں ہیں، بلکہ گرام اور رتی ماشے ہیں، تو موجودہ پیمانوں کے لحاظ سے ایک درہم کتنے گرام کتنے ماشے اور کتنی رتی کا ہوگا؟ جلد جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب حامداومصلیا: ایک قیراط ۵/ جو کے برابر ہوتا ہے، اور ایک درہم ۷۰/ جو کے برابر ہوتا ہے، اور ایک جو تین چاول کے برابر ہوتا ہے، اب رتیوں کے حساب سے ایک قیراط ۸ء۱ رتی کے برابر ہے، تو ایک درہم ۱۴/ قیراط × ۸ء۱ رتی = ۲ء۲۵ رتی کے برابر ہوا، اسی طرح ایک ماشہ ۸/ رتی کے برابر ہوتا ہے، اور ایک تولہ ۱۲/ ماشہ کے برابر ہوتا ہے؛ لہذا اس حساب سے ایک درہم ۲ء۲۵ رتی ÷ ۱۵ء ۳ ماشہ کے برابر ہوگا۔

رہا گرام کا مسئلہ تو ایک قیراط ۷ء۲۱۸ ملی گرام کے برابر ہوگا؛ لہذا ایک درہم میں ۷ء۲۱۸ ملی گرام × ۱۴ قیراط = ۸ء۳۰۶۱ ملی گرام ہوئے، اور ایک گرام ۱۰۰۰ ملی گرام ہوتے ہیں، تو اس طرح ایک درہم میں ۸ء۳۰۶۱ ملی گرام ÷ ۱۰۰۰ ملی گرام = ۳ء۰۶۱۸ گرام ہوئے، اب چونکہ چاندی کا نصاب ۲۰۰ دراہم ہیں؛ لہذا مذکورہ حساب سے چاندی کا نصاب ۳ء۰۶۱۸ گرام × ۲۰۰ دراہم = ۳۶ء ۶۱۲ گرام ہوا، اور تولہ کی تفصیل یہ ہے کہ تمام دراہم سے رتیاں بنائی جائیں، اس طرح ایک درہم ۲ء۲۵ رتی × ۲۰۰ دراہم = ۵۰۴۰ رتی

ہوئے ، پھر ان رتیوں سے ماشے بنائے جائیں ،اس طرح کہ
۵۰۴۰ رتی ÷ ۸رتی = ۶۳۰ ماشہ ہوئے ، پھران ماشوں سے تولہ بنایا
جائے ،اس طرح ۶۳۰ ÷۱۲ماشہ = ۵ء۵۲تولہ ہوئے اب چوں کہ
۲۰۰ دراہم برابر ہیں ۵ء۵۲تولہ کے اور برابر ہیں ۳۶ء۶۱۲ گرام
کے ؛لہذاایک تولہ ۳۶ء۶۱۲ گرام÷ ۵ء۵۲تولہ = ۶۶۴ء۱۱گرام
ہوا۔(۱)

فرق،مکوک،مرکن،صاع اور مد کی تحقیق

کتاب کی دوسری جلد میں کتاب الوضوء والغسل کے ضمن میں فرق جس سے آپ ﷺ غسل کیا کرتے تھے ،اس کی تعیین موجودہ اوزان کے اعتبار سے کیا ہے ،اسی طرح احادیث کی کتابوں میں جومکوک ، الباع کالفظ آتا ہے ،نیزگرام اورتولہ کے اعتبار سے مد کاوزن،اسی طرح مرکن جو غسل کرنے کا ایک برتن ہے،جس سے حضورﷺ غسل کیا کرتے تھے ،ان پیمانوں کی تحقیق انتہائی محققانہ انداز میں موجودہ اوزان کے اعتبار سے کیا ہے، جو مطالعہ کے لئے اوران پیمانوں کوسمجھنے کے لئے انتہائی مفید ہے۔

کتاب الایمان والعقائد

حضرت مفتی صاحب کے فتاوی میں ایمانیات اورعقائد پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے،اور پہلی جلد کے پورے پانچ سوفتاوی اسی ایمانیات کےاردگرد بیان کئے گئے ہیں، جیسے ایمان کے مخلوق اورغیرمخلوق ہونے کی بحث کوحضرت مفتی صاحب نے مختصرلیکن جامع انداز میں بیان کیا ہے، اورساتھ ساتھ دلائل سے فتوی کومزین کیا ہے، اسی طرح ایک اوراہم سوال عقائد کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ عذاب قبر جسد مع الروح پر ہے یاصرف روح پر؟ ذیل میں اس تعلق سے ایک سوال اوراس کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیافرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ
میرے ایک عزیز ملازمت کے سلسلہ میں ملک سے باہر رہے،اب

(۱)نجم الفتاوی ۳/ ۱۸۷

ریٹائرمنٹ کے بعد واپس لوٹے ہیں، تو بعض باتوں میں ان کا ہم سے اختلاف پایا جاتا ہے، ایک مسئلہ یہ ہے کہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے، جسد مع الروح پر نہیں مانتے، کیا وہ اس عقیدہ کے باوجود اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟ نیز کبھی کبھی امام صاحب کی غیر موجودگی میں امامت بھی کرتے ہیں، کیا ایسے شخص کا امام بننا صحیح ہے؟

الجواب حامدا ومصلیا: اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر جسد مع الروح کو ہوتا ہے، ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں، اور یہ عقیدہ کہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے، معتزلہ کا عقیدہ ہے، لہذا یہ شخص اہل السنّت والجماعت سے خارج ہے، بدعتی اور گمراہ ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا بھی صحیح نہیں ہے۔(۱)

اسی طرح اس عقائد کی بحث میں ایک اور اہم مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ دوسرے شخص کو دئے گئے اعضاء مثلا: آنکھ، گردہ وغیرہ کو عذاب ہوگا یا نہیں، اس کے تحت بھی حضرت مفتی صاحب نے بہت تفصیلی اور مدلل بحث کی ہے، اس کے علاوہ تمام ہی مسائل میں حضرت مفتی صاحب نے اہل السنّت والجماعت کی بھرپور ترجمانی کی ہے۔

کتاب کی کچھ خصوصیات

یہ کتاب فقہ وفتاوی کے باب میں ایک گراں قدر سرمایہ کا اضافہ ہے، ذیل میں کتاب کی چند خصوصیات مختصر طور پر پیش کی جاتی ہے:

۱۔حتی الامکان مکررات کو حذف کیا گیا ہے، البتہ جہاں کسی مسئلہ میں کوئی نئی بات نظر آئی ہے تو اس فائدہ کے پیش نظر اس مسئلہ کو باقی رکھا گیا ہے۔ جیسے علامات قیامت کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب یوں ہے:

---

(۱) نجم الفتاوی ۱/۴۲۶

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے ہر عام وخاص شخص کی زبان پر یہ الفاظ آتے ہیں کہ قیامت بہت قریب ہے، اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اور کیا قیامت کی نشانیاں پوری ہوگئی ہیں؟

الجواب حامدا ومصلیا: قیامت کی علامات تین قسم پر ہیں: اول بالکل ابتدائی، جیسے انبیاء کرامؑ کا سلسلہ ختم کرتے ہوئے ختم الرسول ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا قیامت کے قریب آجانے کی علامت ہے، دوم: وہ علامات جو درمیانی درجہ کی ہیں، جیسے جہالت کا غلبہ، علم کا اٹھ جانا، قتل کا زیادہ ہونا، امانت کو غنیمت سمجھنا، عہدہ کو غیر اہل کے سپرد کرنا، اور زکوۃ کو تاوان سمجھنا وغیرہ۔ سوم: وہ علامات جو بالکل قرب قیامت کے وقت ظاہر ہوں گی، جیسے خروجِ دجال ویاجوج ماجوج، نزولِ عیسیٰؑ، اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اب ان علامات میں پہلی دو قسم کی علامات کافی حد تک پوری ہوچکی ہیں، صرف تیسری قسم کی علامات باقی ہیں۔(۱)

یہ ایک سوال تھا علامات قیامت سے متعلق اور ٹھیک اسی طرح کا ایک اور سوال ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ مکرر ہونے کی وجہ سے اس کو حذف کر دیتے؛ لیکن اس میں سوال کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔(۲)

لہذا اسی تفصیل کے پیش نظر اس سوال کو باقی رکھا گیا ہے۔

۲۔ جواب دینے میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ جواب کے ہر جزئیہ کا عربی حوالہ دیا جائے اس تعلق سے ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ کیجئے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے

(۱) نجم الفتاوی ۱/۴۲۴

(۲) نجم الفتاوی ۱/۴۲۲

بارے میں کہ اگر کوئی شخص آپ ﷺ کو اور سابقہ انبیاءؑ اور شیخین کو گالی دے اور قرآنی آیات کی تاویل کرے، اور زکوۃ کو ٹیکس قرار دے اور دوسرے شخص کے جھوٹ پر داد دیتے ہوئے بارك الله فی كذبك کہے، تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ کی پہلی صورت میں جب کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ اور سابقہ انبیاءؑ اور شیخین پر سب وشتم کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

دوسری صورت میں اگر وہ شخص ایسی تاویل کرتا ہے جو قرآن وحدیث کے نصوص کے خلاف ہے، تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا، اور ایسی تاویل نہیں کرتا تو وہ شخص ضال ومضل اور گمراہ ہوگا۔

تیسری صورت میں زکوۃ کو تاوان یا ٹیکس تصور کرنا یہ قیامت کی علامت میں سے ہے، جو مسلمانوں کی انتہائی پستی پر دلالت کرتی ہے،

چوتھی صورت میں جب کہ یہ شخص جھوٹ پر برکت کی دعا دے، تو یہ معصیت کا استحلال ہے، (گناہ کو حلال سمجھنا) یا وہ نصوص جن میں جھوٹ پر لعنت وارد ہوئی ہے، ان کا مذاق اور استہزاء کرتا ہے، اور یہ دونوں چیزیں موجب کفر ہیں۔

یہ تو ہوئے سوال کے جوابات جو الگ الگ بیان کئے گئے، اب دسلائل بھی ہر ایک کے علحدہ ذکر کئے گئے ہیں۔

لما فی قوله تعالی فنجعل لعنة الله علی الکاذبین (آل عمران: ٦١) وفی جامع التر مذی (٢ / ٤٤) عن علی بن ابی طالب قال قال رسول الله ﷺ اذا

فعلت امتی خمس عشرة خصلة حل بها البلاء قيل
ماهی يارسول قال اذا كان المغنم دولا والأمانة مغنما
و الزكوة مغرما ...... الى اخر الحديث وفى الشرح
الفقه الاكبر (ص: ١٥٢) استحلال المعصية صغيرة
اوكبيرة اذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية وكذا
الاستهانة بها كفر وفى الهنديه ٢ / ٢٦٤ الر افضى
اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما والعيا ذ بالله فهو
كافر وفى رد المحتار ٤ / ٢٣٥اذا شتم احد من
امبياء او الملئكة كفر ، فان تاب فبها والا قتل

یہاں سوال میں چار جزئیات ہیں، جس میں سے ہر ایک کا علاحدہ جواب دیا گیا ہے اور ہر جزئیہ کی دلیل بھی علاحدہ ذکر کی گئی ہے۔

۳۔ ہر مسئلہ کے لئے فقہاء کرام کی عبارات سے صریح جزئیہ لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴۔ حضرت مفتی صاحب کے بعض فتاوی ایسے بھی ہیں کہ ان میں بہت تفصیلی بحث کی گئی ہے اوران کو ایک کتابی شکل دی گئی ہے، جیسے کہ ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کی حرمت پر مفصل ومدلل فتوی جو دسیوں دارالافتاء کی تصدیق کے بعد شائع کیا گیا ہے۔

۵۔ اکابرین علماء دیوبند کے فتاوی میں پائے جانے والے بعض ظاہری تعارض پر اعتراض ،علامہ شامی کی بعض عبارات پر ہونے والے اشکالات کے جوابات بھی اس کتاب کی اہم خصوصیت میں سے ہے۔

۶۔ نزاعی اور تحقیقی مسائل میں ایک مسئلہ کے دو یا دو سے زیادہ کتب سے حوالے تحریر کئے گئے ہیں ، جس کی وجہ سے بعض مقامات پر عربی عبارت کچھ طویل

ہوگئی ہے۔

خلاصہ کلام

نجم الفتاوی اردو فتاوی میں اپنی انفرادیت کی حامل ہے، دلائل اور عربی عبارتوں کی کثرت کی وجہ سے یہ کتاب عوام سے زیادہ اہل علم کے لئے مفید ہے، اس کی تین جلدوں میں کتاب الحج تک کے مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے، اس میں سے پہلی جلد صرف ایمان وعقائد پر مشتمل ہے، اگر اس کی تمام جلدیں منظر عام پر آجائیں تو اہل علم کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہوگا، اللہ تعالی ارباب جامعہ یاسین القرآن کو اس اہم کام کی طرف توجہ دینے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

فتاوی رشیدیہ

مولوی ولید احمد قاسمی

فتاوی رشیدیہ اردو فتاوی میں انتہائی اہم اور مستند فتاوی پر مشتمل ہے، اس کے مضامین اور مندرجات شروع ہی سے اہل فتاوی کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ یہ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے قلم فیض رقم کے علمی، تحقیقی اور فقہی مسائل وفتاوی کا گراں قدر مجموعہ ہے، جو آپ علیہ الرحمہ نے اپنے چالیس پینتالیس سالہ زمانۂ تحریر فتاوی میں خصوصا دارالعلوم دیوبند کے سرپرست ہونے کی حیثیت سے دارالعلوم دیوبند میں آنے والے استفتاءات کے جوابات تحریر کئے ہیں، یہ مجموعہ کل ۶۳۷/صفحات پر مشتمل ہے، جس میں ۱۰۲۶ فتاوی اور ۱۳۰ ملفوظات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ (۱) میرے سامنے زکریا بکڈپو دیوبند کا نسخہ ہے، اسی کو سامنے رکھ کر ذیل میں تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

صاحب فتاوی

آپ علیہ الرحمہ کا نام رشید احمد بن مولانا ہدایت احمد بن قاضی پیر بخش ہے، ۶/ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ کو آبائی مکان محلّہ سرائے قصبہ گنگوہ، ضلع سہارن پور میں پیدا ہوئے اور قصبہ گنگوہ کی طرف منسوب ہوکر گنگوہی کہلائے۔

حضرت مولانا کی ذات گرامی سے علمی فیضان کے جو چشمے جاری ہوئے ان میں حدیث نبوی کے بعد سب سے بڑا اور اہم ترین عنوان فقہ وشریعت ہے اس عہد میں آپ کی

(۱) فتاوی علماء ہند ا/۲۹۲ ڈیجیٹل لائبریری

نمایاں خصوصیت فقہ سے عدیم النظر واقفیت، اس کے اسرار و مقاصد کی گرہ کشائی، مسائل فقہ کی غیر معمولی تحقیق، جو مسائل حدیث سے ثابت ہیں ان کے دلائل پر پوری نظر اور جو حدیث کے خلاف ہیں ان کی واضح نشان دہی، فقہ ائمہ اربعہ کے مآخذ و منابع کی گہری بصیرت اور ان کی قوت و کمزوری کا مبصرانہ علم ہے، اور سب سے بڑی بات جو حضرت مولانا کو اس دور اور بعد کے تمام اہل فقہ سے ممتاز کرتے ہوئے اکابر فقہاء اور متقدمین کی صف میں شامل کرتی ہے وہ فقہائے احناف کے دلائل سے گہری واقفیت ہے(۱)

حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ آپ کو ابوحنیفۂ عصر کہا کرتے تھے، حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ اگر چہ علامہ شامیؒ کے تبحر علمی کو بے حد سراہتے تھے؛ لیکن آپ نے فقیہ النفس کا موزوں ترین خطاب حضرت گنگوہی کو ہی مرحمت فرمایا۔

۹/ جمادی الثانیہ ۱۳۲۳ھ کو بروز جمعہ بعد اذان یعنی ساڑھے بارہ بجے آپ داعی اجل کو لبیک کہہ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

ائمہ اربعہ کا احترام

آپ علیہ الرحمہ اگر چہ حنفی المذہب تھے، مگر جس مسئلہ میں صحابہ و مجتہدین کا اختلاف پاتے اور اس میں سے جس جانب کو اپنی تحقیق سے یا کسی اہل حق مجتہد کی تقلید سے راجح سمجھتے اس پر عمل کرتے اور دوسری جانب پر کوئی طعن نہ کرتے، اور عند الضرورت اس پر بھی عمل کر لیتے، جیسا کہ حضرت کی ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے:

> بندۂ عاجز کہ حنفی المذہب ہے، کسی اہل مذہب پر طعن نہیں کرتا اور نہ اپنے مذہب کی خواہ مخواہ ترجیح کے درپے ہوتا ہے، مگر عند الضرورت جہاں کچھ رفع فساد یا اصلاح متصور ہوتی ہے تو اس مسئلہ میں کچھ لکھ دیتا ہے، اس لئے کہ مذاہب سب حق ہیں، سب مذاہب

---

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ ص: ۸۰

کوحق جانے، کسی پر طعن نہ کرے، سب کو اپنا امام جانے (۱)

مرتب فتاوی

آپ کا نام عزیز الدین ہے، شہر مرادآباد کے رہنے والے ہیں، آپ کا صحیح سن ولادت ووفات معلوم نہیں، بعض حضرات نے آپ کا سن ولادت ۱۲۹۵ھ بیان کیا ہے جو قیاسی ہے۔ شہر مرادآباد کے مشہور مدارس شاہی اور امدادیہ میں تکمیل حفظ کے بعد انہیں مدارس میں عربی، فارسی کی درسیات پڑھیں، اساتذہ میں گل محمد خاں پشاوری مشہور عالم تھے، آپ کی زندگی کا اصل کارنامہ وہ علمی خدمات وتصانیف ہیں جن کی وجہ سے آپ کا نام زندہ ہے اور زندہ رہے گا، ویسے تو آپ کی تصانیف بکثرت ہیں؛ مگر آپ کی تصانیف میں سے بشمول فتاوی رشیدیہ کے صرف تین کتابیں چھپی ہیں، بقیہ دو کتابیں اکمل البیان اور مطرق الحدید علی صاحب التحقیق الجدید بھی شہرۂ آفاق ہیں۔ (۲)

مرتب فتاوی کا فقہی مسلک

مرتب فتاوی کو عموما اہل حدیث میں سے شمار کیا جاتا ہے، اور شاید اسی وجہ سے ہمارے علماء ان کی اس بڑی دینی خدمات (ترتیب فتاوی رشیدیہ اور اکمل البیان وغیرہ) کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، مولانا عزیز الدین صاحب حضرت گنگوہیؒ کی حیات تک تو برملا غیر مقلد نہیں تھے، اگر چہ آپ میں تحقیق کا مزاج اور عمل بالحدیث کا خاص ذوق تھا؛ مگر ظاہر ہے کہ یہ فکر و مزاج نہ عیب ہے نہ تقلید کے منافی۔ (۳)

نسخے وطباعت

حضرت مولانا کے مجموعۂ فتاوی کی طباعت کا غالبا سب سے پہلے حضرت مولانا محمد یحیی صاحب کاندھلوی نے ارادہ کیا تھا، اور فتاوی کا ایک مجموعہ فراہم اور مرتب بھی کر لیا تھا،

---

(۱) فتاوی رشیدیہ ۴/ مکتبہ محمودیہ سہارن پور
(۲) باقیات فتاوی رشیدیہ ص: ۱۳
(۳) باقیات فتاوی رشیدیہ ص: ۱۳۶

اوراس کی اشاعت کا اعلان بھی کر دیا تھا، مگر اعلان کے باوجود اس کی طباعت کا موقع نہیں آیا اور وہ نسخہ مفقود و بے نشان ہو گیا(۱)

مولانا عزیزالدین صاحب کا نسخہ

مولانا محمد یحیی صاحب کے مرتبہ نسخے کے بعد جو نسخہ سب سے پہلے شائع ہوا وہ مولانا عزیز الدین صاحب کا مرتبہ نسخہ ہے، جس کی ترتیب کا عمل حضرت مولانا گنگوہی کی حیات ہی میں شروع ہو گیا تھا البتہ پہلے حصے کی طباعت حضرت مولانا کی وفات کے تقریباً پانچ مہینے بعد ہوئی، پہلے حصے کی طباعت کے بعد جلد ہی حصہ دوم بھی شائع ہو گیا تھا، پھر تیسرے حصے کی طباعت ہوئی، مگر اس مجموعہ فتاوی کی تالیف میں حضرت مولانا عزیز الدین صاحب نے نہ تو کسی طرح کی ترتیب کا کوئی اہتمام کیا تھا اور نہ اس میں درج فتاوی پر عنوان لگایا تھا، مگر ایک عمدہ کام یہ کیا تھا کہ سوال کرنے والوں کے نام اور مقام نیز سوال و جواب کے سن اور تاریخ کی وضاحت کر دی تھی، جس سے ان مسائل کی بعض اندرونی گرہیں کھلتی ہیں اور یہ اندازہ ہوتا ہے کہ بات اور مسئلہ کہاں اور کیوں پیش آیا تھا، تیسرے حصے کے بعد کم از کم دو اور حصے چہارم اور پنجم مرتب ہوئے تھے، مگر وہ دونوں حصے نایاب ہیں اور یہی مطبوعہ تینوں حصے حضرت مولانا کے فتاوی کے حوالے سے معروف ہیں۔(۲)

فتاوی رشیدیہ موجودہ نسخہ

چوں کہ مولانا عزیز الدین صاحب کے نسخے غیر مرتب تھے، اس لئے مفتی خالد صاحب مہتمم واستاذ حدیث مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ ضلع سہارن پور نے ان تینوں حصوں کو یکجا کر کے ''فتاوی رشیدیہ'' کامل کے نام سے فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا ہے اور عصر حاضر کی ذہنی اور مزاجی کیفیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جملہ مسائل کو ان کی نوعیت اور اقسام کے

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ ۱۲۹
(۲) باقیات فتاوی رشیدیہ ۱۳۰

اعتبار سے الگ الگ کتاب اور ابواب کے تحت جمع کر دیا ہے، نیز فتاوی میں بیان کردہ عربی عبارتوں کا حاشیہ میں سلیس ترجمہ اور کہیں کہیں حوالہ جات بھی ذکر کر کے کتاب کو آراستہ اور مزین کیا ہے، فتاوی رشیدیہ کا یہی نسخہ اس وقت رائج اور دستیاب ہے۔(۱)

ترتیب کا انداز

ایمانیات اور اس کے متعلقات سے شروع کرتے ہوئے کتب فقہ کی ترتیب کے مطابق طہارت کے مسائل، نماز کے مسائل، زکوۃ کے مسائل، روزے کے مسائل، حج کے مسائل، نکاح وطلاق کے مسائل، خرید وفروخت کے مسائل اور وقف کے مسائل بیان کئے گئے ہیں، قربانی وعقیقہ کے علاوہ حلت وحرمت کے مسائل بھی زیر بحث آ گئے ہیں اور آخر میں کچھ وراثت کے متعلق مسائل کا بھی ذکر ہے، نیز پچھلی اشاعتوں میں حضرت کے ملفوظات جو منتشر اور متفرق تھے انہیں ابواب کی مناسبت سے ہر باب کے آخر میں شامل کر دیا گیا ہے۔

فتاوی رشیدیہ کی خصوصیات

فتاوی رشیدیہ کو اردو فتاوی میں مختلف جہات سے امتیازی مقام حاصل ہے، ذیل میں اختصار کے ساتھ چند خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱۔ فتاوی رشیدیہ اردو فتاوی میں انتہائی مستند اور قدیم ہے۔

۲۔ صاحب فتاوی کا مقام علماء دیوبند میں سب سے بلند ہے، آپ فقہ وفتاوی میں علماء دیوبند کے سرخیل وامام ہیں۔

۳۔ فتاوی کی زبان اس وقت کے حساب سے گنجلک اور دشوار فہم تو ہے ہی؛ لیکن الفاظ میں بھی بہت زیادہ اختصار ہے۔

۴۔ اگرچہ زیادہ تر فتاوی کے آخر میں دلائل کا اہتمام نہیں ہے؛ لیکن جن فتاوی کے آخر میں دلائل کا اہتمام کیا گیا ہے ان میں فقہ حنفی کے اہم ماخذ شامی، بحر،

---

(۱) فتاوی رشیدیہ ۳/ مکتبہ محمودیہ

فتح القدیر وغیرہ سے حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔

امتیازی خصوصیت

آپ علیہ الرحمہ کے فتاوی میں اعتقادات پر زیادہ توجہ دی گئی ہے اور ان سے متعلق مفید بحثیں موجود ہیں، جس کی ایک وجہ غالبا مولانا احمد رضا خاں صاحب کی معاصرت ہے ، جیسے اہل قبور سے مدد مانگنا، غیر اللہ کے لئے علم غیب کا قائل ہونا، طواف قبر، بڑے پیر صاحب کا حضور کو کندھا دینا اور بیوہ عورت کا نکاح نہ کر کے عبادت میں مشغول ہونا وغیرہ (۱)

بیان مسائل کا انداز

فتاوی رشیدیہ کا انداز انتہائی عمدہ اور شاندار ہے، زبان بہت سادہ لیکن اردو پرانی ہے، جواب تحریر کرنے میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور کہیں کہیں تفصیل بھی ہے، جیسا کہ تعداد رکعات تراویح کے متعلق تقریبا بیس صفحات پر مشتمل بحث کی گئی ہے، سائل کے سوال کے مطابق اردو اور فارسی میں جوابات تحریر کئے گئے ہیں، مختلف فیہ مسائل کے آخر میں متعدد جلیل القدر اہل علم حضرات کی تصدیقات درج ہیں، جیسا کہ مجلس میلاد کے آخر میں تقریبا ۳۰ اہل علم حضرات کی تصدیق موجود ہے، نیز بعض فتاوی کے آخر میں بریلوی علماء کی تصدیق بھی شامل ہے۔ (۲)

دلائل کا اہتمام

اعتقادات کے باب میں خصوصا دلائل کا اہتمام کیا گیا ہے، پھر دلائل میں بھی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو دیگر فقہی عبارات وقواعد پر مقدم کیا گیا ہے، مشہور مسائل میں دلائل نہ ذکر کر کے کذا فی الفقہ یا کذا فی عامۃ کتب الفقہ کہہ کر صرف دلائل کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے، جیسا کہ صفحہ نمبر: ۴۵۱ پر مدت رضاعت کے آخر میں اور صفحہ نمبر: ۵۳۷ پر میت کی طرف سے قربانی کرنے پر گوشت کی تقسیم کس طرح ہو؟ کے جواب کے آخر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

---

(۱) ملاحظہ ہو فتاوی رشیدیہ ۲۹/ ۳۵/ ۴۰/ ۸۰/ ۸۳

(۲) ملاحظہ ہو فتاوی رشیدیہ ۱۰۰/ ۱۰۱/ ۱۰۲/ ۱۰۳

چند پیچیدگیاں

حضرت مولانا کی زبان قدیم ہے اور تحریر میں ایجاز ہے، اس لئے قارئین کو بغور ان فتاوی کا مطالعہ کرنا چاہئے، ایک دشواری یہ بھی ہے کہ حضرت کے مخاطب ذی علم شخصیات ہیں، آپ علیہ الرحمہ ان سے اشاروں میں بات کرتے ہیں، ایسی تحریروں میں غایت درجہ ایجاز ہے، مگر وہ غور سے پڑھی جائیں تو ان شاء اللہ مقصد حاصل ہو جائے گا، نیز حضرت کے بعض فتاوی اشکالات کے جوابات ہیں اور چوں کہ اشکالات موجود نہیں ہیں اور جوابات اشاروں میں ہیں، اس لئے بعض جگہ نا قابل فہم ہو گئے ہیں۔

فتاوی کا پشتو زبان میں ترجمہ

حضرت مولانا کے شاگردوں اور مفتیین کا سلسلہ موجودہ پاکستان کے آخری صوبہ سرحد اور پشتو بولنے والے تمام علاقوں میں پھیلا ہوا تھا، حضرت مولانا کے اثرات، حضرت سے علمی وابستگی اور حضرت کے علوم سے استفادہ کا سلسلہ تھا، اس رابطہ اور ارادت کی وجہ سے حضرت کے مجموعۂ فتاوی کا مقامی زبان پشتو میں بھی ترجمہ کیا گیا، فتاوی رشیدیہ کا پشتو میں ایک ترجمہ مولانا لطافت الرحمٰن سواتی صاحب نے کیا تھا، یہ ترجمہ شائع ہوا یا نہیں اس کا تو علم نہیں، مگر پشتو کا ایک ترجمہ پشاور صوبہ سرحد (حال خیبر پختون خواہ) کے ایک ناشر نے چھاپا ہے، یہ ترجمہ مولانا عبداللطیف اسکندر نے کیا ہے، جو تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔(۱)

فتاوی رشیدیہ کی تخریج وتحقیق

فتاوی رشیدیہ پر سب سے پہلا مکمل اور جامع ترین حاشیہ اور تحقیق وہ ہے جو ساڑھے تین سو یا پونے چار سو صفحات پر مشتمل حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کی زیر نگرانی مرتب ہوا تھا، جس کا بڑا حصہ تحقیق جزئیات وروایات کی وجہ سے عربی میں تھا جن کی

---

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ: ۱۴۸

توضیحات وفوائد اردو میں بھی لکھے گئے تھے، مگر افسوس کہ ضخامت بہت بڑھ جانے کی وجہ سے اس قیمتی حاشیہ کو شائع نہیں کیا گیا اور وہ ضائع ہو گیا۔

اس کے علاوہ ایک مفصل اور جامع حاشیہ حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مفتی دارالعلوم دیوبند کا ہے جو دو جلدوں میں ساڑھے گیارہ سو صفحات پر مشتمل ہے، کمپوز ہو کر اشاعت کے لئے تیار رکھا ہے، بعض اور کام سامنے آ جانے کی وجہ سے اشاعت میں تاخیر ہو رہی ہے۔

ایک اور حاشیہ حضرت مولانا مفتی یوسف صاحب تاؤلی (مظفر نگر) استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کا ہے، جو دو جلدوں میں نو سو چونسٹھ صفحات پر مشتمل ہے، ہندوستان میں اس وقت تک حسن طباعت کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے، کمپوزنگ عمدہ اور جلد خوبصورت ہے، یہ حاشیہ فتاوی رشیدیہ کے مطبوعہ نسخے پر مبنی ہے، سن طباعت درج نہیں اندرونی ضمنی مندرجات سے ۱۴۲۹ھ معلوم ہوتا ہے۔

ایک حاشیہ موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، پشاور پاکستان سے چھپا ہے، اس پر تعلیق کا کام مفتی محمد نصیر حقانی اور مفتی عبدالہادی حقانی نے مفتی غلام قادر نعمانی کی زیر نگرانی کیا ہے، یہ حاشیہ حاشیۂ دیوبند کی طرح اوسط درجہ کا ہے، مگر اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف فقہ حنفی کے اہم ماخذ سے استفادہ کیا گیا ہے، ضمنی اور ثانوی کتابوں کا تذکرہ ہے نہ حوالہ، یہ طباعت ایک ہی جلد میں آٹھ سو پینتیس صفحات پر مشتمل ہے، جلد کا ڈیزائن وغیرہ دلکش ہے۔

تخریج وتعلیق کا ایک اور کام کوئٹہ بلوچستان پاکستان کے ایک علمی ادارے میں ہوا ہے اور بظاہر شائع ہو چکا ہے، مگر اس کی کوئی تفصیل مجھے دستیاب نہیں ہو سکی۔(۱)

تلخیص فتاوی رشیدیہ

فتاوی رشیدیہ کے تینوں حصوں کا ایک خلاصہ بھی مرتب کیا گیا ہے، جس میں

---

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ: ۱۴۸/۱۴۹

سوالات حذف کر دئے گئے ہیں اور جوابات میں بھی تمام مندرجات کا احاطہ نہیں، یہ مجموعہ انتخاب درمیانی پیمائش کے ایک سوپچیس صفحات پر مشتمل ہے، تینوں حصوں کے منتخبات پر علیحدہ نمبر شمار درج ہے، تحریر عمدہ صاف ستھری رواں ہے، شروع میں تینوں حصوں کی مکمل فہرست اور آخر میں ختم شد کی وضاحت بھی ہے، مگر کاتب وملخص نے اپنا نام مقام اور سن کتابت وتحریر درج نہیں کیا لیکن اس کے ساتھ شامل بعض اور تحریروں سے خیال ہوتا ہے کہ یہ انتخاب ۱۳۵۵ھ کے بعد کسی وقت ہوا ہے(۱)

خلاصہ مقالہ

الغرض فتاوی رشیدیہ حضرت گنگوہی کے تبحر علمی کا ایک قیمتی اور نایاب نمونہ ہے، اس کے مندرجات تمام علوم کو جامع اور اہل علم حضرات کے لئے مآخذ اور مراجع کی حیثیت رکھتے ہیں، گویا کہ فتاوی رشیدیہ ایک سمندر ہے جس میں غوطہ زن موتیاں چنتے رہیں گے، مگر اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

(۱) باقیات فتاوی رشیدیہ: ۱۵۰

مرغوب الفتاوی

مولوی عبدالعلیم قاسمی

الحمد للہ زمانہ قدیم سے ہندوستان میں فتاوی کے نویسی کا کام چل رہا ہے، امت مسلمہ کا یہ معمول ہے کہ وہ اپنے پیش آمدہ مسائل کو چاہے وہ کسی بھی موضوع سے متعلق ہو علماء وفقہاء سے پوچھتی ہے، امت مسلمہ کی جانب سے کئے گئے سوالات کے اہل بصیرت علماء و فقہاء نے جو جوابات اور فتاوی لکھے ہیں ان کو کتابی شکل دے کر ان سے استفادہ کا امت میں رواج ہے، اسی سنہرے سلسلے کی ایک کڑی پیش نظر کتاب ''مرغوب الفتاوی'' ہے۔

کتاب کا تعارف

یہ کتاب حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوریؒ کے گراں قدر فتاوی کا عظیم الشان مجموعہ ہے، جو آپ نے سرزمین برما میں دوران تدریس اور رنگون کی مشہور سورتی جامع مسجد میں لکھے ہیں، اب تک اس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں، مزید تین جلدیں جلد ہی منظر عام پر آنے والی ہیں، پہلی جلد میں ایک طویل مقدمہ ہے، جس میں ۱۹۱ ابواب قائم کئے گئے ہیں؛ جس میں فقہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف، فقہ کا موضوع، تدوین فقہ، فتاوی نویسی کے آداب، تاریخ فتاوی، ہندوستان میں کار افتاء وغیرہ موضوعات پر تفصیلی بحث کے ساتھ صاحب فتاویٰؒ کی سوانح کو بھی ذکر کیا ہے؛ جس میں ۶۲/ ابواب قائم کئے گئے ہیں اور ۱۰۹ فتاوی اور ۵/ رسالوں کو ذکر کیا گیا ہے اور دوسری جلد میں ۲۵۹ فتاوی اور ۸/ رسالوں کو ذکر کیا گیا ہے، جب کہ تیسری جلد میں ۲۹۱ فتاوی اور ۹/ رسالوں کو ذکر کیا گیا ہے، کل فتاوی کے تعداد

۶۵۹ اور رسائل کی تعداد ۲۲ ہیں، اس کتاب میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے بھی چند فتاوی ذکر کئے گئے ہیں، جب کہ بہت سے فتاوی پر ان کی تصدیق بھی موجود ہے، صاحب فتاوی کے پوتے مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب نے ترتیب وتحقیق اور حواشی کے ساتھ جامعۃ القرأت کفلیتہ سے شائع کرایا ہے۔

صاحب فتاوی کا تعارف

حضرت مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوریؒ کی ولادت ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن کے مدرسہ اسلامیہ میں حاصل کی اور بخاری شریف حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے عاشق زار تلمیذ حضرت مولانا عبدالعلی صاحب میرٹھیؒ سے پڑھی اور ۱۳۲۳ھ میں سند فراغت حاصل کی، آپ وسیع النظر، عالم باعمل فقیہ تھے، قرآن وحدیث پر بڑی گہری نظر تھی، آپ کے فتاوی مدلل اور فقہی بصیرت کے حامل ہیں ''اہل برما'' کی دعوت پر آپ رنگون چلے گئے اور وہاں ایک مدرسہ میں تعلیم وافتاء کی خدمت انجام دی، بعد میں رنگون کی مشہور سورتی جامع مسجد میں فتاوی نویسی کا کام کیا، حضرت مولانا مرحوم کے فتاوی کے نقول سورتی جامع مسجد میں محفوظ ہیں، آپ کی وفات ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں ہوئی۔(۱)

مرتب فتاوی کا تعارف

حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب کی ولادت ۴/ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۱/مئی ۱۹۶۳ء کو لاجپور میں ہوئی، آپ کا نسب اس طرح ہے، مرغوب احمد بن اسماعیل بن مرغوب احمد، آپ لاجپور کے ایک نیک دل، مہمان نواز، فرشتہ صفت انسان جناب اسماعیل صاحب (بھائی میاں بھائی) کے فرزند اور سابق مفتی اعظم برما حضرت مفتی مرغوب صاحب کے پوتے ہیں، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن کے مدرسہ اسلامیہ میں مکمل کی اور جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل سے ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء سند فراغت حاصل کی آپ نے بخاری شریف مفتی ولی

(۱) مرغوب الفتاوی ۱/۱۹۲

حسن صاحب، مفتی احمد صاحب خان پوری اور مفتی اکرام علی صاحب سے پڑھی، آپ اپنے

جد امجد کے ہم نام اور صاحب ذوق اور صاحب نظر عالم محبّ فی اللہ ہیں آپ اب تک ۳۳/کتب کے مصنف ہیں؛ جن میں ۹ کتابیں کافی مشہور مقبول ہیں، آپ فی الحال استاذ حدیث واما م خطیب کی حیثیت سے ڈیوز بری بر طانیہ میں بڑی خوش اسلوبی سے دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

تبویب وتخریج وحواشی

مرتب دامت برکاتہم نے اس کی ترتیب وتعلیق میں بڑی محنت فرمائی ہے اورمعلومات افزا،محققانہ حواشی نے اس کتاب کی افادیت میں چار چاند لگا دئے ہیں،مرتب نے فتاوی میں مذکورعربی عبارتوں کا ترجمہ بھی حواشی میں ذکر کر دیا ہے،مرتب کتاب نے ضرورت کی جگہوں پر دلائل کا بھی اضافہ کیاہے،حاشیہ میں آیات واحادیث وکتب فقہ کے مکمل حوالہ جات اور جہاں کوئی فقہی عبارت نہ تھی صرف نفس مسئلہ لکھا تھا اور کسی کتاب کا نام درج تھا،مثلاً شامی، عالمگیری وغیرہ ان مواقع پر مکتوب کتابوں میں سے عبارت بھی نقل کر دی ہے ،اگر احادیث میں صرف نفس عبارت تھی تو ترجمہ اور ترجمہ تھا تو عربی عبارت نقل کر کے مکمل حوالہ لکھ دیا ہے۔(۱)

طرز ترتیب

اس کتاب کومرتب گرامی نے ایمانیات اوراس کے متعلقات سے شروع کرتے ہوئے کتب فقہ کے ترتیب کی مطابق کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوۃ، کتاب الزکاۃ، کتاب الصوم وغیرہ کوذکر کیا ہے اورابواب کی مناسبت سے صاحب فتاوی کے رسالوں کوشامل کر دیا ہےاورساتھ ہی فتاوی میں ذکر کردہ حوالہ جات کوحاشیہ میں بیان کیا ہے۔

اسلوب فتاوی

صاحب فتاوی نے جواب کو پوری تفصیل کے ساتھ دلائل نقلیہ وعقلیہ کی روشنی میں

---

(۱) مرغوب الفتاوی ۱/۳۳

بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے،ان کی حد درجہ کوشش تو قرآن وحدیث ہی کو دلائل میں پیش کرنے کی ہوتی ہے اور آپؒ اکثر حوالہ فقہ کی معتبر کتابوں ،شامی ، عالمگیری ، فتح القدیر اور البحرالرائق سے دیتے ہیں۔

تحقیقی مسائل میں آپ پہلے عربی عبارت کو نقل کرتے ہیں اور اخیر میں اس عبارت سے مستفاد حکم کو قلم بند فرماتے ہیں ،آپ نے اپنے فتاوی میں بعض مقامات پر اپنے بزرگوں کے فتاوی کی طرف بھی رہنمائی فرما دی ہے ،آپؒ نے سائل کے سوال کی منشاء کو سمجھتے ہوئے جواب تحریر فرمایا ہے اور جس زبان میں سوال کیا گیا ہے اسی زبان میں تشفی بخش جواب دیا ہے، اگر سوال عربی میں ہے تو جواب بھی عربی میں دیا ہے، اگر سوال فارسی میں ہے تو جواب بھی فارسی میں دیا ہے، اگر سوال اردو میں ہے تو جواب بھی بڑے جامع انداز میں اردو ہی میں تحریر فرمایا ہے۔

رسائل کتاب

مرتب فتاوی نے اس کتاب میں فتاوی کے ساتھ ساتھ رسائل کو بھی ذکر کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اس میں ترتیب اس طرح رکھی ہے کہ جس باب سے متعلق صاحب فتاوی صاحب فتاوی کے رسائل موجود تھے ان کو اسی باب کے آخر میں شامل کر دیا ہے ،اور ہر رسالہ کے شروع میں اس رسالہ کا اجمالی تعارف بھی کر دیا ہے ،تا کہ قارئین کے لئے سہولت ہو ،جیسا کہ دوسری جلد میں صفحہ نمبر :۳۷۴ پر باب الامامۃ کے آخر میں عورت کی امامت سے متعلق رسالے کے شروع میں اجمالا تعارف یوں ہے:

> اس رسالہ میں عورت کی امامت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کے متعلق تفصیل سے کلام کیا گیا ہے ،قرآن کریم ، احادیث نبوی ، آثار صحابہ اور فقہائے اربعہ کی عبارتوں سے واضح کیا گیا ہے کہ عورت کا مردوں کی امامت کرنا صحیح نہیں ہے ،عورت عورتوں کی امامت کر سکتی ہے یا نہیں ؟ اور عورتوں کی جماعت کیا حکم رکھتی ہے؟

وغیرہ امور کو بھی مع حوالہ بیان کیا ہے۔

ان رسالوں کی مجموعی تعداد۲۲/ ہے جن میں سے چند اہم رسالوں کے نام ذکر کئے جاتے ہیں:

۱۔عنایت اللہ مشرقی اور اس کے باطل عقائد

۲۔میلاد میں قیام کی شرعی حیثیت

۳۔عورت کی امامت

۴۔سعی المرغوبین علی ترک رفع الیدین

۵۔سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا

۶۔مخالف مذہب کے امام کی اقتداء

۷۔حرمین میں وتر حنفی

۸۔جمعہ سے پہلے بیان

۹۔غائبانہ نماز جنازہ

۱۰میت کی منتقلی

۱۱۔زکوۃ کے اہم اور چند نئے مسائل

کتاب کی خصوصیات وامتیازات

اس کتاب کی بہت سی خصوصیات ہیں، چند خصوصیات کا تذکرہ مندرجہ ذیل ہے:

۱۔مرتب فتاوی نے فقہ وفتاوی نامی رسالہ جو اصلا ایک کتاب ہے، لیکن افادہ کی غرض سے اس کتاب میں شامل کر دیا ہے۔

۲۔اس میں صاحب فتاوی کی مکمل سوانح ہے، اگر اس سوانح کو کتابی شکل دے دی جائے تو وہ مستقل ایک کتاب بن جائے۔

۳۔اس کتاب میں رسالوں کو ابواب کی مناسبت سے ذکر کیا گیا ہے۔

۴۔ان رسالوں میں فقہی ابواب قائم فرما کر مع حوالہ بے شمار جزئی مسائل کو علامت ''م'' کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے، ایک مثال نمونہ کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے:

م: مصنوعی بالوں کا استعمال جائز نہیں نہ کہ اس کے استعمال میں کوئی مجبوری ہے، مسح ان کو اتار کر کرنا چاہئے، اگر ان پر مسح کیا جائے تو وضو نہیں ہوگا۔(۱)

۵۔اس کتاب کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ صاحب فتاوی نے ان فتاوی کو سرزمین برما میں لکھا ہے جس میں آپؒ نے برمیوں کے اصطلاحی الفاظ کی تحقیق اردو زبان میں کر کے سوالوں کے جوابات تحریر فرمائے ہیں، بطور نمونہ ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

سوال: برمی قوم خدا یعنی معبود حقیقی کو لفظ ''پھیا'' سے یاد کرتے ہیں نیز وہ لوگ اپنے مذہبی پیشوا یعنی راہبوں پھنگیوں کو لفظ ''پھیا'' سے مخاطب کرتے ہیں تو مسلمانوں کے لئے ان پھنگیوں اور بدھشٹ حکاموں کے لئے بات چیت وخطاب میں یا تحریرات میں ''پھیا'' بولنا کہنا اور لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تحقیق کرنے سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ لفظ ''پھیا'' خدا کی ذات کے لئے برمی زبان میں خاص نہیں؛ بلکہ یہ لفظ تعظیم وتکریم کے لئے استعمال ہوتا ہے، برمی قوم جس طرح اپنے خدا کے لئے یہ لفظ استعمال کرتی ہے، اسی طرح اپنے مذہبی پیشواؤں یعنی پھینگیوں کے لئے نیز دیگر معززین اور ذی اقتدار حکاموں کے لئے بھی تعظیما وتکریما ''پھیا'' کے لفظ کو استعمال کرتے ہیں۔(۲)

۶۔کتاب میں عربی اور فارسی فتاوی کی تعداد بھی خاصی پائی جاتی ہے، مرتب نے حاشیہ میں خلاصہ ''سوال وجواب'' کے نام سے عربی، فارسی فتاوی کا ترجمہ کر دیا ہے۔

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲/ ۳۶
(۲) مرغوب الفتاوی ۱/ ۴۰۳

۷۔مرتب نے بعض تحقیقی مسائل میں اپنی طرف سے حاشیہ میں دلائل کا اضافہ بھی کیا ہے، جیسا کہ عیدین کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ہے؛ مگر کوئی ہاتھ بڑھادے تو کیا کریں؟ مرتب نے یہاں پر ملاعلی قاری کی عبارت نقل کر کے لکھا ہے:

> اگر کوئی ہاتھ بڑھادے تو ہاتھ کھینچنا نہ چاہئے کہ اس میں ایک مسلمان کو ایذاء پہنچانا ہے، جو رعایت ادب سے بڑھ کر ہے، حاصل یہ کہ اس وقت مروجہ طریقہ پر مصافحہ کی ابتداء تو مکروہ ہے، مگر بد خلقی مناسب نہیں۔ومع هذا إ ذا مد مسلم يده لمصافحة فلا ينبغي الاعتراض عنه بجذب اليد لما يتر تب عليه من أ ذى يزيد على مراعاة الأدب فحاصله أ ن الإبتداء بالمصافحة حينئذ على الو جه المشروع مكروه لا المجابرة۔ (مرقاة ۹/ ۷٤ باب المصافحة)

۸۔صاحب فتاوی نے ان فتاوی تقریباً ستر برس پہلے لکھا ہے، جس میں اردو کے چند مشکل الفاظ بھی ہیں، مرتب نے اردو لغات کی مدد سے مشکل الفاظ کو حل فرما کر حاشیہ میں اس کا ترجمہ کر دیا ہے، مثلاً تیسری جلد کی ایک فتوی میں ''چاند ماری'' ہے حاشیہ میں اس کا ترجمہ بندوق یا تیر چلانے کی مشق، وہ جگہ جہاں پر مشق کی جاتی ہے کے ذریعہ کر دیا گیا ہے۔(۱)

مفید اضافہ

مرتب کتاب نے صرف فتاوی کی ترتیب پر ہی اکتفاء نہیں کیا ہے، بلکہ حسب موقع ومقام بعض ابواب کے بعد چند اہم ترین رسالوں کو بھی ذکر کیا ہے، جن میں صاحب فتاوی کے رسالوں کے ساتھ مرتب کتاب نے بھی حسب ضرورت اپنے رسائل شامل کئے ہیں، جیسے ما یتعلق بالحدیث کے باب کے بعد پہلی جلد کے آخر میں مفتی صاحبؒ کا '' الرسالة في

(۱) مرغوب الفتاوی ۳/ ۱۲۹

تحقیق احا دیث الثلاثۃ ''نامی رسالہ ذکر کیا ہے،اس میں تین احادیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور حب الوطن من الایمان اورالفاظ حدیث خیر القرون قرنی کی تحقیق محدثین کے اقوال اور حوالوں سے کی گئی ہے،جس کی وجہ سے اس کتاب کی شان وشوکت اور بڑھ جاتی ہے،اسی طرح بعض مقامات پر دیگر معتبر علماء کے فتاوی کوبطور تائید ذکر کیا ہے،مثلا دوسری جلد کی اخیر میں باب التراویح میں سوال قائم کیا گیا ہے(تراویح میں اعلانِ سجدہ کا شرعی حکم)اس سوال کا جواب تحریر فرمانے کے بعد بطور تائید حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کا جواب عنوان قائم کر کے ذکر کیا ہےاوراسی طرح بہت سی جگہوں میں دیگر علماء کے فتاوی بھی مذکور ہیں۔(۱)

کتاب اہل علم کی نظر میں

اس کتاب کی مقبولیت کے سلسلہ میں مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ فرماتے ہیں:

> انشاءاللہ فتاوی کے ذخیرہ میں ایک بیش بہا علمی،قیمتی ذخیرہ کا اضافہ ہوگا،بڑی قیمتی چیز امت کے ہاتھوں میں پہونچے گی،مرحوم کا علمی شاہکار منظر عام پرآرہاہے۔(۲)

فقیہ عصر حضرت مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ تحریرفرماتے ہیں:

> میں اطمینان قلب سے اس امر کا اظہار کرتاہوں کہ یہ فتاوی کامستند مجموعہ ہے، اس کی طباعت واشاعت ہمارے فقہی خزانے میں اضافہ ثابت ہوگی۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم اس کتاب کی مقبولیت اوراہمیت کا اظہار فرماتے ہوئے،رقم طراز ہیں:

---

(۱)مرغوب الفتاوی۱/۴۸۳

(۲)مرغوب الفتاوی۱/۲۹

> ان فتاوی کے بارے میں میری تصدیق وتصویب کوئی معنی نہیں رکھتی، چہ نسبت خاک را با عالم پاک، خود مفتی صاحب قدس سرہ کا مقام ومرتبہ اس کی بڑی ضمانت ہے پھر بھی کچھ حصہ میں نے پڑھا، قلب کو سرور، طبیعت کو انبساط حاصل ہوا، نہایت مدلل ومفصل جوابات ہیں، کسی جواب کو پڑھ کر تشنہ کامی کا احساس نہیں ہوتا، ہر فتوی تحقیق کی داد طلب کرتا ہے۔(۱)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اس کتاب کی مقبولیت کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں:

> یہ فتاوی اہل علم کی رسائی سے باہر تھے اور ہم جیسے لوگ تو اس کے وجود سے بھی واقف نہیں تھے، صاحب فتاوی کے ہمنام ان کے فاضل حفید کے لئے یہ سعادت مقرر تھی کہ وہ اس لعل وگوہر کو گوشۂ گمنامی سے نکال کر لوگوں کے لئے قابل استفادہ بنائے؛ چناں چہ انہوں نے مرغوب الفتاوی کے نام سے ان فتاوی کو مرتب کیا ہے، اس حقیر کو دوران سفر اس مجموعہ کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، اس سے صاحب فتاوی کی علمی گہرائی، فقہی مراجع پر نظر، اور مطالعہ کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے، اس لئے امید ہے کہ فتاوی کا یہ مجموعہ اردو فتاوی میں ایک گراں قدر اضافہ ہوگا۔(۲)

خلاصہ

مرغوب الفتاوی حضرت مفتی مرغوب احمد صاحب کی زندگی کا سب سے انمول کارنامہ اور امت کے لئے بہترین علمی تحفہ ہے، نیز علم کا ایسا سرچشمہ ہے جس سے راہ حق کے

---

(۱) مرغوب الفتاوی ۱/۳۲، ۳۳

(۲) مرغوب الفتاوی ۱/ ۳۵

ہزاروں متلاشی سیراب ہو سکتے ہیں، اس کو اردو فتاوی میں مآخذ و مراجع کا درجہ حاصل ہے، اللہ تعالی منصف اور ان کے مرتب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور امت کو اس سے نفع اٹھانی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کتاب الفتاوی

مولوی محمد وسیم دیشمکھ قاسمی

کتاب الفتاوی اردو فتاوی کی دنیا میں ایک بہت بڑے اور اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں درپیش مسائل کا فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے نہایت سلیس انداز میں جواب دیا ہے، یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کتاب میں مولانا کے پانچ ادوار کے فتاوی جمع کئے گئے ہیں:

۱۔ امارت ملت اسلامیہ آندھرا پردیش پنجہ شاہ حیدرآباد سے جاری کردہ فتاوی۔

۲۔ المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد سے جاری کردہ فتاوی۔

۳۔ وہ فتاوی جو مولانا کے پاس شخصی طور پر آئے۔

۴۔ ماہنامہ افکار ملی دہلی کے شرعی مسائل کے کالم کے فتاوی۔

۵۔ روزنامہ منصف کے جمعہ ایڈیشن مینارۂ نور کے شرعی کالم میں ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۳ء تک کے جاری کردہ فتاوی، کتاب الفتاوی کا زیادہ تر حصہ اس پانچویں دور کے فتاوی پر مشتمل ہے۔(۱)

کچھ مصنف کے بارے میں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کی ولادت باسعادت ۴/ جمادی الاولی

(۱) فتاوی علماء ہند ص: ۲۹۹

۱۳۴۷ھ بمطابق نومبر ۱۹۵۶ء کو مولانا حکیم زین العابدین (قاضی مجاہد الاسلام کے بڑے بھائی) کے گھر محلّہ جالے دربھنگہ میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم اپنے خاندانی بزرگوں سے اور گاؤں ہی میں ہوئی متوسطات و دورۂ حدیث کی تعلیم جامعہ مونگیر میں ہوئی، ۱۳۹۵ھ میں فراغت کے بعد مکرر دورۂ حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور شعبان ۱۳۹۶ھ میں وہاں سے فراغت حاصل کی، دیوبند سے فراغت کے بعد امارت شرعیہ پٹنہ سے قضاء وافتاء کی تربیت حاصل کی، اس کے بعد مسلسل علوم دینیہ کی تدریس کی خدمت میں مصروف رہے، ۱۳۹۷ تا ۱۳۹۸ھ از ہر دکن جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد میں اور ۱۳۹۸ھ تا ۱۴۲۰ھ دارالعلوم سبیل السلام میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر اکابر کے مشورے سے فضلاء مدارس کی تربیت کے لئے خود ایک مستقل ادارہ المعہد العالی الاسلامی قائم کیا، مولانا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریڑی اور اسلامک فقہ اکیڈمی کے جنرل سکریڑی اور دارالقضاء ملت اسلامیہ آندھرا پردیش کے قاضی ہیں۔

مولانا کو فقہ سے خصوصی مناسبت ہے، اسی مناسبت کی بناء پر مولانا کے قلم سے فقہی میدان میں بہت سے گوہر نایاب نکلے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: حلال وحرام، قاموس الفقہ، جدید فقہی مسائل اور زیر تعارف وتبصرہ کتاب الفتاوی۔(۱)

کتاب الفتاوی کی چند خصوصیات

مولانا نے تحریر فتاوی میں وہ سارے ہی اصول وضوابط کو ملحوظ رکھا ہے جو فتوی نویسی کے لئے ضروری ہیں، مولانا کی فطری استعداد، خداداد بصیرت سونے پے سہاگہ ہے، ذیل میں چند خصوصیات درج کی جاتی ہیں۔

مدارج احکام کی رعایت

مولانا نے احکام میں اجماعی مسائل اور اجتہادی مسائل میں فرق مراتب کا لحاظ کیا ہے، حضرت مولانا منصوص اور اجماعی مسائل میں تو نص اور اجماعی رائے سے ذرہ برابر متجاوز

(۱) فتاوی علماء ہند ص:۳۷۲

ہونے کو ناپسند فرماتے ہیں، چناں چہ آج کل کی دعوتوں میں خواتین کے دستر خوان پر جو مرد ویٹر کا رواج ہو چلا ہے، اس کے متعلق آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے دوٹوک انداز میں فرمایا:

> یہ صورت قطعا درست نہیں، عورت کا غیر محرم کے سامنے عام حالات میں بھی بے پردہ ہونا جائز نہیں اور اس موقع سے تو عورتیں اور زیبائش وآرائش کا اہتمام کرتی ہیں لہذا فتنہ اور بدنگاہی کا اندیشہ اس صورت میں زیادہ ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے مواقع پر خواتین کے حصہ کے لئے کھانا سپلائی کرنے پر عورتوں کو رکھیں اور نکاح جیسے مبارک موقع پر ایسی حرکت نہ کی جائے، جو اللہ تعالی کی ناراضگی اور غضب کو دعوت دینے والی ہو۔(۱)

بہ وقت ضرورت دوسرے فقہاء کی رائے پر عمل

مولانا اجتہادی مسائل میں احوالِ زمانہ اور لوگوں کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے بوقت ضرورت ائمہ اربعہ ہی سے دوسرے فقہاء کی آراء پر عمل کرنے کی اجازت دیتے ہیں، ابدی طور پر طلاق کو نکاح پر معلق کرنا احناف کے یہاں معتبر ہے اور اس کی وجہ سے انسان عملاً حق شادی ہی سے محروم ہو جاتا ہے، دیگر فقہاء کرام کے یہاں یہ تعلیق معتبر نہیں ہے، مولانا نے اولاً تو سائل کو وہ حیلہ اختیار کرنے کی تلقین کی ہے جو اس موقع پر فقہاء احناف نے بیان کیا، لیکن اگر اس کو اختیار کرنے میں بدنامی اور بدگمانی کا اندیشہ ہو تو ضرورۃً حضرات ائمہ ثلاثہ کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش دی ہے۔(۲)

اجتہادی مسائل میں مناطِ حکم پر نظر

شریعت میں بعض مسائل ایسے درپیش ہوتے ہیں کہ جن کا حل صراحتًا موجود نہیں ہوتا، البتہ کسی اصول یا ضابطہ کے تحت اس کا حل نکالا جاسکتا ہے تو ایسے مسائل میں مولانا مناط

---

(۱) کتاب الفتاوی ۴/ ۴۱۸

(۲) کتاب الفتاوی ۵/ ۴۸

حکم پیش نظر رکھتے ہیں، جیسے انجکشن اور گلوکوز کے ذریعہ طاقت حاصل کی جاتی ہے۔ اسی کے ضمن میں روزے سے متعلق فرمایا:

> روزے میں معدے یا دماغ تک کسی چیز کا پہنچنا مفسد صوم ہے، انجکشن یا گلوکوز کے ذریعہ معدے تک کوئی چیز نہیں پہنچتی ہے کہ دوائیں رگوں کے ذریعہ پورے جسم میں پھیلتی ہیں تو انجکشن اور گلوکوز مفسد صوم نہیں ہوگا۔(۱)

عزیمت کو ترجیح

عزیمت اور رخصت دونوں ہی شریعت کے حصہ ہیں، اوران کے اپنے اپنے حدود ہیں، مولانا کا مزاج و مذاق یہ ہے کہ ایسے مواقع جہاں پر عزیمت پر عمل دشوار نہ ہو تو وہاں سائل کو عزیمت پر عملی ترغیب دیتے ہیں، جیسے کہ جہیز اگر لڑکے والے صراحتاً لینے سے انکار کردیں اور لڑکی والے پھر بھی دینا چاہیں تو لینے کی گنجائش ہے؛ لیکن اس میں عزیمت نہ لینے ہی میں بتلاتے ہیں؛ تاکہ اس خراب اور مذموم رسم کی حوصلہ شکنی ہو۔(۲)

احتیاطی پہلو کی رہنمائی اور تلقین

مولانا کے فتاوی کا جب ہم مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ جہاں پر سائل کو احتیاطی پہلو کی نشاندہی کرنا مقصود ہو تو مولانا نشاندہی کردیتے ہیں، جیسے: ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

> الکحل سے روشن چراغ میں قرآن لکھا اور پڑھا جاسکتا ہے، اس لئے کہ یہ قرآن وحدیث کو نجاست سے ملوث کرنا نہیں ہے، یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے فضاء میں پیشاب پاخانہ کی بو ہو اور قرآن مجید پڑھ لیا جائے، تاہم احتیاط کے خلاف ہے اور اجتناب بہتر ہے۔(۳)

(۱) کتاب الفتاوی ۳/۳۹۲
(۲) کتاب الفتاوی ۴/۴۲۶
(۳) کتاب الفتاوی ۶/۲۰۸

کفر کا حکم لگانے میں احتیاط

کفر کا فتوی دینے کے معاملے میں مولانا اپنے اسلاف علماء دیو بند کی طرح بہت محتاط واقع ہوئے ہیں، چناں چہ اپنے آپ کو عیسائی کہنے والے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا:

> عرف میں عیسائی اس شخص کو کہا جاتا ہے، جو عیسائی عقائد پر یقین رکھتا ہو، اور یہ عقائد یقیناً عقائد توحید سے متصادم اور اس کے خلاف ہیں، ہاں! اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اس معنی میں عیسائی کہتا ہو کہ وہ حضرت عیسیٰؑ پر بھی ایمان رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ بات درست ہوگی، کیوں کہ مسلمان انبیاءؑ پر ایمان رکھتے ہیں، بہر حال چوں کہ اس تعبیر میں دونوں معنوں کا احتمال ہے، جن میں سے ایک انسان کو دائرہ ایمان میں باقی رکھتا ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، اور کفر کا حکم لگانے میں احتیاط ضروری ہے؛ اس طرح یہ فقرہ کہنے والے کو کافر تو نہیں کہا جا سکتا؛ لیکن یہ تعبیر بہر صورت خلافِ احتیاط اور نادرست ہے۔(۱)

ردشرک وبدعت وباطل نظریات

مولانا باطل نظریات اور فرق ہائے ضالہ پر نہایت اعتدال وشائستگی سے رد فرماتے ہیں اور جدالِ حسن کا نمونہ پیش فرماتے ہیں، جیسے کہ فرمایا:

> نمستے اور نمسکار غیر اسلامی اور مشرکانہ عقائد پر مبنی تعبیرات ہیں، اس لئے مسلمانوں کا ایسے الفاظ کہنا قطعاً درست نہیں، ہاتھ جوڑنا بھی غیر اسلامی طریقہ ہے، زبان سے آداب وغیرہ کہنا درست ہے، بوقت ضرورت سلام بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن سلام میں کفر وشرک

---

(۱) کتاب الفتاوی ۱/۳۴۴

سے سلامتی کا معنی ذہن میں رکھا جائے تو بہتر ہے۔(۱)

ایسے ہی قادیانیوں کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کو آپ نے تحقیقی انداز میں ثابت فرمایا ہے اور امت مسلمہ کو فریضۂ دعوت کی طرف بھی متوجہ فرمایا ہے۔(۲)

نئے سماجی مسائل پر متوازن رائے

اپنے آئینی حقوق حاصل کرنے کے لئے جدو جہد اور احتجاج کی مروجہ بھوک ہڑتال کی صورت کے بارے میں فرمایا:

> ایسے جائز حقوق کے لئے جد وجہد اور احتجاج ضروری ہے ،مگر بھوکے رہ کر ناراضگی کا اظہار کیا جانا مروج اور آئینی طریقہ ہو تو اتنی دیر بھوکا رہنا جائز ہے جس سے صحت متاثر نہ ہو اور عبادات نیز اس سے متعلق حقوق وفرائض میں خلل نہ پڑتے ہوں ،اتنی دیر بھوکا رہنا جائز نہیں جس سے ہلاکت کا خطرہ پیدا ہو جائے۔(۳)

قول دیانت پر فتوی

فتاوی میں یہ اصول ہے کہ اگر قول قضاء اور قول دیانت مختلف ہو تو قول دیانت پر فتوی دیا جائے ،مولانا اس پر پابندی سے عمل کرتے ہیں، جیسے ایک مسئلہ کے جواب میں فرمایا:

> مذکورہ صورت میں اگر شوہر کی نیت تین طلاق دینے کی نہ تھی ، بلکہ ایک طلاق دینا مقصود تھا اور صرف تاکید کے لئے لفظ طلاق استعمال کیا تو صرف ایک طلاق رجعی ہوئی ،عدت کے درمیان اگر مرد اس عورت کو لوٹا لے تو جائز ہے۔(۴)

---

(۱) کتاب الفتاوی ۱/۳۷۴

(۲) کتاب الفتاوی ۱/۳۷۴

(۳) کتاب الفتاوی ۶/۲۶۱

(۴) کتاب الفتاوی ۵/۱۰۹

جائز متبادل کی نشاندہی

شریعت میں بہت سے احکام ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں مسائل کے لئے جائز متبادل کی نشاندہی ضروری ہوتی ہے۔صرف حلال یا حرام کہہ دینا کافی نہیں ہوتا،مولانا کا اس سلسلہ میں یہی معمول ہے چنانچہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

> زکوۃ ایک عبادت ہے،اور عبادتوں کے لئے ضروری ہے کہ اس کے لئے نیت ضروری ہے، اور نیت بھی اس فعل کے ابتداء میں ،لیکن صورت حال یہ ہے کہ جس وقت آپ نے یہ رقم دی تھی اس وقت قرض کی نیت کی تھی نہ کہ زکوۃ کی ،اس لئے اب اس میں زکوۃ کی نیت نہیں کی جاسکتی ،ہاں ! یہ بات درست ہے کہ آپ اسے زکوۃ دیں اور اس سے قرض وصول کرلیں۔(۱)

اتحادامت کالحاظ

مولانا کے فتاوی میں ہمیں مذہبی یکجہتی اور متحد طور پر مل کر کام کرنے کی تلقین ملتی ہے، جو مولانا کے فتاوی سے ظاہر و باہر ہے،جیسے ایک مسئلہ کے جواب میں فرمایا:

> تاہم ان مسائل میں باہم جدال ونزاع مناسب نہیں،اگر کچھ لوگ آٹھ رکعت پڑھنا چاہتے ہیں اور کچھ لوگ بیس رکعت،تو آٹھ والے آٹھ رکعت پر اکتفاء کرلیں اور باقی حضرات بیس رکعت پوری کر لیں اس طرح دونوں گروہوں کا اپنے نقطۂ نظر پر عمل ہو جائے گا۔ یوں تو امت کا اتحاد ہر حال میں ضروری ہے ؛لیکن اگر موجودہ حالت میں مسلمانوں نے ایک دوسرے کی رائے کا احترام اور اختلاف رائے کے باوجود اتحاد کا سبق نہیں سیکھا تو سخت نقصان اٹھائیں گے،اللہ تعالی ہمیں وقت کے تیور کو پہچاننے اور اختلاف

---

(۱) کتاب الفتاوی ۳/ ۳۲۵

رائے کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔(۱)

تذکیروترہیب

مولانا جہاں فتاوی میں مستفتی کو جواب سے مطلع فرماتے ہیں، وہیں پر بقدرضرورت تذکیروترہیب بھی فرمادیتے ہیں، ملاحظہ ہو:

کسوٹی پر پرکھنے اور اصلی ونقلی پہچان کرنے کی اجرت لینا جائز ہے؛ لیکن بینک کی پوری آمدنی بنیادی طور پر سودی آمدنی ہوتی ہے، اس لئے بینک سے اس طرح کی اجرت لینا جائز نہیں، آپ کے موجودہ کاروبار میں ہی اللہ برکت دے گا، اسی پر اکتفاء کرلیں۔(۲)

برائی کے مقابلہ کی ترغیب

معاشرہ میں کچھ ایسے مسائل بھی درپیش ہوتے ہیں کہ جن کا دفعیہ اجتماعی طور پر ممکن ہوتا ہے، مولانا ایسے مواقع پر اجتماعی طور پر دفعیہ کی ترغیب دیتے ہیں، ملاحظہ ہو:

اگر تمام لڑکی والے یہ طے کرلیں کہ وہ شادی میں ایسے مطالبات کو قبول نہیں کریں گے تو لڑکے والے خود جھکنے پر مجبور ہوجائیں گے اور یہ غیراسلامی اور غیرانسانی رسم ختم ہوسکے گی، یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسی رسم کو بڑھاوا دینے میں لڑکی والے بھی قصوروار ہیں، اس لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایسا سماجی ماحول بنایا جائے کہ لوگ لین دین کی شرط لگانے والوں کو لڑکی دینے ہی سے انکار کردیں(۳)

سوال کا دقت نظر سے مطالعہ

مولانا کا طرز عمل یہ ہے کہ ہر استفتاء کو دقت نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد ہی جواب

(۱) کتاب الفتاوی ۳/ ۳۹۵
(۲) کتاب الفتاوی ۵/ ۳۸۹
(۳) کتاب الفتاوی ۵/ ۳۲۸

تحریر فرماتے ہیں، ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا:

ڈائیورس کا لفظ انگریزی میں طلاق ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے، اس لئے اصول کے مطابق طلاق رجعی مشروط ہوئی، جیسا کہ فقہاء کرام نے رہا کروم کے الفاظ سے طلاق رجعی واقع کی ہے، ...... اب چوں کہ اس ٹیلی گرام کے آنے کے بعد لڑکی کو اس کے سسرال نہ بھیجا گیا، بلکہ دو سال کا عرصہ گذر چکا ہے، اس لئے یہ طلاق واقع ہوگئی، چوں کہ یہ طلاق رجعی ہے؛ اس لئے عدت کی تکمیل تک لوٹا لینے اور رجعت کرنے کی گنجائش تھی، عدت تین حیض ہوتی ہے، اگر اس عدت میں شوہر نے نہ لوٹایا ہوتو طلاق بائن ہوگئی، عورت اس کی بیوی نہ رہی اور اب رجعت کی گنجائش باقی نہیں رہی۔(۱)

نصوص نقل کرنے کا اہتمام

مولانا کا مزاج رہا ہے کہ جو مسائل نصوص پر مبنی ہیں ان میں مولانا نصوص کو نقل کرنے کا اہتمام خاص طور پر کرتے ہیں، جیسے مساجد میں غیر مسلم کی تولیت کے سلسلہ میں فرمایا:

جہاں تک غیر مسلم کی تولیت کا مسئلہ ہے تو قرآن نے اس کے نادرست ہونے کی صراحت کردی ہے ما کان للمشركين ان يعمروا مساجد الله شاهدين على انفسهم بالكفر (توبہ:۱۷)(۲)

زبان واسلوب

مولانا فتاوی میں اس بات کو پیش نظر رکھتے ہیں ہر کس و ناکس اس کو پڑھ سکے، ختنہ کے بعد نہلانے کے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا:

(۱) کتاب الفتاوی ۵/۸۳

(۲) کتاب الفتاوی ۴/ ۲۰۷

ختنہ کے بعد نہلانے کے لئے کوئی دن متعین کرنا حدیث میں نہیں آیا ہے، ایسا کوئی حکم شریعت میں درست نہیں، جب ضرورت محسوس ہو نہلایا جاسکتا ہے، اپنی طرف سے کوئی دن متعین کرنا شریعت کی روح کے خلاف ہے، اس سے اجتناب کریں۔(۱)

(۱) کتاب الفتاوی ۱۴۲/۶

فتاوی مظاہر علوم المعروف بہ فتاوی خلیلیہ

مولوی اشفاق احمد بریدار قاسمی

خالقِ کائنات ہر دور میں اپنے دین کی حفاظت وبقاء کے لئے ایسے افراد کو منتخب کرتا رہا ہے جنھوں نے اپنے علم وعمل اور زبان وقلم سے بتوفیقِ الٰہی دینِ اسلام کے قلعہ کی ہر چہار جانب سے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند حفاظت کی ہے، یوں تو سارے دینی خدمات ومناصب اہم، نازک اور عظیم ذمہ داری کے حامل ہیں، تاہم ان میں سب سے زیادہ وسیع و دقیق، نازک اور پیچیدہ کام جس کے لئے علم وذہانت، وسعت مطالعہ، صلاح وتقوی، امانت و دیانت ہی کافی نہیں؛ بلکہ اس فن سے گہری مناسبت، طبع سلیم، فہم مستقیم، اور فطرت صحیحہ کی نعمتِ خداد سے بہرہ ور ہونا اور قدیم وجدید علمی ذخیرہ سے اور اہل زمانہ کے عرف وطبائع نیز اپنے زمانہ کے مسائل ومعاملات کے تعلق سے گہری بصیرت کا ہونا بھی ضروری ہے، وہ قضاء وافتاء کا منصب ہے، ماضی قریب میں جن علماء کو اس نعمتِ عظمی سے وافر حصہ ملا اور جو "من یرد اللہ بہ خیرا یفقهه فی الدین" کے مصداق ہیں، ان میں فقیہ عصر، محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری مہاجر مدنیؒ ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

صاحب فتاوی کا تعارف

آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے: خلیل احمد بن مجید علی بن احمد علی بن قطب علی بن غلام محمد انصاری ایوبی۔(۱)

(۱) مقدمہ بذل المجہود ۱/ ۱۶ مکتبہ خلیلیہ

آپ کی ولادت اواخر صفر ۱۲۶۹ھ مطابق اواخر دسمبر ۱۸۵۲ء کو آپ کے ننھیال قصبۂ نانوتہ ضلع سہارنپور میں ہوئی، ظہیرالدین اور خلیل احمد دونام تجویز ہوئے، لیکن شہرت دوسرے نام کو ملی، آپ کی بسم اللہ خوانی آپ کے نانا حضرت مولانا مملوک علی صاحب نے کرائی، مختصر عرصہ میں قرآن مجید ختم کر کے اردو پڑھنا شروع کیا اور مونبیٹھ میں مختلف اساتذہ سے کافیہ تک کی تعلیم حاصل کی، محرم ۱۲۸۳ھ میں جب دارالعلوم دیوبند قائم ہوا تو دارالعلوم آ کر جماعت کافیہ میں شامل ہوگئے، جب رجب ۱۲۸۳ھ میں مظاہر علوم کا قیام عمل میں آیا تو وہاں تشریف لے گئے اور مختصر المعانی سے آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا، ۱۲۸۸ھ میں آپ نے درس نظامی کی تکمیل کی، آپ نے مختلف مدارس میں درسی خدمات انجام دیں ۱۳۱۴ھ میں حضرت گنگوہیؒ کے کہنے پر دوبارہ مظاہر علوم تشریف لائے اور صدرالمدرسین مقرر ہوئے، شوال ۱۳۳۵ھ میں ناظم اعلی اور ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ میں سرپرست منتخب ہوئے اور ۱۳۴۴ھ تک اسی منصب پر فائز رہے، شوال ۱۳۴۴ھ میں حج کے لئے تشریف لے گئے اور بعد ادائیگی حج ۱۲/محرم کو مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام (زادہا اللہ شرفا وعظما) تشریف لے گئے اور وہیں مقیم رہے، حتی کہ ۱۶/ ربیع الآخر ۱۳۴۶ھ بروز بدھ بعد عصر آپ کی روح اس دار فانی سے پرواز کرگئی، انا للہ وانا الیہ راجعون، آپ کی تدفین جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی ذی النورینؓ کے جوار میں ہوئی، آپؒ کو خلافت اور اجازتِ بیعت قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ سے عطاء ہوئی (۱)

فتاوی مظاہر علوم

فتاوی مظاہر علوم المعروف بہ فتاوی خلیلیہ ان علمی اور فقہی جواہر پاروں کا وقیع اور بیش قیمت مجموعہ ہے، جن کو آپؒ نے مدرسہ مظاہر علوم کے مسند ارشاد و ہدایت اور اس کے دارالافتاء سے بذات خود وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے یا اپنے خدام سے املاء کرائے تھے، اور یہ سب مدرسہ مظاہر علوم کے دارالافتاء اور شعبۂ نوادرات ومخطوطات میں محفوظ تھے، جن تک رسائی کی

(۱) مقدمۂ بذل ۱/۱۔۷ مقدمۂ کتاب ص:۹۔۵۸

کوئی صورت نہ تھی، لہٰذا بقیۃ السلف، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ وفقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ کی ہدایات وتوجہات پر حضرت مولانا سید محمد خالد صاحب استاذ جامعہ مظاہر علوم نے بڑی محنت ومشقت کے ساتھ ان منتشر جواہر پاروں کو یکجا کر دیا ہے۔

تسمیہ وترتیب سے متعلق تفصیل

مدرسہ کا نام ابتداءً ''مظہر علوم'' تھا، اسی مناسبت سے فتاوی کے جو رجسٹر مدرسہ میں محفوظ ہیں ان کا نام فتاوی مظہریہ رکھا گیا، اس کے بعد مدرسہ کا نام مظاہر علوم کر دیا گیا، یہ تعمیر مدرسہ کی تاریخ ہے، اور اس جلد اول میں چوں کہ صرف حضرت سہارنپوریؒ کے فتاوی کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے؛ اس لئے مدرسہ اور حضرت کے اسم مبارک کی جانب منسوب کرتے ہوئے اس کا مکمل نام فتاوی مظاہر علوم المعروف بہ فتاوی خلیلیہ تجویز کیا گیا، اس مجموعے کی ترتیب میں جن ضروری امور کا التزام کیا گیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ جو عبارات حضرت قدس سرہ نے بطور دلیل تحریر فرمائی ہیں، ان کی تصحیح اصل ماخذ سے ملا کر کر لی گئی۔

۲۔ جو عبارتیں دلائل میں پیش فرمائی ہیں اور ان کے حوالے تحریر نہیں فرمائے، ایسے تمام حوالہ جات حاشیہ پر مع قید صفحہ ومطبع لکھ دئے گئے، تاکہ مرا جعت میں دقت نہ ہو؛ لیکن اس موضوع پر جدید حوالہ جات کے ساتھ از سر نو کام کرنے کی ضرورت ہے۔

۳۔ جن جوابات پر حضرت نے دلیل اور عربی عبارات تحریر نہیں فرمائی اس کو حاشیہ میں لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۴۔ اس مجموعے کے تمام فتاوی بالخصوص وہ عربی اور حوالے جو مرتب نے لکھے ہیں، ان کو حرفاً حرفاً حضرت اقدس مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ کو سنایا گیا۔

۵۔ فہرست مضامین تفصیلی طور پر مرتب کر کے شامل کر دی گئی ہے۔

۶۔ اس مجموعہ میں حضرت اقدس سہارن پوریؒ کے رسائل ''کوے کی حلت وحرمت''،'' المهند على المفند ''اور''فتاوی مدح صحابہ'' کو بھی شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔(۱)

فتاوی کی مجموعی تعداد

اس مجموعہ کے تمام فتاوی کی کل تعداد مع مذکورہ بالا تین رسائل کے ۱۶۷ ہے، جن کو حضرت مولانا سید محمد خالد صاحب نے مرکزی وذیلی عناوین لگا کر فقہی ابواب پر ترتیب دیا ہے۔

رسائل کا تعارف

۱۔ رسالہ تحقیق مسئلہ حلت غراب ایک زمانے میں جب کوے کی حلت وحرمت کا چرچا ہوا اور حضرت گنگوہیؒ کا فتوی سامنے آیا تو مخالفین کی ایک جماعت نے سب وشتم واعتراضات کی بھر مار کر دی، اس وقت ہندوستان کے مشہور ومعروف علماء اور اکابرین کے فتاوی محض احقاقِ حق کی غرض سے جمع کر کے ''فصل الخطاب فی تحقیق مسئلۃ الغراب'' کے نام سے ایک رسالہ کی شکل میں شائع کرایا گیا تھا، ان میں سب سے مکمل ومدلل ومفصل جواب حضرت سہارنپوریؒ کا تھا، فتاوی کی مناسبت سے اس کو بھی شامل کتاب کر دیا گیا۔(۲)

۲۔ رسالۃ المہند علی المفند جب ۱۳۲۳ھ میں مولانا احمد رضا خاں صاحب نے علماء حق کی کتابوں سے متفرق جملوں کو توڑ جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنایا اور اس کو علماء دیوبند کی جانب منسوب کیا، پھر علماء حرمین میں سے تکفیر کا فتوی لے کر'' حسام الحرمین'' کے نام سے شائع کیا تھا، اس کے بعد خود علماء حرمین سے ایک عالم نے ۲۶/ سوالات عقائد سے متعلق قلم بند کر کے

---

(۱) فتاوی مظاہر علوم ص: ۸۰۶ وص: ۵۹، ۶۳

(۲) فتاوی مظاہر علوم ص: ۲۲۶

بغرض رفع اشتباہ حضرت سہارنپوریؒ کی خدمت میں ارسال فرمائے، جن کا حضرت سہارنپوریؒ نے جواب تحریر فرمایا، جو کہ عربی زبان میں " التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف بمھند" کے نام سے مشہور ہے، لہذا اس کو بھی عقائد کی مناسبت سے کتاب کا جزء بنادیا دیا گیا۔(۱)

۳۔ رسالۃ فتاوی در مدح صحابہ جس کو حضرتؒ نے تحریک مدح صحابہ کے دور میں حضرات خلفاء ثلاثہ کے تذکرہ اور اہل سنت والجماعۃ کے عقائد وشیعہ کے عقائد سے متعلق پانچ سوالات کے ضمن میں مکمل ومدلل تحریر فرمایا تھا۔(۲)

خصوصیات

اللہ جل جلالہ نے حضرت سہارنپوریؒ کو فقہ میں خاص ملکہ عطا فرمایا تھا، آپؒ حدیث پاک" من یر دالله به خیر ا یفقهه فی الدین " کا کھلا مصداق تھے، آپ کا ہر جواب شائستہ وشستہ اردو میں، مستفتی کے احوال کے مطابق کبھی مختصر اور کبھی مفصل نہایت مدلل و جامع ہوتا، آپ کے فتاوی کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی متقدمین فقہاء کے فتاوی ہیں، آپ کا طرز بالکل فقہی ہوتا ہے اور ہر مسئلہ کے متعلق سیر حاصل بحث کرتے ہیں، وہ تمام معرکۃ الآراء مسائل جن میں ہم عصر علماء سے اختلاف رائے اور تفصیلی ردوقدح کا تسلسل جاری رہا اور یکے بعد دیگرے جواب اور جواب الجواب لکھنے کی ضرورت پیش آئی، خصوصیت سے قابل ذکر اور لائق دید ہیں، جن سے حضرت کی شان تفقہ وبے نظیر ذہانت اور فتاوی نویسی میں مہارت کا اندازہ ہوگا، جب کسی پیچیدہ اور مشکل مسئلہ میں علماء آپ کی طرف رجوع کرتے اور محاکمہ کے لئے وہ مسائل آپ کے پاس بھیجے جاتے تو آپ کے جوابات کو تمام ہی ہم عصر علماء قاطعِ شکوک وشبہات تسلیم کرتے۔

حضرت سہارنپوریؒ ہر سوال کا مکمل جواب اور اس کے متعلق مفید شقوں کو بھی بیان

(۱) فتاوی مظاہر علوم ص: ۳۲۵

(۲) فتاوی مظاہر علوم مقدمہ ص: ۶۲ کتاب العقائد ص: ۴۷۔

کر دیا کرتے تھے، جس سے مستفتی کو تشفی ہو جاتی، مثلاً: یتیم کے مال سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہے یا نہیں؟ اس کا جواب حضرت مولانا سراج احمد صاحب بھاولپوریؒ نے اس طرح دیا:

> نابالغ کے مال پر زکوۃ فرض نہیں ہے کہ خود یتیم و نابالغ ادا کرے یا اس کی جانب سے کوئی منیجر ادا کرے۔ الخ

حضرت سہارنپوریؒ نے ان کے جواب کے متعلق فرمایا:

> عنایت فرمایم مولوی سراج احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جواب اس طرح لکھنا چاہئے: نابالغ کے مال پر زکوۃ نہیں، لیکن جب حد بلوغ کو پہنچ جائے تو زکوۃ واجب ہوگی، خواہ خود ادا کرے یا قیم جو سرکار کی طرف سے اس پر مقرر ہو اس کی اجازت سے ادا کرے، شرعا بلوغ: احتلام یا احبال تک ہے، ورنہ پندرہ سال کے اختتام پر اور قانوناً اکیس سال تک اور اعتبار شرعی بلوغ کا ہے نہ کہ قانونی (۱)

چند مسائل میں معاصر علماء سے اختلاف رائے

بعض مسائل میں حضرت سہارنپوریؒ کا اپنے وقت کے فقہاء سے اختلاف رائے رہا اور ایسے مواقع پر حضرت نے پوری دیانت داری وصفائی کے ساتھ اپنے موقف کا اظہار فرمایا، بسا اوقات یہ اختلاف رائے تنقیح مسئلہ کے اعتبار سے ہوتا اور بسا اوقات اپنے مشاہدہ وتجربہ کی بنیاد پر ہوتا۔

تنقیح مسئلہ کے اعتبار سے اختلاف رائے

ایک سوال کہ: شوہر گھر میں آیا اور بیوی (ہندہ) سے کہنے لگا تم ہمیشہ خاموش کیوں بیٹھی رہتی ہو، معلوم ہوتا ہے کہ تم طلاق چاہتی ہو؟ بیوی نے انکار کیا؛ لیکن شوہر نے کہا: اگر تم چاہتی ہو تو لو طلاق طلاق طلاق بیوی نے پوچھا: طلاق دی؟ جواب دیا: ہاں دی!

(۱) فتاوی مظاہر علوم ص: ۵۹

اس کا جواب دارالعلوم دیوبند سے یہ آیا:

> اس صورت میں ہندہ پر تین طلاق واقع ہوں گی؟ اور ہندہ مطلقہ بائنہ مغلظہ ہوگی۔

حضرت سہارنپوریؒ اس کا جواب یوں دیا:

> صورت مذکورہ کے الفاظ اگر تم چاہتی ہو تو طلاق طلاق طلاق تو طلاق معلق ہے جو کہ ہندہ کے چاہنے پر موقوف ہے، اور شوہر کا یہ کہنا کہ ہاں دی: حکایت اسی طلاق معلق کی ہے، کوئی دوسری جدا طلاق نہیں اور سوال سے ظاہر ہے کہ ہندہ طلاق نہیں چاہتی تھی، لہذا طلاق واقع نہیں ہوئی۔(۱)

اختلاف رائے تجربہ و مشاہدہ کی بنیاد پر

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ ایک مفتی کے نزدیک مشاہدہ اور تجربہ کی وجہ سے ایک حکم رکھتا ہے اور دوسرے مفتی کے مشاہدہ اور تجربہ کی بناء پر علحدہ حکم رکھتا ہے، حضرت سہارنپوریؒ کا اپنے معاصر ارباب افتاء سے ایسا اختلاف بھی رہا ہے، چناں چہ یہ تحقیق کہ صابن میں استعمال کردہ چربی صابن بننے کے بعد تبدیلِ ماہیت کا حکم رکھتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ و دیگر علماء کی رائے یہ ہے کہ صابون خواہ کسی بھی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے صابون بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے، کیوں کہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی چربی اور وہ روغن روغن نہ رہا، حضرت سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:

> دوسری دلیل یعنی انقلاب حقیقت و استحالہ عین ہو جانا، بندۂ ناچیز کو اس میں سخت تردد ہے...... کیوں کہ صابن کے اندر دہن کا بقا ایسا ظاہر ہے کہ اس میں کسی کو تردد نہیں ہوسکتا۔(۲)

---

(۱) فتاوی مظاہر علوم ص: ۱۱۷

(۲) فتاوی مظاہر علوم ص: ۱۱

حضرت سہارنپوریؒ کا محاکمہ بین العلماء

بعض مرتبہ علماء کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا اور کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوتا تو وہ حضرت سہارنپوریؒ کو فیصل تجویز کر کے اختلاف ان کی خدمت میں ارسال کرتے اور آپ کا جو بھی فیصلہ ہوتا اس کو قبول کرتے، ایک مسئلہ کے متعلق حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں کہ میرا ایک دوست سے اس مسئلہ میں اختلاف ہوا کہ پشت کی جانب سے فوٹو لینے میں جس میں چہرہ نہ آوے گنجائش ہے یا نہیں؟ جانبین سے مکاتبت کا سلسلہ چلتا رہا، آخر میں احقر نے اس دوست کو مولانا خلیل احمد صاحبؒ کے فیصلہ پر راضی کر کے تحقیق مسئلہ کی درخواست کی، مولانا نے خوشی سے قبول فرما کر مسئلہ کا فیصلہ کر دیا، چناں چہ ہم دونوں نے قبول کر لیا اور وہ فیصلہ یہ ہے:

> الجواب حامدا ومصلیا: بندۂ ناچیز باعتبار اپنے علم وفہم کے اس قابل نہیں ہے کہ علماء اعلام کے اختلاف کا فیصلہ کر سکے، مگر امتثالاً للامر الشریف اس مسئلہ میں جو کچھ خیال میں آیا وہ عرض کرتا ہے ......
> معلوم ہوتا ہے کہ بعض فقہاء نے ایسے جزو کا حکم مثل کل کے قرار دیا ہے اور ذی روح قرار دے کر اس کو منع کیا ہے، اور بعض نے اس کو غیر ذی روح قرار دیا ہے اور جائز فرمایا ہے، بندہ کے نزدیک ایسے اختلاف کی صورت میں اس اختلاف کو نزاع لفظی پر محمول کیا جائے، اور حرمت کا محمل عام اس کو قرار دیا جائے کہ جب قصداً کسی ذی روح اختلاف کی صورت میں اس اختلاف کو نزاعِ لفظی پر محمول کیا جائے اور حرمت کا محمل عام اس کو قرار دیا جائے کہ جب قصداً کسی ذی روح کی تصویر پشت کی جانب سے لی تو بروئے اطلاق روایات ناجائز ہو، اور جب کہ تصویر کا لینا مقصود نہ ہو، مثلاً کسی مکان یا جنگل یا پہاڑ کی تصویر لینی مقصود ہے اور پشت کی جانب سے کسی

انسان کی تصویر آ گئی یا اس قدر صغیر ہے کہ جو قریب سے بھی بہ
دشواری فہم میں آتی ہے گو یا کہ مقدار طیر سے بھی کم ہے تو ایسی
صورت میں جائز کہہ دیا جائے تو بظاہر کچھ مضائقہ نہیں۔(۱)

حضرت گنگوہیؒ سے رجوع کرنا

حضرت سہارنپوریؒ کو کسی مسئلہ میں دشواری پیش آتی تو حضرت گنگوہی سے رجوع کرتے؛ لیکن حضرت گنگوہیؒ کے فتاوی میں بھی اپنے شرح صدر پر فیصلہ فرماتے اور اگر موافقت ومخالفت کی کسی جانب میں بھی شرح صدر نہ ہوتا تو پھر حضرت گنگوہیؒ کی موافقت کرتے، چنانچہ لبن میتہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

لبن میتہ میں بندۂ ناچیز کو یہ شبہ پیدا ہوا تھا کہ جب میتہ بجمیع اجزائھا نجس ہے تو اس کا دودھ بوجہ اتصال محل نجس، جو کہ ظرف ہے، کیوں نجس نہیں ہوا، یہ مسلم کہ شرعی قاعدہ ہے، ما لا یحلہ الحیاۃ لا یحلہ الموت تو دودھ میں چوں کہ موت نے حلول نہیں کیا حیات نے بھی اس میں حلول نہیں کیا تھا، لہذا وہ بحکم میتہ نہ ہوا، پس اگر چہ بوجہ میتہ نہ ہونے کے اس کا استعمال حرام نہ ہوتا؛ لیکن بوجہ نجس ہونے کے اس کا شرب حرام ہوتا۔ بندہ نے یہ شبہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں پیش کیا تھا، حضرت نے غور وفکر کے بعد اس کا یہ جواب مرحمت فرمایا کہ: چوں کہ یہ ظرف عصبانی (پٹھے والا وہ عضو ہے جسے فقہاء نے پاک عضو کے حکم میں رکھا ہے) ہے؛ لہذا وہ ناپاک نہیں ہوا۔(۲)

غیر معمول بہا فتاوی

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ مفتی زمانہ وعرف کو سامنے رکھ کر ایک مسئلہ کا حکم بیان کرتا ہے،

(۱) فتاوی مظاہر علوم مع حاشیہ ص: ۲۴۷

(۲) فتاوی مظاہر علوم ص: ۲

لیکن عرف زمانہ کے بدل جانے کی وجہ سے اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے، اس قسم کے چند فتاوی اس مجموعہ میں موجود ہیں، چناں چہ نوٹ سے زکوۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> زکوۃ میں اگر نوٹ دیا جائے تو جس فقیر کو نوٹ دیا گیا ہے جب وہ نقد روپیہ یا کوئی اور مال یعنی منفعتِ متقومہ حاصل کر لے تو زکوۃ ادا ہوگی، محض نوٹ دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔(۱)

تنبیہ

یہ اس زمانہ کی بات ہے جب نوٹوں کو نقدین کی حیثیت حاصل نہ تھی، آج کل نوٹ کی حیثیت عرفاً ثمن کی ہوگئی ہے؛ یا اس لئے اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی خواہ مال خریدے یا نہ خریدے،

جدید مسائل

اس مجموعہ میں اپنے عہد کا اکا دکا جدید مسائل بھی مذکور ہیں، مثلا: بینک کے لئے مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟ فرماتے ہیں:

> دفتر بینک کے لئے مکان کرایہ پر دینا بظاہر جائز معلوم ہوتا ہے۔(۲)

خلاصہ

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ فتاوی مظاہر علوم کا مطالعہ ذہن میں کشادگی، نظر میں وسعت اور مطالعہ کرنے کا صحیح رخ پیدا کرتا ہے، لہذا فقہ و فتاوی سے منسلک حضرات کو ایک مرتبہ اس کتاب کا مطالعہ کر لینا چاہئے، فقط، تقبله الله من المصنف و جزاه عنا وعن سائر المسلمين وصلى الله على النبى الكريم والحمد لله رب العالمين .

---

(۱) فتاوی مظاہر علوم ص: ۵۶

(۲) فتاوی مظاہر علوم ص: ۱۷۸

امدادالاحکام

مولوی محمد رحمت اللہ قاسمی

علومِ اسلامیہ میں سب سے زیادہ دقیق اور نازک علمِ علم فقہ ہے، جوقرآن وحدیث کے احکام کا نچوڑ اور خلاصہ ہے، علم فقہ میں بھی فتوی نویسی کی خدمت نہایت اہمیت کی حامل ہے، فقہاء کرام نے اپنی زندگیوں کواس میں لگا کر مسائل کی تخریج کی، اورراتوں میں اپنے آپ کوشمع کی طرح پگھلا کرلوگوں کے مسائل کوحل کیا، بعدازاں ان مسائل اور فتاوی کو یکجا کر کے کتابی شکل دی گئی، تا کہ ان کی یہ محنت اگلی نسل تک بھی پہونچ جائے، نیز آنے والے لوگوں کے لئے تخریج مسائل میں آسانی کی راہ قائم ہو، امدادالاحکام بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

کتاب کا اجمالی تعارف

یہ کتاب چار جلدوں اور ۲۱۷۱ فتاوی پر مشتمل ہے، جو درحقیقت حضرت تھانویؒ کی امدادالفتاوی کا تکملہ ہے، حضرت تھانویؒ ہی کے زیر نگرانی محدث العصر حضرت مولانا ظفر احمد تھانویؒ اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؒ نے یہ فتاوی جاری کئے تھے، ۱۶۷۰ فتاوی، اول الذکر اور ۵۰۱ فتاوی ثانی الذکر شخصیت کے ہیں، اس کتاب کی پہلی اشاعت صفر ۱۴۰۰ھ کو مکتبہ دارالعلوم کراچی پاکستان سے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب کی راست نگرانی میں مبوب ومرتب انداز میں ہوئی، اور ہندوستان میں چند سال قبل زکریا بکڈپو دیوبند نے بھی اس کتاب کو شائع کیا ہے۔(۱)

(۱) مقدمہ امداداالاحکام مکتبہ زکریا

مولانا ظفر احمد عثمانی کا تعارف

آپ کی ولادت ۱۳/ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ کو دیو بند ضلع سہارنپور کے عثمانی خاندان میں ہوئی، تین سال کی عمر ہی میں آپ یتیم ہوگئے، درسیات کی تکمیل کے لئے پہلے دارالعلوم دیوبند پھر تھانہ بھون آئے ، بالآخر ۱۳۲٦ھ میں مدرسہ جامع العلوم کانپور سے دورۂ حدیث سے فراغت حاصل کی ، ۱۳۲۸ھ میں مدرسہ مظاہر علوم سے دوبارہ سند فراغت حاصل کی ، اگلے ہی سال ۱۳۲۹ھ میں مدرسہ مظاہر علوم کی تدریسی خدمات آپ کے سپرد کی گئیں، پھر ۱۳۳۹ھ میں دوسرے حج سے واپسی کے بعد مولانا کا مستقل قیام تھانہ بھون کی خانقاہ ومدرسہ امداد العلوم میں ہوگیا، یہاں پرآپ کو حضرت تھانویؒ نے تدریس اور تصنیف وتالیف کے علاوہ فتوی نویسی کا شعبہ بھی سپرد فرمایا؛ آپ حضرت حکیم الامت کی نگرانی میں تمام علمی خدمات انجام دیتے رہے، ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ کو پاکستان میں آپ دارفانی سے کوچ فرما گئے ۔(۱)

آپ کی تصانیف

آپ کی بہت ساری تصنیفات ہیں، لیکن آپ کی تین تصنیفات اس صدی کے عظیم کارناموں میں شمار ہوتی ہیں:

۱۔ علم حدیث میں آپ کی گراں قدر تصنیف ''اعلاء السنن''
۲۔ تفسیر میں آپ کی لاجواب تصنیف ''احکام القرآن''
۳۔ علم فقہ میں آپ کا علمی کارنامہ ''امداد الاحکام'' (۲)

مولانا عبدالکریم صاحب کے احوال

آپؒ کی ولادت ۱۵/ محرم ۱۳۱۵ھ میں ہوئی ،آپ کا وطن ضلع کرنال کی تحصیل کا مشہور قصبہ ''گمتھلہ گڈھو'' تھا، آپ کے والد حکیم محمد غوث صاحب دہلی کے مشہور حکیم

---

(۱) مقدمہ امداد الاحکام

(۲) مقدمہ امداد الاحکام

تھے ، آپ مدرسہ مظاہرعلوم میں داخل ہوکر شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کی سرپرستی میں درسِ نظامی کی باقاعدہ تحصیل شروع فرمائی اور درسِ نظامی کا کچھ حصہ خانقاہ تھانہ بھون کے بزرگارن سے بھی پڑھا، تحصیل علم سے فراغت کے بعد حضرت سہارنپوریؒ کے ایماء پر موضع اجراڑہ ضلع میرٹھ کے ایک مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، بعدازاں تھانہ بھون میں حضرت تھانویؒ کی رہنمائی میں تدریس، تالیف اور تبلیغ وفتوی کی خدمات انجام دیتے رہے، تقریبا۲۵/سال اسی خانقاہ سے تعلق رہا، حضرت تھانویؒ کی طرف سے آپؒ مجازصحبت ہیں، الحیلۃ الناجزۃ کی ترتیب میں آپ کی نمایاں خدمات شامل رہی ہیں؛ ۹/رجب ۱۳۶۸ھ م ۱۹۴۹ء میں ''سرگودھا'' کے علاقہ میں وفات ہوئی۔(۱)

کتاب کی خصوصیات

اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کوحضرت تھانویؒ کی تالیف کا درجہ حاصل ہے، اس میں بہت سے فتاوی پر حضرت حکیم الامت کی تصدیقی دستخط ہیں اور جن پرتصدیقی دستخط نہیں وہ بھی اکثر آپ کے زبانی مشورہ سے لکھے گئے ہیں اور جن فتاوی میں مشورے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، ان کی صحت پر بھی آپ کوتقریباً ایسا ہی اعتماد تھا جیسے اپنے لکھے ہوئے فتاوی پر اعتماد تھا۔(۲)

دلائل کا التزام

اس کتاب میں دلائل کی تفصیل زیادہ ہے، بعض فتاوی تو مستقل رسالوں کی شکل اختیار کر گئے ہیں، چنانچہ جوفتاوی رسائل کی شکل اختیار کر گئے ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ رسالہ قطع الحاج فی بعض الطلاق والخلع ()

---

(۱) مقدمہ امدادالاحکام

(۲) تمہید امدادالاحکام ۱/۱۱۱

() امدادالاحکام ۴/۲۵

۲۔ رسالہ رفع التشکیک فی دفع الزکوۃ بالتملیک (۱)

۳۔ رسالہ خیر الارشاد فی العدل بین الاولاد (۲)

۴۔ رسالہ نہایۃ الادراک فی اقسام الاشراک (۳)

محدثانہ شان کے مظاہرے ونمونے

حضرت والا چوں کہ علمِ حدیث میں یگانۂ روزگار تھے، اس لئے جہاں کسی نے کسی حدیث کی زبان میں گفتگو یا معارضہ کیا، حضرت نے اسی انداز سے مسکت جواب عنایت فرمایا؛ چناں چہ کسی نے سوال کیا تھا کہ خلع کی عدت کتنی ہے، تین حیض ہے یا ایک حیض، زید کہتا ہے کہ خلع کی عدت ایک حیض ہے؛ نیل الاوطار ص: ۲:۱۷۲و۱۷۳ کا حوالہ دیا ہے۔ جواب میں تحریر فرمایا:

> خلع کی عدت طلاق کی طرح تین حیض ہے، جس کی دلیل موطا مالک کی روایت ہے، مالك عن نافع ان ربيعة بنت معوذ بن عفراء جاء ت هی وعمتها الی عبدالله بن عمر فاخبرته انها اختلعت من زوجها فی زمن عثمان فبلغ ذلك عثمان بن عفان فلم ينكره قال عبدالله بن عمر عدتها عدة المطلقة ص:۲۱۵، اور جن لوگوں نے خلع کی مدت ایک حیض بتائی ہے، وہ ابن ماجہ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں، مگر اس کی سند ضعیف ہے؛ اس میں ایک راوی ضعیف ہے۔ (۴)

(۱) امداد الاحکام ۳/۵۵۰

(۲) امداد الاحکام ۱/۱۱۸

(۳) امداد الاحکام ۴/۴۶۰

(۴) امداد الاحکام ۴/۳۹۵

اسی طرح حضرت والا نے رفع یدین، رکعات تراویح، تشہد میں انگلی اٹھانے اور قنوتِ وتر میں ہاتھ اٹھانے کے مسائل پر اپنی محدثانہ حیثیت سے زبردست سیر حاصل بحث فرمائی، ان مباحث کو متعلقہ ابواب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

فتوی دینے میں حزم واحتیاط

حضرت والا فتوی اس وقت صادر فرماتے جب آپ کو شرح صدر و مکمل اطمینان ہو، ورنہ دیگر اہل علم کے فتاوی پر عمل کرنے کا مشورہ دیتے، چناں چہ ایک دفعہ کسی نے سوال کیا کہ جب میں تھانہ بھون حاضر ہوا تھا تو مسجد میں جو ہدایات معتکف کے لئے تحریر تھیں، اس میں تحریر کیا تھا کہ ریح خارج کرنے کے لئے مسجد سے باہر جانا چاہئے؛ دیوبند کے ایک مفتی صاحب سے دریافت کرنے پر انہوں نے تحریر فرمایا:

اخراج ریح کے لئے معتکف کو مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے......

حضرت والا کا فیصلہ کیا ہے؟ علامہ عثمانیؒ نے جواب میں فرمایا:

علماء دیوبند وسہارنپور سب کا وہی خیال ہے جو مفتی صاحب نے تحریر فرمایا، مگر میں ایک جزئیہ کی بناء پر مسجد میں اخراج ریح کی اجازت معتکف اور غیر معتکف کسی کے لئے نہیں سمجھتا، لیکن مجھے بھی اس مسئلہ میں تردد ہو گیا ہے؛ تحقیق کر رہا ہوں، اس لئے احوط یہی ہے کہ مفتی صاحب کے قول پر عمل کیا جائے۔(۱)

احتیاط پر فتوی

صورت مسئلہ کی تعیین میں جب علماء کے دو نقطۂ نظر ہوں، تو حضرت اس نظریہ کو اختیار کر کے فتوی دیتے، جو احتیاط وتقوی پر مبنی ہو، جیسے ہندوستان کی زمینوں پر کیا عشر واجب ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:

روایات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دار الحرب میں عشر واجب نہیں،

(۱) امداد الاحکام ۳/۱۴۶

> لیکن اس ملک کے دار الحرب ہونے میں علماء کا اختلاف ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ عشر دیا جائے۔(۱)

متبادل کی رہنمائی

حضرتؒ نے بہت سارے مقامات پر شرعی مسئلہ بیان کرنے کے بعد سائل کو درپیش مشکل کا حل اور اس سے نکلنے کی جائز راہ بھی بتائی ہے، چناں چہ ایک پیچیدہ مسئلہ یہ آیا تھا کہ:

> موجودہ زمانہ میں شوہر عورتوں پر بہت ظلم کرتے ہیں، اور طلاق بھی نہیں دیتے، ایسی صورت میں عورت کیا کرے؟ جواب میں تحریر فرمایا:
>
> صورت مسئولہ میں عورتوں کی اس مصیبت کا سہل علاج یہ ہے کہ عورت بوقت نکاح (یا اس کا وکیل یا قاضی نکاح خواں) مرد ناکح سے یوں کہے کہ میں نے آپ کو (یا قاضی کہے: میں نے مسماۃ فلاں بنت فلاں کو) تیرے نکاح میں اس شرط پر دیدیا کہ معاملہ کا اختیار مسماۃ فلاں کے ہاتھ میں ہوگا، وہ جس وقت چاہے گی، اپنے آپ کو طلاق دے لے گی، اس کے جواب میں مرد ناکح یوں کہے گا؛ میں نے قبول کیا، تو معاملہ اس عورت کے اختیار میں ہوگا، جب اپنے اوپر مصیبت دیکھے گی، خود طلاقِ بائن دے کر شوہر سے علحدہ ہو جائے گی۔(۲)

اھون البلیتین کا اختیار کرنا

حضرت سے دریافت کیا گیا کہ بدعتی اور غیر مقلد کی اقتداء کا حکم بیان کریں اور ان میں کون اور کس کی اقتداء بہتر ہے؟ جواب میں فرمایا:

---

(۱) فتاوی امداد الاحکام ۳/ ۳۸

(۲) امداد الاحکام ۴/ ۶۵

بدرجہ مجبوری بدعتیوں کی اقتداء کریں ، کیونکہ وہ لوگ نماز، وضوء، پاکی، ناپاکی کے مسائل میں امام ابوحنیفہ کے مذہب پر عمل کرتے ہیں تو حنفیوں کی نماز اپنے مذہب کے موافق صحیح ہو جائے گی ، اور غیر مقلد وضوء، غسل، پاکی اور ناپاکی کے مسائل میں امام ابوحنیفہ کے مذہب کی مخالفت کرتے ہیں ،ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہوگی ؛ کیوں کہ منی ان کے یہاں پاک ہے، غسل جنابت میں کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا ،ان کے یہاں ضروری نہیں ہے، خون ، پیپ ، قے وغیرہ سے ان کا وضونہیں ٹوٹتا ،ایسی حالت میں ان کے وضواور پاکی کا کیا اعتبار ہوگا۔(۱)

بیان حکم کے ساتھ مشورہ ونصیحت

بعض جگہ حضرتؒ نے مستفتی کوفتوی کے علاوہ زائد بات بھی ، جومستفتی کو مفید ہو ''تنبیہ'' وغیرہ کے عنوان سے بیان کیا ہے، جیسے مہر کا روپیہ عورت کس کام میں لاسکتی ہے؟ جواب میں تحریر فرمایا:

اس عورت کو پورا اختیار ہے کہ وہ اس کو کسی بھی کام میں لاسکتی ہے۔
تنبیہ: لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ اس روپیہ سے حج کرے اگر وہ کرسکتی ہو ،اس رقم سے۔(۲)

اپنے عہد کے جدید مسائل

حضرتؒ نے اپنے دور کے جدید مسائل پر بھی بحث کی ہے اوران کو اپنے فتاوی میں شامل کیا ہے، جیسے کسی نے پوچھا تھا کہ کمپنی اوراس کے شیرز پر بھی زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ جواب دیا:

---

(۱) امداد الاحکام ۲/۱۵۱

(۲) امداد الاحکام ۳/۳۷۴

ریلوے کمپنی وغیرہ کو جو روپیہ دیا جاتا ہے اوراس سے جو حصص خریدے جاتے ہیں، بظاہراس کی حقیقت یہ ہے کہ کمپنی روپیہ کواپنے کام میں لگالیتی ہے ،اس صورت میں دوہزار کی رقم جو سائل نے ریلوے کمپنی وغیرہ کو دی ہے،اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی ،اوراس کے منافع پر بھی زکوۃ واجب ہوگی ۔(۱)

ایسے ہی اس عہد کے ذرائع ترسیل ومواصلات کے ذریعہ رویتِ ہلال کی خبر معتبر ہوگی یانہیں؟ منی آ ڈر کے ذریعہ زکوۃ ادا ہوتی یانہیں،اس قسم کے جدید مسائل بھی مذکور ہیں۔

نقشہ کے ذریعہ تفہیم

اس کتاب میں سمت قبلہ کو اور الگ الگ راستوں سے سفر کرنے کی صورت میں مسافت سفر پائے جانے اور نہ پائے جانے سے متعلق فتاوی کو باقاعدہ نقشہ اور محلوں کا خاکہ ڈال کر سمجھایا گیا ہے۔(۲)

غیر معمول بہا مسائل

مصنفؒ نے تمام فتاوی میں جمہور کی رائے کے مطابق فتوی دیا ہےاوراپنے زمانہ کا لحاظ کیا ہے،لیکن بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں جو احوال کے بدلنے سے بدل جاتے ہیں، انہی میں سے ایک مسئلہ نوٹ کے ذریعہ زکوۃ ادا کرنے کا ہے، اس میں مصنفؒ نے اپنے زمانے کے موافق فتوی دیا ہے کہ اس سے زکوۃ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی ، جب تک کہ وہ شخص جس کو زکوۃ میں نوٹ دئے گئے ہیں، وہ اس نوٹ کے ذریعہ سامان نہ خریدے ۔(۳) لیکن نوٹ آج کل ثمن عرفی کی حیثیت اختیار کر چکی ہے ؛ اس لئے سامان نہ بھی خریدے تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

(۱)امداد الاحکام ۳/ ۹۷ مکتبہ زکریا بکڈپو دیوبند

(۲)امداد الاحکام ۲/ ۳۳۰

(۳)امداد الاحکام ۳/ ۱۳

مسلکِ غیر پر فتوی

فسخ وتفریق کے وہ مسائل جن پر علماء کرام نے متفقہ طور پر مالکیہ کے مسائل کو اختیار کیا ہے، اس کے کچھ حصے اس کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں، حضرت تھانویؒ کی الحیلۃ الناجزہ اس سلسلہ میں دستاویزی حیثیت رکھتی ہے، اس سے ہٹ کر حضرت والا نے تنہاء اپنی رائے سے مسلکِ غیر پر فتوی نہیں دیا، بلکہ اگر کوئی حضرت سے شافعی مسلک کے مطابق فتوی طلب کرتا، تو حضرت صاف انکار فرما دیتے کہ: ''ہم فتوی مذہب شافعی پر نہیں دے سکتے'' (۱)

(۱) امداد الاحکام ۹۴/۴

نظام الفتاوی

مولوی محمد خواجہ عارف خاں قاسمی

فتاوی کا یہ عظیم مجموعہ حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین بن محمد رفیع الدین (ولادت ماہ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مطابق ماہ نومبر ۱۹۱۰ء بمقام اوندر ضلع اعظم گڈھ، وفات ۲۱/ ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ) کا ہے، آپ علیہ الرحمہ کی ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے مدارس میں ہوئی، پھر مبارکپور کے مدرسہ احیاء العلوم میں ۱۳۴۲ھ میں داخلہ لیا اور وہاں حضرت شاہ وصی اللہ صاحب خلیفہ حضرت تھانوی اور دیگر ولی صفت اساتذہ کی خدمت ونگرانی میں رہ کر علمی استفادہ کیا اور ۱۳۵۲ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت ہوئی، فراغت کے بعد تقریبا ۳۳/ سال تک مختلف مدارس میں درس وتدریس فرمانے کے بعد اپنے شیخ شاہ وصی اللہ صاحب کے حکم سے ۱۳۸۵ھ میں دارالعلوم دیوبند تشریف لائے، ۳۵/ سال تک دارالافتاء کے مسندِ صدارت پر فائز رہے، آپ علیہ الرحمہ نے مجموعی طور پر اپنی زندگی کے ۶۸/ سال فقہی ودینی خدمات میں گذارے۔ حضرت مفتی صاحب کو حضرت شاہ وصی اللہ صاحب سے اجازتِ بیعت وتلقین بھی حاصل تھی، حضرت کی تالیفات میں نظام الفتاوی کے علاوہ ''انوار السنۃ لرواد الجنۃ المعروف بہ فتح الرحمٰن فی اثبات مذہب النعمان'' (تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ) کی تبییض کا کارنامہ بہت اہم اور قابل قدر ہے۔(۱)

نظام الفتاوی کی ترتیب

نظام الفتاوی کی ترتیب عام فقہی ترتیب سے ہٹ کر ہے، مرتب اور ناشر نے مل کر یہ

---

(۱) منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۱۵، ۱۸ مطبع بھارت آفسیٹ دہلی اسلامک فقہ اکیڈمی

کوشش کی ہے کہ اولا وہ مسائل سامنے آجائیں جو عوام الناس کو عام طور پر پیش آتے ہیں چنانچہ جلد اول میں کتاب الایمان والعقائد، جلد ثانی میں کتاب الطلاق، جلد ثالث میں کتاب النکاح، جلد رابع میں کتاب الوقف اور جلد خامس وسادس میں کتاب الصلوۃ کو رکھا گیا۔ نظام الفتاوی کی ہر جلد میں دو جز ہیں اور ہر جز دوسو چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔(۱)

ترتیب وتبویب کا کام حضرت مولانا عیاض صاحب قاسمی نے انجام دیا جو حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ ہی کے علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت کی خدمت میں رہ کر تقریباً چار سال تک استفادہ کا بھی آپ کو موقع ملا ہے، جس کی وجہ سے حضرت کی تحریرات سے آپ کو خاص مناسبت بھی ہے، حضرت مفتی صاحب کی وفات کے بعد صاحبزادگان خصوصا ماسٹر حسام الدین صاحب اور دیگر مخلصین کی جانب سے موصوف پر اصرار ہوا تو آپ نے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے دو ہزار چار سو اکاسی فتاوی پر مشتمل یہ مجموعہ تیار فرمایا۔

یوں تو حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے ۳۵/ سالہ دار العلوم کے قیام کے زمانہ میں ہزارہا فتاوی دیئے ہیں، جو تقریباً ایک سو بیس رجسٹروں میں محفوظ ہیں، ان میں سے صرف ۲۰/ رجسٹروں کے فتاوی پر ترتیب وتبویب کا کام ہوا ہے۔

امتیازات وخصوصیات

حضرت والا کے فتاوی شانِ تفقہ واجتہاد کے حامل حکمت وبصیرت سے معمور اور امت کے لئے یسر وسہولت بہم پہنچانے سے لبریز ہوتے ہیں، حضرت والا کے فتاوی میں نہ ایسا توسع پایا جاتا ہے کہ آدمی کی دینی فکر کو نقصان ہو جائے اور نہ ہی ایسی تنگی پائی جاتی ہے کہ آدمی فقہ وفتاوی سے بدظن ہو جائے، اعتدال اور روحِ شریعت حضرت والاؒ کے فتاوی میں جا بجا نظر آتی ہے، ذیل میں چند خصوصیات کو قلم بند کیا جاتا ہے۔

اصول وکلیات پر عبور

حضرت والا کے یہاں وسعتِ معلومات اور فقہی جزئیات کے مقابلے اصول وکلیات

(۱) نظام الفتاوی ۱/ ۱۶ تا ۱۸

پر عبور زیادہ نظر آتا ہے، دارالعلوم دیوبند کے علمی و روحانی ماحول میں رہ کر فتاوی نویسی کے مستقل مشغلہ سے آپ کے قلم میں بہت زیادہ نکھار اور گہرائی و گیرائی پیدا ہوگئی، آپ اکثر اصول اور ضابطہ بیان کر کے اس کے تحت مسئلہ کو حل کر دیا کرتے ہیں، بعض دفعہ تو جواب کی ابتداء ہی دلیل اور ضابطہ کلیہ سے کرتے ہیں۔(۱)

اسلوبِ فتاوی نویسی

مختصر انداز میں فتاوی دینے کے علاوہ بعض مسائل کے جوابات آپ تفصیل سے بھی دیتے ہیں، جو تقریباً بیس بیس صفحات پر مشتمل ہیں، آپ رحمہ اللہ جواب دینے میں مسئلہ کی ہر شق کو الگ الگ بھی بیان کرتے ہیں؛ جس کی بناء پر دیکھنے والے کی نظر کے سامنے مسئلہ کے تمام پہلو آجاتے ہیں، مثال کے طور پر یہ سوال کہ ایک شخص نے اپنی ماں کے کہنے پر اپنی بیوی کو جو ماموں کی لڑکی ہی تھی، ماموں کے سامنے اس طرح طلاق دی ''فلاں کی لڑکی کو فلاں نام والی کو میں نے طلاق دی'' اب گھر کے لوگ اس لڑکی کو جائز طریقہ سے لانا چاہتے ہیں اور یہ طلاق ہوئی یا نہیں؟ اس کے جواب میں مفتی صاحب فرماتے ہیں:

> صورتِ مسئولہ میں اگر ایک ہی مرتبہ یہ لفظ کہا تھا (میں نے طلاق دی) یعنی ایک ہی طلاق دی ہے جب تو عدت (تین حیض آجائے اگر حاملہ نہ ہو ورنہ وضع حمل) ختم ہونے سے قبل رجعت کرسکتا ہے اور طلاق واپس لے سکتا ہے اور اگر عدت ختم ہو جائے رجعت کئے بغیر تو نکاح سے عورت نکل گئی، اب اگر رضا مندی سے تعلقِ ازدواجی رکھنا چاہتے ہیں تو حلالہ کے بغیر جدید نکاح پڑھا کر تعلقِ زوجیت قائم کرسکتے ہیں، یہی حکم دومرتبہ میں نے طلاق دی کہنے کا ہے اور تین مرتبہ یہ الفاظ میں نے طلاق دی کہہ دیا تھا تو حرمتِ مغلظہ ہوگئی، خواہ عدت گذری ہو یا نہ گذری ہو، اب حلالہ کے بغیر شوہر

(۱) نظام الفتاوی ۱/۱۷

> تعلقِ زوجیت قائم نہیں کرسکتا چاہے طلاق کسی کے کہنے سے دے یا اپنی مرضی سے دے اور حلالہ یہ ہے کہ اس طلاق کی عدت ختم ہونے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کر کے اس سے ہم بستر ہو اور پھر شوہر ثانی طلاق دے یا کسی طرح تفریقِ شرعی واقع ہوجائے یا وہ مرجائے تو پھر عورت عدت گذار کر شوہر اول سے نکاح کرے۔(۱)

متبادل کی رہنمائی

حضرت مفتی صاحبؒ کے فتاوی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ دینی ودنیوی معاملات میں جہاں کہیں پر کسی مسئلہ کے تعلق سے حرام وناجائز کا حکم صادر فرماتے ہیں وہیں پر جہاں تک ہوسکتا ہے ''بشرا ولاتنفرا یسرا ولا تعسرا'' کے مطابق جائز حیلہ وطریقہ بھی بیان کرتے ہیں، اسی بناء پر الدین یسر کہنا بالکل صحیح اور مبنی برحقیقت ہے۔(۲)

فتاوی میں نقل دلائل کا اہتمام

مفتی اگر چہ مستفتی کے مطالبہ کے بغیر دلائل کو نقل کرنے کا پابند نہیں ہوتا، اس کے باوجود مفتی صاحبؒ نے دلائل کے نقل کرنے کا زبردست اہتمام کیا ہے، جس کی وجہ سے آپ کے فتاوی میں عموماً دلائل ہوا ہی کرتے ہیں، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جواب میں دلیل ذکر نہ کی گئی ہو اور بعض مواقع پر فقہی عبارتوں کے بنسبت آپ براہِ راست نصوصِ قرآن واحادیث کو بطور دلیل ذکر کرنے کی کوشش واہتمام کرتے ہیں، مثلاً: کسی نے سوال کیا تھا کہ نجات کے لئے کیا صرف نیک ارادہ کرنا اور نیک عقیدہ رکھنا کافی ہے اور اللہ تعالی صرف نیت ہی کو دیکھتے ہیں، عمل کی ضرورت نہیں؟ مفتی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

> عملِ خیر کے ساتھ نیک ارادہ مفید ہوتا ہے، عمل نہ ہو اور محض ارادہ ہی ارادہ ہو، یہ نجات کے لئے کافی نہیں ہے؛ نبی ﷺ کے ارشاد:

---

(۱) نظام الفتاوی ۱۱۲/۲

(۲) نظام الفتاوی ۱/ ۱۷

ان اللہ لاینظر الی اجسامکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم کا یہی مطلب ہے جو احقر نے بیان کیا ہے، نہ کہ وہ مطلب ہے جو سوال میں مذکور ہے، وہ مطلب تو زندقہ اور بد دینی کا دروازہ کھول دے گا۔(۱)

کفر کا حکم لگانے میں احتیاط

کسی پر کفر کا حکم لگانا یا اس کے کافر ہونے کا فتوی دینا ایک بہت بڑا اقدام ہے، مفتیان کرام نے صراحت کی ہے کہ کسی نے بظاہر کوئی کفریہ کلمہ کہا، مگر اس میں ایک پہلو ایسا ہے جس میں کفر کے معنی موجود نہیں تو اس کو مان کر قائل کے کفر کا فتوی نہ دینا چاہئے۔ حضرت مفتی صاحب نے یہ اصول ہمیشہ مدِ نظر رکھا، مثال کے طور پر بریلوی مکتبِ فکر کے پیشوا مولانا احمد رضا خاں کے عقائد اوران کے تعلق سے محکمہ شرعیہ ابوظہبی متحدہ عرب امارات کی جانب سے صادر کردہ فتوی کی وضاحت چاہی گئی تو آپ نے انہی کی کتابوں سے ان کے عقائدِ فاسدہ کو بتفصیل قلم بند کیا اور انہیں اہل سنت والجماعت سے تو علحدہ مانا، تاہم یہ کہہ کر ان پر کفر کا فتوی صادر نہیں کیا کہ ہمارے اکابر میں سے کسی نے ان تہدیدی نصوص کے خوف سے جو تکفیر کے بارے میں وارد ہیں اور اہل قبلہ کی تکفیر کرنے سے احتیاط کی بناء پر اس (بانئ فرقہ احمد رضا خاں) پر قطعی طور پر کفر کا فتوی نہیں لگایا، جب تک کہ صحیح تاویل کے بغیر یقینی دلائل شرعیہ یا قطعی نصوص کا انکار صراحت کے ساتھ نہ پایا جائے۔(۲)

اسی طرح ایک جگہ جماعتِ اسلامی کے بانی مولانا مودودی سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

مولانا مودودی پر ان کے غلط اقوال کے باوجود کفر کا فتوی نہیں ہے، کفر کے فتوی میں بڑی احتیاط کی جاتی ہے۔(۳)

---

(۱) نظام الفتاوی ۱/۹۵
(۲) نظام الفتاوی ۱/۱۸۱ تا ۱۸۵
(۳) نظام الفتاوی ۱/۲۱۷

ردشرک وبدعت

ایک عالم ومفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ جہاں عوام الناس کی دینی امور میں رہنمائی کرے وہیں پر ان چیزوں سے آ گاہ بھی کرتا رہے؛ جن کا دین اور شریعت اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان امور کا زبردست رد بھی کرنا چاہئے، حضرت مفتی صاحبؒ اپنی اس ذمہ داری کا مکمل خیال کرتے ہیں، چنانچہ آپ سے پوچھا گیا تھا کہ بعض مساجد میں لوگ جمعہ یا دوسری نمازوں کے بعد یا نبی سلام علیك اور یا رسول سلام علیك وغیرہ کھڑے ہوکر پڑھتے ہیں، اس سے بہت لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے اس عمل سے خوش ہوکر جواب دیتے ہیں اور تشریف لاتے ہیں الخ مفتی صاحب اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> یہ عقیدہ بدعت شنیعہ ہے اور اس کا عقیدہ رکھنا شرک کو مستلزم ہے، اس سے پرہیز کرنا اور اس رواج وعقیدہ کو مٹانا اور اصلاح کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، بالخصوص بااختیار لوگوں پر اور انہی بااختیار لوگوں میں متولیانِ مسجد بھی ہیں، ان پر روکنا بھی زیادہ ضروری ہے، مسجد کے باہر بھی یہی حکم ہے، طریقہ مذکورہ پر سلام بغیر قیام کے ہو یا قیام کے ساتھ سب کا یہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (۱)

مسلک اہل سنت پر استقامت

حضرت مفتی صاحبؒ نے اپنے فتاوی میں جمہور اور سلف ہی کے طریقہ کو اپنایا ہے اور عقیدہ وکلام اور دیگر مسائل میں دلائل واعتدال کے ساتھ انہی کے مسلک کو ثابت فرمایا ہے، چنانچہ وسیلے سے متعلق اہل سنت والجماعت کے مسلک کی صحیح رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> لوگ توسل دو طرح سے کرتے ہیں: ایک یہ کہ فلاں پیر صاحب

(۱) نظام الفتاوی ۱/۱۹۲

> آپ اللہ سے میری مراد پوری کرادیجئے یا بزرگوں کو مدد کے لئے بلا کران سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں، ان کو خدا کے کاموں میں دخیل سمجھتے ہیں، جیسے بڑے پیر صاحب المدد یا کسی صاحب مزار سے کہنا کہ میرا فلاں کام بنا دیجئے وغیرہ وغیرہ، یہ توسل نا جائز ؛ بلکہ شرک ہے، یہ اگر چہ استمد اد ہے، مگر عوام اس کو وسیلہ ہی سمجھتی ہے، اس لئے مبتلا ہوتے ہیں،
>
> دوسری قسم توسل کی یہ ہے کہ اس طرح وسیلہ بنایا جائے اور توسل کیا جائے ؛ اے اللہ میں آپ کے فلاں بندے کی برکت اور وسیلہ سے آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں، ان کی مقبولیت ومحبت کے طفیل میری دعا قبول فرمالیجئے، یہ توسل ووسیلہ جائز ہے

اوراس کے جواز پر بہت سی دلیلیں ہیں پھر اس پر دو احادیث اور دو اثر بطور دلیل ذکر کرکے آخر میں لکھتے ہیں:

> آپ کے سوال میں توسل کی یہی دوسری صورت ہے، جو بلا شبہ جائز اور درست ہے، اور اپنے اسلاف و بزرگ اسی کے قائل ہیں نہ کہ قسم اول کے۔(۱)

نئے مسائل کا تحقیقی حل

نئے پیش آمدہ مسائل کی تحقیق وحل میں آپ مجتہدانہ شان رکھتے تھے، مقاصد شریعت اور فقہ واصول فقہ کی روشنی میں آپ حکم مستنبط فرماتے، جس سے نہ صرف مستفتی کو انشراحِ صدر ہوجاتا؛ بلکہ دیگر اہلِ علم کے لئے بھی بحث وتحقیق کی راہیں کھلتیں، آپ نے جن مسائل پر زورِ قلم صرف کیا ہے ان کی تعداد کافی زیادہ ہے، ان تمام کا یہاں احاطہ کرنا بھی بہت مشکل ہے، اس لئے صرف ایک دو مثالوں ہی کو نقل کیا جارہا ہے، جیسے ان ممالک میں جہاں

---

(۱) نظام الفتاوی ۱/۰۷

سورج دو تا تین گھنٹے نظر آتا ہو وہاں نماز کے اوقات کا نظم کیسے کیا جائے، اس مسئلہ کو سمجھاتے ہوئے مفتی صاحب فرماتے ہیں:

محض دو تین گھنٹے سورج کے نظر آنے پر حکم کا مدار نہیں ہوگا، اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ سورج پہلے طلوع ہوا ہو؛ لیکن ابر و باد وغیرہ کی وجہ سے نظر نہ آتا ہو یا ایسے ہی بعد میں غروب ہوتا ہو؛ مگر فضاء کے صاف نہ ہونے سے نظر نہ آتا ہو، ایسے مواضع میں نقشہ و گھڑی کے اعتبار سے جس وقت طلوع آفتاب کا وقت ہو اور جس وقت غروب آفتاب کا وقت نقشہ و گھڑی میں ہو، مقدار مطلوب ہوگی اور نماز کے اوقات کی تعیین اس طرح ہوگی کہ طلوع آفتاب کے وقت سے کچھ پہلے پہلے فجر کی نماز ادا کرلی جائے اور طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک جتنے گھنٹے کی مقدار ہو اس کے نصف مقدار گذرنے کے بعد نماز ظہر پڑھ لی جائے اور پھر غروبِ آفتاب کے وقت سے کچھ پہلے مثلاً: گھنٹہ آدھ گھنٹہ پہلے عصر کی نماز پڑھ لی جائے، اور جب آفتاب غروب ہونے کا وقت ہو تو مغرب پڑھ لیں، پھر جب کچھ وقت گذر جائے تو نماز عشاء پڑھ لی جائے، جب تک آفتاب اس طرح طلوع وغروب ہوتا رہے پانچوں نمازیں پڑھتے رہیں۔ الخ(۱)

اور بھی بہت سے نئے مسائل پر آپ نے روشنی ڈالی ہے، جیسے ملک برطانیہ میں صبح صادق کی تحقیق۔(۲) انگلینڈ کے بعض مقامات میں اوقات نماز کی تعیین کا طریقہ۔(۳) جہاں چھ ماہ دن، چھ ماہ رات مسلسل رہتی ہے، وہاں کے لوگ صوم وصلوۃ کس طرح ادا کریں۔(۴) اور

(۱) نظام الفتاوی ۵/۵۲

(۲) نظام الفتاوی ۵/۴۴

(۳) نظام الفتاوی ۵/۴۹

(۴) نظام الفتاوی ۵/۵۴

تیز رفتار ہوائی جہازوں میں اوقات نماز وروزہ کا حکم۔(۱)

حاصل کلام

حاصل یہ کہ مفتی صاحب کے فتاوی اسلامی علوم کا بیش قیمت علمی ودینی سرمایہ ہیں، خصوصاً فقہ حنفی کا بیش بہا علمی ذخیرہ ہیں، نیز حوادث الفتاوی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جہاں ان کی افادیت واہمیت بے انتہاء بڑھ جاتی ہے وہیں پر منجمد اذہان کے لئے کشادگی، نظر میں وسعت، مطالعہ میں گہرائی وگیرائی کا سبب ہیں۔ تقبلہ اللہ من المصنف و جزاہ عنا وعن سائر المسلمین!

(۱) نظام الفتاوی ۵/۶۶

فتاوی رحیمیہ

مولوی محمد ارشد حسین قاسمی

اسلامی علوم کی فہرست میں ''فقہ اسلامی'' کی بڑی اہمیت ہے، یہ ایسا علم ہے جس میں ہر زمانہ کے پیش آمدہ جدید مسائل کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا جاتا ہے، اورانسانی زندگی سے مربوط شرعی احکام کی وضاحت کی جاتی ہے، فقہ اسلامی کا ایک بہت ہی مفید حصہ کتب فتاوی کا ہے، ہندوستان کے بہت سے علماء نے قدیم زمانہ سے اس میدان میں عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں اورواقعہ یہ ہے کہ اردو فتاوی پر مشتمل کتابوں کے بغیر اسلامی لائبریری کا تصور نامکمل ہے۔

فتاوی رحیمیہ اسی مبارک سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، یہ فتاوی مفتی گجرات حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ (م۱۴۲۲ھ) کے قلم سے نکلے ہوئے ہیں، اصلاً اردو میں تھے، بعد میں ان کے گجراتی اورانگریزی میں بھی تراجم ہوچکے، یہ مجموعہ ۱۰/ جلدوں پر مشتمل ہےاورعوام وخواص میں اسے کافی مقبولیت حاصل ہے۔

اکابر علماء کرام نے فتاوی رحیمیہ کی افادیت اورصاحب فتاوی کے علم وفضل کا بجا اعتراف کیا ہے، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

> علم فقہ وفتاوی میں تقوی اوراحتیاط، خشیت الٰہی، احساس ذمہ داری اور مسلک سلف سے بڑی حدتک وابستگی ضروری ہے، جن لوگوں کو اس راہ کی مشکلات کا علم اورفقہ حنفی سے کامل مناسبت ہے وہ فتاوی رحیمیہ کی علمی وعملی قدروقیمت کا اندازہ لگاسکتے ہیں۔(۱)

(۱) فتاوی رحیمیہ ۱/۳۲ دارالاشاعت کراچی پاکستان، فتاوی نویسی کے رہنما اصول ص:۶۷ نعیمیہ دیوبند

تعارف صاحب فتاوی

حضرت مولانا قاری سید عبدالرحیم صاحب لاجپوری کی پیدائش شوال ۱۳۲۱ھ مطابق دسمبر ۱۹۰۳ء میں نوساری، ضلع سورت، گجرات میں ہوئی، حفظ قرآن اور عربی وفارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سید عبدالکریم صاحب قادریؒ اور عم بزرگوار حافظ حسام الدین قادریؒ کے یہاں ہوئی، بعدازاں مدرسہ عربیہ جامعہ حسینیہ راندیر میں درسیات کی تکمیل کی اور سن ۱۳۴۹ھ مطابق ۱۹۳۱ء میں جامعہ کا چودھواں سالانہ اجلاس حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی صدارت میں ہوا اور جامعہ کی طرف سے آپ کو سند فراغت دی گئی۔

نسبی اعتبار سے ایک بڑی خصوصیت اللہ عزوجل نے یہ عطا فرمائی کہ آپ کا سلسلۂ نسب چھبیس واسطوں سے محبوب سبحانی حضرت مولانا عبدالقادر جیلانیؒ تک پہونچتا ہے، ۱۴۲۲ھ میں آپ اس دارفانی سے کوچ کر گئے۔(۱)

فتاوی کی خصوصیات وامتیازات

فتاوی کا یہ مجموعہ صحاح کی ترتیب کے مطابق، کتاب الایمان، کتاب العلم کے علاوہ کتاب الطہارت سے کتاب المیراث تک جملہ ابواب وفصول کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے۔

زبان واسلوبِ تحریر

اس مجموعۂ فتاوی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں حضرت مفتی صاحبؒ کی زبان مسائل بیان کرنے میں نہایت سلیس، بالکل عام فہم واقع ہوئی ہے کہ عام آدمی بھی بآسانی مقصد کو سمجھ سکتا ہے، چناں چہ ایک سوال آیا کہ ہندو میاں بیوی اسلام قبول کر لینے کے بعد تجدیدِ نکاح کریں یا نہ کریں؟ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> شوہر اور بیوی پہلے ہندو تھے، اورانہوں نے ہندوطریقہ کے مطابق نکاح کیا تھا، اوراس کے بعد خدا کی توفیق سے دونوں مسلمان ہوگئے تو دوبارہ نکاح کرنا ضروری نہیں، اسلام لانے کے بعد

(۱) فتاوی رحیمیہ ۱/ ۱۵، ۱۶، ۱۷ ادارالاشاعت کراچی پاکستان

بلاتجدید نکاح دونوں میاں بیوی کی طرح رہ سکتے ہیں۔(۱)

سوال کے مختلف پہلوؤں پر نظر

اس فتاوی کی یہ خصوصیت بھی قابل بیان ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے سوال کے مختلف گوشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تشفی بخش جواب دیا ہے، چناں چہ میت کی طرف سے قربانی کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو تحریر فرمایا:

> میت کی طرف سے اور میت کے لئے قربانی کر سکتے ہیں، اور اس کی چند صورتیں ہیں: ا۔ میت نے وصیت کی ہو کہ میرے مال میں سے میری طرف سے قربانی کر دینا، اور وصیت کے مطابق اس کے مال میں سے قربانی کرے تو جائز ہے، مگر قربانی کا تمام گوشت وغیرہ حقداروں کو (جو زکوۃ کے مستحق ہیں) صدقہ کر دینا واجب ہے۔ ۲۔ میت نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو ان کے عزیز و اقارب یا احباب اپنے پیسوں سے نفل قربانی کر دیں تو درست ہے اور اس کا گوشت امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں۔ ۳۔ اپنے مال سے اور نام سے نفل قربانی کر کے اس کا ثواب ایک یا ایک سے زائد میت کو بخش دے تو وہ بھی درست ہے اور اس کا گوشت بھی امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں۔(۲)

حوالہ جات کی کثرت

یوں تو حضرت والا ہر مسئلہ کا جواب با حوالہ دیتے ہیں اور صریح جزئیات اور معتبر ترین مراجع سے ایک سے زائد حوالہ دینے کا التزام کرتے ہیں، تاہم ایسا بھی بکثرت ہوتا ہے کہ کبھی ایک ہی مسئلہ کے متعلق متعدد کتابوں کی عبارتیں مع حوالہ نقل کر دیتے ہیں، جو صرف مستفتی کے

(۱) فتاوی رحیمیہ ۶/۱۵۲ ادارالاشاعت کراچی

(۲) فتاوی رحیمیہ ۱۰/ ۲۹ دارالاشاعت کراچی پاکستان

لئے ہی نہیں بلکہ مفتی کے لئے بھی گراں قدر سرمایہ ہے، چناں چہ ایک موقع پر ذی روح وغیر ذی روح تصویر کے متعلق سوال کیا گیا، اس کے جواب میں آپ لکھتے ہیں:

> ذی روح کی تصویر بنانا اور اسے گھر یا کسی اور جگہ آویزاں کرنا اور اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، گناہ کبیرہ ہے، البتہ غیر ذی روح جیسے درخت، سمندر، پہاڑ وغیرہ کے مناظر (بشرطیکہ اس میں ذی روح جانور وغیرہ کی تصویر نہ ہو اور اس کی پوجا نہ کی جاتی ہو) بنانا گھر وغیرہ میں رکھنا اور ان کی خرید وفروخت جائز ہے۔(۱)

حضرت والا نے اپنے اس جواب میں مشکاۃ شریف، فتاوی شامی، عالمگیری، کبیری اور درمختار کی عبارتیں پیش فرمائی ہیں۔

عربی حوالہ جات کے ترجمہ کا اہتمام

حضرت مفتی صاحب کے فتاوی کی یہ خصوصیت بھی قابل ذکر ہے کہ آپ نے اکثر جگہ حوالہ میں مذکور آیت، حدیث یا فقہ کی عبارت کا ترجمہ بھی کر دیا ہے، جو عوام الناس کے اردو داں طبقہ کے لئے بھی فہم جواب میں آسانی اور معلومات میں وسعت، نیز اطمینان قلب کا سبب ہے، چناں چہ ایک سوال کیا گیا کہ وضو کے بعد کلمۂ شہادت پڑھتے وقت آسمان کی طرف انگشت شہادت اٹھانا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> بعض فقہاء نے اس کو ذکر کیا ہے، اور بعض نے صرف آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے کو بیان کیا ہے، لہذا دونوں کی گنجائش ہے، اسے ضروری نہ سمجھا جائے اور نہ کرنے والوں پر نکیر نہ کی جائے، یہ محض آداب میں سے ہے، طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: قوله الا تيان بالشها دتين بعده ذكر الغزنوی انه يشير بسبا بته حين النظر الى السماء

---

(۱) فتاوی رحیمیہ ۱۰/۱۵۲ دارالاشاعت کراچی پاکستان

یعنی آداب وضو میں سے ایک ادب یہ ہے کہ وضو کے بعد شہادتین
پڑھنا، غزنویؒ نے بیان کیا ہے کہ آسمان کی طرف دیکھتے وقت اپنی
انگشت شہادت سے اشارہ کرے۔(۱)

دلائل عقلیہ

حضرت مفتی صاحب کے کچھ فتاوی ایسے ہیں جن میں مستفتی کے لحاظ سے دلائل عقلیہ کے ذریعہ بھی جواب کو مدلل کیا گیا ہے اور منطقی طرز پر اسے لا جواب کر کے مطمئن کر دیا گیا ہے، چناں چہ ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ حالت حیض میں صحبت کرنی ہوتو نصف دینار خیرات کر کے کرے؟ یہ حدیث میری نظر سے گذری ہے، تو آپ نے جواباً فرمایا:

آپ نے حدیث کا جو مطلب سمجھا ہے کہ حالتِ حیض میں نصف
دینار خیرات کر کے صحبت کر سکتے ہیں، بالکل غلط ہے، نصف دینار
خیرات کرنا بطورِ فیس کے نہیں بطورِ جرمانہ اور سزا کے ہے، اور غضبِ
خداوندی سے بچنے کے لئے ہے، کتب فقہ میں ہے کہ کوئی رمضان
المبارک میں حالتِ صوم میں صحبت کرے تو کفارہ لازم ہے، اس کا
مطلب یہ نہیں ہے کہ روزہ کی حالت میں صحبت کرنی ہو تو کفارہ
دے کر کر سکتے ہیں۔(۲)

اس قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں اس بے نظیر مجموعہ میں موجود ہیں، یہ فتاوی اتنے دلچسپ واطمینان بخش ہیں کہ جناب مولانا مفتی مرغوب احمد صاحب لاجپوریؒ نے ان سے متاثر ہو کر ایک علاحدہ رسالہ میں ان کو یکجا کر لیا تھا، ان کا یہ مکمل رسالہ فتاوی رحیمیہ کی جلد دہم میں ''فتاوی رحیمیہ اور دلائل عقلیہ'' کے عنوان سے شامل کر لیا گیا ہے۔

عربی، فارسی اور اردو اشعار کا ذکر

شعر کے اندر جو جامعیت ومعنویت ہے وہ بالکل عیاں ہے اور عیاں را چہ بیاں، اسی

(۱) فتاوی رحیمیہ ۴/ ۲۱ دارالاشاعت کراچی پاکستان

(۲) فتاوی رحیمیہ ۱۰/ ۱۹۷ دارالاشاعت کراچی پاکستان

کے ساتھ حضرت مفتی صاحب کے اس مجموعۂ فتاوی کی یہ بھی ایک امتیازی شان ہے کہ آپ نے آسانی فہم کے لئے جابجا عربی، فارسی اور اردو اشعار کا برموقع استعمال فرمایا ہے، چناں چہ داڑھی کی اہمیت وسنیت اور اس کے حکم شرعی کو بیان کرنے کے بعد عملی اقدام کرنے کا حوصلہ پیدا کرنے کے لئے یہ عربی اشعار پیش کئے:

تعصی الرسول وانت تظهر حبه   هذا لعمری فی الفعال بدیع
لوکان حبك صادقا لا طعته   ان المحب لمن یحب مطیع (۱)

آج کل بغیر عذر شرعی کے محض مفلسی کے خوف سے برتھ کنٹرول (ضبط تولید) کرایا جاتا ہے، اس کے جواب میں توکل کی تعلیم پر مشتمل حضرت شیخ سعدیؒ کے فارسی اشعار کو پیش فرمایا:

اے کریمے کہ از خزانہ غیب   گبر وترسا وظیفہ خوار داری
دوستاں را کجا کنی محروم   تو کہ با دشمناں نظر داری (۲)

اسی طرح ایک موقع پر دنیاوی علوم وفنون کے حصول اور اسکول قائم کرنے کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ کار خیر ہے یا نہیں؟ تو جواب عنایت فرمانے کے بعد اکبر مرحوم کے یہ اشعار پیش کئے:

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں پھولو   جائز ہے غباروں میں اڑو چرخ پہ جھولو
بس ایک سخن بندۂ ناچیز کا رہے یاد   اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو۔ (۳)

اتحاد امت کی فکر

حضرت مفتی صاحب کا ایک خاص مزاج یہ بھی ہے کہ غیر اہم مسائل میں زیادہ

---

(۱) فتاوی رحیمیہ ۱/۵۳، دارالاشاعت کراچی پاکستان
(۲) فتاوی رحیمیہ ۱۰/۱۸۴ دارالاشاعت کراچی پاکستان
(۳) فتاوی رحیمیہ ۳/۱۳۱ دارالاشاعت کراچی پاکستان

تشدد سے کام نہ لیا جائے؛ بلکہ وہاں فتنہ وشر سے بچنے کی کوشش کی جائے اوراس کے خاطر اگر کچھ نرمی اور چشم پوشی سے کام لینا پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کیا جائے، چناں چہ نمازوں کے بعد مصافحہ کے مسئلہ میں رقم طراز ہیں:

> بہر حال اصل مسئلہ یہی ہے، البتہ لوگوں کے حالات بہت نازک ہو چکے ہیں، مزاج بگڑ چکے ہیں، بات بات پر لڑائیاں ہوتی ہیں، بدگمانیاں پھیلتی ہیں؛ لہذا رفع فتنہ کے طور پر علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو اپنا ہاتھ کھینچ کر ایسی شکل نہ پیدا کرنی چاہئے کہ اس کو بدگمانی، شکایت اور رنج ہو۔(۱)

احتیاطی پہلو کو ترجیح

بعض مسائل فقہی حکم کے اعتبار سے تو دائرۂ جواز میں ہوتے ہیں، لیکن معیارِ تقوی سے فروتر، اور خلافِ احتیاط ہوتے ہیں، ایسے مواقع پر حضرت مفتی صاحبؒ نے احتیاطی پہلو کو ترجیح دی ہے، چناں چہ ایک سوال میں ریڈیو کی خرید وفروخت وغیرہ کے متعلق پوچھا گیا تو جواب میں فرماتے ہیں:

> ریڈیو خبریں اور تقاریر سننے کے لئے وضع ہوا ہے؛ لیکن اب زیادہ تر گانے بجانے اور لہو ولعب میں استعمال ہونے لگا ہے اور بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو خبریں، تقریریں اور بیانات وغیرہ جائز چیزوں کے سننے میں اس کا استعمال کرتے ہیں؛ لہذا اس کو آلات لہو وطرب میں داخل نہیں کیا جائے گا، ناجائز طریقہ پر استعمال کرنے کا جرم ان پر عائد ہوگا جو اس کا ناجائز طور پر استعمال کرتے ہیں؛ لہذا اس کا بنانا فروخت کرنا جائز طریقہ سے استعمال کی نیت سے خریدنا اور اس کی مرمت کرنا وملازمت کرنا فی نفسہ مباح ہے، مگر

(۱) فتاوی رحیمیہ ۱۰/۱۲۵ ادارالاشاعت کراچی پاکستان

تقوی اور احتیاط بچنے میں ہے۔(۱)

اردو کے بعض مستند فتاوی سے استفادہ

حضرت مفتی صاحبؒ نے عام طور پر اپنے فتاوی کو مکمل تحقیق کے ساتھ دلائل سے مزین کرنے کے باوجود تائید جواب کے لئے اپنے بعض اکابر کے مستند اردو فتاوی سے بھی استفادہ کیا ہے، چناں چہ کئی ایک مقامات پر ''فتاوی دار العلوم قدیم'' امداد الفتاوی'' کفایت المفتی'' کی طویل عبارتیں نقل فرمائی ہیں، فتاوی رحیمیہ کی جلد اول ص:۱۵۳، جلد دوم ص:۱۹۰، جلد ہشتم ص:۱۵۸ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

فرق باطلہ کا رد

حضرت مفتی صاحب کے فتاوی کی یہ خصوصیت بھی قابل غور ہے کہ آپ کے یہ فتاوی فرق ضالہ، مرزائیت، مہدویت، بریلویت، مودودیت، غیر مقلدیت وغیرہ کے مقابلہ میں حجۃ اللہ البالغہ ہیں، کہ آپ نے جہاں ان کے عقائد وخیالات کی تردید فرمائی جو اسلام کے بالکلیہ مخالف تھے، وہیں پر ان کے مقابلے میں اسلامی عقائد سے تفصیلی بحث فرما کر امت کی صحیح رہنمائی فرمائی، عموماً اس قسم کے فتاوی ایک مستقل رسالہ کی شکل اختیار کر گئے ہیں، مثال کے طور پر فرقہ قادیانیت کے متعلق مرزا کے کفریہ خیالات ونظریات اور اس کے دعوؤں کو خود اس کی تحریرات کے آئینہ میں منقح کر کے اس کے اصلی چہرہ کو سامنے لایا، اور اس سلسلہ میں تقریباً ۸/ صفحات پر بحث فرمائی، جس کی وجہ سے قادیانیت کی حقیقت کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔(۲)

خلاصہ مقالہ

حاصل کلام یہ ہے کہ عام طور پر فتاوی رحیمیہ کے اکثر جوابات شرح وبسط کے ساتھ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے مبرہن ہیں، اور اتنے عام فہم ہیں کہ خواص کے علاوہ عوام کے استفادہ میں بھی ذرہ برابر رکاوٹ نہیں، خاص طور پر اختلافی واعتقادی مسائل پر مشتمل ہر فتوی لاجواب

(۱) فتاوی رحیمیہ ۱۰/۱۶۳ ادارالاشاعت کراچی پاکستان

(۲) فتاوی رحیمیہ ۱/ ۱۶۸ تا ۷۷ ادارالاشاعت کراچی پاکستان

اور دادِ تحسین کے قابل ہے، اور لائق مطالعہ ہے، بہر حال فتاوی کا یہ مجموعہ اردو کتب فقہ کا گراں قدر سرمایہ اور علوم کا بحر ذخار ہے، اللہ اجر جزیل عطا فرمائے صاحب فتاوی علیہ الرحمہ کو، کہ جنہوں نے یہ قیمتی مجموعہ تحریر فرما کر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر بہت بڑا احسان کیا، اللہ تعالی عوام وخواص کو اس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے، آمین،

کتاب المسائل

مولوی محمد سرفراز راجستھان

اسلامی علوم میں فقہ ایک ایسا علم ہے جس نے اسلام کے بنیادی سرچشمہ قرآن وحدیث کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا ہے، اور فقہ کا موضوع انسان کی عملی زندگی اور اس کا دستور العمل ہے، جس سے انسان نہ مستغنی ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے، اسی ضرورت کے پیش نظر ہر دور میں علماء کرام ومفتیان عظام نے زمانے کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے مسائل کے مجموعے مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کیے، عربی زبان میں ایسی بے شمار کتابیں ہیں ہی، تاہم اردو زبان کا دامن بھی تنگ نہیں، انہی مجموعوں میں سے ایک مجموعہ کتاب المسائل کی شکل میں ہے۔

صاحب کتاب کا تعارف

نام محمد سلمان والد کا نام محمد عثمان، آبائی وطن منصور پور ہے، ولادت ۲۱ فروری ۱۹۶۷ء بمقام دیوبند ہوئی، ابتدائی وثانوی تعلیم جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ میں حاصل کی، اور اعلیٰ تعلیم دارالعلوم دیوبند میں، حسب بیان صاحبزادہ مولف ۱۴۰۷ھ میں دورہ حدیث شریف سے فراغت کے بعد تین سال تکمیل افتاء اور تدریب فی الافتاء میں رہ کر تفقہ فی الدین میں اضافہ کیا، اس دوران جلیل القدر علماء سے استفادہ کیا، بالخصوص فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی اور فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب کی خاص نظر شفقت وعنایت کے زیرِ سایہ فتوی نویسی کی مشق کی، اور فقہ وفتاوی میں خاص بصیرت وتعمق حاصل کیا، تکمیلِ افتاء کے بعد جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد میں تدریسِ کتبِ حدیث وفقہ اور نائب

مفتی کی خدمت انجام دینے کے لئے تقرر ہوا، الحمد للہ اب تک یہی خدمات انجام دے رہے ہیں، آپ صاحبِ حسب ونسب ذی استعداد عالمِ ربانی اور وسیع العلم ودقیق النظر مفتی اور ساتھ ہی ساتھ اچھے خطیب وشستہ وشائستہ قلم کار صاحب طرز ادیب ہیں، اس حوالے سے صرف آپ کی زیرِ ادارت شائع ہونے والا ماہنامہ ندائے شاہی کا ذکر کر دینا کافی ہے جو اس وقت ملک کے صفِ اول کے مقبول ماہناموں میں شمار ہوتا ہے، اللہ پاک مفتی صاحب کے سایہ کو تا دیر قائم رکھے(۱)

کتاب کا تعارف

صاحبِ کتاب نے اپنی کتاب کی ترتیب عام کتبِ فقہ کی طرح فقہی ترتیب پر رکھی، کتاب الطہارت، کتاب الصلوۃ، کتاب الصوم، کتاب الزکوۃ؛ البتہ کتاب الاضحیۃ کو جسے عام کتبِ فقہ وفتاوی میں عبادات اور معاملات کے ابواب کے بعد جگہ دی جاتی ہے، کتاب الحج سے پہلے ذکر فرمایا، ہر باب کے شروع میں ایک تمہید باندھی، جس میں اس باب کی فضیلت واہمیت کو حدیث کی روشنی میں واضح کیا، پھر اس کے متعلقہ مسائل کو ترتیب وار ذیلی عناوین قائم کر کے ذکر فرمایا، زبان سادہ اور سلیس رکھی، جسے ہر کس وناکس سمجھ سکتا ہے، اختلافاتِ ائمہ کی تفصیلات کے ذکر کرنے سے گریز فرمایا، البتہ کہیں کہیں ہلکا پھلکا امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ذکر فرمایا اور کہیں کہیں اصطلاحاتِ فقہیہ کی تسلی بخش تعریف بھی کی ہے۔

راجح اور مفتی بہ اقوال پر اعتماد

مصنف نے اپنی کتاب میں راجح اور مفتی بہ قول کو بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور مرجوح وغیر مفتی بہ قول کو ذکر کرنے سے احتراز کیا ہے اور راجح قول کی نشاندہی بھی کی ہے، مثلا کتاب الصلوۃ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

> اگر فرض نماز کے قعدۂ اولی میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور ''علی آل محمد'' تک پڑھ لیا

(۱) کتاب النوازل ۱/۵۴، ۵۸، ۶۰ فرید بک ڈپو دیوبند

تو سجدہ سہو واجب ہوگا، راجح قول یہی ہے۔(۱)

احتیاط پر عمل

جن مسائل میں علماء کرام ومفتیان عظام کا اختلاف ہے تو ایسے مسائل میں احتیاط والے قول کو اپناتے ہیں، مثلاً: کتاب الطہارت میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو صرف منعل کرایا یعنی تلوے اور اوپر نیچے کا پائے تابہ چمڑے کا بنوا کر سلوالیا تو اس پر مسح کے سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے، عدم جواز کا قول احوط ہے۔(۲)

حوالہ جات کی کثرت اور صریح جزئیات سے استدلال

اس کتاب کی ایک خاصیت یہ ہے کہ ایک مسئلہ کے کئی حوالہ دئے گئے ہیں اور حتی الامکان مسئلہ پر منطبق ہونے والی عبارت پیش کی گئی ہے اور حوالہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ صرف ایک کتاب کی عبارت نقل کی جاتی اور بقیہ کتابوں کے صرف جلد اور صفحہ نمبر پر اکتفاء کیا جاتا ہے، اگر کسی کتاب کے متعدد نسخے ہوں تو اکثر مکتبہ کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، اس کی ایک مثال یہاں پیش ہے، چناں چہ مصنف فرماتے ہیں:

ناک کو اتنی زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو اس کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ولو دخل مخاط أنفه رأسه ثم استنشمه فأدخل حلقه عمدا لم يفطره لانه بمنزلة ريقة ،(ہندیہ ۱/۲۰۳، خانیہ ۱/۲۰۷، درمختار زکریا ۳/۳۷۳، فتح القدیر ۲/۳۳۲، تاتارخانیہ ۳/۳۸۴، بزازیہ ۴/۹۸، بہشتی زیور ۳/۲۱)(۳)

---

(۱) کتاب المسائل ۱/۳۳۳، فرید بک ڈپو دیوبند

(۲) کتاب المسائل ۱/۱۹۹ فرید بک ڈپو دیوبند

(۳) کتاب المسائل ۲/۱۵۷، فرید بک ڈپو دیوبند

پیش آمدہ مسائل کا حل

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، عہد قدیم سے لے کر عصر حاضر تک جتنے بھی جدید مسائل رونما ہوئے شریعت میں ان کے حل کے لئے اصول موجود ہے، ان اصولوں کو واقعات پر منطبق کرنا ہر عہد کے علماء کی ذمہ داری ہے، مؤلف کی اس کتاب میں ایسے مسائل کا حل بھی اچھے انداز میں پیش کیا گیا ہے، اس کا ایک نمونہ یہاں قلم بند کیا جاتا ہے:

> کوئی شخص سعودیہ میں عید کا اعلان سن کر رات کی فلائٹ سے روانہ ہوا اور صبح صادق سے قبل ہندوستان پہنچ گیا جب کہ یہاں رمضان باقی تھا تو ایسے شخص پر ہندوستان آ کر روزہ رکھنا لازم ہے۔(۱)

باب المکروہات کی خصوصی شان

عام طور پر فقہاء کرام نے مکروہات نماز کے باب میں مکروہات تحریمیہ وتنزیہیہ کو یکجا بیان کیا ہے، لیکن مؤلف نے اپنی کتاب میں دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے، چناں چہ پہلے مکروہات تحریمیہ کا عنوان قائم کر کے بالترتیب مسائل ذکر کئے پھر مکروہات تنزیہیہ کا عنوان قائم کیا اور اس کے مسائل کو بیان فرمایا۔(۲)

عند الضرورت مسائل کا تکرار

یوں تو مجموعی لحاظ سے کتاب میں تکرار نہیں ہے؛ تاہم جہاں ضرورت ہو اور مسئلہ کو متعدد ابواب سے مناسبت ہو تو وہاں مسئلہ کو مکرر بھی ذکر کیا گیا ہے، مثلا: مفسدات نماز میں ایک مسئلہ ''دوران نماز قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا'' کے عنوان سے ذکر فرماتے ہیں:

> اگر کوئی شخص نماز کے دوران قرآن کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر قرأت کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی؛ اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔(۳)

---

(۱) کتاب المسائل ۲/۱۳۴، فرید بک ڈپو
(۲) کتاب المسائل ۱/ ۳۶۸، فرید بک ڈپو دیوبند
(۳) کتاب المسائل ۱/ ۳۹۹، فرید بک ڈپو

یہی مسئلہ مسائل تراویح میں ''تراویح میں دیکھ کر قرآن کریم پڑھنا'' کے عنوان سے ذکر فرماتے ہیں:

> تراویح (یا کسی بھی نماز) میں قرآن کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہوجائے گی، اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔(۱)

اغلاط العوام پر تنبیہ

صاحب کتاب نے مسائل بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس مسئلہ میں عوام کی جو غلط روش ہے اس کو بھی ذکر کیا ہے اور اصل مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے، عموماً ایسی جگہ کے لئے ''تنبیہ'' کا عنوان قائم کرتے ہیں، مثلاً باب الجمعۃ میں لکھتے ہیں:

> دوران خطبہ چوں کہ زبان سے ذکر واذکار ممنوع ہے؛ لہذا اگر نبی اکرم ﷺ کا نام نامی خطبہ میں سنے تو صرف دل دل میں درود شریف پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔
>
> تنبیہ: بعض جگہ رواج ہے خطیب کے آیت درود ان اللہ و ملئکتہ یصلون پڑھتے وقت زور سے درود شریف پڑھتے ہیں، یہ طریقہ شرعاً خلاف سنت ہے۔(۲)

مفید باتوں کا اضافہ

مؤلف نے صرف فقہی باتوں پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ حسب موقع ومقام بعض ابواب میں کسی اہم فائدہ کو بھی ذکر کیا ہے، چناں چہ سجدۂ تلاوت کے بیان میں ایک عنوان ''پریشانیوں کے دفعیہ کے لئے ایک مجرب عمل'' قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص ایک مجلس میں مذکورہ ۱۴/ آیات سجدہ پڑھ کر سجدہ کرے اور پھر اپنے مقاصد کے لئے دعاء کرے تو

---

(۱) کتاب المسائل ۱/۵۲۰ فرید بک ڈپو

(۲) کتاب المسائل ۱/۴۶۴، فرید بک ڈپو دیوبند

ان شاء اللہ اس کی دعا رد نہیں کی جائے گی اور اس کی ضرورتیں
پوری ہو جائیں گی۔(۱)

مفتی صاحب کے استنباطی مسائل

کتاب المسائل کے مطالعہ سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس کے مؤلف فقہ وفتاوی میں زبردست بصیرت اور شان تفقہ کے حامل ہیں، کتاب میں کئی ایک مقامات ایسے ہیں، جہاں کسی مسئلہ کی دلیل میں کوئی فقہی عبارت پیش کی پھر اس سے مؤلف کا ذہن کسی نو پید مسئلہ کی طرف منتقل ہوا اور سابقہ عبارت کی روشنی میں اس مسئلہ کا حکم بھی اخذ کرلیا، چنانچہ ایک جگہ رقم طراز ہیں:

جو درخت کسی شخص نے خود لگایا ہو اگر چہ عام طور پر اسے اگانے کا رواج نہیں ہے، جیسے پیلو کا درخت تو اس کے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے، الثانی ما انبته الناس وهو ليس مما ينبتونه عادة كالا راك
اس سے معلوم ہوا کہ آج کل حرم کے حدود میں حکومت کی طرف سے جو نیم وغیرہ کے درخت بالقصد لگائے گئے ہیں ان کو کاٹنے سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی،(۲)

اکابر کے فتاوی سے مطابقت

کتاب المسائل میں ہزارہا مسائل بیان کئے گئے ہیں، خاص بات یہ ہے کہ اکابر کے کتبِ فتاوی میں اس نوع کے جتنے مسائل پائے جاتے ہیں، ان سے یہ بھر پور مطابقت رکھتے ہیں؛ البتہ ایک دو جگہوں پر فرق نظر آیا، ذیل میں اس کی نشاندہی کی جاتی ہے:

۱۔سجدے میں قدم زمین سے اٹھ جائیں تو نماز کا کیا حکم ہوگا؟ حضرت مفتی صاحب

(۱) کتاب المسائل ا/۵۳۱ فرید بک ڈپو دیوبند
(۲) کتاب المسائل ۳/۲۰۸، فرید بک ڈپو دیوبند

فرماتے ہیں:

سجدے میں ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلی پڑھنے کے بقدر بھی پیر زمین پر نہ رکھا گیا تو سجدہ صحیح نہ ہوگا اور اگر پیر کچھ دیر رکھ کر اٹھا دیا گیا تو اگر فوراً پھر رکھ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر تین تسبیح کے بقدر پیر اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہوجائے گی۔(۱)

جب کہ حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ کی رائے یہ ہے:

جب کسی نے قدم کی ایک انگلی بھی زمین پر خواہ ایک تسبیح کے بقدر رکھ لی ہو، پھر اس کے بعد قدم اٹھالیا تو اس کو سجدہ کرنے والا شمار کیا جائے گا اور اس کی نماز کو صحیح کہا جائے گا۔(۲)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی فرماتے ہیں:

دونوں پاؤں میں سے کسی ایک کا کوئی جز بقدر تسبیحۂ واحدہ زمین پر رکھنا واجب ہے اور ایک قول کے مطابق فرض ہے، تیسرا قول سنت کا ہے، قول اول راجح ہے، پس اگر پورے سجدے میں بقدر ایک تسبیح کے بھی دونوں پاؤں میں سے کسی کا کوئی جز زمین پر رکھ لیا تو واجب ادا ہوجائے گا اور اگر اتنی مقدار بھی نہیں رکھا تو ترکِ واجب کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہوگی۔(۳)

۲۔ روزے کی حالت میں سگریٹ پینے سے قضاء لازم ہوتی ہے۔(۴)

جب کہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں:

حقہ پینا مفسد صوم ہے، موجب کفارہ ہے۔(۵)

---

(۱) کتاب المسائل ۱/۳۰۶ فرید بک ڈپو دیوبند
(۲) نظام الفتاوی ۵/۱۶۳ تاج پبلیکیشنز
(۳) احسن الفتاوی ۳/۳۹۸ زکریا
(۴) کتاب المسائل ۲/۱۶۵ فرید بک ڈپو
(۵) امداد الفتاوی ۲/۱۵۶ ام، دار العلوم کراچی

ایسے ہی حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب فرماتے ہیں:

> عام طور پر سگریٹ پینے والے سگریٹ کو نفع بخش سمجھتے ہیں لہذا قضاء و کفارہ دونوں لازم ہے۔(۱)

مآخذ و مراجع

کسی بھی کتاب کی مقبولیت میں اس کے مصنف کے وسیع مطالعہ اور معتبر کتابوں کی مراجعت کا بڑا دخل ہوتا ہے، حضرت مفتی صاحب نے اپنے وسیع و عمیق مطالعہ کی مدد سے تفسیر، حدیث اور فقہ کی بہت ساری مستند کتابوں سے استفادہ فرمایا ہے، جن میں سے چند کے نام یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

> روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری، معارف القرآن، صحاح ستہ، عمدۃ القاری، فتح الملہم، بذل المجہود، معارف السنن، بدائع الصنائع، ردالمحتار، البحر الرائق، عالمگیری، فتح القدیر۔

کتاب علماء کی نظر میں

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی فقہی تحریرات پر اکابر دیو بند و دیگر اہل علم کو اعتماد ہے، چناں چہ کتاب النوازل کی تقریظ میں صدر مفتی دارالعلوم دیو بند حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی فرماتے ہیں:

> عزیز موصوف ماشاء اللہ صاحب صلاحیت، ذی استعداد، کتب فتاوی پر وسیع نظر رکھتے ہیں، مدرسہ شاہی مرادآباد میں عرصہ دراز سے تدریس کے ساتھ فتاوی نویسی بھی انجام دے رہے ہیں، اس سے پہلے کتاب المسائل کے نام سے تین جلدوں میں نہایت مدلل چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے، جو عوام و خواص میں مقبول ہے،(۲)

(۱) فتاوی دارالعلوم زکریا ۳/ ۲۸۵ مکتبۂ جبرئیل

(۲) کتاب النوازل ۱/ ۵۶، ۵۷ فرید بک ڈپو دیو بند

خلاصہ

الغرض کتاب المسائل مستند و معتبر ہونے کے ساتھ ساتھ پیش آمدہ مسائل کو حاوی ہے، حوالہ جات کی کثرت اور صریح جزئیات سے استدلال اس کی خصوصیت ہے، یہ مجموعہ عوام کے ساتھ ساتھ خواص کے لئے بھی مفید ہے، اس کتاب کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ روزمرہ مسائل کی رہنمائی کے سلسلہ میں اس موضوع کی دیگر کتابوں سے بڑی حد تک مستغنی کر نے والی ہے، تب بھی مبالغہ نہیں، اللہ پاک مؤلف کی خدمات کو قبول فرمائیں اور جو کام جاری ہے، اس کی تکمیل میں نصرت و اعانت فرمائیں۔ آمین

فتاویٰ علم وحکمت

مولوی شیخ مجاہد قاسمی

اس دنیائے رنگ وبو میں اللہ رب العزت نے اپنی معرفت اور بندوں کی فلاح وبہبود کے لئے اپنے منتخب وچنیدہ بندوں یعنی انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا اور اخیر میں سرور کائناتﷺ کو مبعوث فرما کر قصر نبوت کی تکمیل کر دی، اللہ کے رسولﷺ نے علماء کرام کو اپنا وارث قرار دیا، قرنِ اول سے تاحال علمائے ربانیین توفیق خداوندی اور دعائے نبوی کی برکت سے اس عظیم منصب کے فرائض انجام دیتے چلے آئے ہیں، اور ان شاء اللہ صبح قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا، اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی وہ شخصیت ہے جن کو مفتی حکیم احمد حسن خان صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جن کا اہم اور نمایاں کارنامہ فقہ وفتاویٰ کا ہے جو ''فتاویٰ علم وحکمت'' کے نام سے دو جلدوں میں ہمارے سامنے ہے۔

صاحب فتاویٰ کا تعارف

حضرت مولانا مفتی حکیم احمد حسن خاں صاحب کی ولادت ۱۹۱۴ء میں مقام ٹونک میں ہوئی، یہ ان بزرگان دین میں سے ہیں جنہوں نے مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، آپ طب جسمانی وطب روحانی کے گویا سنگم ہیں، جس طرح امراضِ بدن سے پریشان انسانیت آپ سے فائدہ اٹھاتی ہے، مریضانِ عشق بھی آپ کے یہاں سے شفایاب ہوتے ہیں، اس حوالے سے آپ کی ذات بابرکات اپنے علاقہ میں مرجع الخلائق ہے، تادم تحریر حضرت والا کی عمر مبارک سوسال سے متجاوز ہے، اللہ تعالیٰ علم وحکمت کے اس سایہ دار درخت

کو عافیت کے ساتھ تادیر قائم رکھے۔ آمین

فتاوی پر ایک نظر

یہ کتاب دو جلدوں اور بارہ سو بتیس صفحات پر مشتمل ہے، جلد اول ۲۰۱۱ء اور جلد دوم ۲۰۱۳ء میں مکتبہ محمودیہ سے شائع ہوئی، پہلی جلد میں عقائد وعبادات کے ابواب ہیں اور جلد ثانی کتاب النکاح سے کتاب الذبائح تک ہے، بیوع اور معاملات کے مسائل نہیں ہیں، تاہم اس میں بعض جگہوں پر مسائل کا تکرار ہے اور املاء کی غلطیاں بھی ہیں؛ مگر اس کے لئے جلد ثانی کے آخر میں ایک صحت نامہ لگا دیا گیا ہے جس سے یہ کمی دور ہو جاتی ہے۔(۱)

مجموعی طور پر یہ فتاوی کا مجموعہ نصوص سے مزین ہے، جس کی وجہ سے نہ صرف عام مستفتی کو انشراح قلب حاصل ہوتا ہے؛ بلکہ دیگر مفتیان کرام کو بھی حوالہ جاتِ کتب وتحقیقات کی شکل میں زبردست کارآمد ذخیرہ ہے۔(۲)

علماء سلف کا عکس جمیل

حضرت والا نے اپنی کتاب میں اپنے اکابر علماء سلف کی پاکیزہ یادوں کو تازہ کیا ہے اور فتوی نویسی میں ان کے نہج کو برقرار رکھا ہے؛ چنانچہ مفتی کوکب عالم صاحب قاسمی حال استاذ دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

> اس کتاب کے فتاوی علماء سلف کی پاکیزہ یادگار رہے، ان کے فتاوی میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ مفتی اعظم کی سی تسہیل وتوسع، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ دیوبندی مفتی اول دار العلوم دیوبند کی سی جامعیت واختصار اور فقیہ الامت مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ کا سا اعتدال جھلکتا نظر آتا ہے، یہ تشبیہات جس دیانت سے پیش کی گئی ہیں وہ صرف حسن ظن ہی کی نہیں؛ بلکہ حق

---

(۱) فتاوی علم وحکمت ۲/۴۳، ۵۵ مکتبہ محمودیہ

(۲) فتاوی علم وحکمت ۲/۴۳ تا ۵۵

پسندی کا اعلیٰ ثبوت ہے۔(۱)

نو وارد مسائل کا تذکرہ

صاحب فتاوی نے دور جدید کے لحاظ سے پائے جانے والے جدید مسائل کو بھی ذکر کیا ہے مثلاً کرفیو کے زمانے میں نماز جمعہ کے قیام کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

> نماز جمعہ فرض ہونے کے لئے منجملہ نو شرائط کے ایک شرط امن اور خوف کا نہ ہونا بھی ہے، موجودہ حالات میں چوں کہ امن نہیں ہے اور باہر نکلنے پر پورا خطرہ وخوف بھی ہے؛ اس لئے نماز جمعہ فرض نہیں ہے، جن شہری وحوالی شہر علاقوں میں کرفیو لگا ہوا ہے اور امن نہیں ہے، وہاں مسجدوں میں جا کر جمعہ پڑھنے کے بجائے اپنے اپنے گھروں میں رہتے ہوئے ظہر کی نماز پڑھ لیں (۲)

ایسے ہی نماز میں موبائل فون بند کرنے سے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا:

> اگر صرف ہاتھ کی ایک چٹکی سے بغیر عمل کثیر کے موبائل بند کیا ہے، تو ان کی نماز ہوگئی اور جن نمازیوں نے موبائل کو باہر نکال کر بند کیا اور پھر موبائل کو جیب میں یا نیچے رکھا ان کی نماز ٹوٹ گئی۔

آگے حضرت نے اصول کے طور پر ایک بات بیان کی ہے کہ:

> یاد رکھیں کہ جب نماز میں زیادہ عمل ہو جائے یا دونوں ہاتھ سے کوئی عمل ادھر ادھر ہو جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔(۳)

مقامی عرف وعادت کا لحاظ

حضرت نے اپنے مجموعہ فتاوی میں اکثر وبیشتر علاقائی عرف وعادت اور مقامی رسم و

---

(۱) فتاوی علم وحکمت ۲/۵۲۔۵۷، مکتبہ محمودیہ

(۲) فتاوی علم وحکمت ۱/۴۱۳، مکتبہ محمودیہ

(۳) فتاوی علم وحکمت ۱/۵۰۵

رواج کا بھی لحاظ رکھا ہے جہاں عرف وعادت کو شرعی معیار ماننے کی گنجائش موجود تھی، وہاں اسی اعتبار سے جواب تحریر فرمایا ہے جہاں مقامی رسم ورواج دائرہ شریعت سے خارج تھا، وہاں اصلاح وسدھار کی جانب توجہ دلائی ہے اور داعیانہ وناصحانہ اسلوب کو اختیار فرمایا ہے، اس کی اکثر مثالیں کتاب العقائد میں ہیں، مثلاً سوال کیا گیا کہ یہ مہینہ صفر کا مہینہ ہے اس مہینے کے آخری بدھ پر رسول اللہ ﷺ کے صحت پانے اور اس دن تفریح کے لئے نکلنے کی وجہ سے کام کرنے والوں کو اس تفریح کے دن کام کرتے ہوئے دیکھ کر بددعا دینے کی وجہ سے ہم بھی اپنا کام بند رکھتے ہیں، آپ بتایئے اس میں کیا خرابی ہے؟ اس کا جواب آپ نے یوں تحریر فرمایا:

> آخری بدھ کی اسلام میں کوئی حقیقت نہیں ہے، اس دن کام نہ کرنے اور بیکار رہنے کو اسلامی اور دینی حیثیت دینا غلط ہے، رسول اللہ ﷺ سے کام کرنے والوں کو بددعا دینا بھی کہیں سے ثابت نہیں ہے، جس آخری بدھ کو رسول اللہ ﷺ کی صحت وتفریح کا دن کہتے ہیں وہ غلط ہے، اس آخری بدھ پر تو رسول اللہ ﷺ پر مرض کی شدت تھی، جب یہ حالت یہودیوں کو معلوم ہوئی تو انہوں نے خوشیاں منائیں۔ (مدارج النبوت پڑھئے تو آپ کو ایسا ہی معلوم ہوگا) اس دن کام نہ کر کے گھوم پھر کر آپ بھی گویا یہودیوں کا سا عمل کرنا چاہتے ہیں۔(۱)

اسی طرح ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں، سوال کیا گیا کہ: ہولی کا تہوار منایا جاتا ہے، کچھ مسلمان اس دن بہت بڑی تعداد میں ابراہیم علیہ السلام کی فاتحہ دلاتے ہیں، کیا ایسا کرنا جائز وصحیح ہے؟ اگر جائز وصحیح ہو تو ہم بھی کریں گے، ہماری دینی رہنمائی فرمائی جائے تو اس کے جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:

> حکم دین سمجھ کر لازمی جان کر اس دن فاتحہ ابراہیمؑ کرنا غلط ہے،

---

(۱) فتاوی علم وحکمت ۱/۹۴ مکتبہ محمودیہ

بدعت ہے، اسے نہ اپنایا جائے۔(۱)

حکیمانہ وناصحانہ اسلوب

حضرت اقدس گنگوہیؒ کے فتاوی میں علم وحکمت ونصیحت اور سائل سے ہمدردی وغمخواری کا جو رنگ تھا، حضرت والا کے فتاوی میں بھی یہی چیز نظر آتی ہے؛ چناں چہ کسی نے تعویذ گنڈے کے متعلق سوال کیا تو جواب میں فرمایا:

> اپنی ضرورت واحتیاج کو اللہ کی طرف رجوع کرنا ایک مومن کا کام ہونا چاہئے، اس کے ساتھ ہی اگر کسی نیک خداترس مسلمان سے بھی کوئی جائز تدبیر معلوم کرنا چاہے تو منع بھی نہیں ہے اور خود بھی حاجت وضرورت کو پوری کرنے کے لئے مادی تدبیر اپناتے رہنا چاہئے (۲)

اسی طرح کسی نے اختلاف وانتشار کو جنم دینے والے مضامین کے متعلق سوال کیا کہ اس کا سنانا کیسا ہے؟ اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا:

> اللہ کے بندوں کو اللہ کی بندگی کی اصلاح اور اطاعت خداوندی کی طرف لانے کے لئے وہی طریقہ اپنانا چاہئے، جس کی صراحت وہدایت اللہ تعالی نے کی ہے، انسانیت وکونین کے خالق نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کی بتائی ہوئی راہ پر لانے کے لئے حکمت سے کام لینا چاہئے اور پند وموعظت میں حسن واچھائی کو اپنانا چاہئے، تقریر مذکور میں ایسا ہی دلخراش انداز ہے تو بلا شک اصلاح کا انداز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) فتاوی علم وحکمت ۱/۱۲۳

(۲) فتاوی علم وحکمت ۱/ ۶۵ مکتبہ محمودیہ

(۳) فتاوی علم وحکمت ۱/ ۱۶۱ مکتبہ محمودیہ

مقاصد پر نظر رکھنے کی تلقین

حضرت کے فتاوی کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اگر سائل نے غیر اہم امور کا سوال کیا ہے تو آپ نے جواب کے ساتھ ساتھ حکیمانہ انداز میں اسے مقصد پر نظر رکھنے کی تلقین کی ہے، مثلاً کسی نے نماز میں عمامہ اور رومال باندھنے اور ٹوپی لگانے جیسے متفرق امور کے متعلق استفتاء کیا تو ان سوالوں کے نمبر وار فقیہانہ جواب دینے کے بعد مستفتی کو ایک ضروری مشورہ کے عنوان سے جو حکیمانہ بات آپ نے لکھی ہے وہ سب کے لئے مشعل راہ ہے، ارشاد فرمایا:

> ان غیر اہم امور کی طرف اپنی توجہ نہ لگائی جائے، بلکہ نماز کے بنیادی مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، نماز کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ نماز زندگی کے اصول کو غیر اسلامی کام سے بچائے ......اور خداوندی بغاوت وسرکشی سے (بندہ) دور ہوجائے۔(۱)

دیانت پر فیصلہ

اس کتاب میں طلاق کے بعض حساس قسم کے فتاوی بھی ہیں جن میں دیانت پر فتوی دیا گیا ہے، مثلاً کسی نے اپنی بیوی کے لئے تین مرتبہ طلاق کا لفظ استعمال کر کے یہ کہا کہ میں نے دوسری اور تیسری طلاق بنیت تاکید کہی ہے، تو آپ نے جواب میں فرمایا:

> حالات یہی ہیں تو ایک طلاق رجعی ہوئی، جس میں شوہر کو اندرونِ عدت رجوع کر کے بیوی بنا کر رکھ لینے کا حق واختیار ہے، اندریں حالات دونوں شوہر وزوجہ بن کر رہ سکتے ہیں۔(۲)

اصلاح معاشرہ واحتساب

معاشرہ سے منکرات کا خاتمہ اور فواحش کا انسداد کرنے کے لئے کہیں سے سنجیدہ

---

(۱) فتاوی علم وحکمت ۱/ ۲۹۷، مکتبہ محمودیہ

(۲) فتاوی علم وحکمت ۲/ ۳۰۳ محمودیہ

کوششیں ہوئیں اوراس معاملے میں آپ سے فتوی طلب کیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان کا تعاون فرمایااوراحتساب کی روح کے مطابق فیصلہ دیا، چناں چہ ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

اگر مسلم پنچایت اور مسلمان برادری کسی دینی مصلحت کے پیش نظر نکاح کے لئے کوئی خاص وقت متعین کر دیں تو دوسرے لوگوں کو بغیر کسی شرعی وجہ کے اس کی مخالفت نہ کرنی چاہئے ،مثلا اگر مسلم پنچ رات میں کسی وقت نکاح کرنے کے رواج کو اس لئے ہٹانا چاہیں کہ رات کے نکاح کے بعد نکاح والے اپنی باقی رات گانے بجانے ،رنڈی اور جلسہ میں کالی کر دیتے ہیں اور وہ اس لئے اسے بدل کر عصر مغرب کے درمیان نکاح کئے جانے کی ہدایت کرتے ہیں تو دینی فائدہ کی خاطر لغویت سے بچنے کی غرض سے اسے مانا جاسکتا ہے......الخ (۱)

مرتب کا بعض فتاوی پر استدراک

علماء کی ایک جماعت کا خیال یہ تھا کہ جیل خانوں میں نماز جمعہ وعیدین کا قیام درست نہیں ہے؛ کیوں کہ وہاں اذن عام کی شرط مفقود ہوتی ہے، صاحب فتاوی نے بھی یہی رائے ظاہر کی؛ مگر اب تحقیق یہ ہے کہ اس کی بنیاد پر اقامت جمعہ وعیدین سے منع کرنا درست نہیں ہے؛ چناں چہ مرتب نے اس پر استدراک کرتے ہوئے یہ نوٹ تحریر فرمایا ہے:

اجازت عامہ یا اذن عام کی شرط انعقاد جمعہ کے لئے اس لئے رکھی گئی کہ باہر کے لوگوں کے لئے اگر وہاں جمعہ کی نماز پڑھنے کی عام اجازت نہ دی جائے؛ بلکہ قلعہ بند ہوکر صرف چند مخصوص افراد جمعہ پڑھ لیں تو شہر کی بڑی تعداد نماز جمعہ سے محروم رہے گی اور فی زمانناشہر میں متعدد جگہ قیام جمعہ کی وجہ سے اگر جیل خانہ میں کسی باہری کو

(۱) فتاوی علم وحکمت ۱/۴۷ مکتبہ محمودیہ

جمعہ کے لئے آنے کی اجازت نہ دی جائے تو بھی وہ نماز جمعہ سے محروم نہ ہوں گے۔ دوسری علت یہ ہے کہ اذن عام کا مقصد تکثیر جماعت ہے، جہاں اذن عام نہیں ہے وہاں جمعہ کی اجازت دی جائے تو جہاں اذن عام ہے وہاں تقلیل جماعت ہوگی، یہ علت بھی جیل میں جمعہ پڑھنے سے نہ رہی؛ کیوں کہ جیل میں موجود چند افراد جمعہ پڑھ لیں تو شہر کی دیگر مساجد میں تعداد نہیں گھٹے گی، اور بسا اوقات قید خانہ میں مجرم کے سوا بے قصور مسلمان ماخوذ ہوتے ہیں، اگر ان کو ہفتہ میں ایک بار بھی با جماعت خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی اجازت نہ دی جائے تو یہ عمل غیر انسانی عمل ہوگا۔(۱)

خلاصہ مقالہ

مختصر یہ ہے کہ حضرت کے فتاوی کا یہ مجموعہ دور حاضر میں تشنگان فقہ وفتاوی کی کافی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے؛ کیوں کہ اس میں جہاں ایک طرف نو وارد مسائل کو جگہ دی گئی ہے تو وہیں دوسری طرف عرف وعادت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے، اسی طرح جہاں نصائح کی ضرورت پڑی ہے تو اس کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے، اس میں دیانت اور ظاہر دونوں پر فتوی کے نظائر موجود ہیں اور فتاوی میں مستفتین کے ذہن ومزاج کو ملحوظ رکھ کر انہیں اصلاح معاشرہ کی بھی تلقین کی گئی ہے، اللہ تعالی اس کتاب کے ذریعہ ہم سب کی دینی پیاس کو بجھائے اور صاحب کتاب کو مزید دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

(۱) فتاوی علم وحکمت ۱/ ۴۱۷، ۴۲۲

کتاب النوازل

مولوی محمد داؤد فاروقی قاسمی

فتوی نویسی بہت ہی اہم اور نازک کام ہے، مفتی کے لئے تقوی وطہارت اور صفائیِ باطن سے آراستہ ہونے کے علاوہ اصولِ فقہ پر گہری نظر، فقہی جزئیات کا وسیع مطالعہ، کسی ماہر مفتی کی طویل صحبت اور احوالِ زمانہ سے باخبر ہونا بھی ضروری ہے، مفتی خود گویا پروردگارِ عالم کا نمائندہ ودستخط کنندہ ہوتا ہے اور اس کا لکھا ہوا فتوی شریعت کا بیان ہوتا ہے، اس لحاظ سے یہ ایک بڑی ہی پرخطر گھاٹی ہے، اللہ تبارک وتعالی کی توفیق وتائید کے بغیر سلامتی وعافیت کے ساتھ اس راہ کو طے کرنا سخت مشکل ہوتا ہے، حضرت مولانا مفتی سید سلمان منصور پوری مدظلہ ان موفق علماء میں سے ہیں، جن کے فتاوی کو اللہ تعالی نے قبولیتِ عامہ بخشا ہے، حال ہی میں موصوف کے ۲۵/ سالہ فتاوی کا تازہ مجموعہ سات جلدوں پر مشتمل کتاب النوازل کے نام سے شائع ہو رہا ہے، جس میں کتاب الایمان والعقائد سے کتاب الحج تک کے مسائل موجود ہیں۔

کتاب کے ابتداء میں ۱۷/ ابواب اور زائد از دو سو صفحات پر مشتمل ایک مسبوط مقدمہ ہے، جن میں مصادرِ شریعت، تقلیدِ ائمہ اور فقہ وفتاوی کے بارے میں ضروری اور مفید معلومات جمع کر دی گئی ہیں، جن کے ضمن میں گمراہ فرقوں کی جانب سے اٹھائے جانے والے بہت سے شبہات واعتراضات کے جوابات بھی درج ہیں، مقدمہ کی بحثیں اگرچہ مختصر ہیں؛ لیکن ان کے ذریعہ شائقین حضرات کو تفصیلی مراجع تک پہونچنا آسان ہوگا۔(۱)

(۱) کتاب النوازل ۱/ ۷،۱۳

کتاب النوازل کی وجہ تسمیہ

نوازل یہ نازلۃ کی جمع ہے،جس کے معنی پیش آمدہ واقعہ کے آتے ہیں اور یہ لفظ ''جدید قابلِ توجہ مسائل'' کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے،حضرت والا نے اس مجموعہ کو کسی شخصیت کی طرف منسوب کرنے کے بجائے فقیہ ابواللیث سمرقندی حنفی کی پیروی کرتے ہوئے ان کی کتاب کے نام پر اس کتاب کا نام رکھا ہے۔(۱)

صاحبِ فتاوی کا تعارف

آپ کا نام محمد سلمان، والد کا نام محمد عثمان، پیدائش ۲۱/فروری ۱۹۶۷ءاور وطن منصور پور ہے،موصوف حسبی ونسبی عظمت،صلاحیت وصالحیت کے حامل، وسیع العلم وعمیق العلم عالم اور دقیق النظر مفتی ہیں،اور ساتھ ہی اچھے خطیب وشستہ صاحب قلم ہیں،حضرت موصوف نے دارالعلوم دیوبند سے ۱۴۰۷ھ میں فراغت حاصل کی ، بعدازاں دار الافتاء دارالعلوم دیوبند میں اکابر مفتیان بالخصوص فقیہ النفس مفتی نظام الدین صاحب اور فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ کی خاص شفقت وعنایت کے زیر سایہ فتوی نویسی کی مشق اور فقہ وفتاوی میں خاص بصیرت وتعمق حاصل کیا۔اس کے بعد سے تاحال جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد میں کتب حدیث وفقہ اور فتوی نویسی کی خدمات سے وابستہ ہیں،حضرت مفتی صاحب کے فتاوی اہل علم کی نظر میں خاص وزن رکھتے ہیں اور کسی مضمون اور فتوی کی نسبت حضرت مفتی صاحب زید مجدہم کی طرف ہونا ہی اس کے اعتماد کے لئے کافی ہوتا ہے۔(۲)

مرتب کا تعارف

آپ کا نام محمد ابراہیم وطن غازی آباد،آپ نے ۱۴۳۳ھ میں دارالعلوم دیوبند سے تخصصات کی تکمیل کی پھر مرادآباد شاہی کے شعبہ افتاء میں داخلہ لیا،۱۴۳۴ھ میں افتاء سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مفتی صاحب کی خواہش پر حضرت والا کے فتاوی کو ترتیب دینے

(۱) کتاب النوازل ۱/۷

(۲) کتاب النوازل ۱/۴،۵

کے لئے ایک سال لگانے کا ارادہ کیا اور ٹائپ شدہ فتاوی کی تصحیح ومراجعت اور عنوان لگانے کا کام پوری تندہی سے انجام دیا۔(۱)

کتاب النوازل علماء کی نظر میں

حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

مجھے یقین ہے کہ یہ مجموعہ اہل علم وبصیرت کے حلقہ میں بنظرِ استحسان دیکھا جائے گا اور اوساطِ علمیہ میں اسے قبولیت حاصل ہوگی۔(۲)

حضرت مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب یوں تحریر فرماتے ہیں:

امید کی جاتی ہے کہ کتاب النوازل شائع شدہ کتبِ فتاوی میں ایک معتبر اور مقبول اضافہ کی شکل میں شامل ہوگی اور اس سے علم وتحقیق کے دلدادہ افراد کو بہترین رہنمائی حاصل ہوگی۔(۳)

خصوصیات وامتیازات

فتاوی کا یہ مجموعہ چوں کہ مفتی صاحب نے اپنی نگرانی میں مرتب شائع فرمایا ہے، اس لئے یہ بہت حد تک مکمل ہے، حوالہ جات کا غیر معمولی اہتمام ہے، معتبر کتبِ فقہیہ کی ہزار ہا عبارتوں کے علاوہ آیات واحادیث اس میں موجود ہیں، توازن واعتدال اور مدارجِ شرعیہ کی رعایت جو علماء دیوبند کی خاص پہچان ہے، وہ اس مجموعہ میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے، جدید مسائل کو بھی نہایت سلیقہ وتحقیق اور بصیرت کے ساتھ حل کیا گیا ہے، زبان غیر معمولی سادہ وسلیس ہے، سلوب میں قانونِ شریعت کی تشریح کے ساتھ دعوت وحکمت کی چاشنی صاف محسوس ہوتی ہے، ذیل میں انہی خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔(۴)

(۱) کتاب النوازل ۱/ ۷

(۲) کتاب النوازل ۱/ ۱۴

(۳) کتاب النوازل ۱/ ۵۴

(۴) کتاب النوازل ۱/ ۵، ۱۳

دلائل وحوالہ جات کا اہتمام

کتاب النوازل میں کسی بھی مسئلہ سے متعلق کتب فقہیہ کی عبارتوں کے ساتھ حتی الامکان قرآنِ کریم کی آیت، حدیثِ مرفوع یا کم از کم کسی صحابی یا تابعی کا اثر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، چناں چہ ان سات جلدوں میں کئی ہزار احادیث وآثار حوالہ میں درج کئے گئے ہیں، مثلا: ۱/۲۵۴ پر ایک فتوی کے جواب میں درج ذیل آیات قرآنیہ مذکور ہیں: سورۃ الحدید:۴، ق:۱۶، السباء:۳، آل عمران:۵، ابراہیم:۳۸، الطلاق:۱۲(۱)

تحقیق اور حوالہ جات کے لئے کتب فقہ وفتاوی میں زیادہ تر درمختار، ردالمختار، البحرالرائق، ہندیہ، مجمع الانہر، تبیین الحقائق، فتاوی تاتار خانیہ، فتح القدیر، اور ہدایہ سے مراجعت کی گئی ہے، ان کے علاوہ کہیں کہیں الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، الموسوعۃ الفقہیہ، الفتاوی السراجیہ، اورالمحیط البرہانی وغیرہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔(۲)

توازن واعتدال

دینی تحریکیں جب وسعت اختیار کر جاتی ہیں اور ہر سطح کے لوگ اس سے وابستہ ہو جاتے ہیں تو پھر ان میں بعض ایسی چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں، جو خود ان کے مقاصد وضوابط کے خلاف ہوتی ہیں، ایسے مواقع پر علماء ربانین کا کام ہوتا ہے کہ وہ اس انحراف پر روک لگائیں اور راہِ اعتدال کی نشاندہی کریں، کتاب النوازل میں اس کے نمونے بھی ملتے ہیں، جیسے ایک شخص جو کہ مسجد کے امام تھے سوال کیا کہ تبلیغی جماعت کے کچھ لوگ جماعت میں جانے کا اصرار کرتے ہیں اور نہ جانے کی صورت میں بڑی بڑی وعیدیں سناتے ہیں، نیز جماعت کو تعلیم سے افضل ثابت کرتے ہیں تو ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہئے، ایا جماعت میں جانا چاہئے یا تعلیم وتعلم میں لگے رہنا چاہئے؟ تو آپ نے اس کا یہ جواب لکھا:

تبلیغی جماعت میں اس کے ضابطہ کے مطابق وقت لگانے کی کوئی

---

(۱) کتاب النوازل ۱/۲۵۵

(۲) کتاب النوازل ۷/۳۹

خاص ایسی صورت فرض نہیں ہے کہ اس کے ترک پر آخرت میں مواخذہ ہو، بلکہ مجموعی طور پر دین کی تمام صحیح محنتیں خواہ امامت کی شکل میں ہو یا تعلیم وتدریس اور تصنیف وتالیف کی شکل میں ہوں، یہ سب دین کے واجبی شعبوں میں داخل ہیں اور ان میں مشغول حضرات عند اللہ عظیم اجر وثواب کے مستحق ہیں، لہذا جن حضرات کے جماعت میں وقت لگانے سے دین کے کسی دوسرے شعبہ کا نقصان ہوتا ہو ان کو جماعت میں نکلنے پر مجبور کرنا درست نہیں ہے البتہ امام اور معلم وغیرہ کے لئے مناسب ہے کہ وہ تعطیل کے ایام میں حسبِ سہولت تبلیغی جماعت میں کچھ وقت لگا دیا کریں؛ تا کہ ان کی اصلاح ہو اور دینی فکر میں اضافہ ہو۔(۱)

کفر کا حکم لگانے میں احتیاط

اصولِ شرع میں یہ بات مسلم ہے کہ اگر کسی بات میں کفر کے علاوہ دوسرے معنی کا بھی امکان نکلتا ہو تو وہاں وہی معنی مراد لے کر کفر کا حکم لگانے سے احتیاط کیا جائے گا، چناں چہ حضرت والا سے ایک بریلوی شخص کے متعلق معلوم کیا گیا، جو کہ اپنی تقریر میں نبی ﷺ کو عالم الغیب بتلا رہے تھے تو کیا نبی ﷺ کو عالم الغیب ماننے والا شخص کافر ہو جائے گا یا نہیں؟ حضرت والا نے اس کا جواب یوں دیا:

اسمیں کوئی شک نہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بہت سی غیب کی باتوں کا علم عطا کیا گیا ہے، لیکن آپ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل تھا جیسے اللہ تعالی کو حاصل ہے، یہ یقیناً شرک ہے، قرآن کی واضح آیات سے اس کی نفی ہوتی ہے، اگر کوئی جاہل نبی اکرم ﷺ کے لئے علمِ غیب کا اعتقاد رکھتا ہے، تو اس کے

(۱) کتاب النوازل ۲/ ۳۶۸،۳۷۵

> کفر میں کوئی شبہ نہیں اور اگر جزئی علم غیب کا قائل ہے تو وہ کافر تو نہیں ،البتہ اس بنیاد پر بھی پیغمبر علیہ السلام کو عالم الغیب کہنا صحیح نہیں ، کیوں کہ عالم الغیب اسے ہی کہا جاسکتا ہے ، جسے علم غیب کلی حاصل ہواور یہ اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہے۔(۱)

حساس مسائل میں حکمت ودور اندیشی

حساس قسم کے مسائل میں ایک طرف عامۃ الناس کے جذبات کا سیلاب ہوتا ہے اور دوسری طرف شریعت وحکمت کے تقاضے ہوتے ہیں ،ان معاملات میں یک طرفہ بات سے بسا اوقات اور بھی زیادہ مفاسد پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے ،علماء ومفتیان کرام جو درحقیقت قوم کے رہبر ورہنما ہوتے ہیں، ان مواقع پر ان کا سخت امتحان ہوتا ہے، حضرتِ والا نے احسن طریقہ سے یہ فریضہ بھی انجام دیا ہے، چناں چہ ایک دفعہ حضرت سے سوال کیا گیا کہ گستاخِ رسول سلمان رشدی کے خلاف قتل کا فتوی ایران سے جاری ہوا ،ساری دنیا کے مسلمانوں نے اسے سراہا اور صحیح قدم سمجھا؛ لیکن ہمارے ہندوستانی علماء کیوں خاموش ہیں، کیا سلمان رشدی بے گناہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کی برأت کا کھل کر اظہار کرنا چاہئے؛ ورنہ توڈنکے کی چوٹ پر اس کی گردن زدنی کا اعلان اور فتوی جاری کرنا چاہئے ،حضرتِ والا نے سب سے پہلے سوال میں پوچھے گئے نفس مسئلہ کا جواب دیا کہ آپ علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا شخص شرعاً مرتد ہے، اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے، اس پر سزا جاری کر دی جائے ،اس کے بعد حضرت والا نے جو بات کہی ہے اس سے حضرت کی مذہبی وسیاسی بصیرت کا ثبوت ملتا ہے، فرمایا:

> علماء ومفتیان کرام کے بارے میں یہ بدگمانی صحیح نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے فتاوی کو عبادات یا فروعی مسائل تک محدود رکھا ہے، کسی بھی دارالافتاء کے ریکارڈ سے اپنے الزام کا جواب حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱) کتاب النوازل ۲/ ۱٦۷

سلمان رشدی کے ناول سے ہر شخص کو سخت تکلیف اور صدمہ پہونچا ہے جس کا اظہار مسلسل کیا جا تا رہا ہے؛ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا توڑ اور جواب کیسے ہو؟ آپ کی نظر میں اس سوال کا حل صرف اس ملعون کے قتل کا اعلان کرنا ہے اور ہماری نظر کہتی ہے کہ جو شخص ہماری اسلامی حکومت کی حدود کے باہر ہو، اس پر قتل کے حکم کے نفاذ کا اعلان نہیں کرنا، اگر ایران یا کسی اور حکومت کو سلمان رشدی کو قتل کرنے سے دلچسپی ہوتی تو وہ اعلان کرنے سے پہلے اپنے کسی ایجنٹ کے ذریعہ یہ کام کرا سکتی تھی، لیکن ایران کو تو اس اعلان سے سیاسی فائدہ اٹھانا تھا جو پہلے بھی اٹھایا گیا اور آج بھی اٹھایا جا رہا ہے اور ایرانی فتوی نے ملعون کو سرکاری تحفظ فراہم کر دیا، اب اس ملعون کا قتل کوئی بچوں کا کھیل نہیں؛ بلکہ اس کے بیش از بیش حفاظت کا ذریعہ بن گیا ہے، امید ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان امور پر غور فرمائیں گے۔(۱)

جواب میں اختصار

بسا اوقات مستفتی اپنے استفتاء میں غیر متعلق باتوں کی تفصیل بھی چھیڑ دیتا ہے، جب کہ اس میں دریافت طلب امر کچھ اور ہوتا ہے، جو چند الفاظ میں ادا کیا جا سکتا ہے، ایسے مواقع پر حضرت والا نے جواب کو سہل اور مختصر طور پر دینے کی کوشش کی ہے، مثلاً ایک سوال جو کہ جلد اول کے صفحہ ۵۰۲ تا ۵۰۵ تک پھیلا ہوا تھا، حضرت والا نے صرف چند جملوں میں پورا نچوڑ اس طرح بیان کیا:

مضمون بالا صحیح ہے؛ لیکن عاشوراء کے دن اہل وعیال پر وسعت کرنے کی حدیث کو غلط کہنا صحیح نہیں ہے، یہ حدیث فضائل میں قابل استدلال ہے؛ البتہ یہ خیال رہے کہ اس عمل

(۱) کتاب النوازل ۱/ ۴۲۹۔۴۳۱

کو ثواب نہ سمجھا جائے۔(۱)

جدید مسائل سے بحث

حضرت والا نے جدید مسائل کو بہت ہی عمدہ اور مفید انداز میں پیش کیا ہے مثلا: ایک مستفتی نے سوال کیا کہ زید اپنا موبائل سامنے رکھ کر نماز پڑھ رہا ہے، دورانِ نماز موبائل کی رنگ ہونے لگی تو کیا پاس بیٹھا آدمی (جو نماز نہیں پڑھ رہا ہے) اس موبائل کو بند کر سکتا ہے؟ کیا اس صورت میں بلا اجازت غیر کی ملکیت کو استعمال کرنے کا جرم ہوگا؟ آپ نے اس کا جواب یوں تحریر فرمایا:

> موبائل کی گھنٹی بجنے سے چوں کہ زید کی نماز میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے، اس لئے پاس میں بیٹھے ہوئے شخص کو موبائل بند کر دینا بلا شبہ جائز ہے، یہ غیر کی ملکیت میں تصرف نہیں؛ بلکہ ایک طرح سے اس کے ساتھ ہمدردی اور تعاون ہے، تاکہ اس کی نماز میں خلل نہ پڑے۔

نیز ایک اور سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> اگر موبائل کے اسکرین پر ذی روح کی تصویر نمایاں ہو تو اس صورت میں اس موبائل کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، مگر نماز درست ہو جائے گی۔(۲)

علماء دیوبند کے فتوی پر اعتماد

حضرت والا نے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ چھوٹے دیہاتوں میں جمعہ کا قیام حنفیہ کے نزدیک درست نہیں ہے؟ اگر وہاں پہلے سے جمعہ ہوتا آ رہا ہے پھر بھی حکمتِ عملی کیساتھ اسے ختم کر کے ظہر کی نماز با جماعت پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، علماء دیوبند کا فتوی اسی

(۱) کتاب النوازل ۱/۵۰۹

(۲) کتاب النوازل ۴/۱۳۶

پر ہے، مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے مقامات پر جمعہ جاری رکھنے کا فتوی دیا تھا؛ لیکن دیگر حضرات مفتیانِ کرام نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔(۱)

سدذرائع کا لحاظ

ایک سوال کے جواب میں حضرت والا تحریر فرماتے ہیں کہ نمازِ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھ کر انفرادی طور پر کوئی بھی ذکر کیا جاسکتا ہے، اس وقت کے لئے کوئی خاص دعا یہ کلمات حدیث سے ثابت نہیں ہیں، اب اگر اجتماعی طور پر بلند آواز سے کوئی دعا پڑھی جائے گی تو رفتہ رفتہ لوگ اسے ضروری سمجھ لیں گے اور یہی چیز بدعت بن جائے گی، بریں بنا عوام کو اچھے انداز میں سمجھانے کی ضرورت ہے کہ وہ جس عمل کو انجام دے رہے ہیں اس کے التزام کی وجہ سے ثواب کے بجائے عتاب کا اندیشہ ہے، لہذا یہ عمل نہ تو بالجہر کیا جائے اور نہ اجتماعیت کے ساتھ کیا جائے، بلکہ ہر شخص انفرادی طور پر کچھ بھی دعا مانگ سکتا ہے خواہ یہ دعا ہو یا کچھ اور ہو۔(۲)

ردشرک وبدعت اور باطل نظریات

حضرت والا نے حدود شریعت کی وضاحت کرتے ہوئے شرک وبدعت کا بھی زبردست طریقہ سے اپنے فتاوی میں رد فرمایا ہے، چناں چہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> بزرگوں کے مزارات پر جاکر ان سے براہ راست دعائیں کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے تصرف سے ہمارے بگڑے ہوئے کام بن جائیں گے، قطعاً جائز نہیں ہے، بلکہ موجب شرک ہے، البتہ اگر اللہ تعالی سے دعا مانگی جائے اور اللہ تعالی کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑا جائے تو اس کی گنجائش ہے؛ اس کے لئے مزاروں پر جانا بھی

---

(۱) کتاب النوازل ۲۳۱/۵

(۲) کتاب النوازل ۱۱۴/۵

ضروری نہیں ، بلکہ گھر میں بیٹھ کر بھی دعاء میں وسیلہ اختیار کیا
جاسکتا ہے۔(۱)

صاحبِ فتاوی کے خاص افادات

اس مجموعہ فتاوی میں جہاں کہیں ضرورت محسوس ہوئی وہاں پر افادہ کے عنوان سے مسائل بھی مذکور ہیں، چناں چہ ۷/ ۳۳۷ تا ۳۴۱ ایک مقالہ ''جدہ اور میقات سے متعلق صاحب فتاوی کی ایک تحقیق'' کے نام سے ہے، نیز ۷/ ۴۸۱ و ۴۸۵ پر بھی ایک مقالہ ''نوٹ'' کے عنوان سے مذکور ہے۔(۲)

اہون البلیتین کو اختیار کرنے کا مشورہ

حضرتِ والا کی خدمت میں کوئی ایسی صورت پیش ہو جس کے دونوں پہلو دینی اعتبار سے مضر ہوں تو حضرت قواعد فقہیہ کے مطابق ہلکے ضرر والے پہلو کو اختیار کرنے کا مشورہ دیتے، چناں چہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

> بلا عذر اسبالِ ازار مکروہ تحریمی ہے اور مہری موڑ کر نماز پڑھنا زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے؛ اس لئے مکروہ تحریمی سے بچنے کے لئے کراہت تنزیہی کو برداشت کیا جائے گا، اور یہی حکم دیا جائے گا کہ مرد حضرات بہرحال ٹخنے کھول کر نماز پڑھیں۔(۳)

خلاصۂ کلام

یہ کتاب اپنے موضوع پر پوری طرح حاوی و جامع ہے، معتبر حوالے کتاب کی زینت ہیں، گویا کہ موصوف نے دریا کو کوزہ میں سمیٹ دیا ہے، جوابات مختصر؛ مگر جامع، خیر الکلام ماقل و دل کا مصداق، سائل کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کتاب انزلوا الناس منازلھم کی سچی تصویر ہے، نیز تکفیر کے بارے میں بھی پورا احتیاط کیا گیا ہے، اللہ تعالی اس کتاب کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ آمین

(۱) کتاب النوازل ۱/ ۳۳۹ (۲) کتاب النوازل ۷/ ۴۹۱ (۳) کتاب النوازل ۴/ ۱۰۷

فتاوی عزیزی

مولوی محمد اطہر اللہ خاں قاسمی

تفقہ فی الدین یعنی دینی سوجھ بوجھ وبصیرت ایک زبردست خدائی انعام ہے، اللہ تبارک وتعالی اپنے منتخب بندوں کو اس سے نوازتا ہے اور ایک خلق کثیر کو ان کے ذریعہ فائدہ پہنچاتا ہے، ہندوستان میں خانوادۂ ولی اللہی کو یہ خیر کثیر وافر مقدار میں عطا ہوا تھا، اللہ تبارک وتعالی نے اس خاندان سے تمام ہی علوم دینیہ کی وافر خدمات لی ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (ولادت ۲۵/ رمضان ۱۱۵۹ھ وفات ۷/ شوال ۱۲۳۹ھ) حضرت شاہ ولی اللہؒ کے خلف اکبر ہیں، فقہ وفتاوی میں آپ نے اپنی یادگار ''فتاوی عزیزی'' کے نام سے چھوڑی ہیں، ذیل کی سطروں میں انہی کا تعارف مقصود ہے۔

مترجمین فتاوی

فتاوی عزیزی اصلاً فارسی زبان میں ہے، اس کا پہلا اردو نسخہ ۱۳۱۳ھ میں کنز العلوم حیدرآباد سے شائع ہوا تھا، اس کے مترجم مولوی عبدالجلیل صاحب نعمانی اور مولوی محمد نواب علی صاحب ہیں، اس نسخہ میں نہ عناوین کے قائم کرنے کا اور نہ ہی مسائل کی ترتیب کا لحاظ کیا گیا تھا، کتاب میں کچھ رسائل بھی درج ہیں، ان کو مرکزی عنوان بنا کر اس کے تحت مسائل کو ذکر کیا گیا تھا، اور اردو بھی قدیم زبان لئے ہوئے تھی، پھر دوسرا نسخہ ۱۳۲۳ھ میں شائع ہوا، اس کے مترجم مولوی عبدالواجد صاحب نولوی ہیں، اس نسخہ میں عناوین کی ترتیب کا لحاظ کیا گیا ہے اور بکھرے ہوئے مسائل کو ایک باب کے تحت جمع کر دیا گیا ہے اور عام فہم انداز میں مسائل کو

سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، طویل مضمون کو ایک پیراگراف کی صورت میں سہل الاستفادہ بنایا گیا ہے اور سوالات کی ترتیب اس انداز سے رکھی گئی ہے کہ ناظرین کو دیکھ کر پڑھنے کا شوق پیدا ہو، (۱) شاہ صاحب کے عہد میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب لکھنویؒ نے اپنے ایک رسالہ میں لفظ ''الہ'' کے تعلق سے بعض فنی اور فلسفیانہ قسم کی نئی تحقیقات پیش کی تھی، حضرت شاہ صاحبؒ نے ان کا علمی رد تحریر فرمایا تھا اور دوسرے نسخہ میں اس بحث کو اس انداز سے ترتیب دیا گیا کہ اعتراض و جواب سمجھنے میں ناظرین کو دقت محسوس نہیں ہوتی۔

مقالہ کی ترتیب میں دوسرے نسخہ کو سامنے رکھا گیا ہے، جو پاکستان کی ایچ ایم سعید کمپنی سے شائع کیا گیا اور عام طور پر دستیاب ہے، اس کی اصلاً دو جلدیں ہیں، جن کو حاجی محمد ذکی صاحب مالک ایجوکیشنل کراچی نے ایک جلد میں کر دیا ہے۔

کتاب کا اجمالی تعارف

فتاوی میں برصغیر میں لکھی جانے والی یہ پہلی کتاب ہے، جو فارسی میں لکھی گئی تھی پھر بعد میں اس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا (۲)

یہ دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اور زبان و بیان کے اسلوب کی قدامت کے باوجو دفقہ و فتاوی کی دنیا میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ (۳)

تعداد فتاوی

اس مجموعہ میں تقریباً تمام ابواب فقہ سے متعلق ۳۴۷ فتاوی کا انتخاب ہے۔ (۴)

خصوصیات کتاب

حضرت شاہ صاحبؒ کا اسلوبِ فتاوی عجیب شان کا حامل ہے، آپؒ نہ صرف مسائل

(۱) فتاوی عزیزی ص: ۳۰، ۱۴ ایچ ایم سعید کمپنی

(۲) کتاب الفتاوی ۱/ ۲۳۸، نعیمیہ دیوبند

(۳) جامع الفتاوی ۱/ ۲۸ ادارہ تالیفات اشرفیہ پاکستان

(۴) فتاوی علماء ہند ۱/ ۲۹۲ منظمۃ الاسلام العالیہ ممبئی

کو واضح و مدلل اور شق وار جواب عنایت فرماتے ہیں؛ بلکہ اس کے ذیل میں بہت سارے متعلقہ علوم وفنون سے بحث کر کے بیش بہا افادات فرماتے ہیں، یہاں فتاوی عزیزی کی بعض خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نصوص کا اہتمام

صاحبِ فتاوی کی یہ کوشش رہتی ہے کہ فتاوی کو نصوص سے مدلل کیا جائے، چناں چہ تابوت تعزیہ، فاتحہ اور مرثیہ پڑھنا، نوحہ کرنا وغیرہ کے جواز یا عدم جواز کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

> یہ سب ناجائز ہے۔ لعن الله من زار بلا مزار ولعن الله من زار شبحا بلا روح ليس منامن حلق وصلق وخرق ليس منا من ضرب الخد ودوشق الجيوب ودعى بدعوى الجاهلية (۱)

سوالات کے مختلف پہلو کا الگ الگ حکم

صاحبِ فتاوی نے بعض سوالات کے مختلف پہلوؤں کو نکال کر سمجھانے کی سعی کی ہے، چناں چہ ایک سوال کہ بزرگوں کے قبروں کی زیارت کے لئے کسی ایک دن کو مقرر کرنا کیسا ہے؟ آپؒ نے اس کی وضاحت کے لئے تین صورتوں کو ذکر کیا ہے:

> اول یہ کہ کوئی ایک یا دو دن مقرر کریں اور اس دن ایک یا دو شخص جا کر زیارت کر آویں؛ مگر زیادہ آدمی بہیئتِ اجتماعیہ نہ جائیں تو اس قدر روایات سے ثابت ہے۔
>
> دوسری صورت یہ ہے کہ ایک کثیر جماعت ہو اور ختم قرآن شریف کریں اور شیرینی یا کھانا فاتحہ کریں اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں، ایسا معمول زمانہ پیغمبر اور خلفاء راشدین میں نہ تھا، مگر ایسا

---

(۱) فتاوی عزیزی ص: ۱۹۵ ایچ ایم سعید کمپنی

کرنے میں مضائقہ بھی نہیں ، اس لئے کہ اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔

تیسری صورت یہ کہ لوگ ایک دن مقرر کریں اوراس دن لباس ہائے فاخرہ اورعید کے مانند خوش وخرم رقص ومزامیر اور دیگر بدعات کرتے ہیں،مثلاً قبروں پر سجدہ کرنا اورطواف کرنا یہ ممنوع ہے،حرام ہےاوران دواحادیث سے یہی صورت مراد ہے ، لا تجعلوا قبری عیدا...... اللهم لا تجعل قبری وثنا یعبد (۱)

ضمنی مباحث پر قیمتی افادات

بعض جگہ صاحبِ فتاوی نے اصل جواب کے ساتھ دیگر مسائل کا بھی ذکر کیا ہے، مثلاً مستفتی نے سوال کیا قبر پر جو سبز پتی یا پھول اورخوشبو رکھتے ہیں،اس کا کیا حکم ہے؟ آپ علیہ الرحمہ نے اس کا جواب نقل کرنے کے بعد اہلِ قبور سے استمداد کی بحث کی ہےاوراس میں جو فقہاء کا اختلاف ہے،اس کو بھی ذکر کیا ہےاور ساتھ ہی ساتھ نذر کی بحث بھی چھیڑی ہے،اور نذر کس صورت میں جائز ہےاور کس صورت میں ناجائز نہیں ہےاس کا بھی ذکر کیا ہےاور یہ تین مسائل تقریباً چھ صفحات پر مشتمل ہیں۔(۲)

فتاوی بشکل رسائل

آپؒ کے بعض فتاوی رسائل کی شکل اختیار کر چکے ہیں، جواب لکھتے وقت آپؒ نے درازنفسی سے کام لیا ہے؛ تاکہ مکمل شکوک وشبہات کا دفعیہ کیا جا سکے،مثلاً:حضرت سے سوال کیا گیا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب برحق ہےاوراہل سنت کا مذہب باطل ہےاور یہی دعوی اہل سنت حضرات کرتے ہیں، ان دونوں میں کون برحق مانے جائیں گے،آپؒ نے اس کا بہت تفصیلی جواب لکھا جو وسیلۃ النجاۃ کے نام سے اس مجموعہ فتاوی کا حصہ ہے،اس میں آپؒ

(۱) فتاوی عزیزی ص:۱۷۷

(۲) فتاوی عزیزی ص:۱۹۰

نے سوال مذکور کا تشفی بخش جواب دیا اور شیعہ کی اصل بنیاد کو ہی باطل ثابت کیا ہے اور وہ اس طرح کہ مذہب شیعہ کی بنیاد ہی اس بات پر ہے، کہ وہ خلفاء ثلاثہ وغیرہم کے کفر ونفاق کے قائل ہیں اور ان حضرات نے صحابہؓ کے تعلق سے یہ بیان کیا ہے کہ صحابہؓ نے نفاق سے اپنا ایمان ظاہر کیا تھا اور ہجرت بھی ریاست کی طمع میں کی تھی وغیرہ وغیرہ۔(۱)

معرکۃ الآ راء فتاوی

مصنف علیہ الرحمہ نے بعض معرکۃ الآ رامسائل میں تحقیقی اور مجتہدانہ نوعیت کے جوابات تحریر کئے ہیں، مثلاً: تشہد میں اشارہ بالسبابہ کے مسئلہ میں بعض عبارتوں سے یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی کہ امام ابوحنیفہؒ اس کے قائل نہیں ہیں، آپؒ نے جواب میں پہلے خود امام صاحب کے اس قول کو نقل کیا کہ بغیر دلیل کے ہمارے قول کو کسی مسئلہ میں دلیل قرار نہ دیا جائے، پھر چار اصولوں کا ذکر کیا، اس تمہید کے بعد جواب لکھنا شروع کیا ہے، اور اس میں تین فصلوں کا ذکر کیا ہے اور ایک مقدمہ، مقدمہ اس بیان میں ہے کہ امت میں جب مسائل میں اختلاف ہو تو سنت پر عمل کیا جائے، فرمایا اللہ تعالی نے: ما آتاکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا پہلی فصل صحیح احادیث کو لئے ہوئے ہے جو اشارہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، دوسری فصل میں اشارہ سے متعلق فقہی عبارتوں کا ذکر کیا گیا ہے، تیسری فصل میں ان لوگوں کے دلائل مذکور ہیں جو اشارہ کو منع کرتے ہیں، اور ساتھ ہی ان دلائل کا جواب بھی مذکور ہے(۲)

حدیث سے متعلق ایک سوال کا جواب

صاحبِ فتاوی جہاں فقہ میں ماہر تھے وہیں علم حدیث کے بھی شہنشاہ سمجھے جاتے تھے، ایک مرتبہ مستفتی نے سوال کیا کہ بخاری میں کل حدیثوں کی کیا تعداد ہے اور ہر باب کے تحت کتنی احادیث مذکور ہیں، حضرت نے اس کے جواب میں کل احادیث کی تعداد اور ہر باب کے تحت کتنی احادیث مذکور ہیں، سب کو تفصیل سے بیان کیا۔(۳)

(۱) فتاوی عزیزی ص:۲۸۷ (۲) فتاوی عزیزی ص:۴۶۸

(۳) فتاوی عزیزی ص:۳۷

علم حدیث میں آپؒ کی گہرائی وگیرائی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جتنی مرفوع روایات ہیں اس کو نقل کیا ہے اور اسماء راویان نقل کرنے میں حروف تہجی کا بھی لحاظ کیا ہے۔(۱)

دفاع صحابہؓ

صاحبِ فتاوی نے صحابہؓ پر سب وشتم کے جواز کے قائلین کا بھی رد کیا ہے، چناں چہ ایک سائل نے حضرت معاویہؓ پر لعن وطعن کو دلائل کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی اور الصحابة كلهم عدول والی حدیث لاکر دریافت کیا کہ آپؓ کی بغاوت کے بارے میں آپ کے پاس کیا توجیہ ہے؟ حضرت شاہ صاحبؒ نے بہترین طریقہ سے دفاع کیا ہے اور نصوص پیش کر کے منصفانہ طریقہ پر فیصلہ فرمایا کہ جیسے ان نصوص کی بنیاد پر دیگر صحابہ کرام کو جہل وغیرہ کی طرف نسبت کر کے پکارنا اور یاد کرنا جائز نہیں ہے، ایسے ہی حضرت معاویہؓ کا بھی معاملہ ہے کہ ان کو بھی بادشاہت کی وجہ سے طعن وتشنیع کرنا جائز نہیں ہے۔(۲)

تفضیلِ شیخین اہل سنت والجماعت کی خاص علامات میں سے ہے، مگر دوسری طرف بعض ایسی نصوص موجود ہیں جن سے حضرت علیؓ کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہے، شاہ صاحب نے بڑی خوبی کے ساتھ اس گتھی کو سلجھایا ہے، فرماتے ہیں:

> حضرت علیؓ پر حضرات شیخین کی فضیلت من کل الوجوہ نہیں ہے، بلکہ شیخین کی فضیلت بعض اعتبار سے ہے، اور بعض اعتبار سے علیؓ کو فضیلت حاصل ہے شیخین پر، مثلاً علیؓ کی افضلیت جہاد سیفی وسنانی میں، فنِ قضاء وکثرت روایت حدیث میں ورہاشمیت میں اور فاطمہؓ سے زوجیت کی قرابت میں ہے، اور حضرات شیخینؓ کو سیاست امت وحفظ دین متین وسد باب فتنہ وترویج احکام شرعیہ وممالک میں اشاعت اسلام واقامت حدود وتعزیرات کے معاملہ

(۱) فتاوی عزیزی ص: ۵۷

(۲) فتاوی عزیزی ص: ۲۳۷

میں ، یہ ایسے امور ہیں کہ آپ ﷺ کے مانند انجام دینے میں ،
حضرت علیؓ پر فضیلت حاصل ہے۔(۱)

قرآنی آیات ومسنون دعاؤں سے مشکلات پر قابو پانے کی تلقین

صاحبِ فتاوی نے سائل کی فرمائش پر آفات دنیاوی اور جادو وغیرہ سے حفاظتی تدابیر کا بھی ذکر کیا ہے، چناں چہ ایک مستفتی نے حضرت سے آسیب اور جادو کے دفع کرنے کی ترکیب معلوم کی تو بیان کیا کہ سرسوں کا تیل تانبے کے برتن میں رکھ کر آیتِ قطب چودہ مرتبہ پڑھے اور ہر مرتبہ دم کرتا رہے، آیتِ قطب یہ ہے:

ثم انزل علیکم من بعد الغم تا واللہ علیم بذات الصدور ،

اس کے علاوہ اور بھی صورتیں دفع بلیات کی بتائی ہیں۔(۲)

ایسے ہی ایک سائل نے ادائے قرض کی ترکیب کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے ایک دعا کی تلقین کی کہ نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھ لی جائے:

اللھم انی اعو ذبك من الھم والحزن واعو ذبك من العجز والکسل الخ (۳)

تصوف وسلوک کے مسائل

آپ علیہ الرحمہ فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے زمانہ کے بڑے مصلح بھی مانے جاتے تھے، آپ کو تصوف میں امام مانا جاتا تھا، اس لئے آپؒ سے تصوف سے متعلق سوالات بھی کئے جاتے تھے، آپؒ ان کا تشفی بخش جواب عنایت فرماتے، چنانچہ اسی مجموعہ میں تصوف کے اہم مسائل پر آپؒ کے جوابات ہیں، نفس، روح اور توجہ کی قسموں کا ذکر ہے، پیر

(۱) فتاوی عزیزی ص:۲۳۷

(۲) فتاوی عزیزی ص:۲۱۰

(۳) فتاوی عزیزی ص:۲۰۷

ومرید کے درمیان تعلقات کی نوعیت کا بیان ہے ،ذکر وغیرہ سے متعلق بھی اچھی رہنمائی ہے۔(۱)

ایک مستفتی نے طریقت ،حقیقت اورمعرفت کے بارے میں سوال کیا تو ابتداء میں حضرت نے شریعت کی بحث کی پھران تینوں قسموں کا ذکر کیا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

> جن امور کا تعلق اخلاق اورنیت وآداب عبادت سے بطریق عزیمت کے ہو وہ طریقت ہے،اور جن امور کا تعلق عین الیقین اور تحصیل مشاہدہ اوراستغراق سے ہو وہ حقیقت ہے ،اور جن امور کا تعلق مکاشفہ،اسرار،اعتقادات سے ہو یعنی کیفیت ومعیت وقرب واسرار،محبت وولاد،مراتب ولایت اورمراتب اولیاء اور مانند اس کے اور جوامور ہیں ،ان سے جن امور کو تعلق ہوا اس کومعرفت کہتے ہیں۔(۲)

عبادات ومعاملات کے مسائل

اس مجموعہ میں مسائل نماز ، مسائل جنازہ اورمسائل حج وغیرہ سے متعلق فتاوی کی خاصی تعداد ہےاوراس ضمن میں عجیب وغریب تحقیقات پیش فرمائی ہیں،مثلا:ایک مستفتی نے شرعی نجاست کے طبقات کی تفصیل کے بارے میں سوال کیا تو آپؒ نے بڑی تفصیلی بحث کی ہے،اوروہ کچھ اس طرح ہے:

> ایک ایسی نجاست ہے کہ وہ صرف وہم کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے،عقل کے نزدیک اس کی نجاست ثابت نہیں ؛ بلکہ وہ نجاست عقل کے خلاف ہے، جیسے ناک کا پانی اورتھوک وغیرہ۔
>
> نجاست جسمیہ: یہ ایسی نجاست ہے جو وہم اور عقل دونوں کے ذریعہ

(۱) فتاوی عزیزی ص:۹۹

(۲) فتاوی عزیزی ص:۱۴۹

سے معلوم ہوتی ہے، وہ نجاست حقیقیہ ہے، مثلا: بول وبراز وغیرہ۔
نجاست حکمیہ: وہ نجاست ہے جو صرف عقل کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے، وہم کا اس میں دخل نہیں اور یہ نجاست چند طرح کی مختلف طور پر...... مثلا حدث اور منی وغیرہ، بعض نجاستیں وہ ہیں جو عقل کے ذریعہ سے بھی معلوم نہ ہو؛ بلکہ جب ملائکہ کے ساتھ اختلاط ہوتا ہے اور ان کی مصاحبت کا اتفاق ہوتا ہے تو اس وقت عقل کے ذریعہ سے وہ نجاست معلوم ہوتی ہے، جیسے کذب اور غیبت وغیرہ۔
چوتھا طبقہ نجاست کا نجاست روحی ہے اور اس کی قسموں میں سب سے زیادہ قبیح شرک ہے۔(۱)

(۱) فتاوی عزیزی ص: ۴۵۹

منتخبات نظام الفتاوی

مولوی محمد ابراہیم قاسمی

منتخبات نظام الفتاوی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ (ولادت ذیقعدہ ۱۳۲۸ھ وفات: ذی قعدہ ۱۴۲۰ھ) کے تحریر کردہ ہزاروں فتاوی میں سے نئے زمانے کی نئی ضرورتوں سے متعلق اہم فتاوی کا انتخاب ہے، اس میں شک نہیں کہ حضرت والاؒ نے اپنے دور کے نئے مسائل کی طرف اپنی توجہ مبذول فرما کر امت کے سامنے ان پیچیدہ مسائل کا حل پیش کیا ہے اور کتاب وسنت اور شرعی قیاس واجتہاد کی روشنی میں مدلل جوابات تحریر فرمائے ہیں۔

فتاوی کی خصوصیات

حضرت والاؒ کے فتاوی جامع سلیس وسہل، مکمل ومدلل اور تشفی بخش ہوتے ہیں، بعض جوابات اتنے مفصل ہیں کہ مقالہ ورسالہ کی شکل اختیار کر گئے ہیں، حضرت والاؒ نے فتاوی میں حوالہ جات کا بھی زبردست اہتمام کیا ہے اور سلف کے طریقوں کو سامنے رکھ کر مسائل کا حل تلاش کرنے کی کامیاب سعی کی ہے اور جمہور کے مسلک کو اختیار کر کے رائے کا اظہار کیا ہے ،حظر واباحت کے مسائل کے سلسلے میں حضرت والاؒ نے نصوصِ فقہاء سے زیادہ عرف کو مدار بنایا کہ عموماً یہ مسائل عرف پر ہی مبنی ہوتے ہیں، اجتہادی نوعیت کے دقیق مسائل کا جواب دینے کے بعد اخیر میں "هذا ما عندی من الشرع الشريف فان كان صوابا فمن الله وان كان خطأ فمن نفسی"، "وما ابرئ نفسی من الزلل و الخطاء فليراجع الان الى العلماء المحققين"، "هذا ما سنح لی فتفكر و

حقق '' وغیرہ جیسے جملے بھی لکھ دیتے تھے۔

نصوص کو نقل کرنے کا اہتمام

جو احکام نصوص پر مبنی ہوں تو حضرت والاؒ نے انہیں نقل کرنے کا التزام و اہتمام کیا ہے، مثلاً انسانی بالوں کی ٹوپی کے استعمال کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> انسانی بال بھی اجزاءِ انسانی میں سے ہیں اور اجزاء انسانی اگر چہ کافر اور غیر مسلم کے ہی ہوں اور ان کا استعمال ان کی توہین ہے، لہٰذا ان کا استعمال کرنا ناجائز ہوگا: ولقد کرمنا بنی آدم الخ (سورة الاسراء : ۷۰)(۱)

اسی طرح کالے رنگ کے خضاب کرنے سے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت والاؒ اس کے جواب میں تحریر کرتے ہیں:

> قدرتی کالے رنگ کا خضاب حرام ہے، حدیث شریف میں اس پر وعید آئی ہے، پھر حدیث ذکر کرتے ہیں، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لایریحون رائحة الجنة(سنن ابو اداؤ د رقم الحدیث : ٤٢١٢ ،باب ما جاء فی خضاب السواد) (۲)

اسی طرح صلوۃِ مکتوبہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی شرعی حیثیت کیا ہے بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں، کیا اس کو بدعت کہنا صحیح ہے؟ تو آپ اس کے جواب میں رقم طراز ہیں:

> فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا مشروع ومسنون ہے، بدعت کہنا صحیح نہیں ہے۔

---

(۱) منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۸

(۲) منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۵۳

اور بطورِ دلیل روایت ذیل ذکر کرتے ہیں:

عن انس ؓ ان النبی ﷺ قال ما من عبد یبسط کفیه فی دبر کل صلوة یقول اللهم الهی واله ابراهیم واسحق ویعقوب واله جبرئیل و میکائیل واسرافیل اسألك ان تستجیب دعوتی ...... الخ (معجم ابن عربی ،رقم الحدیث: ١٢٠٤)(١)

جواب سے قبل دلائل نقل کرنا

منتخبات نظام الفتاوی کا ہر فتوی مدلل اور فقہی نصوص سے مزین ہے، اکثر و بیشتر تو معروف طریقے کے مطابق فتوے کے بعد حوالے نقل کئے گئے ہیں، تاہم ایسی بھی مثالیں ہیں کہ جہاں کوئی مسئلہ استنباطی نوعیت کا ہو تو مستفتی کے سوال کا جواب دینے سے قبل دلائل کو نقل کیا گیا پھر جواب تحریر فرمایا، مثلاً: آپ سے سود کی رقم مرکزی حکومت کے غیر شرعی ٹیکس میں ادا کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو یہ عبارتیں پیش فرمائیں:

(١) والحاصل انه ان علم ار باب الاموال وجب رده علیهم والا فان علم عین الحرام لا یحل له ویتصدق به بنیة صاحبه شامی ٧/ ٣٠١

(٢) وشمل الرد حکمالما فی جامع الفصولین لمن وضع المغضوب بین یدی مالکه بوئ وان لم یوجد حقیقة القبض شامی ٩/٢٦٦ مطلب فی رد المغصوب مکتبه زکریا

(٣) غضب دراهم انسان من کیسه ثم رد ها فیه بلا علمه برئ وکذا لوسلمه الیه بجهة اخری کهبة أو

(١) منتخبات نظام الفتاوی ٢/٩٢

ایداع أو شراء وكذا لو اطعمه فاكله (شامی ۹ / ۲٦۷ ، كتاب الغصب ،مكتبه زكريا ديوبند)

پھر حکم بیان کیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اسٹیٹ بینک یا مرکزی حکومت کے اور جتنے بینک ہیں ان سے سود کی جو رقم ملے اس کو اگر مرکزی حکومت ہی کے کسی غیر شرعی ٹیکس میں دے دے تو ذمہ سے بری ہو جائے گا جیسے انکم ٹیکس وغیرہ اور اگر مرکزی حکومت کے ٹیکس کے علاوہ صوبائی یا میونسپل بورڈ وغیرہ کے کسی مقامی یا نجی غیر شرعی ٹیکس وغیرہ میں دے دیا جائے تو ذمہ سے بری نہ ہوگا؛ بلکہ ایسی صورت میں اس کے وبال سے بچنے کی نیت سے غرباء ومساکین پر تصدق کر دینا لازم ہوگا۔(۱)

مسائل کی اصول وقواعد پر تفریع

روز بروز پیش آمدہ مسائل اور جدید مسائل کا حل ظاہری نصوص سے نکالنا بہت مشکل ہے، اس لئے ائمہ کرام نے نصوص کی روشنی میں چند ایسے قواعد واصول کو مرتب کیا ہے جن کی مدد سے پیش آمدہ تمام مسائل با آسانی حل ہو سکتے ہیں ،لہذا اگر کوئی مسئلہ کسی قاعدہ پر یا کسی اصل پر متفرع ہوتا ہے تو صاحبِ فتاوی نے وہاں قاعدہ واصل کو بھی ذکر کر دیا ہے، مثلاً: بحالتِ صوم آنکھوں ،کانوں اور فرج میں دوا پہنچانے کے بارے میں آپ سے سوال کیا گیا تو اس سلسلہ میں آپ رقم طراز ہیں:

آنکھوں میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور کان میں ڈالنے سے فاسد ہو جاتا ہے، اور قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ دوا یا غذا کی کوئی چیز جب بعینہ جو معدہ میں پہونچ جائے گی خواہ کسی راستہ معتاد یا غیر معتاد سے ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا؛ ورنہ نہیں۔(۲)

عرف عام کی رعایت

جن مسائل میں عرفِ عام اور احوال کے تغیر کی وجہ سے احکام میں بھی تغیر وتبدیلی

(۱) منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۱۹٦

(۲) منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۱۳۲

ہوتی ہے وہاں حضرت والاؒ نے عرفِ عام کی رعایت کو بھی مدِ نظر رکھا ہے، مثلاً امام کو مسجد کی آمدنی سے ایامِ رخصت کی تنخواہ دینے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

> اگر شروع ملازمت میں امام نے یہ طے کر رکھا ہے کہ ایام رخصت کی تنخواہ بھی لوں گا یا کمیٹی مسجد نے طے کر رکھا ہے تو بلا تکلف و بلا خدشہ ایامِ رخصت کی تنخواہ لینا دینا جائز رہے گا اور اگر یہ سب باتیں نہ ہوں تو عرفِ عام میں جتنے دنوں کی رخصت میں تنخواہ دینے کا دستور ہو تو صرف اتنے ایام کی تنخواہ دینا درست رہے گا اور اس سے زیادہ اراکین کی صواب دید پر موقوف رہے گا۔(۱)

احتیاطی پہلو کی ترغیب وترجیح

بعض مسائل ایسے ہوتے ہیں کہ فقہ وفتوی کے اعتبار سے تو جائز ہوتے ہیں؛ لیکن احتیاط اور تقوی کے خلاف ہوتے ہیں، لہذا ایسے مسائل میں حضرت والاؒ حکم شرعی بتانے کے ساتھ ساتھ تقوی و احتیاطی پہلو کی جانب بھی متوجہ فرما دیتے ہیں، مثلاً: آپ سے بیرونی ممالک سے جو مذبوحہ مرغیاں آتی ہیں ان کے کھانے سے متعلق سوال پوچھا گیا تو آپ اس کے جواب میں رقم طراز ہیں:

> تجارت کا بھی یہی اصول مسلم ہے کہ تجارت دھوکہ دہی اور فریب دہی سے کامیاب نہیں ہوتی اور اس وجہ سے بڑے تاجر دھوکہ وفریب دہی سے بچتے ہیں، پھر جب حکومت بھی حلال وحرام کا معاملہ سخت پرکھ پر رکھتی ہو تو جن ڈبوں پر لکھا ہوا ہو "مذبوحة على طريق الشرعية" تو جب تک اس کے خلاف کا ثبوت دلیل شرع سے نہ ہو جائے از روئے فتوی استعمال کی گنجائش رہے گی، باقی از روئے

(۱) منتخبات نظام الفتاوی ۱/۳۰۲

تقوی اجتناب افضل واولی ہے۔(۱)

توسع وگنجائش کے رجحان

حضرت والاؒ مسائلِ حاضرہ پر گہری نظر رکھتے تھے، ان کے سیاق وسباق سے اچھی واقفیت بھی رکھتے تھے، امتِ مسلمہ کی شریعت کے تئیں جذباتی لگاؤ سے بھی باخبر تھے اور اسی طرح ان کی قانونی، سیاسی، سماجی، اقتصادی معاشرتی گونا گوں مشکلات اور پریشانیوں کا بھی ادراک رکھتے تھے، جن سے مسلمانانِ ہند بہ طور خاص دو چار رہتے ہیں، شاید یہی وہ اسباب ہیں جن کے باعث حضرت والاؒ کے یہاں بعض معاملات میں دوسرے اربابِ فقہ وفتاوی کی بہ نسبت زیادہ توسع وگنجائش کا رجحان پایا جاتا ہے، جیسا کہ کتاب کے مطالعہ کے دوران یہ بات آپ ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

جدید مسائل اور ان کا حل

حضرت والاؒ جدید مسائل ومعاملات پر گہری نظر رکھتے تھے، حضرت والاؒ کی کتاب ''منتخبات نظام الفتاوی'' اس کا مجموعہ ہے، جس میں سینکڑوں جدید مسائل اور ان کے جوابات ہیں اور کچھ قدیم مسائل بھی شامل ہیں؛ تاہم ان میں بھی عموما کوئی نہ کوئی نیا پہلو، نیا گوشہ اور نیا انداز پایا جاتا ہے، بطورِ نمونہ کے کچھ جدید مسائل کے عناوین ذکر کئے جاتے ہیں:

> اعضاء کی پیوند کاری، مصنوعی طریق حمل وتولید، پوسٹ مارٹم، انیمیشن، انجکشن سے وضواور روزہ کا مسئلہ، ٹرین وہوائی جہاز میں نماز ادا کرنا، ریڈیو، ٹیلی ویژن سے نماز کا مسئلہ، ریڈیو، ٹیلی فون، ٹی وی کی اطلاع پر رؤیتِ ہلال کا حکم، پراویڈنٹ فنڈ، بینک وانشورنس کا انٹرسٹ اور بینک میں جمع شدہ مال پر زکوۃ کا مسئلہ، دکانوں ومکانوں کی پگڑی کا مسئلہ، سودی قرض لینا، بینک کے سود کے مصارف اور بینک سے متعلق کاروبار کی مختلف صورتوں کا حکم،

(۱) منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۳۶۷

مشینی ذبیحہ کا حکم، غیر ملکی پنیر کا حکم، انگلینڈ کے بعض مقامات میں اوقات نماز کا تعین کا طریقہ، انگریزی رسم الخط میں قرآن لکھنے کا عدمِ جواز، لائف انشورنس کا شرعی حکم، مسلسل دن یا رات ملنیپر نماز روزہ کا شرعی حکم، کمپنیوں کے حصص پر زکوۃ وغیرہ کا مسئلہ، بارات میں شرکت وجہیز لینا درست ہے یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔

جائز حیلہ وطریقہ کی نشاندہی

حضرت والاؒ کے فتاوی کی خصوصیات میں سے ایک خاص خصوصیت احقر نے یہ دیکھی کہ آپ دینی ودنیوی معاملات میں اکثر جگہوں میں جہاں کہیں مسئلہ میں حرام وناجائز کا حکم وفتوی صادر فرماتے ہیں وہیں پر ممکن حدتک بشرا ولا تنفرا یسرا ولا تعسرا کے بمو جب جائز حیلہ وطریقہ بھی بیان فرما دیتے ہیں: مثلاً چکی والوں کا جلن کے نام سے آٹا کاٹنے کے جائز وناجائز ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت والاؒ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

> اس مذکورہ طریقہ سے گردہ یا جلن کاٹنا قفیز طحان کی خرابی پر مشتمل ہے جس کی ممانعت حدیث پاک میں ہے اس لئے شرعا اس طرح سے معاملہ کرنا جائز نہ ہوگا، بلکہ اس کا آسان وبہتر طریقہ جو شرعا عام طرح سے جائز بھی ہے اور اس میں جتنا کام پہلے کرنا پڑتا تھا تقریباً اتنا ہی کرنا پڑے گا صرف تھوڑی توجہ کرنی پڑے گی؛ اس لئے کہ جب غلہ پیسنے کے لئے آتا ہے تو چکی والا وزن کر کے سب غلہ پیس لیتا ہے اور بعد میں اسی پیسے ہوئے میں سے گردہ (جلن) کے نام پر جتنا لینا ہوتا ہے لے لیتا ہے، یہی قفیز طحان ہے، جو منع ہے ،پس اگر وہ پیسنے کے بعد کاٹنے کے بجائے یہ کرے کہ جب شروع میں غلہ وزن کرے اسی وقت جتنا آٹا گردہ وغیرہ کے نام سے بعد

میں نکالنا ہے، پیسنے سے پہلے ہی نکال لے اور جتنا غلہ بچے اس کو پیس کر پورا کا پورا دے دے، اگر دوبارہ وزن کرنے میں کچھ کم وبیش ہوتو اپنے پاس سے ملا دے جیسے اس وقت کرتا تھا جب پیسنے کے بعد کم وبیش آٹا ہونے پر اپنے پاس سے ملانے یا نکالنے کا عمل کرتا تھا، مزید کوئی کام نہیں کرنا پڑے گا اور معاملہ جائز ہو جائے گا ،ورنہ اگر گردہ نہ کاٹے اور پسائی کی اجرت بڑھا دے تو پسانے والا اس کو بار اور غلط سمجھے گا اور آئندہ غلہ پسائی کے لئے نہیں لائے گا اور بدنام الگ کرے گا اور مذکورہ بالا تدبیر سے گاہک بھی مطمئن رہے گا اور پریشانی کی کوئی بات بھی نہ آئے گی اور قفیز طحان کی شرعی خرابی سے بھی حفاظت ہو جائے گی۔(۱)

ممکنہ شبہات کا ازالہ

صاحبِ فتاوی نے اپنی فتاوی میں اس کا بھی التزام کیا ہے کہ اگر کہیں مسائل کے جوابات پر یا ان کے دلائل پر شبہ یا اعتراض واقع ہونے کا امکان ہوتو ان تمام کا ازالہ بھی فرمایا ہے،مثلاً کسی نے اشکال کیا کہ جب شارع علیہ السلام نے ربوا کا مفہوم اس طرح اطلاق اور عموم کے ساتھ صاف اور واضح بیان فرما دیا ہے، الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبربالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل سواء بسواء يدا بيد (اى) والفضل ربوا (مسلم شريف) تو پھر عمرؓ کے اس فرمان کا کیا مقصد ہے؟ان آخر ما نزلت آية الربوا وان رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض ولم يفسر ها لنا فد عو ا الربوا والريبة (ابن ماجه)

جواب یہ ہے:

حضرت عمرؓ کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آیتِ ربوا مجمل ہے

(۱) منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۴۸

یا اپنے مفہوم ومصداق میں گنجلک ہے جس کی وجہ سے تقاضائے آیت پر عمل کرنے میں دشواری ہے، یہ مفہوم تو ایک معمولی انسان بھی نہیں لے سکتا، چہ جائیکہ حضرت عمر فاروقؓ جیسا جلیل القدر اور قوی الایمان صحابی، اس لئے کہ اس میں کھلا اعتراض اسلام وتعلیماتِ اسلام پر ہوتا ہے اور اس کی زد ذات باری عزاسمہ پر پہنچتی ہے؛ بلکہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ آیتِ ربوا آیتِ محکم ہے، اس میں نسخ وتغیر وغیرہ کسی چیز کا احتمال نہیں ہے اور نہایت واضح اور مفسر ہے، اسی لئے حضور علیہ نے اس کی تفسیر نہیں فرمائی، اور اتنی اہم ہے اور خوفناک ہے کہ جو چیزیں صریح ربوا ہیں ان کو تو چھوڑنا ہی ہے، جن چیزوں میں شبہ ربوا ہو ان کو بھی چھوڑ دینا ہے، چناں چہ علامہ طیبیؒ اسی مفہوم کو ان لفظوں میں ادا فرماتے ہیں:

الاية التی نزلت فی تحریم الربا وهو قوله تعالی الذین یأکلون الربا الآیات الی قوله لاتظلمون ولاتظلمون ثابتة غیر منسوخة صریحة غیرمشتبة فلذالك لم یفسرها النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فاجروها علی ماهی علیه فلا تر تا بوا فیها واتر کوا الحیلة فی حلها(مرقاة المفاتیح ٦ / ٦٩ باب الربا المکتبة الاشرفیه دیوبند)

اورخود عمر فاروقؓ کے اس جملہ فدعوا الربوا والریبة سے بھی اسی مفہوم کا پتہ لگتا ہے۔(۱)

فتوی سے رجوع

بیان کردہ مسائل میں جب بھی آپ کے سامنے اپنی کوئی خطا واضح ہوتی تھی تو آپ

(۱) منتخبات نظام الفتاوی ۱/۲۹۳

اپنے اکابر واسلاف کے طریقے کے مطابق فوراً اس سے رجوع فرما لیتے تھے، چناں چہ آپ سے غیر مسلم کی شادی اور میت وموت میں شرکت کرنے سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس کے جواز کا فتوی فرمایا تھا؛ مگر جب آپ کا ذہن اس طرف گیا کہ وہاں پوجا پاٹ اور دیگر منکرات اور شرکیہ مظاہر بھی ہوتے ہیں تو آپ نے اپنے سابقہ فتوی سے رجوع فرمالیا۔(۱)

اشاعت کی تفصیلات

منتخبات نظام الفتاوی کے اس قیمتی ذخیرہ کی اشاعت سب سے پہلے دیوبند یوپی کے ایک کتب خانہ ''اصلاحی کتب خانہ'' نے کی تھی اور اس میں ابواب کی مناسب ترتیب وتبویب نہ ہونے کی وجہ سے یک گونہ کمی اور استفادہ میں دشواری محسوس کی جاتی تھی؛ لیکن الحمدللہ بعد میں حضرت قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمیؒ (المتوفی ۱۴۲۳ھ) نے اسے اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے زیر اہتمام دو جلدوں میں شائع کیا تھا جسے بعد میں مزید حوالہ جات کی تحقیق اور جدید ترتیب اور تبویب کے ساتھ تین جلدوں میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نئی دہلی نے ایفا پبلیکیشن کی طرف سے شائع کر کے اس کی قدر وقیمت اور حسن میں مزید اضافہ کیا ہے۔

ترتیب وتبویب

یہ کتاب جہاں دیگر بہت سی خصوصیات کو جامع ہے، ان ہی میں سے مرتبِ کتاب اور مفتی صاحب کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبدالقیوم قاسمی صاحب خادم ادارہ خادم القرآن متصل مسجد جنت الفردوس شہر میرٹھ کی ترتیب وتبویب بھی قابلِ ذکر ہے، حضرت نے نہایت عرق ریزی سے اس کتاب پر ترتیب وتبویب کا کام کیا ہے، چناں چہ قدیم نظام الفتاوی میں جو فتاوی جدید مسائل سے متعلق تھے ان کو اخذ کیا ہے اور بقیہ فتاوی رجسٹر اور رکھے ہوئے مسودات سے نقل کئے اور اس کا بھی اہتمام کیا ہے کہ جدید مسائل سے متعلق فتاوی ہی کو اس جلد میں پیش کیا جائے، اسی طرح حوالہ جات کا بھی اہتمام کیا ہے اور جملہ مسائل کو باب در باب اور فصل در فصل پیش کرنے کی سعی کی ہے، بعض استفتاءات اور جوابات فارسی یا عربی میں تھے ان

(۱) منتخبات نظام الفتاوی ۲/ ۳۷۵

کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔

الغرض منتخبات نظام الفتاوی جدید مسائل کے حل کے اعتبار سے تمام علماءِ ہند کی موجودہ کتبِ فتاوی میں سب سے ممتاز اور بڑی اہم ہے، علماء کے درمیان مقبول کتاب ہے، جدید مسائل کے مراجع کے قبیل سے ہے، اللہ تعالی حضرت مفتی صاحبؒ کو جزائے خیر دے اور امتِ مسلمہ کو اس مجموعہ سے زیادہ سے زیادہ منتفع فرمائے۔ آمین

فتاوی حقانیہ

مولوی عارف باللہ قاسمی

فقہ وفتاوی اور اس کی اشاعت کا سلسلہ دورِ قدیم سے چلا آ رہا ہے، ہر دور میں اصحابِ افتاء نے اپنی خدماتِ جلیلہ کے ذریعہ مسندِ افتاء کو زینت بخش کر عوام وخواص کی دینی ضروریات کی تکمیل کی ہے اور ہر دور میں اس کی اہمیت وافادیت کو عام وتام کرنے کی غرض سے کتب فتاوی کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے، فتاوی حقانیہ نامی کتاب بھی اسی مشن کا ایک حصہ ہے، ذیل میں اس کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے؛ تا کہ اہل علم بالخصوص دارالافتاء سے متعلق افراد کے لئے استفادہ آسان ہو سکے اور اس کتاب کا علمی وزن معلوم ہو سکے۔

کتاب کا تعارف

فتاوی حقانیہ دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پاکستان) سے جاری شدہ اٹھارہ ماہر مفتیان کرام کے فتاوی کا مجموعہ ہے، ان حضرات کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب ۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ ۳۔ حضرت مولانا مفتی فرید صاحب ۴۔ حضرت مولانا مفتی عبدالحلیم صاحب زروبی ۵۔ حضرت مولانا مفتی محمد علی سواتی صاحب ۶۔ حضرت مولانا مفتی قاضی انوارالدین صاحب ۷۔ مولانا مفتی عبدالحلیم صاحب کوہستانی ۸۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ۹۔ حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب

۱۰۔حضرت مولانا ہارون صاحب ۱۱۔حضرت مولانا مفتی سیف اللہ خان صاحب ۱۲۔حضرت مولانا مفتی عبد الحلیم صاحب کلا چوری ۱۳۔حضرت مولانا مفتی عبد الحق صاحب قندہاروی ۱۴۔حضرت مولانا مفتی محبوب الرحمٰن صاحب ۱۵۔حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب ۱۶۔حضرت مولانا مفتی غلام قادر نعمانی صاحب ۱۷۔حضرت مولانا مفتی مختار اللہ صاحب (مرتب فتاوی حقانیہ) ۱۸۔حضرت مولانا محمد ابراہیم فانی صاحب۔

ان حضرات کے فتاوی کو پڑھنے اور دیکھنے سے ان کے علمی مقام و مرتبہ اور درجات کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ان میں سرفہرست شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق صاحب کی ذات گرامی ہے، جن کے نام پر کتاب کا نام فتاوی حقانیہ رکھا گیا ہے، حضرت اقدس علوم تفسیر، حدیث اور فنون کے بحر ذخار تو تھے ہی ساتھ ساتھ فقیہانہ بصیرت میں یکتا تھے، حضرت والا فتوی دیتے وقت صرف فقہی جزئیات ہی کو مد نظر نہیں رکھتے تھے، بلکہ حالات حاضرہ پر بھی آپ کی گہری نظر ہوتی تھی ؛ یہی وجہ ہے کہ حضرت کے فتاوے کو افتاء کی دنیا میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے، طوالت کے خوف سے یہاں مختصراً صرف آپؒ کے فتوی دینے میں کمال احتیاط دوراندیشی، حالات اور اس کے نتائج و عواقب اور مصلحت کو سامنے رکھ کر جواب دینے کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں؛ چناں چہ کتاب کے مقدمہ میں ہے:

> فتوی میں احتیاط کا یہ عالم تھا کہ خود تو کیا دار العلوم حقانیہ کے دیگر مفتیان بھی جب فتوی لکھتے تو انہیں سامنے سنانے کا حکم فرماتے۔(۱)

۱۹۷۸ء کی سالانہ چھٹیوں میں حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب کے ذمہ دار الافتاء کی خدمت سونپی گئی تو حضرت شیخ الحدیثؒ نے ان کو ہدایت دی:

---

(۱) مقدمہ فتاوی حقانیہ ۱/ ۸۸

کہ جو مسئلہ بھی تم لکھو گے تو پہلے مجھے سناؤ گے، یہ اس لئے کہ اگر کوئی جدید مسئلہ ہو تو ذہن میں آ جائے، اس سے آپ کا مقصد استحضار مسائل نہیں، بلکہ احتیاط ملحوظ تھی۔(۱)

اسی طرح خود حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

۱۹۷۸ء میں دار العلوم حقانیہ کی سالانہ تعطیلات کے دوران میں نے قضاء عمری کے بارے میں ایک فتوی دیا جس میں میں نے قضاء عمری کی روایت کو موضوع ثابت کرنے کے بعد لکھا کہ مروجہ قضاء عمری کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، اور بدعت قبیحہ ہے، جب آپؒ کو یہ جواب سنایا تو فرمایا کہ جواب تو ٹھیک ہے اس میں کوئی شک نہیں؛ لیکن ہمارے پٹھانوں کے علاقوں میں لوگ نہایت تدین کی وجہ سے قضاء عمری کے ایسے عاشق ہیں کہ ایسے سخت الفاظ کے نتیجے میں کہیں طیش میں آ کر فتنہ وفساد اور سب وشتم پر اتر نہ آئیں؛ اس لئے ان الفاظ میں یوں ترمیم کرو: قضاء عمری کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، ہمارے اسلاف نے اس کو بدعت میں شمار کیا ہے۔

اسی طرح ایک موقع پر کسی سڑک کی تعمیر میں ایک پرانی قبر سڑک کی زد میں آتی تھی، حکومت اس قبر کو مسمار کر کے سڑک کو سیدھا کرنا چاہتی تھی؛ لیکن مقامی لوگ اس پر خوش نہیں تھے، جب سرکاری اہل کاروں نے دار العلوم حقانیہ سے فتوی لینا چاہا تو حضرت مولانا مفتی غلام الرحمان صاحبنے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا:

اگر چہ پرانی قبر کو مسمار کرنا از روئے شرع جائز ہے؛ لیکن ہمارے اس فتوی سے لوگ مطمئن نہیں ہوں گے، بلکہ مذہبی جنون کی وجہ سے شاید لوگ دار العلوم حقانیہ کو بھی فریق شمار کریں گے، اس لئے

---

(۱) مقدمہ فتاوی حقانیہ ۱/ ۸۸

اس انداز سے فتوی دیا جائے کہ قبر کے اوپر پل بنا کر اس پر سے
سڑک گذار لی جائے؛ چناں چہ آپ کی اس حسن تدبیر اور حزم
واحتیاط کی بدولت سڑک بھی تعمیر ہوگئی اور لوگ بھی شرکیہ اعتقاد سے
بچ گئے۔(۱)

طرز ترتیب

ترتیب وتالیف کے حوالہ سے ہر مؤلف اور مرتب کا ذوق اور انداز ایک دوسرے سے الگ ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات متقدمین کا انداز، ترتیب اور اسلوب کو اختیار کرتے ہیں تو بعض متاخرین کا انداز، ترتیب اور اسلوب کو اختیار کرتے ہیں، فتاوی حقانیہ کی ترتیب کا انداز اور طریقۂ کار دیگر کتب فتاوی سے مختلف ہے، اس کتاب میں کتاب العقائد، تفسیر، حدیث اور بدعات ورسومات سے متعلق مسائل کا تذکرہ مقدم ہے، جو جدید اردو فتاوی کا طرز ترتیب ہے اور باقی فقہی ابواب کا ذکر قدیم طرز ترتیب کے مطابق ہے؛ البتہ کتاب الکراہیۃ والاباحۃ کو بدعات ورسومات کے ساتھ رکھا گیا ہے۔

امتیازات وخصوصیات

۱۔ جوابات عموماً مختصر الفاظ میں دئے گئے ہیں اور کہیں کہیں تفصیلی جوابات بھی نظر آتے ہیں۔

۲۔ ہر جواب کے تین حوالے دئے گئے ہیں، ایک حوالہ فتوے کے ساتھ ہے، جبکہ دوسرا حوالہ مع عبارت حاشیہ میں ہے اور تیسرے حوالہ میں صفحہ اور جلد کی وضاحت کے ساتھ صرف کتاب کا نام ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ کتاب کے آغاز میں ایک مبسوط مقدمہ ہے، جن کا مطالعہ اہل افتاء کے لئے علم میں اضافہ کا سبب ہوگا۔

۴۔ تمہیدی کلمات کو اکثر مقامات سے حذف کر دیا گیا ہے۔

(۱) ماخوذ از مقدمہ فتاوی حقانیہ ۱/۹۰

۵۔ مراجع ومصادر میں فقہ وفتاوی کی مستند کتابوں سے کام لیا گیا ہے۔

۶۔ کتاب میں ذیلی ابواب کے ساتھ ساتھ ہر سوال وجواب کے ساتھ سہولت کے لئے مسئلہ کا عنوان بھی مذکور ہے۔

۷۔ عصر حاضر کے پیدا شدہ جدید فقہی مسائل، متعلقہ ابواب میں درج کئے گئے ہیں۔

۸۔ جہاں متعلقہ ابواب کے مسائل کو ذیلی عنوانات کے تحت ذکر کرنا مشکل ہے وہاں ''مسائل شتیٰ'' کا عنوان دے کر کتاب سے متعلق مسائل کو درج کیا گیا ہے۔

مکمل چھ جلدوں کی تفصیلات

جلد اول: ۵۸۷ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد کی ابتداء میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا مرتب کردہ فقہ، تدوین فقہ اور آداب افتاء واستفتاء سے متعلق ایک پرمغز مقدمہ شامل ہے، اس کے بعد جن مفتیان کرام نے فتاوی تحریر کئے ہیں ان کا تعارفی خاکہ پیش کیا گیا ہے، اور اصل فتاوی کی ابتداء صفحہ ۱۳۵ سے ہوتی ہے، سب سے پہلے کتاب العقائد والفرق ہے، اس کے علاوہ فتنہ قادیانیت آئین پاکستان میں اس کی تکفیر، رد بدعات، فتنہ انکار حدیث وغیرہ سے متعلق سوالات کے جوابات بھی آ گئے ہیں۔

جلد دوم: ۶۲۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد میں کتاب الاجتہاد والتقلید، کتاب البدعۃ والرسوم، کتاب العلم، کتاب التفسیر، کتاب ما یتعلق بالحدیث، کتاب السلوک، کتاب السیاسۃ، کتاب الکراہیۃ والاباحۃ اور کتاب الطہارۃ کے مسائل شامل ہیں۔

جلد سوم: ۶۰۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد میں کتاب الصلوۃ، کتاب الجنائز اور کتاب الزکاۃ کے مسائل شامل ہیں۔

جلد چہارم: ۶۱۲ صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد میں بقیہ کتاب الزکاۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب النکاح، اور کتاب الطلاق کے مسائل لکھے گئے ہیں۔

جلد پنجم: ۵۴۸صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد میں کتاب النفقات، کتاب الأیمان والنذور، کتاب الوقف، کتاب الحدود والتعزیرات، کتاب الاشربۃ، کتاب القصاص والدیۃ، کتاب الجہاد، کتاب القضاء، کتاب الشہادۃ، کتاب القسمہ اور کتاب الاکراہ کے مسائل شامل ہیں۔

جلد ششم: ۵۵۶صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد میں کتاب البیوع، کتاب الربا، کتاب الرہن، کتاب الاجارہ، کتاب الشفعہ، کتاب الشرکۃ، کتاب المضاربۃ، کتاب الوکالۃ، کتاب الحوالۃ، کتاب الہبۃ، کتاب الغصب، کتاب الودیعۃ، کتاب المزارعۃ، کتاب احیاء الموات، کتاب الذبائح، کتاب الصید، کتاب الاضحیۃ، کتاب الوصیۃ اور کتاب الفرائض کے فتاوی جمع کئے گئے ہیں۔

ابواب، فتاوی اور مقالات کی تعداد

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق مکمل چھ جلدوں میں تقریبا ۳۹۳۱ فتاوے اور ۱۹۲ابواب شامل ہیں اور فقہی مقالات کی تعداد تقریبا ۳۲ تک پہونچتی ہے۔

جدید مسائل پر بحث

یہ حقیقت ہے کہ مرورِایام کی وجہ سے لوگوں کو جدید مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خصوصا عصر حاضر میں پیش آنے والے جدید مسائل میں لوگ الجھے ہوئے ہیں، ان الجھے ہوئے مسائل کو ہر دور میں محققین اور جدید مسائل پر دسترس رکھنے والے علمائے کرام نے حل کیا ہے، فتاوی حقانیہ میں نئے پیش آمدہ مسائل کو بھی جگہ دی گئی ہے ذیل میں چند مسائل لکھے جاتے ہیں:

ایک شخص کسی شہر میں ضروری کام کے لئے گیا، مگر اتفاق سے وہاں کرفیو نافذ تھا، جس کی وجہ سے پندرہ دن سے قبل وہاں سے نکلنا ممکن نہ رہا، تو کیا یہ شخص وہاں مقیم متصور ہوگا یا مسافر؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

جب کسی شہر میں پندرہ دن کا قیام یقینی ہوتو وہاں آدمی مقیم متصور ہوگا،

صورت مسئولہ میں چوں کہ کرفیو کی وجہ سے پندرہ دن سے قبل نکلنا ممکن نہ رہا؛ اگر چہ اتفاقیہ حادثہ ہے، تب بھی یہ شخص مقیم متصور ہوگا۔(۱)

اسی طرح عصر حاضر میں عام طور پر تاجر حضرات دور دراز کے شہروں اور بیرون ممالک سے ٹیلیفون کے ذریعہ مال منگواتے ہیں، تو کیا خرید وفروخت کا یہ طریقہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

شریعت مقدسہ نے خرید وفروخت کے دوران ایجاب وقبول کے لئے اتحاد مجلس کو ضروری قرار دیا ہے، لیکن اتحاد عام ہے، خواہ حقیقی ہو یا حکمی، حقیقی تو ظاہر ہے، اور حکمی کی صورت یہ ہے کہ ایک مجلس میں ایجاب ہو جائے اور مشتری کو کسی مناسب طریقے سے (بذریعے خط یا پیغام رساں کی معرفت) اطلاع دی جائے، موجودہ دور میں فقہاء نے انسانی ضروریات اور حوائج (ٹیلیفون) کے ذریعے کئے گئے بیع وشراء اور طلاق وغیرہ کو بھی اسی زمرہ میں شمار کیا ہے؛ لہذا ٹیلیفون کے ذریعے اگر کسی چیز کے بارے میں باقاعدہ ایجاب وقبول ہو جائے تو یہ بیع شرعا نافذ العمل ہوگی۔(۲)

اسی طرح آج کل بعض ادویات میں الکحل استعمال کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا کاروبار رواج پکڑ چکا ہے، تو کیا الکحل کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اشربۂ اربعہ کے علاوہ جب شراب دیگر اناج واشیاء سے بنائی گئی ہو تو بصورت شرعی مجبوری استعمال کرنا جائز ہے تو اس کی تجارت کی بھی گنجائش موجود ہے، موجودہ الکحل (جو کہ

(۱) فتاوی حقانیہ ۳/ ۳۷۵
(۲) فتاوی حقانیہ ۶/ ۳۰

شراب ہی کی ایک قسم ہے) چوں کہ پٹرول، جو،مکئی وغیرہ اشیاء سے
بنائی جاتی ہے،اورضرورتا بہت ساری ادویات رنگوں کے علاوہ دیگر
کیمیکلز میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے،اس لئے بناء برقول امام
ابوحنیفہؒ اس کی خرید وفروخت جائز ہے،موجودہ دور میں عموم بلوی
کی وجہ سے اسی پر فتوی ہے۔(۱)

مذکورہ مسائل کے علاوہ ہلال کمیٹی کی موجودگی میں عالم دین کے فیصلے کا حکم (۲) سی ٹی بی ٹی اوراین پی ٹی یعنی ایٹمی پروگرام کی شرعی حیثیت (۳) انعامی بانڈز کی خرید وفروخت کا حکم (۴) ٹرید مارک کی خرید وفروخت کا حکم (۵)

ان سب کی تفصیلات مذکورہ کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

فتاوی حقانیہ مشاہیر علماء کی نظر میں

علوم وفنون میں بصیرت رکھنے والے اور حالات حاضرہ سے متعلق مسائل شرعیہ میں عمیق نظر رکھنے والے اکابر ملت نے اپنے اپنے کلمات تحسین وتوثیق، پرمغز تبصرہ وتاثرات اور اظہار خیال کے ذریعہ مذکورہ کتاب کی قدر و قیمت میں اضافہ کیا ہے؛ چنانچہ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

جہاں تک ان فتاوی کے مستند ہونے کا تعلق ہے اس کے لئے اتنا ہی
کافی ہے کہ یہ دارالعلوم حقانیہ جیسے مستند ادارے سے جاری ہوئے
ہیں اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب جیسے جبلِ علم کی
نگرانی میں جاری ہوئے ہیں الخ (مقدمہ از فتاوی حقانیہ)

اسی طرح فقیہ العصر شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد زرولی خان صاحب تبصرہ کرتے

---

(۱) فتاوی حقانیہ ۶/ ۱۰۲،۱۰۳
(۲) فتاوی حقانیہ ۴/۱۳۴، ۱۳۷
(۳) فتاوی حقانیہ ۵/۳۴۴، ۳۵۵
(۴) فتاوی حقانیہ ۶/۶۴، ۶۵
(۵) فتاوی حقانیہ ۶/ ۶۷

ہوئے رقم طراز ہیں:

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی خصوصی توجہات کا یہ حامل دائرۃ المعارف بہت تھوڑے عرصہ میں سابقہ فتاوی کی طرح صف اول میں اپنا مقام پیدا کر چکا ہے، خدا کا شکر وکرم ہے کہ جہاں تک میں نے نظر ڈالی اور تحقیق وتجسس کیا تو فتاوی حقانیہ ہر قسم کی خطیات اور شطحات سے کافی حد تک محفوظ رہا ہے الخ (۱)

اسی طرح شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب صدر وفاق المدارس تاثرات پیش فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

فتاوی حقانیہ اردو فتاوی میں ایک قابل قدر اضافہ ہے، امید ہے کہ فتاوی حقانیہ کے اس ذخیرے سے عوام وخواص سب فائدہ اٹھائیں گے، اور دار الافتاء سے متعلق مفتیان کرام اور تخصص کے طلباء اس سے استفادہ کر سکیں گے۔(۲)

اور ماہنامہ القاسم کے مدیر مولانا عبد القیوم صاحب پر مغز تبصرہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

آج ملت کے مسائل کیا ہیں ؟ سماجی اقتصادی حالات میں کیا پیچیدگیاں ہیں اور کیا توجہ طلب گتھیاں ہیں؟ اسلام پر مختلف سطح سے علمی اعتراضات اور تنقید کے جوابات کیسے دیئے جائیں ؟ علماء ،فقہاء اور مفتیان کرام ملت کے تحفظ وانسانیت کی رہنمائی اور اس عظیم مسؤلیت اور ذمہ داری کو کیسے نبھائیں ؟ فتاوی حقانیہ اس کا علمی اور عملی جواب، جو...... لتحكم بين الناس بما اراك الله ...... کے مطابق قوانین شرعیہ کی تعبیر وتشریح، انضباط وتدوین، ترویج

(۱) ماہنامہ الاحسن بحوالہ حقانیہ: ۱/۴

(۲) ماہنامہ الفاروق ۶۰/۶۱ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ بحوالہ مقدمہ فتاوی حقانیہ ۱/ن

فقہ واشاعت کے عظیم مقصد کی تکمیل اور پوری ملت کے لئے بڑی
سعادت اور مسرت کا پیغام ہے، الخ (۱)

قابل توجہ امور

جواب کے شروع میں تسمیہ اور دعائیہ کلمات درج نہیں ہیں، اسی طرح جواب کے ختم پر مفتی کا نام، تاریخ تحریر اور کلمات تصویب وتوثیق بھی نہیں ہیں، ممکن ہے اختصار مانع بن گیا ہو۔

افادیت واہمیت

فتاوی حقانیہ کی افادیت واہمیت کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اس کتاب نے تھوڑے عرصہ میں جامہ طباعت سے آراستہ پیراستہ ہوکر اہل علم اور مفتیان کرام کا اعتماد حاصل کرلیا ہے اور ہندوپاک کے اکثر لائبریری اور دارالافتاء کی الماریوں کی زینت بن گئی ہے اور دینی شغف رکھنے والے عوام وخواص خصوصاً ارباب افتاء اس علمی خزینہ سے مستفید ہوکر اپنی علمی تشنگی بجھا رہے ہیں۔

خلاصہ

فتاوی حقانیہ جو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب اور اکابر مفتیان کرام دار العلوم حقانیہ کی فقہی اور خداداد بصیرت کی بے مثال شاہکار ہے، یہ اپنی تحقیق وتخریج اور سلاست وروانی تحریر کے پیش نظر علماء، وطلباء، وکلاء اور دینی شغف رکھنے والے عوام الناس سب کے لئے یکساں مفید ہے، دعا ہے کہ اسے عوام وخواص کے لئے مفید اور محررین ومرتبین اور جملہ معاونین کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

(۱) ماہنامہ القاسم شمارہ جون، جولائی ۲۰۰۲ بحوالہ مقدمہ فتاوی حقانیہ ۱/ر

سوال و جواب کتاب وسنت کی روشنی میں

مولوی محمد شفیق الاسلام قاسمی

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: میری امت کے علماء کی حیثیت بنی اسرائیل کے انبیاء جیسی ہے، منشاء حدیث یہ ہے کہ جس طرح انبیاء کرامؑ امتوں کے مسائل کے حل نکالتے ہیں، احکام کی رہنمائی کرتے ہیں، رب کی مرضیات سے ابن آدم کو آگاہ کرتے ہیں اور ہدایت و رہبری کا فریضہ انجام دیتے ہیں، اسی طرح سرکار دو عالم ﷺ کے بعد یہ فریضہ علماء کرام کے دوش پر ہے، وہ امت محمدیہ کے لئے اپنے آپ کو قبلہ نما اور خضر راہ تصور کریں، ان کی زبان حق گو ہو، دین کا ترجمان ہو اور ان کا قلم رشد و ہدایت کا منبع و سرچشمہ ہو، وہ قرآن کریم اور احادیث شریفہ سے خدائی مرضیات و منہیات کو سمجھیں، احکام اور ان کے اسباب وعلل پر غور کریں، زمانہ و حالات پر گہری نظر رکھیں اور پوری بصیرت اور زمانہ آگہی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں۔

فقہ و فتاوی اسی ذمہ داری کی تکمیل کا ایک اہم وسیلہ وسبب ہے اور اسلام کی علمی تاریخ کا روشن باب ہے، علماء سلف نے ہمیشہ ایک فرض منصبی سمجھ کر اس کو ادا کیا اور حق گوئی کو اپنا شعار اور اپنی پہچان بنائی ہے۔ چناں چہ صاحب کتاب کی یہ کتاب ''سوال و جواب'' اس باب میں ایک چمکتا ہوا علمی ستارہ ہے۔

مصنف کا تعارف

صاحب فتاوی کا اسم گرامی مولانا قاری عبدالباسط (پاکستان، مقیم جدہ) ہے، آپ

نے اپنی علمی تشنگی کو پورا کرنے کے لئے بنوری ٹاؤن کراچی کے ایک مدرسہ میں داخلہ لیا اور یہاں پر ابتدائی تعلیم حاصل کی ، اس کے بعد آپ نے پاکستان کے ایک صوبہ سندھ میں واقع مدرسۃ العلوم میں داخلہ لیا، موصوف کے قابل فخر استاذ الحدیث، علامہ عبید اللہ سندھیؒ کے شاگرد علامہ غلام مصطفیٰ سندھیؒ ہیں، فی الحال موصوف جمشورو سندھ یونیورسٹی میں اسلامی تعلیمات میں Psychology میں PH.D کررہے ہیں آپ مسجد الشعیبی جدہ میں نائب امام ہیں اور جدہ سے نکلنے والے واحد اردو اخبار (اردو نیوز) میں کئے جانے والے سوالات کے جوابات دینے کا اہم کام عرصہ دراز سے انجام دیتے آرہے ہیں۔(۱)

صاحب فتاوی علماء کی نظر میں

موصوف کے متعلق ملک اور بیرون ملک کے بعض اہل علم ودانش نے اچھے تاثرات پیش کئے ہیں، جن میں مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا انظر شاہ کشمیریؒ، مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ، مولانا رضوان القاسمیؒ سابق ناظم دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد، ڈاکٹر مسعود صدیقی کینیا یونیورسٹی وغیرہ شامل ہیں، ان میں سے بعض کے تاثرات ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> آپ کے ہاں حلقہ دروس قرآن وحدیث جدہ کی مسجد میں درس دے کر یوں محسوس ہوا جیسے میں اپنے کسی معروف حلقے میں دے رہا ہوں۔(۲)

حضرت مولانا انظر شاہ کشمیریؒ نے آپ کے بارے میں کچھ اس انداز سے اظہار خیال کیا:

> آپ کے ملک کو آپ پر فخر کرنا چاہئے۔

---

(۱) www.qari abdul basitreuowned internationalscholaaar kalpoint.com

(۲) سوال وجواب ۱/۱۳ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

اور ایک جگہ آپ کے بارے میں یوں لکھا:

گورے چٹے، بظاہر شباب؛ لیکن اطوار شیب کا رنگ لئے ہوئے، تنو مند و توانا، مستعد و جوان رعنا، شفقتوں کا انبار عنایتوں کا پہاڑ یہ ہیں ہمارے محترم صاحبزادہ الشاب الصالح، البار، التقی، النقی المقری، المولوی عبدالباسط صاحب (۱)

اور جناب مفتی اسلم صاحب (لندن) لکھتے ہیں:

اللہ تعالی آپ سے مسلک حق کی ترجمانی اور خدمت کا بھرپور کام لے رہا ہے۔(۲)

کتاب سوال و جواب ایک تعارف

یہ کتاب جدہ سے نکلنے والے واحد بین الاقوامی اخبار اردو نیوز میں اسلام کے مختلف پہلوؤں سے متعلق قارئین کے ذریعہ پوچھے گئے مختلف سوالات کے جوابات کا مجموعہ ہے، یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب کے کل مسائل بارہ سو چھیانوے (۱۲۹۶) ہیں پہلی جلد تین سو نواسی (۳۸۹) صفحات پر مشتمل ہے، جس میں صرف چار سو (۴۰۰) مسائل تین ابواب کے تحت سپرد قرطاس کئے گئے ہیں، دوسری جلد تین سو (۳۰۰) صفحات پر مشتمل ہے، اس جلد کو چار ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے، اس میں کل مسائل تین سو ترپن (۳۵۳) ہیں، تیسری جلد تین سو دس (۳۱۰) صفحات کا احاطہ کئے ہوئے ہے، اس میں نو (۹) ابواب ہیں اور کل مسائل ڈھائی سو (۲۵۰) ہیں، جب کہ چوتھی جلد تین سو بائیس (۳۲۲) صفحات کو شامل ہے، اس میں ابواب تین ہیں اور کل مسائل دو سو ترانوے (۲۹۳) ہیں، ذیل میں ابواب و مسائل کا اجمالی خاکہ پیش کیا جا رہا ہے۔

عنوان	تعداد مسائل	عنوان	تعداد مسائل
ایمان وعقائد	۴۹	بدعت ورسوم ورواج	۳۱

(۱) سوال و جواب ۱/ ۱۹ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند (۲) سوال و جواب ۱/ ۷ النعیمیہ دیوبند

پاکی وناپاکی	۷۹	نذر وقسم	۱۶
نماز	۲۷۲	قرآن واحکام قرآن	۲۶
زکوۃ وصدقات	۵۳	مساجد اور احکام مساجد	۱۲
روزہ	۶۷	حلال وحرام	۴۱
حج	۱۴۷	میراث احکام ومسائل	۱۰
عمرہ	۸۵	متفرقات سوال وجواب	۸۷
قرآن ومتعلقات قرآن	۲۰	نکاح مسائل	۱۵۸
حدیث اور متعلقات حدیث	۷	طلاق وتفریق	۴۹
معاملات	۸۶		

کتاب سوال وجواب اکابر علماء کی نظر میں

چوٹی کے علماء کبار نے کتاب کے بارے میں اپنے اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے چند تاثرات درج ذیل ہیں:

حضرت مولانا مفتی جسٹس محمد تقی عثمانی مدظلہم العالی نائب رئیس مجمع الفقہ الاسلامی جدہ اس کتاب کے حوالہ سے رقم طراز ہیں:

> سرسری طور پر کتاب کی ورق گردانی ہی پر قادر تھا اور وہی کرسکا، اس ورق گردانی سے یہ اندازہ ضرور ہوا کہ مسائل کے جواب ائمہ اربعہ کے دائرے میں ہیں، جن کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں، انداز بیان دلنشیں ہے اور خشک مسائل پر اکتفاء کرنے کے بجائے دعوت و اصلاح کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے، اکثر مسائل فقہ حنفی کے مطابق خاصے محتاط طریقہ پر درج کئے گئے ہیں۔(۱)

(۱) سوال وجواب ۱/۲۲

حضرت مولانا مفتی محمد ظفیر الدین مفتاحیؒ (سابق مفتی دارالعلوم دیوبند) کتاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

> راقم سطور نے متعدد مقامات سے اس مجموعہ کو دیکھا، ماشاء اللہ عبارت جچی تلی ہے، جواب میں اعتدال وتوازن ہے، کہیں کہیں تذکیری پہلو سے بھی گفتگو کی گئی ہے، جس سے عوام کو نفع ہوتا ہے۔ کتب فقہیہ کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کے دلائل بھی پیش نظر رکھے گئے ہیں۔(۱)

کتاب کا پس منظر

فرزندان توحید کی دینی رہنمائی اورروزمرہ پیش آنے والے قدیم وجدید مسائل میں مسلمانوں کواحکام اسلام سے باخبر کرنا اہل علم کا ایک اہم فریضہ ہے،الحمدللہ مملکت سعودیہ میں وزارۃ الشئون الاسلامیۃ کے تحت دعوت وارشاد کے مراکز اورامر بالمعروف اورنہی عن المنکر کے حلقے ہر منطقے میں قائم ہیں،اورمرکزی افتاء کمیٹی بھی یہ خدمت سرانجام دیتی ہے،جس کی سرپرستی اورنگرانی جلیل القدر مشائخ اورمملکت کے مشہوراہل علم فرماتے ہیں؛لیکن اردو داں حضرات کی رسائی عموماوہاں تک نہیں ہو پاتی اورعربی زبان سے ناآشنائی کماحقہ استفادہ کرنے میں مانع رہتی ہے،ان سب کے باوجوداخبارایک ایساذریعہ ہے کہ اس سے بات مختصر وقفہ میں کافی لوگوں تک پہونچ جاتی ہے؛چناں چہ آج کل عموماہرزبان کے اخبارات میں دینی سوال و جواب اوراسلامی مضامین کا سلسلہ نفع بخش ہوتا ہے۔

اردو نیوز اخبار میں روز اول سے اسلام اور زندگی کے عنوان سے قارئین کے سوالوں کے جوابات کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے،سوال وجواب کا یہ سلسلہ روزاول سے جاری وساری ہے۔

اخبار کی افادیت عام ہونے کے باوجوداس کی زندگی بہرحال محدود ہوتی ہے،اس

(۱) سوال وجواب۴/ پیش لفظ

لئے عرصۂ دراز سے قارئین کی شدید خواہش تھی کہ اخبار میں شائع ہونے والے سوال وجواب کو کتابی شکل دے کر اس کی اشاعت کی جائے؛ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے اپنی تشنگی کو بجھا سکیں، جن تک اخبار کی رسائی نہیں ہو پاتی، نیز آنے والے فرزندان توحید بھی اس سے خوب خوب سیراب ہوسکیں، اور یہ حقیر سا علمی کارنامہ ان کے لئے محفوظ ہو جائے؛ چناں چہ صاحبزادہ قاری محمد عبدالباسط (مقیم جدہ) نے مشہور علمی و دینی شخصیت، معروف محقق اور فقیہ حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی حفظہ اللہ (سرپرست المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد دکن انڈیا) کی نگرانی میں ان سوالات و جوابات کو کتابی شکل دی اور اس کا نام رکھا، ''سوال و جواب کتاب وسنت کی روشنی میں''

کتاب کی خصوصیات وامتیازات

اس کتاب کے اندر جواب دینے میں اختصار کا لحاظ کیا گیا ہے؛لیکن جواب مختصر ہونے کے باوجود اپنے اندر جامعیت لئے ہوئے ہے، کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ بغیر حوالہ کے ایک بھی مسئلہ بیان نہیں کیا گیا ہے، جیسا کہ قارئین دوران مطالعہ اس بات کو محسوس کریں گے، ہر جواب سہل انداز میں لکھا گیا ہے، جواب بالکل عام فہم ہے، عوام وخواص کے لئے یکساں نفع بخش اور ابن آدم کی حیات مستعار کے لئے مشعل راہ ہے، چوں کہ مستفتی حضرات کا تعلق مختلف ملکوں، قوموں اور تہذیبوں سے ہے، جس کی بناء پر سوالات تنوع کے حامل ہیں، کتاب کی ایک واضح خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے تمام مسائل تخریج شدہ ہیں، جس کا اندازہ آپ خود مطالعہ کے دوران کریں گے، نیز یہ ایک اہم اور قابل اعتماد کتاب ہے، جس کی شہرت مختصر وقت میں ہر طرف پھیل گئی ہے،

جدید مسائل کا حل

موجودہ دور تیز رفتار سیاسی تبدیلیوں، معاشی انقلابات اور وسائل و ذرائع کی ایجادات کا ہے، اس لئے اس ترقی یافتہ عہد میں جدید مسائل بھی بکثرت پیش آتے ہیں،

صاحب فتاوی نے روزمرہ پیش آمدہ جدید مسائل سے صرف نظر نہیں کی ہے، بلکہ ان پر بھی انہوں نے قلم اٹھایا ہے، تاکہ تشنگان علوم نبوت کو موجودہ دور کے پیش آمدہ جدید مسائل کے حل میں دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے، چند مسائل بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

> سوال: ثبوت زنا میں میڈیکل رپورٹ سے مدد لی جاسکتی ہے یانہیں؟
>
> جواب: ثبوت جرم کے سلسلہ میں اگر کچھ بھی شبہ پیدا ہو جائے تو حد شرعی ساقط ہو جاتی ہے؛ لیکن قیاس وقرائن کی بناء پر قاضی تعزیری سزا دے سکتا ہے، جو حالات، زمانہ نیز مجرم اور اس کے جرم کے لحاظ سے حد شرعی کے قریب قریب بھی ہوسکتی ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور سزا قید وبند اور جرمانہ وغیرہ کی صورت میں بھی قاضی اس کی تعیین کرسکتا ہے، چناں چہ حد زنا کے سلسلہ میں اگر زانی اور زانیہ اپنے جرم کا اقرار نہ کرے اور چار گواہ بھی موجود نہ ہوں تو ان پر میڈیکل رپورٹ کی بناء پر شرعی حد نافذ نہیں کی جاسکتی، البتہ تعزیری طور پر کوئی اور سزا دی جاسکتی ہے، جو قاضی کی صوابدید پر ہے۔(۱)

جدید مسائل کی ایک لمبی فہرست ہے، مثلا: سالگرہ اسلامی نقطۂ نظر لکی ڈرا کی شرعی حیثیت وغیرہ، اختصار کے پیش نظر اور طوالت کے اندیشہ سے مزید مثالوں کو ترک کیا جارہا ہے۔

مصادر وماخذ پر ایک طائرانہ نظر

کسی بھی کتاب کی مقبولیت میں مصنف کے وسیع مطالعہ اور معتبر کتابوں کی مراجعت کا بڑا دخل ہوتا ہے اور کتاب کے قابل اعتماد ہونے کے لئے معتبر حوالہ کا اہم رول ہوتا ہے، یہ ساری خصوصیات اس مجموعہ میں پائی جاتی ہیں، صاحب فتاوی نے تقریبا ایک سو چونسٹھ (۱۶۴) معتبر کتابوں کو پیش نظر رکھا ہے، جن میں سے چند کتابوں کا نام درج ذیل ہیں:

(۱) سوال وجواب ۴/ ۹۵، ۹۶ نعیمیہ دیوبند

قرآن کریم اور کتب تفاسیر کے حوالے

تفسیر ابن کثیر (اسماعیل بن کثیر دمشقی) تفسیر کبیر (فخر الدین رازیؒ) الدر المنثور، للسیوطی، الاکلیل للسیوطی اور بیان القرآن (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

صحاح ستہ کے ساتھ ساتھ دیگر کتب احادیث کے حوالے

صحیح بخاری (محمد بن اسماعیل بخاریؒ) صحیح مسلم (مسلم بن حجاج قشیریؒ) سنن نسائی (ابوعبدالرحمٰن بن شعیب خراسانی نسائیؒ) سنن ابی داوٗد (سلیمان بن اشعث ابوداوٗد سجستانیؒ) سنن ترمذی (ابوعیسی ترمذیؒ) ابن ماجہ (محمد بن یزید بن ماجہ قزوینیؒ) صحیح ابن خزیمہ، موطاامام مالک (مالک بن انسؒ) اعلاء السنن (ظفر احمد عثمانیؒ)

کتب فقہ حنفی اور دیگر مکاتب فقہ کے حوالہ جات

ہدایہ (برہان الدین مرغینانیؒ) فتح القدیر (علامہ ابن ہمامؒ) ردالمحتار (محمد امین بن عابدین شامیؒ) بدائع الصنائع (ابوبکر مسعود کاسانیؒ) البحر الرائق (زین الدین بن نجیم مصریؒ) المجموع شرح المہذب (یحیی بن شرف الدین نوویؒ) حاشیہ دسوقی (شمس الدین دسوقیؒ) المغنی (ابن قدامہ مقدسیؒ) الشرح الکبیر (سید احمد، دردیرؒ) المدونہ الکبری (امام مالک بن انسؒ)

کتب قواعد فقہ کے حوالے

الاشباہ والنظائر (زین الدین بن نجیمؒ) القواعد الفقہیہ (علی احمد الندویؒ) المحلی (ابن حزم ظاہریؒ) الاعتصام (ابواسحاق شاطبیؒ) المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

عربی و اردو کتب فتاوی کے حوالے

الفتاوی التاتارخانیہ (عالم بن العلاء الانصاریؒ) فتاوی قاضی خاں (فخر الدین اوزجندیؒ) الفتاوی الہندیہ (عہد عالمگیری) امداد الفتاوی (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

کتاب سوال وجواب ملنے کا پتہ

یہ کتاب راقم الحروف کی ناقص معلومات کے مطابق دو جگہوں سے شائع ہوئی ہے:

ا۔کتب خانہ نعیمیہ دیو بند ۲۴۷۵۵۴

۲۔دارالاشاعت کراچی ۲۲۱۳۷۶۸

کتاب ''سوال وجواب'' درج ذیل جگہوں پر بھی دستیاب ہے۔

جامعہ ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی، مکتبہ المعارف محلّہ جنگی پشاور، کتب خانہ نعیمیہ دیو بند، المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد انڈیا، مرکز عبداللہ بن مسعود لتحفیظ القرآن الکریم العزیز یہ جدہ فون نمبر: ۰۰۹۶۶۲۲۸۷۱۵۲۲

خلاصہ

صاحب فتاوی جناب صاحبزادہ مولانا قاری عبدالباسط صاحب مقیم جدہ کی کتاب سوال وجواب متنوع مسائل پر مشتمل ہونے کی وجہ سے فرزندان توحید بالخصوص علماء کے حلقہ میں گراں قدر اور بیش قیمت سمجھی جاتی رہی ہے، اس کتاب کے اندر روزمرہ پیش آنے والے مسائل کو خصوصیت کے ساتھ سپرد قرطاس کیا گیا ہے، یہ صرف فتاوی پر مشتمل نہیں، بلکہ پند ونصائح سے بھی لبریز ہے، نیز اس میں غلط رسومات کی بیخ کنی کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، ساتھ ساتھ کتاب اور صاحب کتاب کے حوالے سے علماء کبار کی بیش قیمت تاثرات کی وجہ سے کتاب معتبر ومستند تصور کی جارہی ہے، اللہ تعالی کتاب ہذا کو قبولیت تامہ وعامہ سے سرفراز فرمائے، نیز مصنف کی اس علمی خدمت کو شرف قبولیت سے ہمکنار کرے اور ان کے نفع بخش سایہ کو امت مسلمہ کے سروں پر تادیر قائم رکھے۔آمین

فتاوی امارت شرعیہ

مولوی محمد لئیق احمد قاسمی

اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر مذہب ہے جس کیصیانت وحفاظت کی ذمہ داری خود خداوند قدوس نے لی ہے اور اس حفاظت کے عظیم مشن کو جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالی نے ہر زمانے میں ایسے علماء فقہاء اور محدثین پیدا فرمائے ہیں ؛ جنہوں نے اپنی خدا دصلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دین کے ہر گوشے میں پیش آنے والی مشکلات اور مسائل کا حل امت کے سامنے پیش کیا ہے، انہی خدام دین میں اصحاب فقہ وفتاوی بھی ہیں ؛ جنہوں نے لوگوں کے پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کی سعی کی ہے، اور اس کے لئے دار الافتاء قائم کئے ،جس میں لوگوں کے سوالات حل کر کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں، پھر ان جوابات کو محفوظ کیا جاتا ہے ،اور جب مسائل کافی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں تو انہیں افادۂ عام کے لئے کتابی شکل میں شائع کیا جاتا ہے، انہیں کتابوں میں سے ایک اہم اور نمایاں کتاب فتاوی امارت شرعیہ ہے۔

وجہ تالیف

امارت شرعیہ بہار واڑیسہ کا قیام ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء عمل میں آیا، اول یوم ہی سے عام مسلمانوں کا اس ادارے پر اعتماد قائم ہو گیا تھا، جس کے نتیجے میں لوگ روزمرہ کے پیش آمدہ مسائل میں حکم شرعی جاننے کے واسطے امارت شرعیہ کی طرف رجوع کرتے رہے۔ شروع سے ہی افتاء کے منصب پر اصحاب علم وفضل فائز رہے، جنہوں نے کتاب وسنت اور اقوال سلف کو سامنے رکھتے ہوئے پیش آمدہ مسائل کے جوابات لکھے، اس طرح پچھلے نوے سے زائد

ہوں میں ہزاروں فتاوی اکٹھا ہوگئے ،ضرورت تھی کہ اس مدفون خزانے اوراس کنز مکنون کو طباعت واشاعت کے مرحلے سے گزارکر وقف برائے افادہ عام کیا جائے ،اسی ضرورت کے تحت امارت شرعیہ کی مجلس شوری ہرعہد میں فتاوی کی ترتیب وتدوین کے لئے فکرمند رہی ،چناں چہ مجلس شوری کے حسب ایماء فتاوی کی تبییض کا کام شروع کردیا گیا،مفتی سعیدالرحمٰن صاحب قاسمی مفتی امارت شرعیہ نے حضرت قاضی مجاہدالاسلام صاحبؒ کی سرپرستی میں فتاوی کے مختلف رجسٹروں سے ان فتاوی کواکھٹا کیااورفتاوی میں مذکورعبارتوں کےحوالوں کا کتب فقہ سے تخریج کی ،پھرخودحضرت قاضی صاحبؒ نے پورےطور پرترتیب،تحقیق اورمسائل زیر بحث پرنوٹس تحریرفرمائے۔(۱)

اصحاب فتاوی امارت شرعیہ

چوں کہ فتاوی کا یہ مجموعہ مختلف اصحاب افتاء کا ہے؛اس لئے ان کا تذکرہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے؛چناں چہ وہ درج ذیل ہیں:

فتاوی امارت شرعیہ جلد اول کے فتاوی ابوالمحاسن حضرت مولانا محمد سجادصاحبؒ (۱۲۹۹ھ۔۱۳۹۵ھ) کے ہیں،آپ انیسویں صدی کے نصف آخر کے صف اول کے عظیم مفکرین اورعہد سازشخصیات میں سے تھے،آپؒ کی علمی ودینی بصیرت،سیاسی وفکری قیادت سے مسلمانوں میں ملی واجتماعی شعور پیدا ہوا، بہار میں امارت شرعیہ کا قیام آپ کا سب سے بڑا کارنامہ ہے، دوسری جلد میں متعدد اصحاب کے فتاوی ہیں،جن میں سے اہم اوجن کے فتاوی کثیر تعداد میں منقول ہیں،وہ یہ ہیں:

حضرت مولانا محمد عثمان غنی صاحبؒ (۱۳۱۳ھ۔۱۳۹۷ھ) دوسرے حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانیؒ (۱۳۰۰ھ۔۱۳۹۲ھ) تیسرے مولانا مفتی محمد عباس صاحب پھلواریؒ (۱۳۰۴ھ۱۳۶۲ھ)

(۱) فتاوی امارت شرعیہ۲/ ۲۵

ترتیب وتحقیق

حسب حکم مجلس شوری امارت شرعیہ ضرورت تھی کہ ان فتاوی کو افادۂ عام کے لئے شائع کیا جائے ؛ لیکن چونکہ فتاوی بکھرے ہوئے اور غیر مرتب تھے جس سے لوگوں کے لئے کماحقہ استفادہ آسان نہ تھا ؛ چنانچہ ضرورت تھی کہ اس علمی خزانے کو جواہر کی لڑی میں پرو دیا جائے اور غیر منقح مسائل کو منقح اور واضح کیا جائے اور اس کو ابواب وفصول پر ترتیب دیا جائے ؛ مگر یہ کام اتنا آسان نہ تھا کہ ہر کوئی اس کا متحمل ہو سکے ؛ بلکہ اس شخص سے ہی ممکن تھا جس کی نظر وفکر میں وسعت و گہرائی ہو، جو راسخ فی العلم اور کتب فقہیہ کے تتبع وتلاش پر قادر ہو ؛ چنانچہ اس بار گراں کو حضرت قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ کی ذات نے اٹھایا جو ان تمام تر صلاحیتوں کے جامع تھے، آپؒ کی ولادت ۹/ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو دربھنگہ کے ایک مردم خیز قصبہ جالہ میں ہوئی، قاضی صاحبؒ کے بارے میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ تحریر فرماتے ہیں :

> بلاشبہ یہ ہندوستان میں فقہ اسلامی کے نمایاں لوگوں میں سے ہیں، جن کی دعوت الی اللہ کے میدان اور مسلمانوں کی صفوف میں اتحاد پیدا کرنے میں قابل ستائش اور عمدہ کوششیں ہیں، شریعت اسلامی کی روشنی میں موجودہ مسائل کو حل کرنے اور مباحث فقہیہ کے میدان میں بھی ان کا قابل مبارکباد رول ہے، قضا اور افتاء کے کاموں میں اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ گذارا، اجتماعی طور پر جدید فقہی موضوعات کے مطالعہ کے لئے مجمع الفقہ الاسلامی الہند کی بنیاد ڈالی(۱)

تعداد فتاوی

جلد اول میں فتاوی کی مجموعی تعداد ایک سو اٹھانوے ہے اور تین سو گیارہ صفحات پر مشتمل ہے اور دوسری جلد کی تفصیل کچھ اس طرح ہے، کتاب الطہارت میں شامل کئے گئے

---

(۱) یادگار شخصیتیں ص: ۱۰۱

فتاوی کی کل تعداد ۱۷/ ہے، جن میں سے ۴۴/ حضرت مولانا عثمان غنیؒ کے، ۴/ حضرت مولانا عبد الصمد رحمانیؒ کے، ۸/ مولانا محمد عباسؒ کے، ۱/ مولانا حفیظ الحسنؒ کے، ۳/ مولانا محمد بشیر صاحبؒ کے، ۶/ مفتی عبداللہ خالد صاحبؒ کے اور ۲/ دوسرے حضرات کے ہیں؛ اس طرح دوسری جلد میں موجود فتاوی کی کل تعداد ۶۰۳ ہو جاتی ہے اور دونوں جلدوں کے فتاوی کی کل تعداد آٹھ سو ایک ہے۔(۱)

تخریج وتحشیہ

فتاوی امارت شرعیہ کے تمام مسائل تخریج شدہ ہیں، ہر جواب کو حاشیے میں مدلل ومبرہن کیا گیا ہے، حضرت قاضی صاحب نے اصولی طور پر یہ التزام کیا ہے کہ ہر جواب کا حوالہ اولا آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پھر مستند کتب فقہیہ اور اصول فقہ کی روشنی میں دیا جائے اور اگر حوالہ خود مجیب نے دیا ہے؛ لیکن کتاب کی جلد وصفحات کی صراحت نہیں کی ہے تو حاشیہ میں اس کی نشاندہی کردی گئی ہے اور اگر کسی جگہ تفصیل کی ضرورت پڑی ہے تو حاشیے میں تفصیلی گفتگو بھی کی گئی ہے، اکابر کے فتاوی بھی نقل کئے گئے ہیں اور نظائر وشواہد پیش کر کے ہر مسئلے کو مدلل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔(۲)

جمہور کے خلاف فتاوی کی نشاندہی

بعض اہل علم کے تفردات بھی ہوا کرتے ہیں اور وہ اپنی تحقیق کی بناء پر جمہور سے الگ رائے رکھتے ہیں؛ مگر عوام کے لئے ان تفردات کے بجائے جمہور کی رائے پر عمل کرنا سلامتی کا راستہ ہے، مثلا: اگر کوئی شخص وطن اقامت ہیڈ کوائٹر میں ۱۵/ دن سے زائد اقامت کی نیت کر لے، اس کے بعد اپنی کسی ضرورت کی بناء پر سفر لاحق ہو؛ اور وہ پھر اسی مقام پر واپس آنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اپنے اقامت والے مقام پر آنے کے بعد پھر ۱۵/ دن ٹھہرنے کی نیت کئے بغیر مکمل نماز پڑھنے کا حکم ہے یا قصر کرے گا؟ اس سوال کے متعلق مجیب

(۱) مقدمہ فتاوی امارت شرعیہ ۲/ ۲۹
(۲) فتاوی امارت شرعیہ ۲/ ۵۰

نے لکھا ہے کہ اس مقام پر ۱۵/ دن سے کم کی اقامت کی نیت کی صورت میں بھی وہ مقیم کے حکم میں ہوگا، حالاں کہ جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ ہیڈ کواٹر میں ۱۵/ دن ٹھہرنے کی نیت ہوتو مقیم ہوگا ورنہ مسافر ہوگا، حضرت قاضی صاحبؒ نے اس جواب پر نوٹ لکھتے ہوئے یہ تصریح کی ہے:

> عام علماء کی رائے میں ہیڈ کوارٹر میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہوتو مقیم ہوگا، ورنہ ہیڈ کوارٹر میں بھی مسافر ہوگا۔(۱)

جدید تحقیقات کی نشاندہی

یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ بعض احکام کی بنیاد خاص حالات پر ہوتی ہے، اگر وہ حالات ختم ہوجاتے ہیں تو احکام بھی تبدیل ہوجاتے ہیں؛ اس لئے مفتی کے لئے یہ ضروری ہے کہ زمانے کی حالات سے بھی باخبر رہے اور اس میں اس بات کو پرکھنے کی صلاحیت ہو کہ کون سے احکام زمانے اور حالات سے متعلق ہیں، اور کون سے احکام ایسے نہیں ہیں؛ چناں چہ فتاوی امارت شرعیہ میں بعض قدیم فتاوی بھی ہیں جو اس زمانے میں مفتی بہ نہیں ہیں، مثلا: لاؤڈ اسپیکر کی آواز سائنس دانوں کی تحقیق کے مطابق متکلم کی اصل آواز نہیں تھی؛ بلکہ آواز بازگشت تھی؛ اس لئے اس وقت کے علماء نے لاؤڈ اسپیکر سے نماز کو جائز قرار نہیں دیا تھا؛ لہذا مجیب نے لکھا:

لاؤڈ اسپیکر نماز میں ہرگز استعمال نہ کیا جائے (۲)

اس پر حضرت قاضی صاحبؒ نے حاشیہ لکھا:

> لاؤڈ اسپیکر کے نماز میں استعمال کے عدم جواز کا قول قدیم ہے اور بعد کو علماء نے جواز کا فتوی دیا ہے۔(۳)

حاشیہ فتاوی امارت شرعیہ کی چند خصوصیات

اس کتاب کا حاشیہ بڑا گراں قدر اور بصیرت افروز ہے، جو حضرت قاضی مجاہد الاسلام

---

(۱) فتاوی امارت شرعیہ ۱/۴۴

(۲) فتاوی امارت شرعیہ ۲/۲۹۱

(۳) حاشیہ فتاوی امارت شرعیہ ۲/۲۹۱

صاحبؒ کا تحریر کردہ ہے، اس کی وجہ سے یہ کتاب نور علی نور کی مصداق ہوگئی ہے، یہ حاشیہ بڑا علمی اور تحقیقی ہے، جس کے اندر بہت سی چیزوں کو اجاگر کیا گیا ہے اور مبہم جوابات کی صراحت اور تفصیل کی گئی ہے اور فتاوی کے زمانے کی تعیین جیسے امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے، جن میں سے چند امور کو ذکر کیا جاتا ہے۔

سوال کے مطابق جواب

اگر کسی جگہ حضرت قاضی صاحبؒ کو محسوس ہوا کہ جواب سوال کے مطابق نہیں ہے تو حاشیہ میں جواب کو سوال کے مطابق کرنے کی کوشش کی ہے؛ تاکہ جواب مکمل بھی ہوجائے اور سائل کی تشنگی باقی نہ رہے، اس کی ایک مثال آپ بھی ملاحظہ فرمایئے، سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اذان واقامت کہی یا نہیں؟ مجیب نے یہ جواب لکھا:

> اذان واقامت حضرت رسول ﷺ کی تعلیم سے صحابہؓ نے فرمائی ہے، اذان دینے والے چند مخصوص صحابہ ہیں اور جن کے ذمہ اذان دینا ہوتا ہے، انہیں کو اقامت کہنے کا بھی حق ہے۔

یہ جواب ظاہر ہے کہ سائل کے سوال کے مطابق نہیں ہے؛ کیوں کہ سوال تو یہ ہے کہ خود حضور ﷺ نے اذان واقامت کہی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب صراحۃ عبارت میں نہ آسکا، چنانچہ حضرت قاضی صاحبؒ نے اس پر تقریبا دو صفحے کا تفصیلی حاشیہ لکھتے ہوئے تحریر کیا ہے:

> کسی بھی صحیح اور صریح روایت سے حضور اکرم ﷺ کا اذان دینا ثابت نہیں ہے۔(۱)

اصل کتاب سے مراجعت

حاشیہ سے یہ بات بھی عیاں ہے کہ کسی مسئلہ اور حوالہ کی تحقیق وتدقیق میں سہل انگاری سے کام نہیں لیا گیا ہے؛ بلکہ ہر حوالہ کو اصل کتاب سے رجوع کرکے پہلے اطمینان حاصل کیا گیا ہے، پھر اس کے متعلق کوئی بات لکھی گئی ہے، ایک جگہ مجیب نے دیہات میں نماز جمعہ کے جواز

(۱) فتاوی قاضی امارت شرعیہ ۲/۱۱۱

میں تفسیرات احمدیہ اور حجۃ اللہ البالغۃ کا حوالہ بلا عبارت اور بغیر تعیین صفحات کے دیا تو حضرت قاضی صاحبؒ نے ان دونوں کتابوں کو اس مسئلہ کی خاطر کافی کھنگالا، ان کی ورق گردانی کی ؛مگر کامیابی نہ مل سکی، بالآخر حاشیہ میں یہ تصریح کی:

> ممکن ہے کہ کسی اور جگہ وہ بات مجیب کو ملی ہو اور حوالہ دینے میں ذہن خطا کر گیا ہو، مجھے اس طرح کا کوئی قول دونوں کتابوں میں نہ مل سکا۔(۱)

خلاصہ مقالہ

فتاوی امارت شرعیہ کی دونوں جلدوں کا جائزہ لینے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ پہلی جلد کی تیاری میں حضرت قاضی صاحب کی مصروفیات کافی بڑھی ہوئی تھیں، اس کی ترتیب کے لئے وہ خاطر خواہ وقت نہیں دے سکے اور نہ ہی کوئی مناسب معاون انہیں مل پایا جو دلچسپی سے اس میں حصہ لیتا، جس کی وجہ سے اس جلد میں کئی مواقع تشنہ رہ گئے، حوالہ میں کمی رہی اور بعض مسائل کی تنقیح بھی نہ ہوسکی، اس کے برخلاف دوسری جلد میں ان ساری کمی پر قابو پالیا گیا ہے اور اسے بہتر سے بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے، بہر حال فتاوی امارت شرعیہ کی دونوں جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، خدا ان کے فائدے کو عام وتام فرمائے اور حضرت قاضی صاحبؒ اور دیگر مفتیان کرام کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین ثم آمین

---

(۱) حاشیہ فتاوی امارت شرعیہ ۱/۵۲-۵۳

خواتین کے مسائل اور ان کا حل
یعنی مجموعہ فتاوی خواتین

مولوی شیخ سلطان قاسمی

برصغیر میں اسلام کا فقہی تعارف حنفی فقہاء کے ذریعہ ہوا ہے، کیوں کہ برصغیر میں اسلام کی نشر واشاعت میں جن علماء، اولیاء اور سلاطین کا حصہ رہا ہے وہ سب حنفی المذہب تھے، چنانچہ فقہ وفتاوی اور قضاء مذہب حنفی کے مطابق تھا، سلطنت مغلیہ کے زوال اور انگریزی حکومت کے تسلط کے بعد مدارس دینیہ میں مستقل طور سے دارالافتاء اور دارالقضاء کی بنیاد رکھی گئی، کیوں کہ اب مدارس ہی دین اور تعلیمات نبویہ کی آماجگاہ اور سرچشمۂ رشد وہدایت کی حیثیت حاصل کر چکے تھے، اور الحمدللہ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے، جنگ آزادی کے بعد فقہ وفتاوی کا کام حضرت شاہ ولی اللہؒ کے جانشین علماء نے سنبھالا، ان اکابر علماء دیوبند میں سید الطائفہ حضرت گنگوہیؒ، حضرت سہارنپوریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ، حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ قدس اللہ اسرارہم جیسے حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، جن کے فتاوی مطبوعہ شکل میں امت کے سامنے موجود ہیں، لیکن فتاوی کی وہ کتابیں مشترک مسائل پر مشتمل تھیں، ضرورت تھی کہ ایسی کتابیں بھی مرتب ہوں جن میں خاص مسائل پر گفتگو کی گئی ہو، تاکہ ایک ہی جگہ ایک عنوان کے مسائل یکجا ہو جائیں اور استفادہ میں آسانی ہو؛ چناں چہ علماء نے اس جانب اپنی توجہ مبذول فرمائی اور

ایسی کتابیں مرتب ہونے لگیں، اسی سلسلے کی ایک کڑی خواتین کے مسائل اوران کا حل ہے، اس کے مطالعہ سے ہر شخص بالخصوص عورتیں بآسانی دینی رہنمائی حاصل کرسکتی ہیں، اس مجموعہ میں حتی الامکان اس کی کوشش کی گئی ہے کہ خواتین سے متعلق تمام اہم مسائل درج ہو جائیں۔

وجہ تالیف

وجہ تالیف کے متعلق مرتب کتاب خود لکھتے ہیں:

> اس فتاوی کی ترتیب میں پیش نظر یہ تھا کہ یوں تو خواتین کے مسائل پر عموماً کتب بازاروں میں مل جاتی ہیں، مگر ان سب میں صرف مسائل کو بیان کردیا گیا ہے، اس میں عموماً مسائل مل بھی جاتے ہیں، لیکن اول تو ان میں اتنی تفصیل سے مسائل کا احاطہ نہیں کیا گیا ہوہے، دوم یہ کہ ان میں سوال جواب یا فتوی کی صورت موجود نہیں جو آج کل کے دور کے اعتبار سے خواتین میں کم دلچسپی کا باعث ہوتا ہے، سوم یہ کہ مختلف کتب اور فتاوی میں یہ مسائل بکھرے ہوئے تھے اس حقیقت کے باوجود کہ انہی کتب سے عوام وخواص ہر دو خواتین کی اصلاح بھی ہورہی ہے، اور ہماری کتاب کا سارا مواد بھی انہی کتب سے حاصل کردہ ہے، لیکن بایں ہمہ ایک ایسی کتاب کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جارہی تھی کہ کم وبیش سارے وہ مسائل جو ہمارے بزرگوں کی جدید اور قدیم کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں انہیں یکجا کر دیا جائے اور انداز فتاوی کا ہو، تا کہ سوال اور جواب کی ایک ساتھ موجودگی زیادہ آسانی کا باعث بنے۔(۱)

انداز ترتیب

اس سلسلہ میں بھی خود مرتب لکھتے ہیں:

(۱) خواتین کے مسائل اوران کا حل ۱/ ۴۶، مقدمۃ الکتاب دارالاشاعت کراچی

میں نے اس مجموعہ کی ترتیب اس طور پر کی کہ اولاً اپنے بزرگوں کے فتاوی پر مشتمل کتابیں حاصل کر کے ان کے مسائل کو الگ الگ ابواب کی ترتیب پر جمع کر لیا اور بعض معدودے چند جدید مسائل جو بزرگوں کی کتابوں میں دستیاب نہ ہو سکے انہیں بھی تحقیق سے جمع کیا گیا، ان فتاوی میں سے جو اس عاجز نے دوران تخصص جامعہ دارالعلوم کراچی میں تحریر کئے تھے اور ان پر میرے معزز ومکرم اساتذہ کے دستخط بھی ثبت ہیں، استفادہ کیا، اس کے علاوہ اس عاجز کے وہ فتاوی جو جامعہ احسن العلوم کراچی کے دارالافتاء سے جاری کئے تھے ان سے بھی استفادہ کیا ہے اور کہیں کہیں ضرورت کے تحت مسائل فوراً سوال وجواب کی صورت میں بنا کر ثبت کر دیئے اور ان کے آخر میں ملخص یا مرتب بریکٹ میں لکھ دیا ہے، اور اس وجہ سے بھی کہ اکثر جگہوں سے طوالت کو حذف کر کے اختصار کیا گیا ہے، اس لئے اس بات کے اظہار کے لئے یہ مسئلہ فلاں بزرگ کے فتاوی سے مستفاد ہے، صرف نام ہی کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے، مسئلہ کے آخر میں متعدد جگہ خود تخریج کی ہے، ورنہ اگر ماخذ میں تخریج موجود تھی تو اسے اختصار سے لکھ دیا ہے، کہیں عبارت شامل کی گئی اور کہیں صرف ماخذ کا نام لکھ کر کذا فی...... کر دیا ہے، تا کہ کتاب زیادہ طوالت کا باعث نہ ہو؛ البتہ اہم مسائل میں یہ کوشش کی ہے کہ مسئلہ دلیل کے ساتھ لکھا جائے اور اس کا اہتمام کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔(۱)

اصحاب فتاوی کا مختصر تعارف

اس کتاب میں مرتب نے گیارہ مفتیان کرام کے فتاوی جمع کئے ہیں، جن کے نام

(۱) خواتین کے مسائل اور ان کا حل ۱/ ۴۶، کراچی

درج ذیل ہیں:

۱۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (ولادت ۱۲۸۰ھ وفات ۱۳۶۲ھ م ۱۹۴۳ء)

۲۔ حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب دیوبندیؒ (ولادت ۱۳۱۴ھ م ۱۸۹۷ء وفات ۱۳۹۶ھ)

۳۔ سید الطائفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (ولادت ۱۲۴۴ھ وفات ۱۳۲۳ھ)

۴۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ (ولادت ۱۳۱۰ھ وفات ۱۳۹۴ھ)

۵۔ صاحب عزیز الفتاوی حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ (ولادت ۱۲۷۵ھ وفات ۱۳۴۷ھ)

۶۔ حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ (ولادت ۱۳۵۱ھ وفات ۱۴۲۲ھ)

۷۔ صاحب فتاوی عثمانی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

۸۔ صاحب فتاوی رحیمیہ حضرت مولانا مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ (ولادت ۱۳۲۱ھ وفات ۱۴۲۲ھ)

۹۔ مرتب خیر الفتاوی حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب دامت برکاتہم

۱۰۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری (ولادت ۱۳۴۳ھ وفات ۱۴۲۲ھ) (۱)

۱۱۔ حضرت مولانا مفتی مختار الدین کربوغہ شریف مدظلہ العالی۔ (۲)

مرتب کتاب مفتی ثناء اللہ محمود صاحب کے احوال تادم تحریر دستیاب نہ ہو سکے۔

امتیازات وخصوصیات

اس مجموعہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مرتب نے عورتوں کی زندگی سے متعلق تمام مسائل کا احاطہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور اس میں حتی الامکان کامیاب بھی

(۱) فتاوی علماء ہند ۱/۲۹۳ تا ۳۰۲

(۲) خواتین کے مسائل ۱/۴۷

ہوئے ہیں ، چناں چہ طہارت ،نماز،روزہ، حج اورخارجی و داخلی تمام مسائل کا احاطہ کیاہے،چناں چہ کئی اہم عصری مسائل پر سیر حاصل بحث بھی کی ہے،مثلا:لڑکیوں کا انگریزی تعلیم حاصل کرنا وغیرہ،اس کی مکمل تفصیل کتاب کی پہلی جلداز ۱۵۵تا ۱۵۹پر ملاحظہ فرمائیں ۔نیز اس میں ایسے فتاوی کو جمع کرنے کا التزام کیا گیاہے؛جس سے اہل سنت والجماعت کے عقائد کی تائیدوترجمانی ہوتی ہے،اوراہل بدعت کی تردید میں لکھے گئے فتاوی بھی شامل کتاب ہیں،مزید برآں خواتین کے تعلق سے جدید مسائل کا ایک بڑاذخیرہ جمع کر دیا گیاہے،مثلا مانع حیض گولیوں کے استعمال کے جواز وعدم جواز کی صورتیں تفصیل سے لکھی گئی ہیں۔

مرتب کا طریقہ کار

اس مجموعہ میں جہاں مرتب نے اپنی طرف سے سوالات کے جوابات لکھے ہیں،وہاں حسبِ موقع طوالت واختصار دونوں پہلوؤں کو اختیار کیاہے،مثلا:بعض جوابات میں صرف صحیح ہے، جائز ہے،ناجائز ہے لکھنے پر اکتفاء کیاہے،اس کا احساس ہر قاری کو دوران مطالعہ ہوسکتاہے۔

تحقیقی کام کا جائزہ

اس کتاب کے اندر سب سے زیادہ توجہ خواتین کے جملہ مسائل کا احاطہ کرنے کی طرف دی گئی ہے اورحتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ خواتین سے تعلق رکھنے والے ہر چھوٹے بڑے اور اہم غیر اہم ہر سوال کا جواب بآسانی اس کتاب سے حل کیا جاسکے،اسی پس منظر میں مصنف نے صرف فتاوی کو نقل کرنے کی طرف زیادہ توجہ مبذول کی ہے،اورکہیں کہیں کسی بات کی وضاحت کے لئے مختصر سا حاشیہ صفحہ کے نیچے بڑھایاہے،جیسے ایک جواب کے اندر لفظ کے معنی بیان کرنے کے لئے حاشیہ بڑھایاہے،جو درج ذیل ہے:

تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے......(۱)

(۱) خواتین کے مسائل اوران کا حل ۱/۱۲۴دارالاشاعت کراچی

اس کے اندر ایک لفظ نامرضیہ تھا جس کے معنی عموماً عورتیں نہیں جانتیں؛ اسی لئے حاشیہ میں اس کے معنی ناپسندیدہ بیان کیا ہے، اسی طرح کہیں پر فتوی کے بعد ہی بین القوسین فتاوی کی وضاحت کرتے ہیں اور کبھی فی زماننا اس کے بارے میں کیا فتوی ہے؟ اس کی صراحت کرتے ہیں؛ چناں چہ یا رسول اللہ کہنا جائز یا ناجائز؟ اس سوال کے جواب میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا فتوی نقل کرنے کے بعد خود مرتب نے بھی خامہ فرسائی کی ہے، جو درج ذیل ہے:

> آج کل جاہلوں میں یہ رواج پڑا ہوا ہے کہ اٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہتے رہتے ہیں اور یہ ان اوقات اور موقعوں پر کہتے ہیں جہاں یا اللہ کہنا چاہئے، گویا اللہ کے بجائے رسول اللہ کو پکارتے ہیں، یہ یقیناً کھلا شرک ہے۔(۱)

اسی طرح جہاں کہیں کسی مسئلہ میں عورتوں کے لئے کسی عذر کی وجہ سے رخصت ہے؛ لیکن فتوی میں اس کی صراحت نہیں ہے تو مرتب اپنی طرف سے اس مسئلہ کا اضافہ کرتے ہیں، چناں چہ سجدہ میں دونوں پیروں کے زمین سے اٹھ جانے کے بارے میں فتوی نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> دونوں پیروں کا زمین پر رکھنا سجدہ میں ضروری ہے؛ لیکن اگر زمین پر رکھنے کے بعد پھر دونوں قدم زمین سے اٹھ گئے یا اٹھ جانے کے بعد پھر زمین پر رکھ دئے تو نماز ہو جائے گی۔(لیکن مجبوری کی حالت میں اور حالت حمل میں گنجائش ہے)(۲)

حوالہ کا جائزہ

اس کتاب کے اندر اکثر جگہوں پر مرتب نے صاحبِ فتاوی کے صرف نام نقل کرنے

---

(۱) مرتب خواتین کے مسائل ۱/۱۲۳

۲) خواتین کے مسائل ۱/ ۳۴۵ دارالاشاعت کراچی

پر ہی اکتفاء کیا ہے، کتاب کا نام اور اس کی جلد اور اس کے صفحہ کو ذکر نہیں کیا ہے؛ لیکن کہیں کہیں اہم مسائل میں نام کے ساتھ جلد اور صفحہ کی بھی وضاحت ہے؛ تاکہ مراجعت آسان ہو، چناں چہ انجکشن کے ذریعہ عورت کے رحم میں مادۂ منویہ پہونچانے کے مسئلہ میں جواب مختصر ذکر کر کے اصل کتاب کا حوالہ دے دیا ہے۔(۱)

اسی طرح پانی کے لگے ہوئے نل کے سامنے کھڑے ہو کر وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب کو نقل کرنے کے بعد عربی عبارت جلد اور صفحہ کی وضاحت کے ساتھ نقل کی ہے۔(۲)

لیکن اگر مرتب نقلِ فتاوی کے بعد اصل کتاب کے حوالہ کا اہتمام کرتے اور جس فتوی میں دلیل نہیں ہے وہاں پر تخریج کا التزام کرتے تو اصل ماخذ کی طرف مراجعت زیادہ آسان ہوتی اور اس کتاب کی افادیت اور زیادہ ہو جاتی۔

تعدادِ فتاوی

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد میں ۵۴۴ صفحات ہیں اور ان میں مذکور فتاوی کی تعداد ۸۵۳ ہے اور عناوین کی تعداد ۶۳ ہے، جن میں اصولی و ذیلی تمام عناوین شامل ہیں اور پہلی جلد از کتاب الایمان تا کتاب الحج پر مشتمل ہے، چناں چہ پہلی جلد میں صرف عبادات ہی کے مسائل کو ذکر کیا گیا، اور دوسری جلد کے صفحات کی تعداد ۶۴۸ ہے، اور اس کے اندر ذکر کردہ مسائل کی تعداد ۹۸۷ ہے، اور عناوین ۶۰ ہیں؛ اس میں اصولی اور ذیلی تمام عناوین شامل ہیں اور اس جلد میں کتاب النکاح سے لے کر کتاب الحظر والاباحۃ تک کے تمام ابواب کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مرتب اور دیگر مفتیان کرام کے فتاوی کی تعداد

اسمائے مفتیان کرام	تعداد فتاوی
فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۱۰

(۱) خواتین کے مسائل ۱/۲۶۱ کراچی۔

(۲) خواتین کے مسائل ۱/۲۵۷

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	۱۵
حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۵۱۰
حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب عثمانیؒ	۳۳
علامہ ظفر احمد عثمانی صاحبؒ	۲۳
حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب بلند شہریؒ	۱۹
حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ	۶۵۰
حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ	۳
حضرت مولانا عبدالرحیم لاجپوریؒ	۲۱۳
حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب دامت برکاتہم	۹۱
حضرت مولانا مفتی محمد ثناء اللہ محمود صاحب (مرتب کتاب)	۴۷

ایسے مفتیان کرام کے فتاوی کی تعداد جن کے اسماء مقدمہ میں موجود نہیں ہیں۔

حضرت مولانا مفتی خیر محمد صاحب	۴
حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب	۲۳
حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب	۱۱
حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلویؒ	۲

بے حوالہ فتاوی کی تعداد

بے حوالہ فتاوی کی تعداد ۵۷ ستاون ہے، اس کے علاوہ ایسے بھی فتاوی اس کتاب کے اندر نقل کئے گئے ہیں جن کا حوالہ کسی آیت یا حدیث سے دیا گیا ہے، ایسے فتاوی کی تعداد ۳۴ ہے، اور اس کتاب کے اندر مرتب نے ایک ہی سوال کے جواب میں متعدد مفتیان کرام کے فتاوی کو جمع کیا ہے، ایسے فتاوی کی تعداد ۶۸ ہے۔

کتاب کی سن اشاعت

یہ کتاب اکتوبر ۲۰۰۲ء میں مکتبہ دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوئی ہے۔

خلاصہ مقالہ

یہ کتاب خواتین کے مسائل کو بیان کرنے میں بڑی جامع ہے اور کتاب میں اکابر علماء دیوبند کے فتاوی نقل کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے، تاہم کہیں کہیں دوسرے مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مفتیانِ کرام کے فتاوی بھی نقل کئے گئے ہیں اور وہاں صاحب فتاوی کے نام بھی لکھ دیے گئے ہیں اور کہیں کہیں دلائل کا بھی التزام کیا گیا ہے۔

کفایت المفتی

مولوی محمد عبداللہ قاسمی

فقہ وفتاوی قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کا خلاصہ ہے، ان کی ترتیب وتدوین اور ترقی وترویج میں ہر دور کی عبقری شخصیات اور تقوی وخشیت الٰہی سے سرشار افراد نے بڑی دلچسپی کے ساتھ رضائے خداوندی کے لئے حصہ لیا ہے، مسائل کے استنباط واستخراج اور تفریعات میں انہوں نے اپنی اپنی صلاحیتوں اور بے انتہاء محنتوں کو صرف کیا ہے، پس فقہ وفتاوی انہی مفسرین، محدثین، فقہاء، اہل لغت اور شریعت کے اصول اور عرف زمانہ سے باخبر حضرات کی مشترکہ جدوجہد کا نتیجہ اور سرمایہ ہیں، ان ہی باکمال افراد میں مفتی محمد کفایت اللہ صاحب مفتی اعظم ہند کی ذات بابرکات کا شمار ہوتا ہے، جنہوں نے اپنے علمی، عملی، اجتہادی مزاج اور مجاہدانہ، قائدانہ اور تصنیفانہ کارناموں کے ذریعہ امت مسلمہ کی مکمل رہنمائی فرمائی ہے، مفتی کفایت اللہ صاحبؒ کی جانب منسوب ''کفایت المفتی'' بھی انہی کارناموں کی ایک مثال ہے۔

صاحب فتاوی کا مختصر تعارف

مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نہ صرف فقہ اور کتاب اللہ وسنت رسول ﷺ میں مجتہدانہ درک رکھنے والے حضرات علماء میں سے تھے؛ بلکہ بعض علماء کے نزدیک ان کی فقہی بصیرت ایسی تھی جیسے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے براہ راست شاگرد کی تھی، اسی کے ساتھ وہ عربی اور اردو: دونوں زبانوں کے بلند پایہ عالم تھے، ان کی تقریر وتحریر انتہائی مرتب ومختصر اور

پر مغز ہوتی تھی، وہ فتاوی بھی بہت مختصر ومرتب اور واضح نثر میں لکھتے تھے، اسی کے ساتھ وہ عربی اور اردو کے بڑے خطاط اور خوش نویس بھی تھے، وہ بڑے خیاط بھی تھے، بوقت ضرورت اپنا مکمل جوڑا اپنے ہاتھ سے سل لیا کرتے تھے، الغرض مفتی صاحب کو اللہ نے دقیقہ رسی اور فقہی باریک بینی کے ساتھ مسائل حیات کی آ گہی عطا فرمائی تھی۔(۱)

فتاوی کا یہ ذخیرہ آپ کی حیات مبارکہ میں مرتب مجموعہ کی شکل میں موجود نہیں تھا، تاہم آپ کے فرزندار جمند مولانا حفیظ الرحمٰن واصف صاحب نے تقسیم ہند کے بعد آپ کے منتشر فتاوی کو بڑی خوبی کے ساتھ بہت دشواریاں اور مشکلات برداشت کرتے ہوئے مسودہ کی شکل دی، اور اس میں نقول فتاوی کے رجسٹروں، سہ روزہ الجمعیہ دہلی کی فائلوں اور دیگر لوگوں سے بڑی محنت اور رقم کثیر صرف کر کے حاصل کئے ہوئے فتاوی یکجا کیا ہے اور مقدمہ میں ہر ایک کی الگ الگ وضاحت کی ہے۔

تعداد فتاوی وابواب

اس مجموعہ کے کل فتاوی کی تعداد ذیل میں تفصیل سے درج کی جارہی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

جلد اول میں ۴۱۹، جلد دوم میں ۳۷۱، جلد سوم میں ۷۸۶، جلد چہارم میں ۴۲۸، جلد پنجم میں ۵۴۰، جلد ششم میں ۴۷۲، جلد ہفتم میں ۳۶۸، جلد ہشتم میں ۵۳۵ اور جلد نہم میں ۵۷۰، اس طرح کل فتاوی کی تعداد ۴۵۸۹ تک پہونچتی ہے۔ کل ابواب کی تعداد: جلد اول میں ۱۵، جلد دوم میں ۴۴، جلد سوم میں ۲۴، جلد چہارم میں ۳۴، جلد پنجم میں ۲۲، جلد ششم میں ۱۹، جلد ہفتم میں ۱۷، جلد ہشتم میں ۵۴ اور جلد نہم میں ۲۴، کل ۲۵۳ ابواب ہیں۔

اور تعداد فصل: جلد اول میں ۷، جلد دوم میں ۱۷، جلد سوم میں ۳۸، جلد چہارم میں ۱۶، جلد پنجم میں، جلد ششم میں ۳۹، جلد ہفتم میں ۱۷، جلد ہشتم میں ۲۵، جلد نہم میں ۱۲، کل ۱۸۱ فصلیں ہیں، اس طرح یہ مجموعہ کل ۹/ جلدوں میں ۳۴۲۶ صفحات، ۲۵۳ ابواب اور ۱۸۱

(۱) ماخوذ از پس مرگ زندہ ص: ۱۷۹، ۱۸۰،

فصول پر مشتمل ایک عظیم ذخیرہ ہے۔

اسلوب نگارش

حضرت مفتی صاحب اپنی فقاہت وذہانت، فصاحت وبلاغت، سیاست اور قیادت میں یگانۂ روزگار تھے، اسی طرح آپ اپنے فتاوی کی زبان واسلوب نگارش میں بھی یکتا تھے کہ آپ کے فتاوی کی زبان واسلوب نگارش نہایت عمدہ، مختصر ومرتب، سہل، عام فہم، جامعیت ومانعیت سے بھرپور اور قید احترازی کے حامل ہیں، ان کا مطالعہ کرنے سے فتوی نویسی کا سلیقہ ملتا ہے، تفہیم وتفہم کا نہج حاصل ہوتا ہے؛ بایں وجہ آپ کے فتاوی اپنے زمانہ میں اور بعد میں آنے والے عوام وخواص اور عدالتوں میں یکساں مقبول ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے: کفایۃ المفتی ۷/ ۳۴۵، ۳۴۶، ۸/ ۱۰۷ امدادیہ ملتان پاکستان

نئے مسائل کا حل

اردو فتاوی کی دنیا میں کفایت المفتی سب سے پہلی مفصل اور اسلامک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھنے والی کتاب ہے؛ چناں چہ یہ کتاب دور جدید کے پیش آمدہ مسائل کا بھی احاطہ کئے ہوئے ہے، اس سے حضرت مفتی اعظم کی فقاہت وفطانت، دور بینی ودور اندیشی کا خوب خوب ظہور ہوتا ہے، تفصیل کے لئے مراجعت فرمائیں۔ کفایت المفتی ۷/۳۳، ۳/ ۳۲۹ وغیرہ امدادیہ ملتان

مختلف فیہ مسائل اور اس میں تسہیل کا پہلو

بعض علماء کا مزاج یہ ہے کہ وہ اپنے مسلک ومذہب کی اولیت واولویت دوسروں پر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً اگر کوئی بات ان کے مسلک کے خلاف ہو یا اس میں کچھ کوتاہی یا کمی پیدا ہو تو اس کی سخت نکیر فرماتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ثبوت قرآن، سنت، اجماع اور قیاس سے بالکلیہ نہیں ہے؛ مگر حضرت مفتی صاحب کا مزاج کچھ جداگانہ ہے، آپ مختلف فیہ مسائل میں تسہیل کا پہلو نکالتے ہیں یا تطبیق کی صورت اختیار کرتے ہیں جس سے

دونوں مسلکوں کا شریعت کے مطابق ہونا واضح ہوتا ہے اور فرق اولی اور غیر اولی کا معلوم ہوتا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ کفایت المفتی ۳/۴۳۱، ۴۳۵، ۳۹۴ امدادیہ ملتان پاکستان

غیر منقح مسائل

واضح رہے کہ منصب افتاء نہایت نازک منصب ہے، اس کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا آسان نہیں ہے، وہ اپنے لئے ایسی شخصیت کا تقاضا کرتا ہے جو علوم دینیہ میں مہارت کاملہ وتجربہ کا حامل ہو، اس کا دل خشیت الٰہی سے لبریز ہو اور نت نئے فتنے اور پیش آمدہ مسائل کے حلکرنے کا اہل ہو؛ چنانچہ خدا تعالی نے حضرت مفتی صاحب کے اندر یہ سارے اوصاف پیدا فرمائے تھے، جس کی بدولت انہوں نے تمام نت نئے فتنے کی سرکوبی اور جدید پیش آمدہ مسائل کے حل میں اپنے آپ کو صرف مشغول ہی نہیں رکھا؛ بلکہ وقف کیا ہے؛ لیکن ان میں سے بعض مسائل ایسے ہیں جو غیر منقح اور علماء ومفتیان کرام کے درمیان زیر بحث تھے اور آپ اس دار فانی سے رخصت فرما گئے، تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ کفایت المفتی ۳/ ۴۴۰، ۹/ ۵۰۹ امدادیہ ملتان پاکستان

فرہنگ اصطلاحات

زیر تعارف کتاب کی سب سے ممتاز اور نرالی خوبی جو اپنے زمرہ میں بے نظیر اور بے مثال ثابت ہو چکی ہے اور جس نے بڑی ضخیم کتابوں کو اٹھانے سے بے نیاز کر دیا ہے وہ یہ ہے حضرت مفتی صاحب کے فتاوی میں مستعمل فقہی اصطلاحات کے لغوی واصطلاحی معانی ومفاہیم کا مختصر تعارف اکثر جلدوں کے آخر میں فرہنگ اصطلاحات کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے، اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ جدید اور غیر مانوس اردو، فارسی اور عربی وغیرہ الفاظ کا تعارف بھی زیر قلم لایا گیا ہے، جس سے اس کتاب کی شان میں چار چاند لگ گئے ہیں۔

عرف کا لحاظ

ہر مفتی کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ فتوی لکھنے میں فقہی اصول وضوابط کا لحاظ رکھیں؛

چناں چہ فقہی ضابطہ ہے: والعرف فی الشرع له اعتبار لذا علیه الحکم قدیدار، جس کی کما حقہ مثال ونظیر آپ کے بیشتر فتاوی میں واضح انداز میں ملتی ہے، ذیل میں اسی طرح کے دو نمونے ملاحظہ فرمایئے، ایک صاحب نے سوال کیا:

> زید ایک ہندوستانی مسلمان ہے، اس کی خواہش ہے کہ اپنے اہل وعیال کی آئندہ بہبودی کے لئے اپنی جان کا بیمہ کرے، جس بیمہ کمپنی میں وہ بیمہ کرانا چاہتا ہے وہ انگلستان میں ہے، کمپنی کے حصہ دار اس کے ڈائرکٹر وغیرہ بھی انگریز ہیں، ہندوستان میں کاروبار کے لئے کمپنی کی ایک شاخ ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

آپ نے اس کا جواب یوں تحریر فرمایا:

> ہندوستان کے دار الحرب ہونے کی بناء پر زید کو جائز ہے کہ وہ انگلستان کی کمپنی میں زندگی کا بیمہ کرالے۔(۱)

> شریعت اسلامی میں زندگی کا بیمہ (لائف انشورنس) کرانا جائز ہے یا نہیں؟

آپؒ نے اس کا جواب یوں دیا:

> بیمہ خواہ زندگی کا ہو یا جائداد وعمارات کا سب ناجائز ہے؛ کیوں کہ یہ عقود شرعیہ میں سے کسی صحیح اور جائز عقد میں داخل نہیں، ایک قسم کا قمار ہے اور قمار ناجائز ہے۔(۲)

کفایت المفتی ...... محققین علماء کے نظر میں

یوں تو سوالات کے جوابات کا آپ کی طرف منسوب ہونا ہی ان کے اعتبار وسند کی دلیل کے لئے کافی تھا، تاہم کچھ اہل علم واکابر امت کے تاثرات بھی ذیل میں پیش کئے جاتے

(۱) کفایت المفتی ۱/ ۱۸ امکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان
(۲) کفایت المفتی ۸/ ۹۰ امدادیہ ملتان پاکستان

ہیں؛ چناں چہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں:

برصغیر پاک و ہند میں ماضی قریب کے زمانہ میں جو فتاوی مدون کئے گئے ہیں، ان میں سے ہر ایک کی اپنی خصوصیت اور شان ہے ''ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است'' کے پیش نظر ہر ایک کا اپنا ایک مقام ہے؛ لیکن حضرات علمائے دیوبند کثر اللہ سوادہم کے فتاوی اور تحقیقات کو جو مقام اہل علم و حکم و تحقیق کے یہاں حاصل ہے، اس کا انکار کوئی صاحب علم و عقل نہیں کر سکتا، آج وہ کونسی لائبریری یا دار الافتاء ہے، جو فتاوی دارالعلوم دیوبند، امداد الفتاوی، فتاوی محمودیہ، فتاوی خلیلیہ اور کفایت المفتی وغیرہ سے خالی ہو، یا جہاں ان مذکورۃ الصدور کتابوں کو چھوڑ کر کوئی مفتی فتاوی دے سکتا ہو، ان کتب فتاوی میں سے ایک '' کفایت المفتی '' ہے، جو حضرت اقدس، فقیہ ہند، ابوحنیفہ ثانی مفتی محمد کفایت اللہ کے نام سے مشہور ہے، اس کتاب میں مندرجہ فتاوی جات کی سند کے لئے حضرت مفتی صاحب کا نام ہی کافی ہے، آپ کے تحریر کردہ فتاوی کی عبارات کی جامعیت و مانعیت سے وہی شخص واقف ہوگا، جس نے ایک طویل زمانہ فقہ و فتاوی کی کتب کھنگالنے میں صرف کیا ہو اور علم فقہ سے غیر معمولی مناسبت بھی رکھتا ہو، بقول حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کہ حضرت کفایت اللہ صاحب کی تحریروں کا ایک ایک لفظ موزوں اور مناسب ہوتا ہے، اور قید احترازی کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے؛ اس لئے مجھے ان کی کسی تحریر میں کتر بیونت کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی۔(۱)

---

(۱) کفایت المفتی ۱/۲ دار الاشاعت کراچی

اور مفتی سلمان منصور پوری صاحب یوں لکھتے ہیں:

ذہانت، معاملہ فہمی اور اہل زمانہ ومصالح کی رعایت کے معاملہ میں مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ (المتوفی ۱۳۷۲ھ) اپنے ہم عصروں میں امتیازی مقام پر فائز تھے، آپ کی انہی امتیازی خوبیوں کا رنگ واضح طور پر آپ کے فتاوی میں جھلکتا نظر آتا ہے، جنہیں آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحب زادے مولانا حفیظ الرحمٰن واصف نے ۹/ جلدوں میں بڑی خوبیوں کے ساتھ مرتب کیا ہے، حضرت مفتی صاحب نے جدید مسائل ومعاملات میں امت کے لئے تسہیل کا پہلو نکالنے کی سعی فرمائی ہے، آپ کے فتاوی کی زبان نہایت چست، برمحل اور حشو وزوائد سے بالکل پاک ہے، طلبۂ افتاء کو بالخصوص اس کا مطالعہ کرنا چاہئے اور فتاوی میں یہی زبان استعمال کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔(۱)

(۱) فتاوی نویسی کے رہنما اصول ص:۴۷ کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

احسن الفتاوی

مولوی سرفراز احمد قاسمی

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی ثم پاکستانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۱ھ۔۱۴۲۲ھ) ان بافیض ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے امت کے لئے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپؒ کو ''رشید ثانی'' کہا جاتا ہے، آپؒ کا نمایاں اور اہم کارنامہ ''فقہ وفتاوی'' ہے جس سے اس امت کو کافی سیرابی ہوئی، اور انشاء اللہ مستقبل میں بھی ہوتی رہے گی، یہ اہم کارنامہ ہمارے سامنے کتابی شکل میں بھی آیا ہے، جس کو ''احسن الفتاوی'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اس میں ان مسائل کو جگہ دی گئی ہے جن کی دور حاضر میں اشد ضرورت تھی، اس میں ایسے مفید رسائل بھی شامل کئے گئے ہیں، جن کا مطالعہ اہل علم اور اہل تحقیق کے لئے مزید نئی راہیں کھولتا ہے، نیز جوابات شرعی حد میں رہتے ہوئے مستفتی کے ذہن ومزاج کی رعایت کرتے ہوئے دئے گئے ہیں، اور اگر خرافات وبدعات پر سخت تنقید کی ضرورت پڑی تو مدلل اور مسکت طرز اختیار کیا گیا ہے۔

احسن الفتاوی علماء کی نظر میں

اس کتاب کی تعریف وتعارف کے لئے یہی کافی ہے کہ شاید ہی کوئی دارالافتاء اس سے خالی ہو، مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی فرماتے ہیں:

حضرت تھانویؒ اوران کے تلامذہ کے بعد جوفتاوی شائع ہوئے ہیں
ان میں علم وتحقیق کے معیار کے اعتبار سے فتاوی کا سب سے اہم

مجموعہ ''احسن الفتاوی'' ہے الخ (۱)

اور مفتی سلمان صاحب منصور پوری فرماتے ہیں:

مفتی صاحب موصوف کا مزاج مدلل گفتگو کرنے کا ہے؛ اس لئے یہ مجموعہ علماء ومفتیان کی نظر میں بہت قابل اعتماد اور باوزن سمجھا جاتا ہے۔(۲)

مفید رسائل اوران کی تعداد

احسن الفتاوی کے اس مجموعہ کے ساتھ تقریباً ایک سوسولہ ایسے فقہی رسائل بھی شامل اشاعت ہیں، جو مفصل اور علمی زبان میں ہیں، ایک رسالہ ''ایمان وکفر کا معیار'' ہے، جو دراصل گاندھی جی کے ایک بیان پر ہونے والے سوال کا جواب ہے، جس کے متعلق حضرتؒ فرماتے ہیں: درمختار اور ردالمحتار کی مفصل عبارات سے ظاہر ہوا کہ تحقق انقیاد کا مدار عرف پر ہے، موجودہ عرف میں گاندھی جیسے الفاظ کہنے والے کو مسلم متصور نہیں کیا جاتا، موجودہ عرف میں مسلمان جب سمجھا جاتا ہے کہ صاف کہے کہ میں مسلمان ہوں یا بلا شبہ شہادتین پڑھے اور آئندہ مسلمانوں کی روش اختیار کرے۔(۳)

ہیئت ترکیبیہ

فتاوی کا یہ مجموعہ فی الحال ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سے دس جلدوں میں شائع ہو چکا ہے جو تقریباً پانچ ہزار تین سو اٹھاون صفحات پر مشتمل ہے، جن کی دسویں جلد کی سن طباعت ۱۴۳۱ھ ہے، ہندوستان میں بھی مکتبہ زکریا دیوبند سے ۲۵/ نومبر ۱۹۹۴ء کو اور دارارالاشاعت دیوبند سے تیسری دفعہ اپریل ۲۰۰۲ء کو آٹھ جلدوں میں طبع ہو چکا ہے، جن کی ترتیب دوسرے فتاوی کی طرح فقہی رکھی گئی ہے، جو تین ہزار چالیس فتاوی پر مشتمل ہے، جن کی تفصیل کچھ اس

(۱) کتاب الفتاوی۱/۲۴۲، نعیمیہ دیوبند

(۲) فتوی نویسی کے رہنما اصول۱/۷۶، نعیمیہ دیوبند

(۳) احسن الفتاوی۱/ ۶۵، زکریا دیوبند

طرح ہے: پہلی جلد میں کتاب الایمان والعقائد، کتاب العلم والعلماء، کتاب التفسیر والحدیث اورکتاب السلوک ہے، جس میں ایک سو باسٹھ فتاوی ہیں، دوسری جلد میں کتاب الطہارۃ اورکتاب الصلوۃ ہے، جو دوسو بیالیس فتاوی پر مشتمل ہے، تیسری جلد میں بھی کتاب الصلوۃ کے مسائل ہیں، جن کی تعداد چار سوسولہ ہے، چوتھی جلد میں کتاب الصلوۃ کے چند مسائل، کتاب الزکاۃ، کتاب الصوم اور کتاب الحج ہے، جس میں فتاوی کی تعداد پانچ سو اکسٹھ ہے، پانچویں جلد میں کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب الایمان اور کتاب الحدود والتعزیر ہے، جس میں تین سو پینتس فتاوی ہیں، چھٹی جلد میں کتاب الجہاد، کتاب اللقطہ، کتاب الشرکۃ، کتاب الوقف اورکتاب البیوع ہے، جس میں دوسوساٹھ فتاوی ہیں، ساتویں جلد میں کتاب البیوع کے کچھ مسائل، کتاب القضاء والدعوی والشہادات، کتاب الصلح، کتاب المضاربۃ، کتاب الودیعۃ والعاریۃ والہبۃ والصدقۃ، کتاب الاجارۃ، کتاب الغصب، کتاب الشفعہ، کتاب القسمۃ، اورکتاب المزارعۃ والمساقاۃ، کتاب الصید والذبائح، کتاب الاضحیۃ والعقیقہ ہے، جس میں فتاوی کی تعداد تین سوترپن ہے، آٹھویں جلد میں کتاب الحظر والاباحۃ، کتاب احیاءالموات، کتاب الاشربۃ، کتاب الرہن، کتاب الجنایہ والضمان اورکتاب الدیات والحدود ہے، اس میں تعداد فتاوی تین سونوے ہے، نویں جلد میں مسائل شتی اور کتاب الوصیۃ والفرائض ہے، جس میں ایک سوپینسٹھ فتاوے ہیں اور دسویں جلد (جوتتمہ احسن الفتاوی کے نام سے موسوم ہے اس) میں کتاب الایمان والعقائد، باب ردالبدعات، کتاب العلم العلماء، کتاب التفسیر والحدیث، کتاب السلوک، کتاب الطہارۃ کتاب الصلوۃ اور کتاب الزکاۃ ہے، جوایک سواٹھاون فتاوی پر مشتمل ہے، اس طرح ''احسن الفتاوی'' میں موجود کل فتاوے تین ہزار چالیس ہیں۔

فتاوی کی خصوصیت

حضرتؒ کے فتاوی کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اکثر مقامات

میں مبسوط سوال کا بھی جواب مختصر اور سہل انداز میں دیا گیا ہے، مثلاً اجرت وکالت کے متعلق کتاب الاجارۃ میں ہے:

کیا وہ لوگ جو وکالت کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں، ان کی آمدنی حلال ہے یا نہیں؟ جب کہ عملاً ناممکن ہے کہ وہ صرف سچے مقدمات کی وکالت کریں، کیا ان کے گھر سے کھانا پینا جائز ہے؟ جب کہ ان کا کوئی اور ذریعہ معاش نہ ہو یا ہو بھی تو اس کی آمدنی مغلوب ہو۔

جواب: ظالم سے تعاون حرام ہے؛ اس لئے اس کی کمائی بھی حرام۔(۱)

حوالہ میں عموماً شامی کی عبارت

اکثر جوابات میں آپؒ نے دلائل کا التزام کیا ہے، لیکن عموماً ردالمحتار کی عبارتوں کو پیش کیا ہے، نمونہ کے طور پر ایک مثال پیش کی جاتی ہے، مثلاً خطبہ کے دوران اشارہ سے نہی عن المنکر کے متعلق ایک سوال ہے:

خطبہ شروع ہونے کے بعد اگر کوئی شخص سنتوں کی نیت باندھنا چاہے تو اس کو منع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حالت خطبہ میں زبان سے نہی عن المنکر جائز نہیں، اشارہ جائز، بلکہ فرض ہے، قال فی العلائیہ والا صح لاباس با ن یشیر برا سہ او ید ہ عند رؤ یۃ منکر (۲)

اختلافی مسائل میں احتیاط و دیانت پر عمل

حضرتؒ نے عموماً اختلافی مسائل میں احتیاط پر فتویٰ دیا ہے؛ چناں چہ باب المیاہ میں

(۱) احسن الفتاوی ۷/ ۳۱۱، زکریا دیوبند

(۲) احسن الفتاوی ۴/ ۱۲۸، زکریا دیوبند

ایک سائل نے لکھا :

آپ نے احسن الفتاوی ۲/ ۴۰ میں تحریر فرمایا ہے کہ جب پانی میں ہاتھ ڈال دے تو پانی مستعمل ہو جائے گا، اس لئے اس سے غسل درست نہیں، مگر فتاوی محمود یہ ا/ ۳۳ میں اس کے خلاف ہے، الخ

جواب: اس میں اختلاف ہے...... میرے خیال میں وہی جواب راجح ہے جو احسن الفتاوی ۲/ میں لکھا گیا ہے، یہ قول راجح ہونے کے علاوہ احوط بھی ہے۔ (۱)

جدید مسائل

احسن الفتاوی جہاں ایک طرف تحقیق طلب مسائل کا مجموعہ ہے تو دوسری طرف ان جدید مسائل پر بھی مشتمل ہے جن کی حالات حاضرہ میں اشد ضرورت ہے، مثلا: قربانی کے بڑے جانور میں بینک ملازم کی شرکت سے دیگر شرکاء کی قربانی درست ہوگی یا نہیں؟ اس تعلق سے ایک سوال ان الفاظ میں کیا گیا:

ایک گائے میں بینک یا انشورنس کا ملازم یا کوئی بھی ایسا شخص جس کی کل یا اکثر آمدنی حرام ہے اس کی شرکت سے دوسرے شرکاء کی قربانی پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

جواب میں آپ نے تحریر فرمایا:

اس صورت میں کسی کی بھی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔ (۲)

غلط رسومات کی سخت تردید

حضرتؒ نے اس پر فتن دور میں رونما ہونے والی بدعات کی سخت تردید کی ہے، مثلا:

نماز عید کے بعد مصافحہ کے متعلق ایک سوال ہے، سوال کے الفاظ یوں ہیں:

---

(۱) تتمہ احسن الفتاوی ۱۰/ ۱۴۶ کراچی

(۲) احسن الفتاوی ۷/ ۵۰۳ زکریا دیوبند

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نماز عیدین کے بعد مصافحہ
کرنا جیسا کہ آج کل مروج ہے جائز ہے یا ناجائز؟
اس کا جواب آپ نے یوں تحریر فرمایا:
یہ طریقہ اختیار کرنا بدعت اور مکروہ ہے۔ الخ (۱)

فرق ضالہ کی تردید

حضرتؒ نے بڑے ہی جامع اور مؤثر انداز میں فرق باطلہ اور ان کے باطل دعووں کی مدلل تردید فرمائی ہے، بطور نمونہ کے ملاحظہ فرمائیں: ''حکومت سعودیہ'' سے شائع ہونے والا ایک رسالہ شامل کتاب ہے، اور عربی میں ہے، تقریباً ایک سو پچاس صفحات پر مشتمل ہے جس کا موضوع ہے: حکم الطلاق الثلاث بلفظ واحد جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک لفظ سے دی گئی تین طلاقیں بھی تین ہی ہوں گی، غیر مقلدین چوں کہ اکثر مختلف فیہ مسائل میں اہل حرمین کے عمل کو بطور حجت پیش کیا کرتے ہیں، یہ فیصلہ بھی علماء حرمین کا ہے؛ اس لئے غیر مقلدین پر حجت ہے۔ (۲)

اوقات نماز کی تخریج اور سمت قبلہ کی تعیین

احسن الفتاوی میں اوقات نماز کی تخریج اور سمت قبلہ کی تعیین کے متعلق نہایت قیمتی اصول وضوابط پر مشتمل ایک رسالہ ہے، جو تقریباً دوسو ستر ہ صفحات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے کتابی شکل اختیار کر گیا ہے، جس میں دنیا کے بیشتر مقامات کے اوقات نماز اور سمت قبلہ کی تخریج کے قاعدے اور تمام مشہور شہروں کے سمت قبلہ کے نقشے وغیرہ بیان کئے گئے ہیں، جس کے متعلق خود حضرتؒ رقم طراز ہیں:

تخریج سمت قبلہ واوقات نماز کے چند محقق اور مفید ترین طرق لکھے
جاتے ہیں، اللہ تعالی طالبین کو ان سے استفادہ اور اوقات نماز کی

(۱) احسن الفتاوی ۱/۳۵۴، زکریا دیوبند
(۲) احسن الفتاوی ۵/ ۲۲۵ زکریا دیوبند

جنتریوں کے شائقین کو اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔(۱)

جمہوری نظام کے تعلق سے ایک فتوی

حضرت اقدسؒ کو اللہ تعالی نے جن اخلاق عالیہ وصفات فاضلہ سے سرفراز فرمایا ہے، ان میں سے شجاعت وحق گوئی اور حب الہی بہت ممتاز ہیں، آپ کا بیان ہو یا آپ کا فتوی آپ کی جرأت وشجاعت کا منہ بولتا ثبوت ہوتا ہے، حضرتؒ زمانے کو جانتے ضرور تھے؛ لیکن بات وہی قبول کرتے تھے جو قرآن وسنت اور مآخذ وشریعت کا پختہ رنگ کے مطابق ہو، یہی وجہ ہے کہ حضرتؒ نے اکثر ممالک میں رائج الوقت مغربی جمہوری نظام پر سخت تنقید کی ہے، جیسا کہ اسلام میں مغربی جمہوریت کے متعلق ایک کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

> یہ تمام برگ وبار مغربی جمہوریت کے شجرۂ خبیثہ کی پیداوار ہیں، اسلام میں اس کا فرانہ نظام کی کوئی گنجائش نہیں، نہ ہی قیامت تک اس طریقے سے اسلامی نظام آسکتا ہے......الخ (۲)

اسی طرح حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> غرض اسلام میں جمہوری سلطنت کوئی چیز نہیں، اسلام میں محض شخصی حکومت کی تعلیم ہے اور جن مفاسد کی وجہ سے جمہوری سلطنت قائم کی گئی ہے وہ سلطنت شخصی میں تو محتمل ہی ہیں اور جمہوری میں متیقن ہیں......الخ (۳)

مستفتی کے ذہن کو سامنے رکھ کر فتوی

فتوی نویسی کے حوالے سے حضرت اقدسؒ کا ایک طرہ امتیاز یہ ہے کہ آپؒ نے

---

(۱) احسن الفتاوی ۲/ ۳۴۵، زکریا دیوبند

(۲) احسن الفتاوی ۶/ ۲۶ زکریا دیوبند

(۳) احسن الفتاوی ۶/ ۱۰۵ زکریا دیوبند

فتاوی نویسی میں مستفتی کے ذہن ومزاج کا بھی لحاظ کیا ہے؛ چناں چہ فتاوی میں کہیں اختصار کا پہلو ملحوظ ہے تو کہیں تفصیل کو پیش نظر رکھا گیا ہے، اسی طرح اگر کہیں جواب میں تحقیق کی ضرورت تھی تو آپؒ نے محققانہ انداز میں اس کا بھی حق ادا کردیا ہے، مثلا رکوع میں ٹخنے ملانے سے متعلق سوال ہے:

> درمختار میں ہے کہ رکوع میں مردوں کو ٹخنے ملانا مسنون ہے، شامی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، مگر زید اس کو تسلیم نہیں کرتا، اس بارے میں اپنی تحقیق فرما کر مطمئن فرمائیں۔
>
> جواب: جب بندہ کی نظر سے درمختار کا یہ جزئیہ گذرا اسی وقت سے قلب نے اس کو قبول نہیں کیا؛ اس لئے کہ یہ کلیات ذیل کے خلاف ہے، مردوں کے لئے رکوع وسجود میں تجافی، پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رخ ہونا، الصاق کعبین سے انگلیاں قبلہ رخ نہیں رہ سکتیں، نماز میں بلاضرورت حرکت نہ کرنا، اس لئے بندہ شروع ہی سے قولا وعملا اس کے خلاف رہا ہے۔ الخ (۱)

نوٹ: احسن الفتاوی کی آٹھ جلدیں تو حضرتؒ کی حیات ہی میں طبع ہوچکی تھیں؛ البتہ نویں اور دسویں جلد جو ''تتمہ احسن الفتاوی'' کے نام سے موسوم ہے وہ بعد میں طبع ہوئیں؛ لیکن وہ مسائل حضرت نوراللہ مرقدہ کی حیات ہی میں وقفہ وقفہ سے مرتب ہوچکے تھے، حضرتؒ نے اپنی نگرانی میں ان کی تحقیق وتنقیح کرائی تھی، تقریبا تمام رسائل جو تتمہ میں شامل ہیں، حضرت نے اپنی نگرانی میں ان کی کتابت کرائی تھی، جیسا کہ حضرت مرتب صاحب فرماتے ہیں:

> مسائل پر کام کی ترتیب یہ تھی کہ بندہ نے سب سے پہلے فتاوی کے رجسٹروں سے ان اہم مسائل کا انتخاب کیا جو احسن الفتاوی کی طباعت کے بعد لکھے گئے تھے، اس کے علاوہ کوئی اہم یا کوئی مشکل

(۱) احسن الفتاوی ۳/۳۶، زکریا دیوبند

استفتاء آیا اور رفقاء دارالافتاء میں سے کسی نے اس کا جواب لکھا
اور حضرت والا کو دکھایا تو اس کی کاپی محفوظ کر لی ......مگر تتمہ کے
مسائل قابل اشاعت حد تک تیار نہ ہو پائے تھے کہ حضرت
کا وصال ہو گیا۔(۱)

خلاصہ مقالہ

مختصر یہ کہ احسن الفتاوی علمی اور بالخصوص فقہی میدان میں عوام وخواص کی ضروریات کی تکمیل میں اپنی مثال آپ ہے، یہی وجہ ہے کہ ارباب افتاء کے یہاں اسے تلقی بالقبول حاصل ہے، شاید وباید ہی کوئی مفتی اس سے نا آشنا ہو اور شاید ہی یہ کتاب کسی دارالافتاء کی الماری کی زینت میں اضافہ کا سبب نہ بنی ہو، اللہ تعالی ہم سب تشنگان فقہ وفتاوی کو اس سے خوب استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے اور حضرت کو جنت میں درجات عالیہ نصیب فرمائے آمین

(۱) تتمہ احسن الفتاوی ۱۰/۱۳

فتاوی حبیبیہ

مولوی محمد عمر فاروق قاسمی

اللہ تعالی نے ہر دور میں نئے مسائل اور جدید تقاضوں کے احکام کی توضیح وتشریح کے لئے امت میں ایسے رجال اور مجتہدین کو پیدا فرمایا ہے جو ہر قدیم وجدید سوال کا جواب قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں دیتے رہے ہیں، آج کے علماء کا امت پر یہی بڑا احسان ہے کہ انہوں نے اسلاف کے علمی جواہر پاروں کو امت کے سامنے اسلامی مزاج وذوق کے مطابق مناسب انداز میں پیش کردیا ہے، انہی ہستیوں میں سے ایک ہستی مخدوم العلماء، رئیس المحققین فقیہ الزماں مفتی حبیب الرحمان صاحب خیرآبادی دامت برکاتہم صدر مفتی دارالعلوم دیوبند کی ہے۔ اب ان کے فتاوے کتابی شکل میں شائع ہورہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی جو اس وقت دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی ہیں، آپ نے تقریبا اپنا پچاس سالہ علمی نچوڑ اور خلاصہ فتاوی حبیبیہ کی شکل میں مرتب کرنا شروع کیا ہے، اس وقت اس کی دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، پہلی جلد کی ضخامت ۴۳۴صفحات پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

کتاب الطہارۃ میں ۴/ ابواب، ۱۸/فصلیں اور فتاوی کی کل تعداد ۵۹۶/ ہے، اور دوسری جلد کی ضخامت ۵۲۶صفحات ہے، اس میں کتاب الصلوۃ سے متعلق ۵/ ابواب، ۱۷/فصلیں اور فتاوی کی کل تعداد ۷۵۳/ ہے،

اور نماز سے متعلق بقیہ مسائل تیسری جلد میں لکھے جائیں گے، کتاب میں اکثر حوالہ

جات شامی یا ہندیہ کے لئے گئے ہیں، دیگر کتابوں کے حوالہ جات کم ہیں۔

صاحب فتاوی حبیبیہ

آپ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱/ اگست ۱۹۳۳ء جمعہ کے دن صبح صادق کے وقت خیرآباد ضلع اعظم گڈھ میں پیدا ہوئے، دادا نے آپ کا نام حبیب الرحمٰن تجویز فرمایا، آپ کے والد کا نام نذیر احمد صاحب ہے(۱)

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کر کے مدرسہ احیاء العلوم مبارکپور ضلع اعظم گڈھ میں داخل ہوئے، وہاں شرح جامی سے لے کر ہدایہ اور ملا حسن تک کی کتابیں حضرت مولانا مفتی محمد یسین صاحب اور حضرت مولانا عبدالباری صاحب قاسمی وغیرہ سے پڑھیں، اس کے بعد دار العلوم مئو میں مشکوۃ، تفسیر جلالین وغیرہ کتابیں حضرت مولانا ریاست علی صاحب، حضرت مولانا محمد امین صاحب ادروی وغیرہ حضرات سے پڑھیں، اس کے بعد حضرت مولانا وصی اللہ صاحب الہ آبادی خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مشورہ سے مظاہر العلوم سہارنپور پہنچے، وہاں حضرت مولانا حافظ عبد اللطیف صاحب پر سے بخاری جلد ثانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب سے بخاری جلد اول اور سنن ابی داؤد، حضرت مفتی سعید احمد صاحب سے ترمذی مع شمائل، حضرت مولانا منظور احمد صاحب سے مسلم شریف، موطا امام مالک، موطا امام محمد اور ابن ماجہ اور حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب سے طحاوی شریف اور نسائی شریف پڑھ کر آپ مظاہر العلوم سہارنپور سے فارغ ہوئے، فراغت کے بعد وہیں فنون کی کتابیں پڑھیں اور وہیں افتاء بھی کیا، ماشاء اللہ آپ اپنے ساتھیوں میں ہمیشہ ممتاز رہے اور ہر جماعت میں اول نمبر سے کامیاب ہوئے، اس کے بعد علیگڑھ مسلم یونیورسٹی سے بی اے، پھر عربی ایم اے کیا اور فرسٹ ڈویژن سے پاس ہوئے۔

بیعت وخلافت

آپ اپنے استاذ حضرت مولانا شیخ زکریاؒ صاحب سے بیعت ہیں اور انہیں سے علم

---

(۱) فتاوی حبیبیہ ۱/۴۰

سلوک کی تربیت پائی ہے، حضرت شیخ نے آپ کو ۱۳۷۴ھ میں بہت مجاہدہ کرایا، مسلسل چھ ماہ تک اپنے دارالتصنیف والے کمرے کے اندر دروازے کے پاس والے حصہ میں بٹھا کر اپنے سامنے ذکر کرایا، اور اسی مدت میں پانچ چھ روز اپنے سینے کو آپ کے سینے پر خوب دیر تک رگڑا اس کے بعد آپ کو حضرت شیخ نے خلافت دینے کا ارادہ کیا؛ لیکن آپ نے انکار کیا بعد میں جب آپ کی دارالعلوم دیوبند میں تقرری ہوئی تو شیخ کے اجل خلیفہ حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے از خود آپ کو بلا کر خلافت واجازت عطا فرمائی۔

فتوی نویسی میں شہرت ومقبولیت

اللہ تعالی نے آپ کو فتوی نویسی میں بڑی مقبولیت عطا فرمائی ہے، آپ کے فتاوے بہت عمدہ سلیقے کے ساتھ معتدل ہوا کرتے ہیں؛ اس لئے آپ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی، لوگوں کا رجوع دن بدن بڑھتا گیا، یہاں تک کہ آپ کو پورے ملک؛ بلکہ بیرون ملک میں لوگ قدر وعزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے، آپ کے بعض فتاوی نے غیر معمولی شہرت اختیار کر لی، جیسے وندے ماترم کے خلاف آپ کا فتوی، کہ حکومت بھی اسے اسکولوں میں لازم نہ کرنے پر مجبور ہوگئی، اسی طرح دہشت گردی کے خلاف ایسا شاندار اور مؤثر فتوی لکھا کہ حکومت ہند نے اسے اپنایا، اور بیرونی ممالک کی حکومتوں نے بھی اسے منگوا کر اس پر عمل کیا، جس سے خاطر خواہ فائدہ پہنچا، آپ کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ زبانی مسائل پوچھنے والوں کا صبح سے شام تک تانتا لگا رہتا ہے، لوگ وقت بے وقت آتے رہتے ہیں آپ کو دن میں آرام نہیں ملتا، حتی کہ کھانا ناشتہ بھی اطمینان وسکون کے ساتھ نہیں کر پاتے اور اب موبائل کا سلسلہ چل پڑا ہے تو لوگ موبائل سے بھی ہر وقت مسائل پوچھتے رہتے ہیں اور آپ کے شاگردوں میں سینکڑوں مفتیان کرام ملک اور بیرون ملک میں بڑے اداروں میں مسند افتاء پر بیٹھ کر امت کی رہنمائی کر رہے ہیں اور بہت سے لوگ آپ سے اصلاحی تعلق قائم کئے ہوئے ہیں، غرض آپ کا علمی اور روحانی دونوں فیض جاری وساری ہے، ذالك فضل الله يؤ تيه من يشاء()

()فتاوی حبیبیہ ۱/۴۰ تا ۴۷

فتاوی مرتب کرنے کی وجہ

حضرت نے عرض مرتب میں خود لکھا ہے کہ کچھ عرصہ سے میرے شاگردان کرام اور بہت سے احباب نے تقاضہ کیا کہ میرے لکھے ہوئے جو فتاوے رجسٹروں میں محفوظ ہیں انہیں ترتیب دے کر منظر عام پر لایا جائے؛ تاکہ دوسرے اہل علم وفن اور ضرورت مندان سے فائدہ اٹھاسکیں، میں ان سے عرض کرتا رہا کہ بہت سے اکابر مفتیان کرام کے فتاوے چھپ گئے ہیں، بس وہ کافی ہیں؛ لیکن ہمارے کرم فرماؤں کا اصرار دن بدن بڑھتا رہا، انہوں نے ہماری کم ہمتی کو ہماری تواضع پر محمول کیا اور اس بات پر زور دیا کہ انسانی ضروریات کے تحت پیش آنے والے استفسارات کے جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں لکھے گئے ہیں وہ منصۂ شہود پر آ جانے چاہئیں؛ تاکہ امت ان مسائل سے آگاہ ہو کر اپنی علمی پیاس بجھا سکے اور ان پر عمل کر کے دارین میں سرفرازی حاصل کر سکے، یہ کہہ کر مجھے فتاوی کی ترتیب دینے اور مسائل کی تخریج کرنے پر مجبور کر دیا۔(۱)

فتاوی کی خصوصیات

فتاوی حبیبیہ کا یہ مجموعہ جس میں صرف فقہی مسائل ہی نہیں بہت سی احادیث پر اطمینان بخش تشریحات بھی آ گئی ہیں ۹٦۰ صفحات پر مشتمل ہے، یہ دونوں جلدوں کے علمی وفقہی جوابات عقلی ونقلی دلائل سے مزین ہیں، چوں کہ یہ فتاوی دارالعلوم کے دارالافتاء کے رجسٹروں سے نقل کئے گئے ہیں؛ اس لئے تمام فتاوے پر حضرت مفتی نظام الدین صاحبؒ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند، مفتی ظفیر الدین صاحب، مفتی کفیل الرحمٰن صاحبؒ، مفتی محمود صاحب بلندشہری، مفتی عبداللہ صاحب، مفتی طاہر صاحب وغیرہ مفتیان دارالعلوم دیوبند کے دستخط ہیں؛ لیکن ضخامت کے اندیشے سے ان کے دستخطوں کو حذف کر دیا گیا ہے البتہ جلد ثانی میں کچھ دستخط باقی رکھے گئے ہیں، جن مسائل میں غلط فہمی کا امکان تھا انہیں سلیس زبان میں واضح کر دیا گیا ہے، فتاوی میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ وہ علماء دیوبند کا مسلک اعتدال کا نمایاں نمونہ قرار

(۱) فتاوی حبیبیہ ۱/۵٦

پائیں، کتاب کے مقدمہ میں فقہ وفتاوی سے متعلق ضروری باتیں تحریر کی گئیں ہیں نیز فتوی نویسی کے اصول وآداب وضروری شرائط اور مفتی کے اوصاف وغیرہ اختصار کے ساتھ لکھے گئے ہیں اور مقدمہ میں احناف کی مفتی بہ کتب کا تعارف پیش کیا گیا ہے، اور غیر مفتی بہ کتابوں کی نشاندہی کی گئی ہے ایک مفتی کے لئے ان کتابوں سے واقفیت نہایت ضروری امر ہے؛ لہذا مذکورہ کتاب اصحاب افتاء کے لئے ایک قیمتی تحفہ ہے۔

فتاوی کا انداز

ان فتاوی کی ترتیب کتب فقہ کی ترتیب پر رکھی گئی ہے، عموما مرتب فتاوے جو متداول ہیں ان کا آغاز کتاب العقائد یا کتاب البدعات یا کتاب العلم سے کیا گیا ہے؛ لیکن پیش نظر کتاب کتاب الطہارۃ سے شروع ہے اور طہارت ونماز سے متعلق معتد بہ مسائل کا بیان ہے، فتوی عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے اور اصطلاحی اور گاڑھے اردو الفاظ سے بالکل احتراز کیا گیا ہے؛ تاکہ مستفتی بآسانی سمجھ سکے، نیز اس میں بعض فتاوی مکرر ہیں، یعنی سوال کے الفاظ بدل گئے ہیں؛ لیکن سوال کا منشاء ایک ہے اور ان کے جواب کا ماحصل بھی ایک ہی ہے۔

فتاوی حبیبیہ کے متعلق اکابر علماء کے تاثرات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم صدر المدرسین وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

> دار العلوم کے مؤقر مفتی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مدظلہ کے فتاوی ان کی نگرانی میں مرتب ہوکر شائع ہورہے ہیں، حضرت مفتی صاحب اس وقت دارلافتاء کی لاج ہیں، اللہ تعالی نے ان کو فقہ کا خوب ملکہ عطا فرمایا ہے، وہ فتوی کی زبان میں جواب لکھتے ہیں پھر وہ فتوی دارالافتاء کے مفتیان کرام کی نظر سے گزر جاتا ہے؛ اس لئے فتاوی میں غلطی کا امکان کم ہوتا ہے، میں نے فتاوی

حبیبیہ کی پہلی جلد متفرق مقامات سے دیکھی ہے، ہر طرح قابل اعتماد ہیں، اللہ تعالی ان فتاوی کو قبول کریں اور ان کے فائدہ کو عام وتام فرمائیں(۱)

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم دیوبند نے لکھا ہے:

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مفتی دارالعلوم دیوبند کے فتاوے کا مجموعہ فتاوی حبیبیہ کے نام سے شائع ہورہا ہے، پیش نظر مجموعہ جلد اول صرف کتاب الطہارۃ پر مشتمل ہے، وضو غسل اور طہارت کے دیگر مسائل پیش آنے والی اکثر صورت حال کا حل کتاب میں موجود ہے، خدا کرے یہ سلسلہ پائے تکمیل تک پہونچے اور امت کو اس سے بیش از بیش نفع حاصل ہو۔(۲)

حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی دامت برکاتہم استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

زیر نظر فتاوی جو ایک تجربہ کار زمانہ شناس اور شریعت کے مزاج ومذاق سے باخبر مفتی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی کی تقریبا پچاس سالہ جدوجہد کا نچوڑ اور خلاصہ ہے، ارباب فتاوی نے فتوی نویسی میں دو طریقہ اختیار کئے ہیں، کبھی تو ہر فتوی کا حوالہ کتب فقہیہ سے فراہم کرتے ہیں تو کبھی محض ذوق افتاء اور فقہی بصیرت کو کام میں لاتے ہیں اور بغیر حوالہ کتب فتاوی لکھتے ہیں، مفتی صاحب کا یہ مجموعہ دونوں ہی رنگ سے رنگارنگ ہے(۳)

(۱) فتاوی حبیبیہ ۱/ ۳۹

(۲) فتاوی حبیبیہ ۱/ ۳۴

(۳) فتاوی حبیبیہ ۱/ ۳۷

حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند ومرتب ''ایضاح البخاری'' فرماتے ہیں:

> حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی دامت برکاتہم نے دارالعلوم دیوبند کے منصب افتاء سے جوفتاوی تحریر فرمائے تھے، نہایت مسرت کی بات ہے کہ ان کے فتاوی مرتب ہوکر شائع ہورہی ہے اوراس پر تحقیق وتعلیق کا کام بھی کردیا گیا ہے، ترتیب فتاوی میں جن دشواریوں سے گزرنا پڑا، مقدمہ میں مرحلہ واران کا تذکرہ ہے، پھر مقدمہ میں افتاء سے متعلق نہایت قیمتی مضامین ذکر کئے گئے ہیں، اللہ تعالی اس علمی خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا کرے اور مزید جلدوں کی ترتیب واشاعت کو آسان فرمائے۔آمین(۱)

پیش آمدہ جدید مسائل کا حل

آج عموما ان کتب فتاوی کی جانب رجوع بہ کثرت ہے، جن میں جدید مسائل سے گفتگو کی گئی ہے؛ فتاوی حبیبیہ کا اس حوالے سے کیا معیار ہوگا، اس کی ساری جلدوں کی اشاعت کے بعد ہی اس کا صحیح فیصلہ ہوسکے گا؛ تاہم موجودہ دونوں جلدوں میں کہیں کہیں جدید مسائل بھی درج کئے گئے ہیں؛ بطورنمونہ کے چند مثالیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔سوال یہ ہے اگرکسی کے آنکھ میں لینس فٹ ہوتو وضواورغسل کا کیا حکم ہے؟ حضرت نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے:

> جدید طریقہ سے آنکھ میں پتلی پرفٹ لینس وضواورغسل کے وقت بار بار نکالنا دشواراور ناممکن ہے، آنکھ کے ماہر ڈاکٹر کے علاوہ اسے دوسرا کوئی نکال بھی نہیں سکتا، اس لئے وہ لینس آنکھ کا ہی جز بن گیا؛ لہذا اس کے لگے رہنے کی حالت میں غسل جنابت بھی صحیح ہے اور

(۱) فتاوی حبیبیہ ۱/ ۳۹

پانچ وقتہ نماز کے لئے وضو بھی صحیح ہے(۱)

اسی طرح اگر موبائل گندگی میں گر گیا تو ظاہر ہے کہ اس کو پانی سے دھونے سے خراب ہوگا، اس کی پاکی کا طریقہ بیان کرتے ہوئے حضرت نے لکھا ہے:

موبائل کو پٹرول کے ذریعہ پاک کیا جاسکتا ہے، لہذا پٹرول سے پاک کرکے استعمال کرسکتے ہیں(۲)

ایسے ہی آج کل ٹیوب ویل پر غسل کرنا عام ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟(۳) اگر کسی کے دانت مصنوعی ہوں ان پر مسواک کرنے کا کیا حکم ہے، اسے سنت کا ثواب ملے گا یا نہیں ؟(۴) اسی طرح فضائی تحقیقات کے لئے جانے والے کے لئے طہارت اور نماز کا کیا حکم ہے ؟(۵) خون ٹیسٹ کرنے کے لئے خون نکالا گیا تو وضو باقی رہے گا یا نہیں؟(۶) ووٹ ڈالنے کے بعد اس کی روشنائی انگلی میں باقی ہے تو وضو درست ہے یا نہیں؟ (۷) ٹرین یا ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا ہو تو اذان و اقامت کا کیا مسئلہ ہے؟ (۸) ایک شخص کو پلاسٹک کا مصنوعی ہاتھ لگا ہوا ہے وضو، اور غسل میں اس کا دھونا ضروری ہے یا نہیں ؟ (۹) میڈیکل ٹسٹ میں (الٹرا ساؤنڈ) کرایا گیا، نلکی معدہ تک پہونچائی، پھر نکالی گئی تو اس سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟ (۱۰) جہاں چھ مہینہ کا دن اور چھ مہینہ کی رات ہو وہاں نماز کب اور کیسے پڑھیں؟ (۱۱) یہ اور اس طرح کے دیگر نو پیدا مسائل کو بڑے سلجھے ہوئے انداز میں حل کیا گیا ہے۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی ان فتاوی کو اسم بامسمی بنائے۔ آمین

---

(۱) فتاوی حبیبیہ ۱/۱۹۴ (۲) فتاوی حبیبیہ ۱/ ۳۹۹ (۳) دیکھئے فتاوی حبیبیہ ۱/۲۱۰
(۵) فتاوی حبیبیہ ۱/۲۷۴ (۴) فتاوی حبیبیہ ۱/۱۰۴) (۶) فتاوی حبیبیہ ۱/۱۵۰
(۷) فتاوی حبیبیہ ۱/۹۶ (۸) فتاوی حبیبیہ ۱/ ۲۸۸ (۹) فتاوی حبیبیہ ۱/۹۳
(۱۰) فتاوی حبیبیہ ۱/۱۵۰ (۱۱) فتاوی حبیبیہ ۲/۴۰

فتاوی یوسفیہ

مولوی شہاب الدین قاسمی

فتاوی یوسفیہ درحقیقت حضرت مولانا مفتی محمد یوسف صاحب تاؤلی استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم العالیہ کے دست مبارک سے صادر ہونے والے چنیدہ فتاوی کا حسین مجموعہ ہے، جس کی ترتیب میں مفتی مرغوب الرحمٰن مظفرنگری نے بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے، یہ مکتبہ فقیہ الامت سے عمدہ ٹائٹل اور بہترین کاغذ پر تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور بقیہ نو جلدیں متوقع ہیں، پہلی جلد کا آغاز علم فقہ وفتاوی کے متعلق ضروری مباحث پر مشتمل ایک مبسوط مقدمہ سے ہوتا ہے، اس کے بعد کتاب الایمان والکفر کے ذیل میں ایک فصل اور چودہ ابواب مذکور ہیں، جن کے تحت کل ۲۲۴ مسائل زیر قرطاس لائے گئے ہیں، جو ۶۴۰ صفحات پر مشتمل ہیں، دوسری جلد میں کتاب العقائد کے تحت ۵۱۸ مسائل درج ہیں اور تیسری جلد میں کتاب الحظر والاباحۃ کے عنوان سے ۷۶۳ مسائل قلم بند کئے گئے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب مجموعی اعتبار سے ۱۸۹۶/صفحات اور ۱۵۰۵/ مسائل پر مشتمل ہے۔

کتاب کی خصوصیات

یہ کتاب اپنی خصوصیات اور امتیازات کی بناء پر اردو فتاوی کی دنیا میں منفرد حیثیت رکھتی ہے؛ کیوں کہ اس میں عوام کے پیش آمدہ مسائل اتنی کثرت سے سپرد قرطاس کئے گئے ہیں کہ بیک وقت ان کا یکجا طور پر دوسری اردو کتابوں میں ملنا مشکل ہے، مزید جن پہلوؤں کو اس کی ترتیب میں ملحوظ رکھا گیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ دلیل میں صریح جزئیہ پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے؛ چناں چہ فتاوی کے مطالعہ کے دوران جابجا اس کا احساس ہوتا ہے۔

۲۔ بعض مسائل پر مدلل گفتگو کرتے ہوئے اکابر امت کے اقوال ذکر کرنے کے بعد راجح قول کی نشاندہی کی گئی ہے، اور مخالفین کا مسکت جواب بھی درج کیا گیا ہے، جیسا کہ معوذتین کا جزوِ قرآن ہونے کو مدلل کرتے ہوئے علامہ آلوسی، علامہ رزقانی وغیرہما کے اقوال ذکر کرنے کے بعد آخر میں عبداللہ ابن مسعود کا مسلک بیان کیا ہے پھر ان کے دلیل کا مرجوح ہونا اور اس موقف سے ان کا رجوع کرنا سپردِ قلم کیا گیا ہے۔(۱)

۳۔ بعض مسائل کو اکابر امت کے اقوال سے مدلل کرنے کے بعد صاحب فتاوی نے اپنا رجحان بھی ظاہر کیا ہے؛ چنانچہ انامومن ان شاء الله یا انامومن حقا افضل ہے کے آخر میں ''قلت'' کہہ کر یہ لکھا کہ یہ اختلاف حقیقی نہیں؛ بلکہ لفظی ہے، جس نے فی الحال معنی ایمان کا لحاظ کیا اس نے انامومن حقا کو افضل کہا اور جس نے نجات اور ثواب کے ترتب کا لحاظ کیا اس نے انامومن ان شاء الله کو افضل قرار دیا(۲)

۴۔ فرقہ باطلہ اور ضالہ کے غلط عقائد کی بھی تردید ہے، ان کے شبہات کے جوابات بھی درج کئے گئے ہیں؛ تقلید کے سلسلے میں صحیح موقف کو مدلل بیان کیا گیا ہے، جماعت اسلامی کے نظریات پر بھی بھرپور تنقید ہے، اسی طرح سے ختم نبوت پر بھی بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس سلسلے کی مزید معلومات کے لئے اصل کتاب کی مراجعت کی جائے۔

۵۔ اس میں چار مفید اور محقق رسالے درج کئے گئے ہیں، ایک امکان کذب کے متعلق ہے، جو اغناء الحزب عن مسئلة امکان الکذب کے

(۱) فتاوی یوسفیہ ۱/۵۰۲

(۲) فتاوی یوسفیہ ۱/۱۵۲

عنوان سے معنون ہے۔ دوم ابوالاعلی مودودی کے حالات زندگی اور ان کی نظریات سے متعلق ہے، جو مودودیت کی نقاب کشائی سے موسوم ہے ،تیسرا اسبال ازار کے حکم سے متعلق ہے، جس کا نام تنقیح الا فکار فی تحقیق اسبال الازار رکھا گیا ہے اور چوتھا رسالہ عورتوں کا نماز کے لئے مسجد میں آنے سے متعلق ہے ، یہ تمام رسالے اپنے اپنے موضوع پر نہایت مدلل، محقق اور جامع ہیں۔

۶۔ نیز اس میں بدعات کی تردید کا بھی اہتمام کیا گیا ہے؛ چناں چہ مروجہ عروس اور درود برائے تنشیط کا مسئلہ سپرد قلم کیا گیا ہے، تفصیل کے لئے اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے۔

ترتیب فتاوی

اس کتاب میں مسائل کی ترتیب میں فقہی ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے؛ بلکہ وقت و حالات کے پیش نظر مسلمانوں کی بنیادی چیز ایمان وعقائد کے ابواب سے اس کتاب کا آغاز کیا گیا ہے ، چناں چہ جلد اول میں کتاب الایمان والکفر اور جلد ثانی میں کتاب العقائد کا بالتفصیل ذکر موجود ہے۔

کفر کے فتوی میں احتیاط

ہمارے اکابر نے کفر کے فتوے کے سلسلے میں کافی احتیاط برتی ہے ؛ چناں چہ یہ احتیاط مفتی صاحب کے فتاوی میں بھی جا بجا دکھائی پڑتی ہے ؛ چناں چہ مفتی صاحب خود رقم طراز ہیں:

> مسئلہ بہت نازک ہے، اس میں بے باکی اور جلد بازی سے کام لینا سخت خطرناک ہے،

آگے لکھتے ہیں:

> اس لئے تکفیر مسلم کے بارے میں ضابطہ شرعیہ یہ ہو گیا کہ: جب تک

کسی شخص کے کلام میں تاویل صحیح کی گنجائش ہواور اس کے خلاف کی تصریح متکلم کے کلام میں نہ ہو یا اس عقیدے کے کفر ہونے میں ادنی سے ادنی اختلاف ائمہ اجتہاد میں واقع ہو، اس وقت تک اس کے کہنے والے کو کافر نہ کہا جائے۔(۱)

جدید مسائل

اس کتاب کے اندر قدیم فتاوی کے ساتھ اہم عصری مسائل کو حتی الامکان جگہ دی گئی ہے؛ چناں چہ ج:۳ص:۶۷ میں فیملی پلاننگ کا مسئلہ مذکور ہے، ج:۳ص:۱۲۳ پر چست لباس کا حکم بیان کیا گیا ہے، اسی طرح حصول اولاد کے لئے انجکشن کے ذریعہ مادہ منویہ کے ادخال کا مسئلہ ج:۳ص:۱۸۴ پر درج ہے۔

بغیر سوال کے جواب

کتاب کے اندر مسائل بیان کرنے میں ہر جگہ سوال و جواب دونوں کا التزام کیا گیا ہے؛لیکن دو جگہیں ایسی ہیں جہاں سوال کا تذکرہ نہیں ہے؛ بلکہ صرف عنوان لگا کر جواب لکھ دیا گیا ہے، ایک مسئلہ ج:۳ص:۹۰ پر بوقت اکراہ قرآن کریم کو نجاست سے لکھنے کا اور دوسرا مسئلہ ج:۳ص:۵۲۳ پر بارود بنانے اور سکہ ڈھالنے کے سلسلے میں ہے۔

دلائل کا التزام

اس کتاب میں ہر مسئلہ کے ساتھ دلائل کا اہتمام کیا گیا ہے اور حوالوں کو امہات الکتب الفقہیہ کی عبارات سے مدلل کرنے کے ساتھ ساتھ دلائل عقلیہ اور نقلیہ خصوصا احادیث نبویہ مبارکہ سے آراستہ وپیراستہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، کتاب پڑھنے کے دوران جا بجا اس کا اندازہ ہوتا ہے۔

حاشیہ کا التزام

اس کتاب میں درج کردہ عبارت کے مآخذ کو صفحہ اور جلد نمبر کے ساتھ حاشیہ میں

(۱) فتاوی یوسفیہ ۱/۳۰۰

درج کیا گیا ہے، جس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف عبارت کے مآ خذ کو درج نہیں کیا گیا ہے؛ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دوسری کتابوں کا حوالہ بھی لکھا گیا ہے اور حاشیہ میں کہیں کہیں ایک مسئلہ کے تحت کئی کتابوں کے حوالے نظر آتے ہیں۔

حاصل جواب

مفتی صاحب نے کہیں کہیں اس کا التزام کیا ہے کہ کسی سوال کے جواب میں بالتفصیل گفتگو کرنے کے بعد ''خلاصہ بحث'' کا عنوان لگا کر اس کا خلاصہ اور نچوڑ بیان کر دیا ہے، چناں چہ ج:اص:۱۲۲ پر کلمہ طیبہ کے مآ خذ اور ہیئت ترکیبی پر مدلل ومفصل بحث کرنے کے بعد اس کا ماحصل درج کیا ہے، اسی طرح یزید کی تکفیر اور اس پر لعنت بھیجنے کا مسئلہ بالتفصیل مدلل بیان کرنے کے بعد ج:اص:۱۵۱ پر اس کا خلاصہ سپرد قلم کیا ہے۔

صاحب فتاوی

اگر چہ نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے؛ لیکن امت محمد یہ کی وجہ سے دعوت واصلاح اور علم دین کی اشاعت وحفاظت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوا؛ چناں چہ ہر دور میں ایسے باصلاحیت اور ماہر فن علماء پیدا ہوتے رہے جن سے امت کی رہبری کا کام لیا جاتا رہا، ایسے ہی باکمال لوگوں میں ایک نام استاذ الاساتذہ جناب مولانا مفتی محمد یوسف تاؤلی استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند کا بھی ہے، دارالعلوم دیوبند کی جانب ان کی نسبت تعارف کے لئے کافی ہے؛ تاہم عامۃ الناس کے لئے کچھ حالات درج کئے جاتے ہیں، مفتی صاحب یوپی میں واقع ضلع مظفر نگر کے تاؤلی نامی گاؤں میں ۱۳۷۵ھ میں پیدا ہوئے، موصوف دس سال کی عمر میں اردو، ہندی، تجوید، قرأت اور حفظ قرآن سے فراغت حاصل کی، بعدہ دوسرے مدرسے سے پنجم تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم دیوبند میں سال ششم میں داخل لیا اور ۱۳۹۴ھ میں سند فراغت حاصل کی، بعدہ تین سال جامعہ اسلامیہ عربیہ مرادیہ واقع مظفر نگر اور سات سال امروہہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۴۰۵ھ میں دارالعلوم دیوبند میں استاذ

مقرر ہوئے، مفتی صاحب صرف ایک استاذ ہی نہیں؛ بلکہ کثیر التصانیف مصنف بھی ہیں، ان کی کتابوں کی تعداد ۶۵ سے زائد ہے، ان کی کئی تحقیقی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں جنہیں علماء کے حلقے میں نظر تحسین سے دیکھا گیا ہے، نیز آپ مرشد امت بھی ہیں، چنانچہ آپ ۱۳۹۵ھ میں فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور آٹھ سال کی محنت کے بعد ۱۴۰۳ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم میں خلافت عطا کی گئی، مفتی صاحب اب طلبۂ دارالعلوم کے دل ودماغ کو اپنے پر مغز درس کے ذریعہ معطر کر رہے ہیں اور اپنے قائم کردہ دار الافتاء کے ذریعہ عوام کے پیچیدہ مسائل کو حل کرتے ہیں، نیز منتخب فضلائے کرام کو فتاوی نویسی کے آداب بھی سکھاتے ہیں۔ اللہ تعالی آپ کے فیض کو عام فرمائے اور لوگوں کو مستفید ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ۔

فتاوی محمودیہ

مولوی شیخ محمد ابراہیم شریف قاسمی

علوم وفنون اور فقہ وفتاوی کی تاریخ بہت قدیم ہے، خود نبی کریم ﷺ صحابہ کو علوم قرآن کی تعلیم دیتے تھے، اوران کے سامنے احکام ومسائل بھی بیان کرتے تھے، آپ کے بعد صحابہ نے اس ذمہ داری کو اٹھایا اور یہ سلسلہ صحابہ اور تابعین سے چلتا ہوا علمائے امت کے ذریعہ ہم تک پہونچا، بعد میں احکام ومسائل کے مجموعہ کو کتابی شکل دے کر افادۂ عام کے لئے ان کی اشاعت کی جانے لگی، چناں چہ ابتدائی زمانہ میں مصنفات اور سنن کے نام سے اور بعد میں فتاوی کے نام سے ان کی اشاعت ہوئی، خلاصۃ الفتاوی، فتاوی ابواللیث سمرقندی فتاوی قاضی خان وغیرہ اسی دور کی یادگار ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہا اور ہر ملک اور علاقے میں فقہ وفتاوی کی کتابیں شائع ہوئیں، اردو زبان بھی اس سے مستثنی نہیں، ماضی قریب میں اردو کے بہت سارے فتاوی شائع کئے گئے، جیسے فتاوی رشیدیہ، فتاوی رحیمیہ، احسن الفتاوی وغیرہ، انہیں اہم کتابوں میں ایک کتاب فتاوی محمودیہ بھی ہے، جس کا تعارف آئندہ صفحوں پر پیش کیا جا رہا ہے، یہ کتاب فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ کے لکھے ہوئے فتاوی کا مجموعہ ہے، حضرت مفتی صاحب ان نایاب اور نادر شخصیات میں سے ہیں جن کی صلاحیت وصالحیت پر علماء ہند کا اتفاق ہے اور وہ اپنی تحقیقی اور علمی کارناموں کے ذریعہ سے چہار سو مشہور ہوئے، جس کی نظیر عالم انسانی میں بہت کم ملتی ہے۔

صاحب فتاوی کا تعارف

حضرت مفتی صاحب کا نام محمود الحسن بن حامد بن حاجی خلیل ہے، حضرت کا سلسلۂ

نسب اوپر جا کر میز بان رسول حضرت ابوایوب انصاریؓ سے جا ملتا ہے، حضرت کی پیدائش ۸ یا ۹ جمادی الثانیۃ ۱۳۲۵ھ کو شب جمعہ میں ہوئی، اپنی تعلیمی سفر کی ابتداء حافظ کریم بخش صاحب کے پاس حفظ کلام پاک سے کی، اور مظاہرعلوم اور دار العلوم دیوبند کے اکابر علماء کے علوم وفیوض سے مستفیض ہوئے، پہلے جامع العلوم کانپور کے مسند درس کو شرف بخشا پھر دار العلوم دیوبند اور مظاہرعلوم سہارن پور کے دار الافتاء کے صدر رہے اور ہندوستانی تاریخ کے مطابق ۱۸/ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ کو منگل کی شب میں ساڑھے دس بجے افریقہ کے شہر ڈربن میں داعی اجل کو لبیک کہا۔(۱)

فتاوی محمودیہ کی خصوصیات

حضرت مفتی صاحب کے لکھے ہوئے فتاوی کو غور سے پڑھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب کے فتاوی بھی دیگر علماء ہند کی طرح اعتدال وتوازن کے حامل ہیں، اور بدعات وخرافات پر پرزور تردید اور زمانے کے اہم مسائل کے آسان حل پر مشتمل ہیں۔

عام طور پر جوابات مختصر مگر خیر الکلام ماقل و دل کے مطابق ہوتے ہیں، تاہم ضرورت کے پیش نظر مفتی صاحب تفصیلی اور تحقیقی فتاوی بھی تحریر فرماتے ہیں، حتی کہ بعض فتاوی رسائل کی شکل اختیار کر گئے ہیں، اسی طرح فتاوی سلیس اور عام فہم اردو زبان میں تحریر کئے گئے ہیں؛ تا کہ مستفتی جواب کی حقیقت سے واقف ہو جائے، اور الجھن و پریشانی باقی نہ رہے، جوابات میں مقصد سوال کا خاص خیال رکھا گیا ہے، اور بوقت ضرورت سائل کے لئے تربیتی پہلو کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔

بوقت ضرورت جواب میں نصیحت

اگر سوال میں غیر ضروری باتیں پوچھی گئی ہیں جس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے تو مفتی صاحب اصل فائدہ کی جانب رہنمائی کرتے ہیں، اور لایعنی سوالات کے جوابات ترک کر دیتے ہیں، اس کی مثال کتاب العلم، باب الفلکیات میں ملتی ہے کہ ایک شخص نے سوال

(۱) فتاوی علماء ہند ا/۳۵۴

کیا کہ: زمین متحرک ہے یا ساکن؟ کیا سورج وزمین متحرک ہوسکتے ہیں؟ اس پر حضرت نے جواب دیا کہ زمین وسورج کے متحرک یا ساکن ہونے سے شریعت نے صراحۃ کوئی بحث نہیں کی؛ نہ اس سے اعتقادی یا فروعی مسئلہ متعلق ہے، ان بحثوں میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہے، ایک ایک سانس قیمتی ہے، یہاں کی ہر مخلوق کو اللہ تعالی نے انسان کے لئے پیدا کیا ہے اور انسان کو اپنے لئے، کہ انسان اپنے مالک کو راضی کرے، اور آخرت میں کام آنے والی اشیاء یہاں سے حاصل کرے، اصل مقصد خلقت سے صرف نظر کرنا بہت بڑی غفلت ہے۔(۱)

کتاب کے بعض رسائل

کچھ جوابات تفصیلی اور تحقیقی ہونے کی وجہ سے رسائل کی شکل اختیار کر گئے ہیں، مثلا ایک رسالہ ''جماعت اسلامی اور تنقید'' کے نام سے لکھا گیا ہے، اس میں سائل کے اعتراض پر مفتی صاحب نے ایک تفصیلی رسالہ لکھا ہے اور اس میں جماعت اسلامی کے پروگراموں اور تخریبی کارروائیوں کو واضح کرتے ہوئے تبلیغی جماعت کی ضرورت اور اس کے کام کو بتایا ہے، اس کے علاوہ ایک اور رسالہ آسان فرائض کے نام سے شامل کتاب ہے جس میں علم فرائض کو آسان اور سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے، جو مبتدی حضرات کے لئے زیادہ فائدہ بخش ہے۔(۲)

کفر کا حکم لگانے میں احتیاطی پہلو

اس کتاب میں کسی مسلم فرد یا جماعت پر کفر کا فتوی لگانے سے احتیاط برتی گئی ہے، جیسے ج/۲ میں اسلامی سوشلزم کے متعلق سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ کسی مسلم فرد یا جماعت کو کافر یا مرتد قرار دینا بڑی ذمہ داری کی بات ہے، جب تک نصوص قطعیہ سے اس کا کفر ثابت نہ ہو اس پر اقدام نہیں کیا جاسکتا۔(۳)

(۱) فتاوی محمودیہ ۴/ ۱۷۷

(۲) فتاوی محمودیہ ۲/ ۲۰۵

(۳) فتاوی محمودیہ ۲/ ۱۴۰

جواب میں کئی کتابوں کے حوالے

کہیں کہیں مفتی صاحبؒ کے فتاوے میں متعلقہ بحث کی تائید میں کئی کتابوں کے حوالے پیش کئے گئے ہیں، جیسے عصمت انبیاءؑ سے متعلق جواب لکھتے ہوئے مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ: عصمت انبیاءؑ کا مسئلہ کتب عقائد اور تفسیر میں مفصل موجود ہے، شرح فقہ اکبر میں چار پانچ صفحات میں اس کو بیان کیا گیا ہے، اسی طرح شرح عقائد نسفی اور اس کے حواشی کافی ونبراس وغیرہ میں نیز شرح مقاصد الیواقیت والجواہر تفسیر کبیر، بیضاوی اور اس کی حواشی، شیخ زادہ وغیرہ میں ہے کہ فرق باطلہ حشویہ منکر عصمت ہے، اس کے اوہام کو بیضاوی نے لکھ کر خوب رد کیا ہے۔

جوابات میں دلیل عقلی

کتاب میں جہاں پر جواب کے تحت امہات الکتب سے دلائل نقلیہ کو پیش کیا گیا ہے وہیں بوقت ضرورت دلائل عقلیہ سے بھی گریز نہیں کیا گیا ہے، چناں چہ انسان کے مختار یا مجبور ہونے کے متعلق سوال کیا گیا، جس کے جواب میں سائل کو عقلی دلیل کے ذریعے تشفی بخش جواب دیا گیا ہے، جواب درج ذیل ہے:

زید از خود بے علم ہے، اس کو خبر نہیں کہ دنیا میں آنے سے کیا فائدہ؟ اس کا مقصد حیات وہ جانتا ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس نے اس مقصد کو بتا بھی دیا، اگر زید اپنے اختیار سے پیدا ہوتا تو وہ خود مقصد تجویز کرتا، جب ایسا نہیں ہے تو اس کو خود تجویز کرنے کا حق ہی نہیں ہے، جو حکم زید کو دیا گیا ہے اس پر پابندی سے عمل کرتا رہے، اس کی تقدیر میں کیا لکھا ہے، اس کا وہ ذمہ دار نہیں ہے......الخ (۱)

جوابات پر دیگر علماء کی تصدیقات

عموماً جوابات کے اخیر میں مفتی صاحبؒ کی دستخط کے ساتھ ساتھ دیگر مفتیان کرام کی

(۱) فتاوی محمودیہ ۱/۲۲۳

تصدیقات بھی درج ہیں ،اور بعض فتاوی پر تو سات سات علماء کی تصدیقات درج ہیں ؛ چناں چہ کرشن جی کے متعلق عقیدہ کیا رکھنا چاہئے اس کے جواب پر تقریبا سات مفتیوں نے تصدیق کی ہے۔(۱)

مآخذ ومصادر

جوابات میں بطور دلیل کے معتبر کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے،اسی طرح تخریج میں پیش کئے گئے حوالہ جات بھی معتبر ومشہور کتب فقہ اور حدیث سے ماخوذ ہیں،جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

البحر الرائق ،شامی ،فتاوی ہندیہ،شرح فقہ اکبر،شرح عقائد نسفی ،الیواقیت والجواہر، تفسیر کبیر ، تاتارخانیہ ، درمختار بزازیہ ،خلاصۃ الفتاوی ،تبیین الحقائق ، روح المعانی ، المحیط البرہانی ،نفع المفتی والسائل ،طحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہ اہم کتب فقہ،اسی طرح کتب احادیث میں صحاح ستہ کو فوقیت دی گئی ہے۔

کتاب کے نسخے

اس کتاب کے اب تک دو نسخے طبع ہو چکے ہیں اور قدیم نسخہ جس کو حضرت مولانا فاروق صاحب میرٹھی نے ترتیب دے کر تقریبا بیس جلدوں پر مشتمل دس ڈسمبر ۱۹۹۸ء کو اشرفی آفسیٹ پریس دیوبند سے طبع کیا تھا،جس میں تین ہزار سے زائد مسائل شامل ہیں ؛لیکن اس کی ہر جلد میں مسئلہ کی تلاش میں بہت مشکل ہوتی تھی ،کسی ایک مسئلہ کو تلاش کرنے کے لئے کتاب کی تمام یا اکثر جلدوں کو دیکھنا پڑتا تھا،اور وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت مفتی صاحب کے فتاوی کا مجموعہ مختلف جلدوں کی شکل میں جیسے جیسے تیار ہوتا گیا،افادۂ عام کے پیش نظر اسے چھاپنے کا اہتمام کیا گیا۔(۲)

---

(۱) فتاوی محمودیہ ۱/۴۵۱

(۲) فتاوی علماء ہند ۱/۲۹۶

دوسرا نسخہ

لیکن بعد میں دوسرا نسخہ حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم کی نگرانی میں جدید انداز میں ترتیب وتبویب اور تخریج کے ساتھ ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء کو طبع ہوا، جس کی تقریباً پچیس جلدیں ہیں۔

جدید نسخے پر کام کی نوعیت

قدیم نسخے کی ترتیب پر مختلف جلدوں میں پھیلے ہوئے ایک باب کے تمام مسائل کو یکجا کیا گیا، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ فقہی مسائل کے ابواب تو متعین اور معلوم تھے ہی؛ البتہ متعلقہ مسائل کو انہیں ابواب کے تحت فقہی ترتیب کے مطابق جمع کیا گیا۔

۲۔ لیکن بدعات ورسومات کے متعلق مسائل جن میں بعض مسائل ولادت اور ختنہ سے متعلق تھے اور بعض منگنی سے، بعض نماز جنازہ وغیرہ سے تو ان تمام مسائل کو باب البدعات والرسومات کے ذیل میں جمع کیا گیا، سوائے ان رسومات کے جن کا اس باب کے بالمقابل اپنے متعلقہ باب میں ہونا ضروری ہے، ان کو ان کے متعلقہ باب ہی کے تحت رکھا گیا۔

۳۔ اسی طرح وہ مسائل جو کسی بحث سے متعلق تو تھے لیکن ان کا تعلق کسی باب سے واضح طور پر نمایاں نہیں تھا، اس کو اس باب کے اخیر میں متفرقات کے عنوان کے تحت جمع کیا گیا ہے۔

۴۔ اسی طرح بعض سوالات اس طور پر تھے کہ سوال میں تمہید کے بعد مختلف صورتیں ذکر کی گئیں، جن کا تعلق مختلف ابواب سے تھا، اور اس کا جواب بھی تمام صورتوں کو اس طور پر شامل تھا کہ اگر کسی ایک کے جواب کو الگ کرلیا جائے تو دوسرا ناقص ہوجائے تو اس طرح کے مسائل کو کسی ایک ہی باب کے تحت ذکر کردیا گیا ہے۔

ابواب کی تعداد وترتیب

کتاب میں استفتاءات کی تعداد ۹۸۸۵ ہے اور ۱۲۵۷۷ مسائل ہیں، جو کل پچیس جلدوں میں چھتیس کتابوں اور دوسو پچاس ابواب کے تحت لکھے گئے ہیں۔(۱)

کتاب کے متعلق مولانا باندویؒ کی رائے

یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ انسان جس مقام ومرتبہ کا ہوتا ہے، اس کی تخلیقات وتصنیفات بھی اسی معیار کی ہوتی ہیں، کتاب اور صاحب کتاب، فتوی اور مفتی کا تعلق مقام ومرتبہ کے اعتبار سے لازم وملزوم کا سا ہے؛ چناں چہ جیسے مفتی صاحب کی شخصیت علمی حلقوں میں مسلم ہے ویسے ہی ان کے فتاوے اوران کی تحریریں بھی علماء کی نگاہ میں معتبر ومستند ہیں؛ چناں چہ قاری صدیق صاحب باندویؒ لکھتے ہیں:

> اس وقت حضرت والا کے فتاوی کی پہلی جلد شائع ہورہی ہے، جس میں قدیم مسائل کے تشفی بخش جوابات کے ساتھ ساتھ عصری اور جدید مسائل پر سیر حاصل کلام ہے، تفسیر وحدیث کی بابت اشکالات اور اعتقادات میں پیدا ہونے والے شبہات اورخرافات سے پردہ اٹھایا گیا ہے، بدعات، مودودیت اسی طرح شیعیت کا مدلل ومفصل طریقے پررد کیا گیا ہے، تقلید کی حیثیت اور دیگر اہم مباحث پر محققانہ کلام کیا گیا ہے۔(۲)

حاشیہ کتاب

فتاوی محمود کا نیا حاشیہ علمی اعتبار سے بہت خوب ہے، حاشیہ میں اصل کتابوں کی اصل عبارتیں تفصیل سے نقل کی گئی ہیں، وہ حاشیہ مستقل ایک کتاب معلوم ہوتا ہے، یہ حاشیہ اہل علم کے لئے خاصے کی چیز ہے، حاشیہ میں مستند عربی کتب کے حوالجات کا اہتمام کیا گیا ہے، مشکل

---

(۱) فتاوی علماء ہند ا/ ۳۵۸

(۲) تقریظ فتاوی محمودیہ قدیم ۱/ ر

الفاظ کے معانی بھی لکھ دئے گئے ہیں، گویا یہ حاشیہ فتاوی کے لئے (گائڈ) بک ہے؛ لیکن اس کے ساتھ بعض مقامات پر حوالے کے طور پر جو عبارتیں نقل کی گئی ہیں وہ محل نظر ہیں، ذیل میں حاشیہ کے تعلق سے کچھ خاص باتیں درج کی جارہی ہیں:

تخریج

فتاوی محمودیہ میں تین قسم کے مسائل ہیں: پہلی قسم ان مسائل کی ہے جن میں نفس جواب پر اکتفاء کیا گیا ہے، کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے، تو اس حوالے کی تخریج حاشیہ میں کردی گئی ہے اور دوسری قسم ان مسائل کی ہے جن میں حوالے کے طور پر صرف کتاب کا نام لکھ دیا گیا ہے، حاشیہ میں اس کتاب کی اصل عبارت درج کی گئی ہے، تیسری قسم ان مسائل کی ہے جن میں مفتی صاحب نے حوالے کے طور پر صرف اصل کتاب کی عبارت نقل کی ہے، حاشیہ میں اس عبارت کی مزید وضاحت کردی گئی ہے، مزید برآں کتاب میں مذکور حوالوں کے علاوہ ہر مسئلے پر کم ازکم تین زائد حوالجات کے لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اردو زبان میں ترجمہ

حاشیہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ دیگر زبانوں میں لکھے گئے سوال وجواب کا اردو ترجمہ لکھ دیا گیا ہے؛ چناں چہ عربی یا فارسی زبان میں لکھے گئے فتاوی کا اردو ترجمہ حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے؛ تاکہ استفادے میں آسانی ہوسکے اور جو جوابات مفصل اور کئی صفحات میں ہیں محشی نے حاشیہ میں اس کی تلخیص پیش کردی ہے؛ تاکہ قارئین کے لئے طوالت زحمت کا سبب نہ بن جائے۔

جواب پر وارد اعتراض کا جواب

اگر کہیں جواب پر اعتراض کا احتمال ہو تو محشی نے حاشیہ میں نوٹ لکھ کر اس میں محتمل اعتراض کا جواب دے دیا ہے، جیسے کتاب الاضحیۃ میں ایک جواب میں لکھا گیا ہے کہ ’’سو روپئے میں اگر دو مناسب بکرے ملیں جن سے دو واجب ادا ہوسکیں تو یہ بہتر ہے کہ اس

سے اتنی ہی قیمت میں ایک بکرا بہت موٹا ذبح کیا جائے، جس سے ایک ہی واجب ادا ہو، تو اس پر عام فہم آدمی کو اعتراض ہوسکتا ہے کہ دو کے مقابل ایک کیسے بہتر ہوسکتا ہے؟ تو اس محتمل سوال کے جواب میں حاشیہ میں نوٹ کے تحت جواب دے دیا گیا ہے، نوٹ: دو بکرے ذبح کرنا افضل ہے؛ لیکن ایک واجب ہے، اور دوسرا تطوع ہوگا، مطلب یہ ہے کہ ایک واجب اور ایک تطوع کے بالمقابل اتنی ہی قیمت میں مکمل واجب ہی ادا ہو تو ثواب زیادہ ہوگا۔(۱)

مجمل جواب کی تفصیل

اور کہیں جواب مجمل ہو تو حاشیہ میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے، جیسے کہ: حرام مغز کے سوال کے تحت جواب میں صرف اتنا لکھ دیا گیا ہے کہ ''منع ہے'' لیکن حاشیہ میں اس کی تفصیل بیان کر دی گئی ہے کہ ممانعت کراہت تنزیہی کی بناء پر ہے۔(۲)

حاشیہ میں دیانت وتقوی کے پہلو کی وضاحت

حاشیہ میں ایک اور قابل قدر چیز یہ ہے کہ فتاوی میں کہیں کسی چیز کو فتوے کے اعتبار سے جائز لکھا گیا ہے تو حاشیہ میں اس کی تفصیل کرتے ہوئے لکھ دیا گیا ہے کہ فتوے کے رو سے یہ چیز جائز ہوسکتی ہے؛ مگر تقوے کے رو سے اس کا ترک بہتر ہے، جیسے ا/ ۲۹۱ میں ایک مسئلہ لکھا گیا ہے کہ ''جس جانور کا گوشت کھا سکتے ہیں اس کا چمڑا بھی گوشت کے ساتھ کھا سکتے ہیں؛'' لیکن حاشیہ میں اس کی تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایسے گوشت کے بارے میں اگر غالب گمان یہ ہو کہ ذابحین مسلمان ہیں اور انہوں نے اسلامی طریقہ سے ذبح کیا ہے تو فتوی کی رو سے اس کا استعمال کرنا درست ہے؛ مگر تقوی کی رو سے اس سلسلے میں عصر حاضر کی دیگر بے احتیاطوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے استعمال سے پرہیز ہی کرنا چاہئے۔(۳)

(۱) فتاوی محمودیہ ۱۷/ ۳۳۶

(۲) فتاوی محمودیہ ۱۷/ ۲۹۷

(۳) فتاوی محمودیہ ۱۷/ ۲۹۱

خلاصہ کلام

الغرض مفتی صاحب کی عبقری شخصیت کی طرف منسوب یہ فتاوی ہندوستان میں پائی جانے والی تمام کتب فتاوی میں سب سے بڑا مجموعہ ہے، جو اپنی جامعیت ونافعیت کی بناء پر جس میں حضرت مفتی صاحب کی علمی فکر ومذاق اور فقیہانہ بصیرت جھلکتی ہے، اور ذخیرۂ فقہ اوراس سے متعلق علوم پر وسعت نظری جدید مسائل کا حل پند ونصیحت فرق باطلہ پر پرزور تردید اورعامۃ الناس کے لئے آسان وسہل اور پرکشش زبان ولہجہ کی بناء پر عام وخاص طبقے میں مقبولیت تامہ کی حامل ہے، شاید ہی ہندوستان کا کوئی دارالافتاء اس کتاب سے خالی ہو، بارگاہ ایزدی میں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی ہمیں بھی اس فتاوی کے عظیم ذخیرہ سے استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے، آمین ثم آمین۔

فتاوی ریاض العلوم گورینی

مولوی شیخ آصف علی قاسمی

''فتاوی ریاض العلوم'' مشرقی یوپی کے مرکزی اداروں میں شمار ہونے والے مدرسہ ریاض العلوم گورینی، جونپور، کے جید الاستعداد مفتیوں کے ہاتھوں لکھے گئے فتاوی کا مجموعہ ہے، جو حضرت مفتی محمد عثمان صاحب حلیمی اور مفتی محمد اظہار صاحب قاسمی کے ہاتھوں مرتب ہوکر اور انہیں کی تخریجات سے مزین ہوکر مدرسۂ ہذا کے شعبہ نشر و اشاعت سے پانچ ضخیم جلدوں میں کتاب العقائد تا کتاب البیوع مختلف ۱۶ فقہی ابواب کو شامل، کمپیوٹر کتابت کے ذریعہ آفسیٹ پر طبع ہوکر شائع ہوا ہے، ایک دو فتاوی کو چھوڑ کر اسکے سارے ہی فتاوی کو ان حضراتِ اربعہ نے قلمبند کیا ہے، جن کے نام اور مدتِ کار اس طرح ہیں: (۱) صدر مفتی محمد حنیف صاحبؒ (مدت ۱۳۹۳ھ تا ۱۴۱۹ھ) (۲) مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی (۱۴۰۱ھ تا ۱۴۱۳ھ) (۳) مفتی عبداللہ صاحب مظاہری (۱۴۰۲ھ تا حال) (۴) مفتی محمد عثمان صاحب حلیمی (۱۴۱۴ تا حال)۔

جمع و ترتیب کا پسِ منظر

یہاں تحریری افتاء کا کام مدرسۂ ہذا کے سالِ قیام ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء سے ہی جاری تھا، البتہ رجسٹر میں باضابطہ ان فتاوی کو محفوظ رکھنا ۱۴۰۱ھ سے شروع ہوا اور اس سے قبل کے جو فتاوی محفوظ تھے ان کو بھی اس مجموعہ میں شامل کرلیا گیا ہے (چنانچہ مفتی محمد حنیف صاحب کا لکھا ہوا ۱۳۹۳ھ کا فتوی ج ۳/۶۴ میں موجود ہے) اور وہ مجموعہ رجسٹر کے ۲۹ ضخیم

اجزاء میں پھیلا ہوا تھا پھر مرتب محمد اظہار صاحب نے ہر فتوی کو اپنے باب میں مفید عنوان لگا کر لکھنا شروع کیا، مکررات کو حذف کرتے گئے اور مستفتیوں کے عام لب ولہجہ کو کتابی انداز دیتے گئے اور مدرسہ ہذا کے فاضل مفتی عثمان صاحب مدظلہ کی رہنمائی سے فتاوی کی تخریج کرتے گئے اوران کو آخری شکل دینے تک اتنا کچھ کر دیا کہ فتاوی کا یہ منتشر مجموعہ ذمہ داران مدرسہ کی توجہ سے جامۂ طباعت پہن کر فتاوی کی صفوں میں دکھنے لگا۔

خصوصیاتِ ترتیبِ فتاوی

(۱) ہر فتوی پر مفید عنوان لگایا گیا ہے، تاکہ اوّل وہلہ ہی میں معنون کا ماحصل معلوم ہوسکے جو بالتفصیل فتوی کے مطالعہ کے قائم مقام ہے۔

(۲) سارے فتاوی مع حوالہ جات کے علاماتِ ترقیم سے مزین ہیں؛ تاکہ بآسانی انکی تحریر سمجھی جاسکے۔

(۳) تحقیق حق وتردیدِ باطل میں لکھے گئے رسائل کو بھی فتاوی کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے؛ تاکہ ان کا فائدہ پائیدار ہوجائے، مثلاً ج ۳ میں ''رسالۃ تاج الوریٰ فی تحقیق الجمعۃ فی القریٰ''، مؤلفہ مفتی ظہیر الدین عفی عنہ درج ہے، پھر اس کے رد میں صدر مفتی محمد حنیف صاحب کا رسالہ بنام'' القریٰ لمن یجوز الجمعۃ فی القریٰ'' بھی شامل ہے اور یہ دونوں رسالہ جواب رسالہ کی ترتیب پر ص ۱۱۷ تا ۱۷۰ کل ۶۳ صفحات میں موجود ہیں۔

(۴) ایک جیسے استفتاءات کا الگ الگ جواب دئے جانے پر ہونے والے شبہ کے ازالہ کے لئے مرتب ان میں فرق بھی کرتے ہیں، مثلاً ج ۴/ استفتاء ۲۵۷'' زید نے اپنے نفس سے یوں کہا کہ قصداً یا بلاعذر کبھی نماز قضا کردوں تو ہندہ پر تین طلاق''اس کے جواب میں بلاعذر قضا کی صورت میں عدمِ طلاق کا فتوی دیا، اور استفتاء ۲۶۰'' زید نے اپنی زبان سے یوں

کہا کہ قصداً یا بلا عذر نماز قضا کروں تو ہندہ پر تین طلاق' اس کے جواب میں قضا بلا عذر کی صورت میں وقوعِ طلاق کا فتوی دیا اور بعدہ مرتب نے شبہ دور کیا کہ پہلا سوال حدیث النفس کا ترجمہ ہے اور جی میں کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اور دوسرے سوال میں زبان سے کہنے کی صراحت ہے؛ لہذا طلاق واقع ہوگئی۔

(۵) کبھی مفتی صاحب کا جواب ناصواب ہوتا ہے تو محشی اس پر نظر قائم کرتے ہیں، جیسے ج ۶/ ۳۷ میں ہے کہ سعودی عرب میں شئیِ ملتقط اٹھانے والا شخص حراست میں لے لیا جائے اور مار سے بچنے کے لئے جھوٹی قسم کھا لے تو اس پر نہ گناہ ہے اور نہ کفارہ؛ کیونکہ ناحق سزا سے بچنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا جائز ہے، محشی مفتی محمد عثمان صاحب نے اس پر نوٹ لکھا کہ ممالکِ اسلامیہ کے جائز قوانین واجب العمل اور ان کی خلاف ورزی ناجائز ہے؛ کیونکہ أولوا الأمر کی مخالفت ناجائز ہے اور اس مجرم کی تعزیری سزا ناحق نہیں، برحق ہے؛ لہذا وہ گنہگار رہوا، اس کی تلافی توبہ و استغفار ہے۔

(۶) بعض مکرر مسائل کو بغیر حذف کے اس لئے باقی رکھا گیا کہ اس مسئلہ کے سارے استفتاءات کے جوابات الگ الگ مفتیوں نے لکھے تھے، جیسے ج۱/ ۴۰۰۔۴۰۳ پر دعوتِ ختنہ کی شرعی حیثیت پر مشتمل الگ الگ مفتیوں کے چار فتاوی کو مکرر مرتب کیا گیا؛ کیونکہ چمنستان کو دیدہ زیب بنانے میں گلوں کی ہشت رنگی بھی حصہ دار ہوتی ہے۔

خصوصیاتِ فتاوی

(۱) حوالہ جات کی کثرت اور صریح جزئیات سے استدلال کا اہتمام، مثلاً ج۱/ استفتاء ۲۲۲ کے جواب میں ذکر بالجہر بشکلِ اجتماع یا بصورتِ انفراد

کے جواز پر صریح احادیث اور صریح فقہی جزئیات کی ایک قطار باندھ دی۔

(۲) مسئلہ واحدہ کا جہاتِ مختلفہ سے بیان، کہ اکثر پہلے مقدمات وتمہیدات کے ساتھ جواب کی تفصیل کرتے ہیں پھر سابقہ تفصیل کی روشنی میں ''خلاصہ یہ کہ'' کہہ کر مستفتی کے سارے مطلوبہ جزئیات کا جواب دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کے اکثر فتاوی مقالہ سائز کے ہو گئے ہیں۔

(۳) فتاوی کو امثلہ سے مزین کرنا، جیسے ج ا/ استفتاء ٦ کے جواب میں خدا تعالی کے ظالم ہونے کے اشکال کو اتنی مثالوں کے ساتھ رد کیا گیا ہے کہ جس سے اشکال خود قابلِ اشکال بن گیا۔

(۴) فتاوی میں اشعار کا استعمال، جیسے ج ا/ استفتاء ۸۴ میں امام کی توہین کے حکم کو ان اشعار کے ساتھ بیان کیا ہے ؎

کسی پر اگر ظلم فرمایئے گا سکوں عمر بھر بھی نہیں پایئے گا

گرانا کسی کو اگر چاہئے گا تو قعرِ مذلت میں گر جایئے گا

(۵) غلط استدلالات کا مسکت جواب، جیسے ج ۲/ استفتاء ٦ میں فضیلتِ تبلیغ کو ثابت کرنے والے شخص نے غلط استدلال کیا کہ حضرت موسیٰؑ نے خروج فی سبیل اللہ نہیں کیا ہوا تھا تو صرف ایک آدمی کے مشورۂ قتل پر مصر چھوڑ کر بھاگ گئے، لیکن خروج للہ مکمل ہوا تو فرعون کے پورے لشکر کو آتے دیکھ کر بھی: ان معی ربی سیھدین: کہا اور مطمئن رہے، اسکا جواب دیا کہ حضورﷺ نے غزوہ ءاحزاب میں خندق کیوں کھدوائی؛ جبکہ خروج ہو چکا تھا؟ اسی طرح ہجرت کے بعد ایک رات دشمنوں کے اندیشہ سے آپﷺ کو نیند نہ آئی جب تک کہ حضرت سعد بن وقاصؓ نے پہرہ نہ دیا، یہ کیوں ہوا؟۔

(٦) حضرت تھانویؒ کے انداز میں فتوی دیتے ہیں کہ اکثر مسئلہ کے جواب پر

مشتمل اپنے مستدلات کو اکٹھا کرتے ہیں پھر لکھتے ہیں کہ ان عبارات کی روشنی میں مسئلہ کا حکم یہ ہے۔

(۷) فتاوی میں تذکیر و موعظت کا پہلو بھی شامل ہے، جیسے ج۱/ استفتاء۲۴ میں ایک مسلم نیتا نے سوال کیا کہ کیا میں کفار کی رضاء جوئی کے لئے ان کی مورتیوں کو ہار پہنا سکتا ہوں؟ مفتی صاحب نے جواب کے آغاز میں ایک لمبی نصیحت کی اور کہا کہ عقل و نقل، مشاہدہ، مکاشفہ سب کا فیصلہ ہے کہ اللہ کی نافرمانی کر کے مسلمان ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے الخ۔

(۸) غلطاں، پیچاں مستفتی کے لئے حیلہ بیانی، جیسے ج۱/ استفتاء ۲۶ میں کفار کی بستی میں مغلوب و مظلوم مسلمانوں نے سوال کیا کہ مشرکین کے تہواروں میں چندہ شامل نہ کرنے پر جان و مال، عزت و آبرو کا خطرہ ہوتا ہے، ہم کیا کریں ؟ تو مفتی صاحب نے حیلہ بتایا کہ آپ لوگ چندہ دیتے وقت یہ نیت کر لیں کہ ہم چندہ مانگنے والے کو یہ پیسہ دے رہے ہیں اور وصول کرنے والے کے سامنے بھی یہی کہیں، اس کے بعد نہ آپ گنہگار رہیں نہ پریشان۔

(۹) فتاوی میں اکابر کی آراء سے استفادہ بھی ہے اور بسا اوقات ان کی کتابوں سے استفادہ کا مشورہ بھی، جیسے ج۴/ استفتاء۲۸۰ کے جواب میں مولانا عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ کی طلقاتِ ثلاث، اور عامر عثمانی ایڈیٹر تجلی کا طلاق نمبر کی مراجعت کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱۰) فتوی میں احتیاط، جیسے ج۵/ استفتاء۳۲۰ کے جواب میں تمباکو، بیڑی، سگریٹ کی بیع وشراء کے حکم کو بہت ہی احتیاط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اشیاءِ مذکورہ کا کھانا پینا بعض صورتوں میں جائز ہے، اور جس چیز کا استعمال کسی بھی صورت میں جائز ہو اس کی خرید و فروخت جائز ہے اور فتاوی نویسی میں بھی احتیاط ہے، مثلاً فریقین سے متعلق جواب میں ''اگر

سوال صحیح ہے" یا" بشرط تقدیرِ صحتِ سوال" یا اس جیسی تعبیر لے آتے ہیں۔

(۱۱) بعض اہم علمی تحقیقات بھی شاملِ فتاوی ہیں، جیسے ج۴/۳۰۳۔۳۰۶ میں قریب ڈھائی صفحہ پر صدر مفتی محمد حنیف صاحبؒ کی طلاقِ بائن کے متعلق ایک بیش قیمت تحقیق موجود ہے، جسکا خلاصہ یوں ہے کہ الفاظ کنایہ کے موقعِ استعمال کے اعتبار سے فقہاءِ کرام نے آدمی کی تین حالتیں بیان فرمائی ہیں:

۱) حالتِ مذاکرہ

۲) حالتِ رضا

۳) حالتِ غضب

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں: اصولی و منطقی اعتبار سے دو ہی حالتیں ہیں: رضا، غضب، انکے درمیان کوئی تیسری حالت کا واسطہ نہیں؛ اس لئے مذاکرۂ طلاق کوئی مستقل حالت نہیں؛ بلکہ رضا و غضب دونوں ہی کے ساتھ اس کا پایا جانا ممکن ہے، حالتِ رضا میں الفاظِ کنائی سے دلالتِ حال کی بنیاد پر طلاق اس وقت واقع ہوگی جبکہ وہ الفاظ رَد کا احتمال نہ رکھتے ہوں، بصورتِ دیگر ترجیح بلا مرجح لازم آنے کی وجہ سے آدمی کی نیت کی طرف رجوع کر کے فیصلہ کیا جائے گا جو الفاظ کنائی کا اصل حکم ہے، حالتِ غضب میں استعمال کردہ الفاظ رد کے ساتھ ساتھ سبّ و شتم کا احتمال بھی نہ رکھتے ہوں، بصورتِ دیگر یہاں بھی صرف دلالتِ حال کی بنیاد پر طلاق کو واقع نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ نیت کی طرف رجوع کیا جائے گا، پس مذکور استفتاء میں "مجھ سے کوئی واسطہ نہیں" سے محض دلالتِ حال کی بنیاد پر طلاق واقع نہیں کی جاسکتی؛ بلکہ نیت کی طرف رجوع کیا جائے گا، ہماری اس بات کی تائید و تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام صاحب سے بصراحت منقول ہے کہ حالتِ غضب میں: لانکاح لی علیك : کہنے والا اگر عدمِ نیت کا دعوی کرے تو نفی نیت میں اس کی تصدیق کی جائے گی اور احتمالِ رد و تبعید کے

سبب حالتِ غضب ہونے کی وجہ سے بدلالتِ حال وقوعِ طلاق کا حکم نہ کیا جائے گا۔

(۱۲) جدید پیش آمدہ مسائل پر مشتمل قدرے فتاوی، مجموعہ ہذا میں شامل ہیں، انکی ایک مثال ج ۵/ استفتاء ۲۴ میں ہے جس میں الفہد گروپ میں شرکت کا حکم بتلایا گیا ہے۔

(۱۳) صاحبانِ فتاوی کا عام معمول اختلافی بحث سے گریز کرنے، اور مفتیٰ بہ وراجح قول کو بتلانے کا ہے، الاّ یہ کہ مستفتی اختلافی بحث کا مطالبہ کرے، جیسے ج ۳/ استفتاء ۲۱۰ میں شبِ قدر کی تعیین کے سلسلے میں صرف راجح قول کے بیان پر اکتفاء کیا گیا ہے کہ صحیح روایات اس کے رمضان کے اخیر عشرہ میں ہونے کے ثبوت پر ہیں۔

(۱۴) بر بنائے ضرورت فقہِ حنفی کے بجائے مذہبِ غیر پر بھی فتوی دیا گیا ہے، جیسے ج ۱/ استفتاء ۲۳۴ کے جواب میں مذہبِ مالکی کے مطابق اہلِ افریقہ کے لئے حینِ حیاتی ہبہ (عمریٰ) کے جواز کا فتوی دیا ؛ کیونکہ مذہبِ حنفی کے مطابق اس جزیئے میں عمل اہلِ افریقہ کے لئے آسان نہ تھا۔

(۱۵) مفتی دیانت پر فتوی دے گا یا قضا پر؟ اس بارے میں صاحبانِ فتاوی رجحان یہ ہے کہ مفتی دیانت پر فتوی دے گا اور وہ اسی پر فتوی دینے کا پابند بھی ہے، چنانچہ ج ۴/ استفتاء ۱۸۱ کے جواب میں مفتی حبیب اللہ صاحب نے لکھا: مفتی قاضی نہیں ہوتا وہ تو دیانت پر فتوی دینے کا پابند ہوتا ہے اور اس پر دیگر مفتیان کی مہرِ توثیق بھی ثبت ہے۔

(۱۶) مجموعہ ہذا اکثر فقہ کے ابواب وفصول کو شامل ہے اور اب تک کی مطبوعہ پانچ جلدوں میں موجود فتاوی کی کل تعداد ۱۷۴۳ ہے، جس کی وجہ مستفتیوں کا رجوعِ عام ہے؛ کیونکہ مدرسہ ہذا میں دار الافتاء قریباً ۴۲ قبل سے قائم ہے اور شرعی پنچایت کے تحت بھی فیصلے ہوتے ہیں۔

تسامحات واغلاط

(الف) غیر مفتی بہ ومرجوح اقوال پر فتوی، جیسے ج۳/ کے استفتاء۸۰ کے جواب میں بعد از مرگ لاش منتقل کرنے پر طحطاوی علی مراقی الفلاح کی عبارت کو مستدل بنا کر مکروہِ تحریمی ہونے کا فتوی دیا ہے جب کہ وہ عبارت بہت ہی مرجوح ہے، جس کی تفصیل مولانا تقی عثمانی مدظلہ کے عربی مقالہ میں ہے، جو فتاوی عثمانی ۱/ ۶۳۱ تا ۶۳۳ پر موجود ہے، اس کا حاصل یہ ہے: کہ امام طحطاوی نے بعد از مرگ لاش کے منتقل کرنے پر حرمت (مکروہِ تحریمی) کا حکم فقہاء کی نصوص میں لفظِ کراہت کے مطلق ذکر کئے جانے کی وجہ سے لگایا ہے اور بس، ورنہ تو فقہاءِ احناف کی معتبر ترین کتابوں کی عبارات کا ظاہر یہ ہے کہ بعد از مرگ بعید ترین مسافت تک میت کو منتقل کرنا مکروہِ تنزیہی ہے اور افضل ومستحب اس کو اپنی جائے مرگ کے قبرستانوں میں دفن کرنا ہے۔

پھر حضرت مفتی صاحب نے رسائل الارکان :۱۵۹(طبع قدیم مطبع یوسفی فرنگی محل لکھنو) سے علامہ بحر العلوم کی عبارت کا حوالہ دیا جس میں ہے کہ میت کو سپردِ خاک کرنے کے بعد کھود کر نکالنا پھر دوسری جگہ منتقل کرنا مکروہِ تحریمی ہے اور دفن سے قبل منتقل کرنا مکروہ اور خلافِ اولی ہے، معلوم ہوا کہ دفن سے قبل یا بعد منتقل کرنے کی ہر دو صورت نفسِ کراہت میں تو شریک ہے، لیکن دفن سے قبل منتقل کرنے کے حکم کو دفن کے بعد نکال کر منتقل کرنے کے حکم کے بعد ذکر کرنا اور اس پر کراہتِ تحریمی کے بجائے صرف مکروہ ہونے کا حکم لگانا اور مکروہ کے لفظ کے بعد خلافِ اولی ہونے کا اضافہ کرنا، یہ واضح دلالات ہیں کہ قبل دفن منتقل کرنے میں کراہت کا درجہ مکروہِ تحریمی سے نیچے کا ہے۔ اس کے بعد پھر حضرت مفتی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ فقہاء بیش تر دفعہ کراہت کو مطلق ذکر کرتے ہیں؛ لیکن کلیۃً اس سے کراہتِ تحریمی مراد نہیں ہوتی، الا یہ کہ اس مکروہ کی دلیل نہیِ ظنی پر مشتمل ہو اور کوئی صارف اس نہی کو تحریم سے ندب کی طرف نہ پھیرتا ہو، اس کے بجائے اگر کراہت کی دلیل نہیِ ظنی کا فائدہ نہ دے، صرف ترکِ غیر جازم کا فائدہ دے تو وہ کراہت تحریمی نہ ہوگی؛ بلکہ تنزیہی ہوگی، جیسے نسائی، ترمذی، ابوداؤد میں موجود

حدیث ''ردواالقتلی الی مضاجعھم '' کی شرح میں حضرت امام سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں شہدائے احد کو مقام احد ہی میں دفن کرنے کا حکم استحساناً ہے، وجوباً نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے شہداء کے منتقل کرنے کو زخمی صحابہ پر بار سمجھا، پس علامہ سرخسی کے بقول یہ حدیث ترکِ غیر جازم کو مفید ہوئی ؛لہذا وہ منتقل کرنے کے کراہتِ تنزیہی ہونے پر دلیل ہوگی۔

پھر حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے منتقل کرنے کے کراہتِ تنزیہی ہونے پر اس سے بھی استدلال کیا کہ بیشتر فقہاء نے میت کی منتقلی کے باعثِ گناہ نہ ہونے کی صراحت کی ہے، جن میں سرِفہرست صاحبِ ہدایہ ہیں، چنانچہ ابنِ ہمامؒ لکھتے ہیں ''قال المصنف فی التجنیس :فی النقل من بلدٍ الی بلدٍ لا اثم ،پھر خود ہدایہ کی عبارت ہے''اذامات فی بلدۃٍ یکرہ نقلہ الی اخریٰ لانہ اشتغال بما لا یفید (فتح القدیر۲/۱۰۱تا ۱۰۲)پس ظاہر ہوا کہ یہاں کراہت مراد وہ کراہت ہے جس میں گناہ نہ ہو اور وہ کراہتِ تنزیہی ہے، یہی وجہ ہے کہ بیشتر فقہاء نے کراہت کی بھی تصریح نہیں کی ہے؛ بلکہ اس کا حکم ''لااثم علیہ'' اور " المستحب ان یدفن فی المکان الذی مات فیہ" کےالفاظ سے ذکر کیا ہے۔(فتاوی عثمانی ۱/۶۳۱ تا ۶۳۳، کتاب الجنائز،نعیمیہ دیوبند)

(ب)عمومات(محتمل، عام ،غیر صریح نصوص) سے استدلال کرنے کی وجہ سے بعض مرتبہ صریح جزئیات کے خلاف بھی ہوگیا ہے جیسے ج۵/ استفتاء۹۵ کے جواب میں مسجد کے جدارِ قبلی بلکہ مطلقاً مسجد کے کسی بھی حصہ میں(۱) رنگ برنگ کی روشنیوں والی (۲) تبدیلیٔ اوقات پر سیٹی بجانے والی گھڑی کے لگانے کو، ناجائز اور مسجد سے ہٹانے کو واجب قرار دیا ہے اور روشنیوں کے ساتھ سیٹیوں سے منتزع ہونے کی صورت میں صرف مسجد کے مؤخر حصہ میں لگانے کو جائز کہا ہے، جہاں سے مصلی کا خشوع متأثر نہ ہو، جبکہ اس دعویٔ حرمت پر پیش کردہ کوئی دلیل نہ صریح ہے نہ محکم اور یہ کہ یہ مسئلہ ان میں سے بعض کا مصداق بھی نہیں (کیونکہ گھڑی کے گھنٹے اور اس کی سیٹیاں، جرس اور لوگوں کی تالیوں اور سیٹیوں سے مختلف ہیں،جن پر

وعیدات کا ان نصوص میں ذکر ہے، جیسا کہ آگے مذکور ہوگا) اور شامی کی عبارت ''وکــــره بـعـض مشـائـخـنـا الـنـقش على المحراب وحائط القبلة لانه يشغل قلب الـمـصـلـي الخ (الدرمع الرد ۲/۴۳۰ تا ۴۳۱ زکریا) میں کراہتِ تنزیہی کا بیان ہے، اس لئے ان کا اختیار کرنا مکروہ تنزیہی اور ان کا ترک افضل واولی ہے؛ لہذا شامی کی عبارت میں کَرِہَ کے لفظ کی دلالت کراہتِ تنزیہی پر تو ثابت ہے، لیکن دعویٔ حرمت پر ہرگز ثابت نہیں۔

ثانیاً۔۔۔ یہ کہ گھڑی میں موجود سیٹیوں اور گھنٹوں کی آواز کو بھی صاحبانِ فتاوی ہذا وجہِ حرمت مانتے ہیں، جبکہ مسجد میں ضرورۃً گھنٹے کو امتداد کے بغیر بجانے کے جواز پر خود انہیں کے ہاتھوں لکھا گیا فتوی موجود ہے، چنانچہ اسی ج ۵/ کے استفتاء ۹۷ میں مصلیوں کے نماز میں ہونے کے وقت امام کا گھنٹی بجا کر شاگرد کو بلانے کا حکم اس طرح موجود ہے:

امام صاحب کا گھنٹی بجانا غیر مشروع نہیں، ضرورتاً اس کا استعمال درست ہے۔

اور ممتد وقت تک بجتے رہنے والی گھڑیوں کے مسجد میں استعمال کے جواز پر حضرت تھانویؒ کا فتوی مع سائل کے سوال کے اس طرح موجود ہے:

> سوال [۸۲۶] مساجد میں گھنٹا دار گھڑی لگانا جیسا عموماً رواج ہوتا جاتا ہے بوجہِ عدمِ نقل از سلف وفی الجملہ مشابہتِ آوازِ جرس کچھ مکروہ نہیں؟
>
> الجواب: خلافِ اولی کہنے کی تو گنجائش ہے، لیکن ناجائز نہیں کہہ سکتے؛ کیونکہ وہ جرسِ ممنوع نہیں، بلکہ آلۂ مفیدہ، معرفتِ وقت کا ہے، فقہاء نے خود طبلِ سحر کی اجازت لکھی ہے اور مسجد میں ہونا اس لئے مصلحت ہے کہ وہاں معرفتِ اوقاتِ نماز کی زیادہ حاجت ہے۔
>
> سوال [۸۲۷] مسجد کے اندر ایسی گھڑی رکھنا جو آواز زور سے آدھ گھنٹے کے بعد دیتی ہے اور ہر وقت تھوڑی تھوڑی آواز بدلی وغیرہ

کے دنوں میں وقتِ نماز کے پہچاننے کے لئے، جائز ہے یا نہیں؟
اور اگر گھڑی مذکور مسجد سے خارج ہو، مگر آواز مسجد کے اندر جاتی ہو تو
اس صورت میں بھی رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان دونوں صورتوں کی
آواز سے نماز میں کراہت ہوگی یا نہیں؟
الجواب: مسجد کے اندر گھنٹہ دار گھڑی بغرضِ اعلام وقت کے جائز ہے
اور چونکہ بعض لوگ بینائی کم رکھتے ہیں، بعضے نمبر نہیں پہچانتے اور
بعض دفعہ روشنی بہت کم ہوتی ہے؛ اس لئے ضرورت ہوتی ہے آواز
دار گھڑی کی تو اس مصلحت سے یہ جرسِ ممنوع سے مستثنیٰ ہے(۱)

حاصل یہ کہ صاحبانِ فتاوی نے گھڑی کے نقش ونگار اور اس کی سیٹیوں میں سے ہر ایک کو وجہِ حرمت مانا ہے جو خلافِ صواب ہے، صحیح وہی ہے جو مذکور ہوا کہ گھڑیوں کا نقش ونگار تو موجبِ کراہت ہے اور ان میں سیٹی کی آواز رکھنا منافیٔ اولویت ہے اور اس کے مافوق کا لگایا ہوا حکم، نہ صرف یہ کہ صریح جزئیات کا تقاضہ نہ ہونے کی وجہ سے؛ بلکہ عرف ورواج کے بھی مطابق نہ ہونے کی وجہ سے، کسی بھی صاحبِ نظر فقیہ کے لئے تشفی بخش نہیں ہے۔

(ج) مالی تعزیر (گوشمالی) کرنے کا حکم فقہاءِ متقدمین کے نزدیک عدمِ جواز کا ہے؛ کیونکہ انہوں نے وہ احادیث جن سے تعزیرِ مالی کے جواز کا ثبوت ملتا ہے ان کے نسخ کا دعوی کیا ہے اور ایک عام محتمل حدیث لایحل مال أمرئ مسلمٍ الا بطیب نفس منه (دارِ قطنی :۲۸۸۵، کتاب البیوع) سے عدمِ جواز پر استدلال کیا ہے، نیز اس وقت کے حکمرانوں کا رعایہ کے مالوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ تھا، ایسے میں اگر مالی تعزیر کا دروازہ کھل جاتا تو ان ظالموں کو کھلی چھوٹ مل جاتی اس لئے انہوں نے اس کو ناجائز قرار دیا، جیسا کہ حضرت مولانا مجیب اللہ ندوی صاحب فرماتے ہیں:

انہوں نے عدمِ جواز کی رائے اسی مصلحت کی بنیاد پر دی ہے، اگر ظلم

---

(۱) امداد الفتاوی ۶۹۰/۲، باب احکام المساجد، مکتبہ دار العلوم کراچی

کا پہلو نہ ہوتو انکی رائے بھی یہی ہوگی (یعنی تعزیر مالی جائز ہے) (۱)

جبکہ فقہاءِ متأخرین کے نزدیک تعزیر مالی کا حکم جواز کا ہے کیونکہ اس کے جواز کے نسخ پر کوئی صحیح دلیل قائم نہیں ہے؛ بلکہ خلفاءِ راشدین اوران کے مابعد کے زمانہ میں حکّام کا جرائم پر بند لگانے کے لئے مالی جرمانوں کا رواج رہا ہے جو دعویٔ نسخ کے خلاف ہے، چنانچہ علاء الدین طرابلسی حنفی [متوفی ۸۴۴ھ] لکھتے ہیں:

یجو ز التعزیر بأخذ المال وهو مذهب ابی یوسف وبه قال مـالك ومـن قال انّ العقوبة المالیة منسوخة فقد غلط علی مذاهب الأئمة نقلاواستدلالا ولیس بسهلٍ دعوی نسخها وفعل الخلفاء الراشدین واکابر الصحابة لها بعد موته ﷺ مبـطـل لدعوی نسخها والمدعون للنسخ لیس معهم سنة ولااجـمـاع یـصـحح دعوٰهم الا أن یقول احدهم مذهب اصحابنا لایجوّز فمذهب اصحابه عند ه عیا ء علی القبول و الرد (معین الحکام ۱/۱۹۵دار الفكر)

اورڈاکٹر وہبہ بن مصطفٰی الزحیلی لکھتے ہیں

وقـد اختـلف الـفـقهـاء فیـه هـل حکمـه منسوخ او ثـابت والـصـواب انـه یـختـلف بـاختلاف المصالح ویُرجع فیه الی اجتهـاد الأئـمة فـی کـل زمان ومکان بحسب المصلحة اذلا دلیـل عـلی النسخ وقد فعله الخلفاء الراشدون ومن بعدهم من الأئمة (الفقه الاسلامی وادلته٦/٢٠٥،التعزیر بالمال دارالفکر)

اور جہاں تک حدیث ”لایـحـل مـال امـرئ مسلم“الخ سے تعزیر مالی کے عدمِ جواز پر استدلال کرنے کی بات ہے تو یہ استدلال کمزور ہے،اس لئے کہ اس حدیث میں اس

(۱) اسلامی فقہ ۳/۲۸۱

مسلمان کا ذکر ہے جو کسی گناہ اور جرم کا مرتکب نہ ہو، لیکن اگر کوئی مسلمان کسی جرم کا مرتکب ہوا ہے تو اس پر جس طرح جسمانی سزا عائد کی جاسکتی ہے، اسی طرح مالی سزا بھی عائد کی جاسکتی ہے، اس لئے کہ مسلمان کا مال تو طیب نفس سے حلال ہوجاتا ہے، لیکن جان تو طیبِ نفس سے بھی حلال نہیں ہوتی؛ لہذا جب کسی مسلمان نے کوئی جرم کیا اور پھر سزا کے طور پر اس کی جان کو کوئی نقصان پہنچایا جارہا ہے تو یہ سب کے نزدیک جائز ہے تو پھر مال جو طیبِ نفس سے حلال ہوجاتا ہے وہ جرم کے ارتکاب کی صورت میں بطریق اولی جائز ہوجانا چاہئے، چنانچہ بعض متأخرین فقہاءِ احناف نے امام ابو یوسف سے جو ایک روایت تعزیر بالمال کے جواز کی نقل کی ہے، اس کو راجح قرار دیتے ہوئے اس کے جواز کے قائل ہیں (درسِ ترمذی ۲/ ۱۱۹) اور ویسے قضاء سے متعلق مسائل میں فقہاء کے نزدیک امام ابو یوسفؒ کا قول مفتیٰ بہ وراجح قرار دیا جاتا ہے، الفتوی علی قول ابی یوسف فیما یتعلق بالقضاء لزیادة تجربته (الدر مع الرد ۵/ ۳۷۵ دار الفکر) فی زماننا اسلام کے قانونِ حدود وتعزیرات کا ہندوستان؛ بلکہ مسلم اکثریت والے ممالک میں فقدان ہے، بہت سے مسائل میں مالی جرمانوں کا استعمال ایک ضرورت بن چکا ہے، طلاق کے بے جا استعمال، مطالبۂ جہیز، شادی میں منکرات وفواحش کے رواج وغیرہ کے روک تھام کے لئے مسلمانوں کی مقامی انجمنیں اور چھوٹی چھوٹی وحدتیں، پنچایتیں، مالی جرمانے مقرر کرتی ہیں، جس کے خوش گوار نتائج سامنے آتے ہیں اور اسکی جگہ جسمانی سرزنش عملاً ممکن بھی نہیں؛ کیونکہ اگر ہم جسمانی سرزنش کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیں تو اس سے بڑے فتنوں کے درآنے کا احتمال رہتا ہے اور یوں بھی اس زمانہ میں بس، ریلوے، ٹریفک وغیرہ میں مالی تعزیر کا تعامل عام ہو چکا ہے (فتاوی حقانیہ ۲/ ۳۳۳، جدید فقہی مسائل ۳/ ۲۲۴) پس محقق روایت متأخرین فقہاء احناف کے نزدیک ''مالی تعزیر'' کے جواز کی ہے اور اسی نظریۂ ضرورت کو دلیل جواز مان کر علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری [متوفی ۵۴۲ھ] لکھتے ہیں ''وسمعته من ثقةٍ ان التعزير بأخذالمال ان

رأى القاضى والوالى جاز ومن جملة ذلك رجل لايحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذالمال له (خلاصۃ الفتاوی ۴/۴۴۴ فصل فی التعزیر) اوراحکامِ سیاست میں توسع پذیری سے کام لینا زمانہ ماسبق کی شہادتوں کے موافق بھی ہے، جیسا کہ علاء الدین طرابلسی لکھتے ہیں ''قال القرافی: واعلم ان التوسعة على الحكام فى الاحكام السياسية ليس مخالفا للشرع بل تشهد له الادلة المتقدمة (معین الحکام ۱/۱۷۶) حاصل یہ کہ دلائلِ متأخرین اور تحقیقات اور رواج پذیر عرف میں سے ہر ایک کی وجہ سے ''جوازِ تعزیر بالمال'' پر فتوی بھی ہے اور عمل بھی، اور عدمِ جواز پر متقدمین کے دلائل نہ صریح ہیں نہ انکی رائے عرفِ رائج کے موافق ہے؛ اس لئے فتوی اور عمل ان کی رائے پر نہیں ہے؛ لہذا صاحبانِ فتاوی ہذا کی ج ۲/ استفتاء ۹۱ میں تعزیر مالی کے متعلق رائے متقدمین کی نصوص کے تو موافق ہے؛ لیکن متأخرین کی ذکر کردہ تحقیقات کے بالکل خلاف ہے۔

(د) فتاوی میں تعارض وتضاد کہ بسا اوقات ایک ہی مفتی صاحب کا فتوی مسئلہ کے جواز وعدمِ جواز دونوں پر ہوتا ہے اور ہر دو کی صحت پر مہرِ توثیق ثبت ہوتی ہے، جیسے ج ۵/ کے استفتاء ۹۰ میں مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے امورِ دنیویہ سے متعلق اشیاء یا گمشدہ اشیاء کے اعلان کے حکم کے متعلق مفتی عبداللہ صاحب مظاہری کا فتوی جواز کا ہے، جو ۱۴۱۰ھ کا ہے، جبکہ اسی جلد کے استفتاء ۹۷ میں خود انہیں کا فتوی اس کے عدمِ جواز کا ہے، جو ۱۴۱۲ھ میں دیا ہوا ہے ، اور عدمِ جواز پر مابعد کا فتوی جواز پر ماقبل کے فتوی کے مرجوع عنہ ہونے کی دلیل ہے اور پھر عدمِ جواز کا قول بھی عرف کے خلاف ہے، جیسا کہ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

> جو لوگ مسجد میں لاؤڈ اسپیکر وقف کرتے ہیں انکی طرف سے ان (مذکورہ باتوں) کی اجازت معتاد ومتعارف ہے اور اس معاملہ میں مدار عرف وعادت پر ہی ہے، اس لئے مذکورہ مقاصد میں استعمال کی گنجائش ہے۔ (فتاوی عثمانی ۲/۵۱۴)

(ہ) مجموعہ ہذا کے فتاوی میں عموماً عام فہم زبان کا استعمال ہے، لیکن بعض جگہوں پر ثقیل زبان بھی استعمال ہوئی ہے، مثلاً ج ۳/ ۲۶۹ پر صحت ادائے زکوٰۃ کے لئے تملیک زکوٰۃ کے شرط ہونے سے متعلق عبارت اس طرح ہے ''صحتِ ادائے زکوٰۃ تملیک جزء من مالٍ عینہ الشارع للفقیر بشرط انقطاع النفع من المزکّی ضروری ہے اور بس، اور ان جیسی جگہوں پر مرتب حضرات کی ذمہ داری تھی کہ عام زبان میں اس کا مفہوم بیان کردیتے لیکن ایسا نہیں ہوسکا ہے۔

حرفہائے آخریں

تسامحات کی یہ صرف چند مثالیں ہیں جو قلمبند ہوئیں ہیں اور ممکن ہے کہ گہری نظر ڈالنے والوں پر مزید اور مثالیں بھی سامنے آئیں، خود میرے مطالعہ میں اور بھی مثالیں ہیں جن کو صفحات نے قبول نہ کیا اور مقصد اس کا عیب جوئی اور حرف گیری نہیں ہے؛ بلکہ حقیقتِ حال کا اظہار ہے؛ تاکہ مجموعہ فتاوی ہذا کے حسن و قبح میں توازن قائم رہے اور مرتبین کو آئندہ ان کے استدراک کی ترغیب ہو اور بس (واللہ یعلم ما فی الصدور)

سپردم بتو مایہء خویش را — تو دانی حسابِ کم وبیش را

المسائل المہمۃ فیما ابتلت بہ العامۃ

مولوی سلیمان سعود قاسمی

انسانی زندگی رواں دواں ہے، اسے کسی مقام پر قرار نہیں، جس کی وجہ سے آئے دن اسے نت نئے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے، پیش آمدہ بعض مسائل کا حل تو براہِ راست قرآن وحدیث سے بآسانی ہو جاتا ہے، لیکن مسائل کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جن کا حل ظاہرِ نصوص میں نہیں ملتا تو ہر دور کے علماء ربانیین، وارثین انبیاءؑ ہونے کی وجہ سے اپنی اجتہادی بصیرت سے ان کے احکام معلوم کئے، اور لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا، الحمد للہ آج بھی ایسے لوگوں کی بڑی تعداد موجود ہے، جو شریعت کو اپنی معاشرت، تجارت اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں ذریعہ نجات سمجھ کر زندگی گذارنا چاہتے ہیں، ان کے سامنے دسیوں مسائل ایسے کھڑے ہوتے ہیں جن کے بارے میں وہ علماء اسلام اور اصحاب افتاء کی طرف رہنمائی کے محتاج ہوتے ہیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اسی فریضہ کی انجام دہی کے لئے جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا نے ۱۴۲۹ھ میں دارالافتاء قائم کیا؛ تاکہ امت کے موجودہ حوادث ومسائل کا شرعی حل مل جائے، اس شعبہ کے طلباء کی دیگر تعلیمی وتربیتی مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ پورے سال ایک مصروفیت یہ بھی رہتی ہے کہ جن مسائل میں لوگوں کا ابتلاء عام ہے، ان کی پوری صورت قلم بند کرے، اور آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، عبارات فقہیہ اور قواعد شرعیہ کی روشنی میں حکم شرعی متعین کیا جائے پھر اسے نماز ظہر سے پہلے جامعہ کی ''میمنی مسجد'' میں سنایا جائے، یہ معمول دارالافتاء کے قیام سے آج تک ہے، جس کی وجہ سے اس طرح کے مسائل کی ایک غیر معمولی تعداد ہوگئی تھی، اس لئے ذمہ دارانِ جامعہ کو ان مسائل کے جمع کرنے کا خیال ہوا، اس طرح ہر

سال کے اختتام پر مستقل کتاب کی اشاعت عمل میں آئی ہے، اب تک اس کی تعداد سات جلدوں کو پہونچ چکی ہے، واقعہ یہ ہے کہ یہ مسائل کی کتاب نہیں ؛ بلکہ فتاوی کی ہے، کیوں کہ اساتذہ اور طلباء میں سے کسی کو جب کسی مسئلہ سے سابقہ پیش آتا ہے، خواہ وہ جامعہ سے متعلق ہو یا بیرونِ جامعہ سے، بہرحال دارالافتاء کو اس کی جانب متوجہ کر دیا جاتا ہے اور وہ احکام شرعیہ کی تخریج وتطبیق کا کام انجام دیتا ہے، جو عوام وخواص کے لئے یکساں مفید ہے۔

ابواب ومسائل کی تعداد

مذکورہ کتاب میں چوں کہ ان مسائل پر بحث کی گئی ہے، جو سال بھر پیش آتے رہتے ہیں، اس لئے اس کی ہر جلد ایک فتاوی کی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے، جلدِ اول میں ۳۳/ ابواب کے تحت ۲۰۳ مسائل پیش کئے گئے ہیں، جلد ثانی میں ۳۳/ ابواب کے تحت ۲۲۶ مسائل، جلد ثالث میں ۲۴/ ابواب کے تحت ۲۳۵ مسائل، جلد رابع میں ۳۰/ ابواب کے تحت ۲۳۱ مسائل، جلد خامس میں ۳۶/ ابواب کے تحت ۲۲۵ مسائل، جلد سادس میں ۳۱/ ابواب کے تحت ۲۲۴ مسائل اور جلد سابع میں ۳۷/ ابواب کے تحت ۲۳۰ مسائل مرتب کئے گئے ہیں۔

تعارفِ مرتب

مولانا جعفر ملی صاحب صدر مفتی جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا مہاراشٹر جو وسیع المطالعہ اور کثیر التصانیف عالم دین ہیں، فقہ وفتاوی سے خاص شغف ہے، اپنے حلقۂ اثر میں صاحب الرائے مانے جاتے ہیں، جدید موضوعات پر ان کے کئی مقالے اور کتابیں ہیں، تکمیل افتاء آپ نے امارتِ شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ بہار سے کی، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی علیہ الرحمہ کی خاص شفقت میں رہ کر فقہ وفتاوی میں خاص بصیرت حاصل کی، عمر کی ۴۷/ بہاریں دیکھ چکے ہیں، جامعہ معہدِ ملت مالیگاؤں کے فاضل ہیں اور ۱۹۹۰ھ سے تاحال جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا میں تدریس اور شعبہ افتاء سے وابستہ ہیں۔

خصوصیات

المسائل المہمۃ کے اس مجموعہ کی تیاری چوں کہ مفتی جعفر صاحب ملی مدظلہ العالی نے

اپنی نگرانی میں طلباء افتاء سے کروایا ہے، اس لئے وہ کئی خصوصیات کا حامل ہے، ۱۔ دلائل کا التزام ۲۔ جدید مسائل کو پوری سلیقہ مندی اور تحقیق و تدقیق کے ساتھ حل کرنا ۳۔ باطل نظریات کی تردید ۴۔ اختصار و جامعیت ۵۔ اسلوب میں قانون شریعت کی پاسداری اور دعوت وحکمت کے پہلو کو نمایاں کرنا، ذیل میں انہیں خصوصیات کو مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے۔

دلائل کا التزام

المسائل المہمۃ کی ساتوں جلدوں میں مسئلہ سے متعلق فقہی عبارات کے ساتھ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو بھی ذکر کیا گیا ہے، مثلاً قسط پر اشیاء خریدنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

> آج کل یہ اسکیم نکلی ہے کہ کوئی چیز مثلاً گاڑی، کولر، فریج وغیرہ نقد لینے کی صورت میں ۵/ ہزار اور قسط وار لینے کی صورت میں ٦/ ہزار روپئے میں ملتی ہے تو نقد اور ادھار میں یہ فرق شرعاً منع نہیں ہے؛ لیکن وقتِ متعین پر قسط نہ ادا کرنے کی صورت میں قیمت میں مزید اضافہ کیا جاتا ہے، یا وصول کردہ رقم سوخت ہو جاتی ہے اور خریدی ہوئی چیز بھی ضبط کر لی جاتی ہے، تو اس طرح کا معاملہ سود ہے اور جوا کو شامل ہے اور یہ دونوں نصِ قطعی سے حرام و ممنوع ہے۔ لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفة ۔(عمران:۱۳۰)
>
> حضرت جابرؓ کی ایک روایت ہے:
>
> لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربوا ومو كلـه وكـاتبـه وشـاهـديـه وقـال هم سواء(مسلم شريف ١ / ٢٧)
>
> علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ متوفی ۱۲۵۲ھ تحریر فرماتے ہیں:

لأن القمار من القمر الذی یزداد تارة وینقص اخر ی
وسمی القمار قمار ا لأن کل وا حد من المقامرین ممن
یجوز ان یذهب ماله الی صاحبه ویجوز ان یستفید
مال صاحبه وهوحرام بالنص (شامی۹/ ۵۷۷)(۱)

نیز جس تقریب میں منکرات بھی ہو اس میں اہلِ علم اور مقتدا حضرات کے شرکت کے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں:

جس شادی میں سہرا باندھنا، آتش بازی، فوٹو گرافی اور دیگر رسومات وخرافات ہوں تو ایسی شادی میں شرکت کرنا، خاص کر ان حضراتِ علماء کے لئے جو مقتداء ہوں، اور پہلے سے اس کا علم بھی ہو تو درست نہیں ہے، اور اگر پہلے سے اس کا علم نہیں تھا اور حاضر ہو گیا تو ان خرافات سے روک دیں اور اگر روکنے کی قدرت نہیں تو واپس چلے آئیں اور شرکت نہ کریں۔

فلاتقعد بعد الزکری مع القوم الظلمین ۔(انعام:۶۸۰)

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے:

انها ستکون هنات وهنات فیحسب امری اذا رأی
منکر ا لا یستطیع له تغییرا یعلم الله من قلبه انه له
کاره (مصنف ابن شیبہ۷/۵۰۴)

علامہ حصکفی علیہ الرحمہ متوفی ۱۰۸۸ھ تحریر فرماتے ہیں:

دعی إلی ولیمة وثمة لعب او غناء...... فلوعلی المائدة
لا ینبغی ان یقعد بل یخرج معرضا ۔(الدرمع الشامی۹/
۵۰۱و۵۰۱)(۲)

(۱)المسائل المہمۃ ۱/ ۱۱۷
(۲)المسائل المہمۃ ۴/ ۱۱۶

اسی طرح ویزا حاصل کرنے میں جو بعض مرتبہ دھوکا دیا جاتا ہے، اس کے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> بعض حضرات ویزا اور پاسپورٹ کا کاروبار کرتے ہیں، بعض مرتبہ وہ کسی خاص شخص کے ویزے یا پاسپورٹ پر دوسرے کا فوٹو چسپاں کر کے اسے بیرون ملک بھیجتے ہیں، اور اس سے خطیر رقم وصول کرتے ہیں، ان کا یہ عمل شرعاً جھوٹ اور دھوکہ دہی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز وحرام ہے، اور انہیں اس سے بچنا ضروری ہے۔
> یـا ایهـا الـذیـن آمـنـوا لا تـأکـلوا أموالکم بینکم بالباطل الخ (سورۃ النساء:۲۹)
> حضرت عبداللہؓ کی ایک روایت ہے:
> ان الـصـدق یهـدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة وان الـکـذب یهـدی الـی الـفـجور ...... الخ (الصحیح المسلم ۲ / ۳۲۵)
> اتفق الفقهاء علی ان الغش حرام سواء کان بالقول ام بالفعل الخ (الموسوعۃ الفقہیۃ ۳۱/۲۱۹)(۱)

جدید مسائل کا حل

مذکورہ کتاب میں جدید مسائل کی خاصی تعداد ہے، اس کے ایک دو نمونے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آئے دن سائبر کیفے کھولنے کا رواج عام ہوتا جارہا ہے، اس کی کمائی حلال ہے یا حرام؟ اس کا حکم اس طرح بیان کیا گیا ہے:

> آج کل انٹرنیٹ کا استعمال عام ہو چکا ہے اور لوگ اسی عموم سے فائدہ اٹھا کر جگہ جگہ سائبر کیفے کھول رہے ہیں، سائبر کیفے میں

(۱) المسائل المہمۃ ۴/۱۹۶

> متعدد کمپیوٹر ہوتے ہیں، جن میں نیٹ کنکشن موجود ہوتا ہے، لوگ یہاں آ کر وقتِ محدود تک متعین اجرت کے عوض ان کی خدمات کرایہ پر حاصل کرتے ہیں، کچھ لوگ اس وقتِ محدود میں نیٹ کا استعمال ناجائز کاموں کے لئے بھی کرتے ہیں، مثلاً: گانا سننے کے لئے، یا فلم دیکھنے کے لئے، یا ایسے اخبار پڑھنے کے لئے جوان کے عقائد وایمان اور تہذیب واخلاق کے لئے سخت مضر ہیں، ان کے ساتھ اجارہ کا یہ معاملہ تعاون علی الاثم ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے، اوراس معاملے سے حاصل کردہ آمدنی بھی خبیث وناپاک ہے......البتہ بعض لوگ نیٹ کا استعمال جائز کاموں کے لئے بھی کرتے ہیں......تو اس طرح کے لوگوں سے اجارہ کا یہ معاملہ شرعاً جائز ودرست ہے اوراس سے حاصل کردہ آمدنی بھی حلال ہے۔

پھر قرآنی آیات واحادیث نبویہ اور فقہی عبارات سے اپنے موقف کو مدلل کیا ہے۔(۱)

اسی طرح اسٹار ٹی وی کا کنکشن دینے اوراسے ذریعۂ معاش بنانے کے تعلق سے لکھتے ہیں:

> آج کل اسٹار ٹی وی کا چلن عام ہو چکا ہے بعض لوگ اسٹار کنکشن کا بزنس کر رہے ہیں اور پندرہ بیس ہزار روپے ماہانہ کما رہے ہیں، اسی طرح بعض لوگ کلر ٹی وی، وی/سی/آر اور فلمی کیسیٹس کرایہ پر دے کر اچھی خاصی کمائی کر رہے ہیں، جب کہ یہ دونوں کاروبار اوران کی آمدنی شرعاً جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ لوگوں کو برائی کی طرف دعوت دینے اور بے شرمی کی تبلیغ واشاعت کرنے کے مترادف ہے، جو سخت گناہ ہے، شریعتِ اسلامیہ نے مسلمانوں کو حلال اور غیر مشتبہ

(۱) المسائل المہمۃ ۳/۲۳۶

ذریعۂ آمدنی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے اس سے پرہیز ضروری ہے۔(۱)

باطل نظریات کی تردید

مذکورہ کتاب میں باطل نظریات کی بھی بڑی حکمت کے ساتھ تردید کی گئی ہے، مثلاً: غیر اللہ کے لئے نذر ماننا کیسا ہے؟ اس کا حکم بیان کرتے ہوئے یوں تحریر کیا ہے:

> غیر اللہ کے لئے نذر ماننا بالاجماع باطل وحرام ہے اور اس نذر کے مال کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا مالک معلوم ہے تو یہ مال اسے لوٹا دیا جائے ورنہ مصالحِ مسلمین اور فقراء پر صرف کیا جائے ۔(۲)

اسی طرح بعض علاقوں میں بیوہ عورتیں چوڑیاں توڑتی ہیں ان کا یہ عمل کیسا ہے؟ اس کا حکم یوں بیان کیا ہے:

> بعض علاقوں میں یہ رسم ہے کہ جب کسی عورت کے شوہر کا انتقال ہو جاتا ہے تو عورتیں اس کے ہاتھوں کی چوڑیاں توڑ دیتی ہیں، اگر یہ چوڑیاں توڑنا کسی غلط عقیدے کی بنیاد پر ہے تو یہ ممنوع ہے۔(۳)

بعض توہمات جو غیروں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے مسلم معاشرہ میں درآئی ہیں ان کی بھی تردید کی گئی ہے، مثلاً ایک جگہ تحریر ہے:

> برادرانِ وطن اور مشرکانہ ماحول سے متاثر ہونے کی وجہ سے آج کل بہت سے مسلم گھرانوں میں بھی توہمات نے جڑ پکڑ رکھی ہے کہ کھڑے ہو کر کنگھی کی جائے تو تہمت لگے گی، چھپکلی گھر میں آئے تو ایمان کمزور ہوگا، دودھ ابل جائے تو نقصان ہوگا ......جامن کا

---

(۱) المسائل المہمۃ ۶/ ۲۳۲

(۲) المسائل المہمۃ ۴/ ۱۴۵

(۳) المسائل المہمۃ ۵/ ۵۷

درخت گھر میں ہوتو غربت آئے گی وغیرہ وغیرہ شرعاً ان کی کوئی اصل نہیں کیوں کہ ہم مسلمان ہیں اور عقیدہ ہمارا یہ ہے کہ نافع اور ضار صرف اللہ کی ذات ہے۔(۱)

اختصار و جامعیت

بے جا تفصیل وتطویل فتاوی نویسی میں ایک عیب شمار کیا جاتا ہے کامیاب مفتی وہی ہے جو مسائل کا جواب مختصر اور جامع عبارت میں دے دے، یہی وجہ ہے کہ مذکورہ مجموعہ میں بڑے سے بڑے مسئلہ کو آسان، سہل اور جامع عبارت میں حل کیا گیا ہے، مثلاً نماز جنازہ کے بعد میت کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا کیسا ہے؟ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے:

فقہ کی کتابوں میں اس کو منع کیا گیا ہے، کیوں کہ نمازِ جنازہ خود دعا ہے۔(۲)

بعض لوگ دعا کے لئے سجدہ کا التزام کرتے ہیں اس کا حکم اس طرح بیان کیا گیا ہے:

اس کا التزام بدعت ہے، اور نماز کے بعد متصلا چوں کہ سجدۂ تلاوت بھی مکروہ تحریمی ہے، اس لئے نماز کے بعد متصلا سجدہ میں جا کر دعا مانگنا مکروہ ہوگا۔(۳)

شادی سے پہلے منگیتر کے ساتھ خلوت اور تنہائی اختیار کرنا بعض علاقوں میں رواج پا رہا ہے اس کا حکم اس طرح بیان کیا گیا ہے:

نکاح سے پہلے منگیتر کو چھپ کر دیکھنا جائز تو ہے مگر بعض لوگوں نے اس امرِ جائز سے ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہے......بعض لوگ تو لڑکا اور لڑکی کو کسی جگہ ساتھ رہنے اور زندگی کا کچھ حصہ مل کر

---

(۱) المسائل المہمۃ ۳۰/۵
(۲) المسائل المہمۃ ۱۱۵/۳
(۳) المسائل المہمۃ ۱۳۰/۵

گذارنے کے لئے تجربہ کے طور پر بھیج دیتے ہیں شرعا یہ ناجائز وحرام ہے کیوں کہ نکاح سے پہلے دونوں اجنبی ہیں۔(۱)

خلاصہ

المسائل المہمۃ کی اب تک شائع شدہ ۷/ جلدیں ہیں جس میں کل ۲۲۴/ ابواب اور ۱۵۷۴/ مسائل ہیں، جس میں پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کیا گیا، جس سے صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ایک کامل ومکمل مذہب ہے، جس میں رہتی دنیا تک کے لئے آنے والے سارے مسائل کا حل موجود ہے، کوئی ایسا مسئلہ نہ اب تک پیش آیا ہے، نہ مستقبل میں ان شاء اللہ پیش آئے گا کہ دائرہ شرعی میں رہتے ہوئے اس کا حل کرنا ممکن نہ ہو، قدرتی طور پر اللہ تعالی نے اس دین میں ایسی لچک رکھی ہے کہ ہر دور کے پیدا شدہ مسائل کا حل اس میں موجود ہے، البتہ اس کے لئے غواصی کرنے والے چاہیں جو اپنی اخّاذ طبیعت سے موتی نکال سکے۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

(۱) المسائل المہمۃ ۱۱۲/۴

محمود الفتاوی

مولوی محمد خواجہ عارف خان قاسمی

دورحاضر میں شائع ہونے والے فتاوی کے وہ مجموعے جنہیں علماء دیوبند کے مسلک ومشرب کا حقیقی ترجمان اور اعتدال فکر کا زبردست شاہکار قرار دیا جاسکتا ہے ان میں محمود الفتاوی خاص طور پر قابل ذکر ہے، یہ فتاوی برکۃ العصر حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم صدر مفتی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے بافیض قلم سے ہیں۔

صاحبِ فتاوی کا تعارف

اللہ تعالی نے آپ کو علم وفضل کے ساتھ تقوی وطہارت کے بلند مرتبہ پر فائز فرمایا ہے، آپ کا تعلق گجرات کے مشہور تاریخی وساحلی علاقہ ضلع بھروچ کے چھوٹے سے گاؤں ''خانپور'' سے ہے، آپ کی ولادت ۲۷/ شوال المکرّم ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۴/ستمبر ۱۹۴۶ء بروز منگل رات دس بجے ہوئی، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی وطنِ مالوف میں حاصل کی، ۱۳۷۷ھ مطابق ۸/مئی ۱۹۵۸ء میں جامعہ اشرفیہ راندیر میں داخلہ لے کر فارسی تا دورۂ حدیث درسِ نظامی پڑھا، پھر ۱۳۸۶ھ میں دورہ سے فراغت کے بعد آگے پڑھنے کی خواہش اور اساتذہ کے مشورہ سے ازہرِ ہند دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا، وہاں پر سالِ اول میں فنون کی کتابیں کبارِ اساتذہ سے پڑھی، سال دوم میں افتاء میں داخلہ نہ ہونے کے باوجود فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحبؒ کی کرم فرمائی سے انہیں کے اور مفتی نظام الدین صاحب کی نگرانی میں رہ کر فتوی نویسی کی خوب مشق کی اور علومِ فقہ وفتاوی میں کمال حاصل کیا، ۱۳۸۸ھ میں افتاء سے

فراغت کے بعد اپنے شیخ فقیہ الامت کے ایماء پر ۱۳۸۸ھ سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریسی خدمات کا آغاز فرمایا، سینتالیس سال سے آپ جامعہ کے ماہر استاذ ہیں اور ۲۹/انتیس سال سے صدر مفتی کے عہدہ پر فائز رہ کر فتوی نویسی کی خدمات انجام دے رہے ہیں، آپ بیس سال تک جامعہ کے ناظمِ تعلیمات بھی رہ چکے ہیں اور اب بھی اپنے وجودِ مسعود سے جامعہ کے ماحول کو روحانیت ورونق بخشے ہوئے ہیں، اسی کے ساتھ آپ کو حضرت شیخ زکریاؒ وفقیہ الامتؒ سے اجازتِ بیعت وتلقین بھی حاصل ہے، چنانچہ آپ ایک کامل شیخ طریقت بھی ہیں اور ہندو بیرونِ ہند میں خواص وعوام کی سلوک کی راہیں طے کرا رہے ہیں۔

مرتب کی کاوش

آپ کے مذکورہ فتاوی کی ترتیب وتبویب آپ ہی کے خاص شاگرد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے قدیم مؤقر استاذ ومعین مفتی مولانا عبدالقیوم صاحب راجکوٹی نے کی ہے، جو مفتی صاحب کے معتمد ومعاون ہونے کے ساتھ ساتھ طویل عرصہ سے مفتی صاحب سے علمی واصلاحی تعلق بھی رکھتے ہیں اور مفتی صاحب کے فتوی نویسی کے مزاج ومذاق سے خوب واقف بھی ہیں، حضرت موصوف نے اپنی دلی خواہش اور مفتی صاحب سے منسلک احباب کے اصرار پر فتاوی کے اس مجموعہ کو مرتب فرمایا ہے، ویسے تو مفتی صاحب کے زیرِ صدارت جامعہ کے دار الافتاء سے صادر ہونے والے فتاوی کی تعداد ۱۴۲۹ھ تک کے شمار کے مطابق پینتیس ہزار دوسو آٹھ ہے، جو ستائیس رجسٹروں میں درج ہیں، ان میں سے مفتی صاحب کے خودنوشتہ یا املاء کردہ فتاوی کی تعداد چودہ ہزار نوسو اکہتر ہے، جو سات رجسٹروں میں موجود ہیں، بقیہ بیس رجسٹروں میں دیگر مفتیانِ کرام کے فتاوی ہیں، مرتب نے آپ کے چودہ ہزار نوسو اکہتر فتاوی میں سے اب تک ایک ہزار چھ سو اکاسی فتاوی کی ترتیب وتبویب کر کے ۱۴۲۹ھ میں ابتدائی تین جلدیں مکتبہ انور سے شائع کی، بعد ازاں اس کی مزید دو جلدیں ۱۴۳۵ھ میں مکتبہ محمودیہ ڈابھیل سے مولانا ''الیاس جنیدی'' صاحب (بلیک برن، برطانیہ) کے نیک تعاون سے شائع فرمایا، یہ پانچ جلدیں کل تین ہزار چوالیس صفحات پر مشتمل ہیں اور بقیہ پر کام جاری ہے، نیز

جلد اول میں مرتب نے مفتی صاحب کے زمانۂ طالب علمی کے حالات اور تدریسی خدمات کی تفصیلات کو بھی مقدمہ کے تحت نقل کر دیا ہے، جس میں علم سیکھنے اور سکھانے والوں کے لئے بہت کچھ سیکھنے کی چیزیں ہیں، یہ مقدمہ تقریبا تین سوصفحات پر مشتمل ہے۔

فتاوی کا اسلوب و بیان

آپ کے فتاوی کی زبان نہایت صاف وشستہ ہے، جس سے قاری کو پڑھنے میں نہ کسی طرح کی دقت ہوتی ہے، نہ وہ اکتاہٹ محسوس کرتا ہے، آپ کلام کو بے جا طول دینے سے انتہائی گریز کرتے ہیں، آپ کے فتاوی مختصر بھی ہیں، طویل بھی ہیں بعضے بعضے فتاوی مستقل رسالہ کی شکل میں موجود ہیں، دراصل آپ مسئلہ کی اہمیت کو پیش نظر رکھ کر گفتگو فرماتے ہیں، اگر جواب کی بناء شریعت کے بنیادی اصولوں پر ہے تو نقل جواب سے قبل جواب کی تفہیم کی خاطر تمہیدی انداز میں ان اصول شریعت کی وضاحت فرماتے ہیں، پھر اس کی روشنی میں جواب دیتے ہیں، چناں چہ ایک سوال یہ آیا تھا کہ برطانیہ میں دیگر مما لک سے آنے والی چاند کی خبر پر عمل کرنے کا شرعی حکم کیا ہے، آپ نے اس پس منظر میں اٹھنے والے شبہات واعتراضات کا کافی وشافی جواب مرحمت فرمایا ہے۔(۱)

اگر کبھی کوئی مستفتی سوال میں مختلف امور گڈمڈ کر دیتا ہے، ترتیب کا لحاظ نہیں کرتا تو آپ جواب میں آسانی کے لئے ترتیب وار نمبر ڈال کر جواب نقل کرتے ہیں، اور اگر متعدد سوالات کا حکم شرعی ایک ہو تو ابتدائی سوال کا حکمِ شرعی، تفصیلی انداز میں تحریر فرمانے کے بعد اس نوع کے دیگر سوالوں کے جواب میں تفصیلی جواب کی جانب اشارہ کر دیتے ہیں، بعض دفعہ آپ جواب کی ابتداء ہی عربی عبارتوں سے اور اصول وضابطہ کلیہ سے کرتے ہیں، پھر ان کے مستفاد و ماحصل کو اچھی طرح سمجھا کر جواب تحریر کرتے ہیں، مثال کے طور پر جلد ۱/ فتوی نمبر: ۴۶ سمت قبلہ معلوم کرنے کا شرعی معیار، اور جلد ۲/ فتوی نمبر: ۸۷ ''روزہ افطار کرنے کا وقت'' دیکھا جائے۔

---

(۱) محمود الفتاوی ۲/ ۱۲۷ تا ۱۵۲

فتاوی میں نقل دلائل کا التزام

آپ اپنے فتاوی کو دلائل سے ضرور مبرہن کرتے ہیں اور خصوصاً اہل علم کی طرف سے کوئی استفتاء آتا ہے تو اس کے جواب میں بطور دلیل کے نصوصِ شرعیہ یا کم از کم کتبِ فقہیہ سے عبارت یا اس موضوع پر لکھی گئی کتاب کا نام ضرور تحریر فرماتے ہیں؛ چناں چہ ایک سوال آیا کہ بغیر عذر کے ریخوں کے درمیان سونا، چاندی بھرنا تحسین کی خاطر کیسا ہے؟ مفتی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

> دانت اگر ہل رہے ہوں اور گرنے کا اندیشہ ہو تو امام ابوحنیفہؒ وامام ابو یوسفؒ کے نزدیک دانت کو چاندی کے تار سے باندھنا درست ہے، قال محمد فی الجامع الصغیر ولا یشد الاسنان بالذهب ویشد ها بالفضة یر ید به اذا تحرکت الا سنان وخیف سقوطها فارا د صاحبها ان یشدها الخ (الفتاوی العالمگیریة ٥ / ٣٣٦) وشد السن بالفضة ای یحل شد السن المتحرك بالفضة ولا یحل بالذهب وهذا عند ابی حنیفة وابی یوسف وقال محمد : یحل بالذهب ایضا ، الی ان قال :و وجه المذکور هنا ان استعمالهما حرام الا للضرورة وقد زالت بالادنی وهوالفضة فلا حاجة الی الاعلی فبقی علی الاصل وهوالحرمة تبیین الحقائق ٦ / ١٦
> ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت وعذر، محض زینت وتحسین کے لئے دانتوں میں سونا چاندی بھروانا یا سونے کا خول چڑھانا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ ضرورت بقدر ضرورت ہوتی ہے اور یہاں کوئی ضرورت نہیں ہے، اور جو سونا چاندی بھروایا گیا ہے اگر آسانی

سے اس کا چھڑانا ممکن ہے تو اس کے ہوتے ہوئے غسل درست نہ ہوگا اور ممکن نہ ہو تو غسل صحیح ہو جائے گا۔ (از امداد الفتاوی ۱/ ۴۸) اور جو غلاف چڑھایا گیا وہ شدت اتصال کی وجہ سے جز کی طرح ہو جائے گا اور اس کے نیچے اصلی دانت کا غسل واجب نہ ہوگا۔ (کفایت المفتی ۲/۲۶۲)(۱)

مزاجِ شریعت کا لحاظ

حضرت والا اپنے فتاوی میں شریعت کے مزاج و مذاق کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہیں اور اس تعلق سے حکیمانہ انداز میں سائل کی بھی ذہن سازی فرماتے ہیں، جیسے یہ سوال کیا گیا تھا کہ شوہر بے روزگار ہے اور مقروض بھی ہے، گھر کی عورتیں یعنی بیوی اور بیٹیاں وغیرہ گھر بیٹھے سلائی کا کام کر کے کماتی ہیں، کیا ان کے لئے جائز ہے کہ وہ شوہر کے منع کرنے کے باوجود قریب میں واقع فیکٹریوں میں جا کر سلائی کا کام کریں، مفتی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

عورتوں کو قرآن پاک میں باری تعالی نے حکم دیا ہے (وقرن فی بیوتکن) اپنے گھروں میں رہو، اور نبی علیہ السلام کا ارشاد ''اذا خرجت المرأۃ استشرفها الشیطان ''یعنی عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاک لیتا ہے، اور برائی پھیلانے کا ذریعہ بناتا ہے، اور صحیح ابن خزیمہ وابن حبان میں یہ الفاظ بھی ہیں''واقرب ما تكون من وجه ربها وهی فی قعر بیتها ''یعنی عورت اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے بیچ میں مستور رہو۔ (از معارف القرآن ۷/ ۲۱۵/ ۲۱۶) عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ

(۱) محمود الفتاوی ۵/۱۱۶

کا سبب ہے اسی بناء پر فقہاء نے جماعت کی نماز کی شریعت میں تاکید آنے کے باوجود عورتوں کو نکلنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے آپ نہ خود جائیں اور نہ اپنی بہو بیٹیوں کو فیکٹری جانے کی اجازت دیں، حکومت سے جو کچھ ملتا ہے اسی پر کفایت شعاری سے گذر اوقات کر لیں اور قرض کی ادائیگی کے لئے ہر نماز کے بعد سات مرتبہ اس دعا کا اہتمام کریں،"اللهم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك "اگر پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہوگا تو انشاءاللہ دور ہو جائے گا۔(۱)

فتاوی میں ترغیب وترہیب

حکم شرعی جاننے کا مقصد اس پر عمل کرنا ہوتا ہے، اس لئے آپ مستفتی کو عمل پر ابھارنے کے لئے یا منکرات سے روکنے کے لئے اس سلسلہ میں وارد احادیث نبویہ وآثار صحابہ کو بھی ذکر کرتے ہیں اور اپنا داعیانہ فریضہ بخوبی انجام دیتے ہیں، خصوصاً طویل فتاوی میں یہ بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے، مثال کے طور پر یہ سوال کیا گیا تھا کہ نقد رقم دے کر اگر گاڑی خریدی جاتی ہے تو حکومت کی جانب سے لازم مختلف ٹیکس عائد ہوتے ہیں تو کیا ادھار خرید کر سود کے ساتھ قیمت چکائی جا سکتی ہے اور اسی طرح مسلمان اگر سودی کاروبار نہیں کرتا ہے تو پیچھے رہ جاتا ہے اور کرتا ہے تو ہندوستان کے اس ماحول میں سودی لین دین سے چھٹکارا نہیں تو ایسے ماحول میں کیا کیا جائے، مفتی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

سود کی حرمت فروعی اور استنباطی نہیں بلکہ منصوص اور قطعی ہے۔ "وحرم الربوا" اللہ تعالی نے سود کو حرام قرار دیا ہے، قرآن وحدیث میں اس پر بے شمار وعیدیں آئی ہیں، حدیث پاک میں سود کے ایک درہم کو چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت بتلایا گیا

(۱) محمود الفتاوی ۱۷۱/۵-۲ مکتبہ محمودیہ ڈابھیل

ہے، حدیث پاک میں سود لینے والے، دینے والے، سود کا رقعہ لکھنے والے اور سود کی گواہی دینے والے سب پر لعنت آئی ہے اور ان سب کو نفسِ گناہ میں برابر قرار دیا ہے، حدیث میں سود کے ستر اجزاء بتلا کر سب سے ہلکا جزء اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر بتلایا گیا ہے، دورِ نبوت و دورِ صحابہ میں مسلمانوں کو اور خود حضور علیہ السلام کو کفار کے قرضوں میں دبے ہونے کے باوجود کھانے پینے کو دو دو تین تین مہینہ کچھ میسر نہ آنے کے باوجود ان حضرات کو کفار کے مال کی جانب نظر اٹھا کر دیکھنے سے بھی منع فرما دیا گیا'' ولا تمدن عينيك الى مامتعنا به ازواجا منهم زهرة الحيوة الدنيا لنفتنهم فيه ورزق ربك خير و ابقى ''سودی کاروبار کے ذریعہ سے مسلمان کے مال میں ترقی و برکت نہیں ہوسکتی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ان الربوا وان كثر فان عاقبته تصير الى قل، سود خواہ کتنا ہی زیادہ ہو اس کا انجام کار قلت ہے، مگر آج کا مسلمان بار بار للچائی نظروں سے اسی کو دیکھتا ہے، اور انہیں کی روش پر چلتا ہے، تو یہ وہیں پہونچے گا جہاں وہ کفار پہونچے، لہذا سودی کاروبار کو مسلمانوں کی ترقی کا ذریعہ تجویز کرنا نصوصِ قرآن وحدیث کا مقابلہ کرنا ہے، مسلمانوں کی ترقی حلال وحرام کی تمیز کے بغیر مال جمع کرنے میں ہرگز نہیں، بلکہ مسلمانوں کی ترقی وکامیابی کا مدار احکام شریعت کی مکمل طور پر پابندی کرنے میں ہے۔(۱)

(۱) محمود الفتاوی ملخصا ۵/ ۴۴۱، ۴۴۴ مطبوعہ مکتبہ محمودیہ ڈابھیل گجرات

نئے مسائل کا حل

فتاوی کے اس مجموعہ میں عہد حاضر کے بہت سے نو پید مسائل آ گئے ہیں، حضرت والا جدید مسائل پر نہایت جچی تلی اور مقاصد شریعت سے ہم آہنگ و متوازن رائے رکھتے ہیں، ہمیشہ شریعت کی بالادستی قائم رکھتے ہیں، اور حالاتِ زمانہ کے مقابلہ میں راہِ عزیمت اختیار کرنے کا حوصلہ دیتے ہیں، یہ حصہ خاص کر اربابِ افتاء کے لئے بہت ہی کارآمد چیز ہے، نئے مسائل میں ٹھیٹ دیوبندی فکر و مذاق معلوم کرنا ہوتو اس حصہ کا مطالعہ ضروری ہے، ذیل میں ایک دو مثالیں دی جاتی ہیں جیسے آپ سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ: زید نامی ایک حافظ صاحب کی کڈنی خراب ہوگئی ہے فی الحال ڈایالیسس پر زندگی گذر رہی ہے، تین مفتیانِ کرام سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے دوسرے کا گردہ لگانے کو جائز قرار دیا، اب آپ سے فتوی معلوم کیا جارہا ہے آپ جو بھی جواب دیں گے اسی پر عمل ہوگا، ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ کڈنی بدلنے سے راحت مل سکتی ہے اور بعض رشتہ دار دینے کے لئے تیار بھی ہیں؟ مفتی صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسان اپنے بدن بلکہ کسی بھی عضو کا ایسا مالک نہیں ہے کہ اس میں آزادانہ تصرف کر سکے، اسی بناء پر اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنا عضو کسی دوسرے شخص کو قیمتاً یا بلا قیمت دے دے اور کتب فقہ میں اس کی بہت سی نظائر بھی ہیں، جیسے فتاوی قاضی خان میں ہے کہ کوئی شخص حالت اضطرار میں ہے بھوک کی وجہ سے اس کو اپنی جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہے اور کھانے کے لئے مردار بھی نہیں ہے، اب اگر کوئی دوسرا شخص اپنا ہاتھ یا بدن کا کسی جگہ سے گوشت کھانے کی اس مضطر کو پیش کش کرے تو مضطر کے لئے اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے اور اس کا پیش کرنا بھی جائز نہیں ہے، بلکہ خود مضطر کے لئے اپنے بدن سے گوشت کاٹ کر کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ (فتاوی قاضی خان ۶۵ کتاب الحظر والاباحۃ) یہی وجہ ہے کہ اسلام میں خودکشی حرام ہے؛ کیوں کہ انسان اپنی روح کا مالک نہیں ہے کہ اسے ضائع کرے لہذا کسی زندہ یا مردہ انسان کا گردہ آپریشن کر کے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں ہے ،الاشباہ میں ضابطہ ہے کہ ضرر کو ضرر سے دفع نہ کیا جائے۔ (الاشباہ ص: ۱۰۹) اور فتاوی

عالمگیری میں ہے: الانتفاع باجزاء الآدمی لم یجز قیل للنجاسۃ وقیل للکرامۃ ہوا لصحیح، کذافی جواہر الاخلاطی، یعنی انسان کے کسی جز سے انتفاع جائز نہیں ہے اور عدم جواز کی علت انسان کی کرامت واحترام ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ولقد کرمنا بنی آدم (پارہ ۱۵/ رکوع ٦) حدیث میں نبی علیہ السلام نے لعن اللہ الواصلۃ والمستوصلۃ فرما کر دوسروں کے بالوں کو جوڑنے والی یا اپنے بالوں میں دوسری عورتوں کے بال جڑوانے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت فرمائی ہے اور فقہاء نے اسے حرام قرار دیا ہے، اسی بناء پر صورت مسئولہ میں حافظ زید کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے گردہ لے کر اپنے جسم میں لگوائے، آج کل کی تحقیق کے اعتبار سے نفع ہوتا ہو تو اس سے انکار نہیں، مگر اثمہما اکبر من نفعہما کے اصول پر نا جائز ہی ہوگا، اور ایسا کرنے میں انسانیت کی توہین ہے کہ اگر یہ طریقہ چل پڑا تو انسانی اعضاء بکری کا مال بن جائیں گے اور جس کا گردہ لیا گیا اس کی زندگی خطرے میں پڑے گی، جب کہ جس کو دیا گیا اس کی صحت یقینی نہیں ہے، اس لئے اللہ سے شفاء کی امید رکھیں علاج کے ساتھ دعاؤں کا بھی اہتمام کریں ،حسب حیثیت صدقہ وخیرات بھی کرتے رہئے الخ (فتاوی رحیمیہ ٦/ ۲۸٦ تا ۲۸۸)(۱)

ردِ بدعات ومنکرات

آپ اپنے فتاوی میں خلاف شرع پائے جانے والے امور کا رد بھی فرماتے ہیں اور اس سلسلہ میں نہ صرف اپنے مکتب فکر کے علماء کے فتاوی پیش فرماتے ہیں؛ بلکہ خود ان کے پیشواؤں کے حوالے بھی نقل فرماتے ہیں تا کہ یہ بات زیادہ مؤثر ثابت ہو؛ چناں چہ حضرت سے دریافت کیا گیا تھا کہ گاؤں میں مذہبی جماعت والے محرم نکالنے کے لئے ورگنی یعنی ہر گھر سے پیسے نکال کر تعزیہ نکالتے ہیں اور محرم کھیلا جاتا ہے، اس لئے ورگنی یعنی پیسہ دینا اچھا ہے یا نہیں اور نہیں تو کیوں؟ اور مذہبی جماعت کے برابر رہنے کے لئے ورگنی دینا پڑ رہا ہے، اس میں کچھ گناہ تو نہیں، مفتی صاحب اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

تعزیہ سازی کا نا جائز ہونا اور اس کا خلافِ دین ہونا اظہر من الشمس

---

(۱) محمود الفتاوی ملخصاً ۳/ ۲۸۹ تا ۲۹۲ مکتبہ انور ڈابھیل

ہے، ادنی درجہ کے مسلمان کے لئے بھی دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی، قرآن مجید میں ہے: اتعبدون ماتنحتون کیا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جس کو خود ہی نے تراشا ہے اور بنایا ہے اور ظاہر ہے کہ تعزیہ بھی انسان اپنے ہاتھ سے بانس کو تراش کر بناتا ہے اور پھر منت مانی جاتی ہے مرادیں مانگی جاتی ہیں، سجدہ کیا جاتا ہے اس کی زیارت کو زیارتِ امام حسینؓ سمجھا جاتا ہے کیا یہ سب باتیں روحِ ایمان اور تعلیمِ اسلام کے خلاف نہیں ہیں، علامہ سندھی ثم المدنی م ۱۱۶۳ھ فرماتے ہیں: رافضیوں کی برائیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ لوگ امام حسینؓ کی قبر کی تصویر بناتے ہیں اور اس کو مزین کر کے گلی کوچوں میں لے کر گشت کرتے ہیں اور یا حسین یا حسین پکارتے ہیں اور فضول خرچ کرتے ہیں، یہ تمام باتیں بدعت اور ناجائز ہیں۔ (الرفضۃ فی ظہر الرفضۃ) اسی طرح شاہ سید احمد صاحب بریلویؒ نے ان امور کو بت پرستی و بت سازی کی قسم قرار دیا ہے، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ مذکورہ امور کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ سب امور مسلمانوں کے نہیں اور اگر ان کا کچھ بھی تعلق اسلام سے ہوتا تو آپ ﷺ کی وفات کا دن اس ماتم سرائی کے لئے زیادہ مستحق تھا۔ (فتاوی رحیمیہ ۲/۳۴۲) اور اسی طرح جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی حکیم محمد حشمت صاحب بریلوی کے فتاوی بھی ان امور کے بدعت ہونے کے ہی ہیں (۱)

فقہی نظائر سے استدلال

اگر کسی مسئلہ کا حکم صریح یا صریح جزئیہ تلاشِ بسیار کے بعد بھی نہیں مل پاتا ہے تو

(۱) محمود الفتاوی ملخصاً ۴/۱۰۷ تا ۱۰۹

حضرت مفتی صاحب اپنے فقہی ذوق سے اس مسئلہ میں استیناس کر کے کوئی عبارت تحریر کر کے جواب نقل کرتے ہیں اور آخر میں لکھ دیتے ہیں کہ دیگر مفتیان کرام سے پوچھ کر عمل کریں، یہ آپ کا احتیاط ہے ورنہ اصل جواب وہی ہوتا ہے جو حضرت نے تحریر فرمایا، مثال کے طور پر محمود الفتاوی ۱۱۳/۵ پر یہ سوال ہے کہ کتوں کے ذریعہ چیکنگ کرتے ہیں تو کتے کی ناک سے نکلی ہوئی رینٹ پاک ہے یا ناپاک، مفتی صاحب اس کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> کتے کی ناک سے نکلنے والی ریزش کے سلسلہ میں کوئی صریح جزئیہ تلاش کے باوجود نہیں ملا، البتہ جانداروں کے پسینہ اور لعاب کے سلسلہ میں جو حکم دیا جاتا ہے وہی ناک کی ریزش کے سلسلہ میں سمجھ میں آتا ہے، لعاب اور پسینہ کے سلسلہ میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ دونوں گوشت سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے اگر گوشت ناپاک ہے تو ان دونوں پر بھی ناپاکی کا حکم جاری ہوتا ہے، کتے کے لعاب اور پسینہ پر ناپاکی کا حکم اسی لئے جاری کیا گیا، مذکورہ بالا اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ ناک کی ریزش بھی گوشت ہی سے پیدا ہوتی ہے، اس لئے اس کو بھی وہی حکم دیا جائے گا،
> وعرق كل شئ معتبر بسؤره طهارة ونجاسة وكراهة ؛ لأن السؤر مختلط باللعاب ،وهو والعرق متولد ان من اللحم اذ كل واحد منهما رطوبه متحللة من اللحم فأ خذ حكمه (البحرالرائق ١ / ١٣٢)

دیگر مسلک والوں کی رہنمائی

اپنے مسلک کے علاوہ دیگر مسلک کے مطابق فتوی تحریر کرنے کے معاملہ میں اہل علم کے درمیان یہ بات مسلم ہے کہ جب تک اس مسلک کے راجح و مفتی بہ قول سے پوری طرح واقفیت نہ ہو جواب لکھنا درست نہیں، ورنہ زبردست غلطی کا احتمال ہے، اسی لئے مفتی صاحب

غیر مسلک کے استفتاء کا جواب عموماً تحریر نہیں فرماتے، تاہم مجھ ناچیز کو سرسری مطالعہ کے دوران دو ایسے فتاوی نظر آئے جو مسلک شافعی کے مطابق تحریر کئے گئے اور وہ محمود الفتاوی جلد چہارم ص: ۲۳۶ تا ۲۳۹ پر درج ہیں، ان فتاوی کے آخر میں اس بات کی صراحت ہے کہ ہمارے دارالافتاء میں حنفی مسلک کے مطابق جواب دئے جاتے ہیں؛ لیکن آپ کی طلب پر کتب شوافع سے رجوع کر کے فقہ شافعی کے مطابق جواب دیا گیا ہے، اس لئے آپ کسی شافعی مفتی سے تصدیق کے بعد ہی عمل کریں۔

صاحب فتاوی کا ایک وصف خاص

مفتی صاحب کثیر المطالعہ ہونے کے باوجود فتوی نویسی میں اس قدر احتیاط برتتے ہیں کہ آپ علامہ شامیؒ کی طرح اپنے الفاظ میں بات کم کر کے دوسروں کی بات زیادہ نقل کرتے ہیں، اسی وجہ سے آپ کے فتاوی میں عربی کی طرح اردو فتاوی اور دیگر فقہی کتابوں و رسالوں کے حوالہ جات بکثرت پائے جاتے ہیں، اس لئے کہ آپ اگر کوئی مسئلہ کسی اردو کتاب سے بھی نقل کرتے ہیں تو اس کا حوالہ ضرور دیتے ہیں حضرت والا فرماتے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے سارے سوالوں کے جوابات دئے ہیں ہمیں تو صرف نقل کرنا ہے، اسی طرح ہم عصر علماء میں سے کسی کی کتاب میں کوئی عمدہ توجیہ پاتے ہیں تو اس کو نقل کرنے میں ذرہ برابر بھی عار محسوس نہیں کرتے، اگر اس کے بعد بھی کوئی گوشہ تشنہ رہ جاتا ہے اور کسی امر کی وضاحت مطلوب رہتی ہے تب جا کر اپنی طرف سے اس تشنگی کو دور کرنے اس امر کی جانب توجہ فرماتے ہیں، آپ کو تفرد سے نفرت ہے جس کا اثر ہے کہ آپ کے فتاوی میں تفرد بالکل نہیں ہے، بلکہ اہم مسائل میں آپ کا اپنے بڑوں کی طرف رجوع فرمانے کا معمول رہا ہے۔(۱) اسی طرح سے آپ اپنے دئے گئے فتوی پر عمل بھی کرتے ہیں اس کے خلاف نہیں کرتے۔(۲)

---

(۱) محمود الفتاوی ۱/ ۲۳۵

(۲) محمود الفتاوی ۱/ ۲۲۹

محمود الفتاوی اکابر کی نظر میں

آپ کے فتاوی وفقہی بصیرت پر اکابر علماء کو اعتماد بھی ہے، بعض فتاوی پر فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب نے تائیدی دستخط بھی ثبت فرمائی ہے۔(۱)

آپ کے تحریر کردہ ایک اہم فتوی کے متعلق مفتی سید عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

> ماشاء اللہ بہت عمدہ اور قابل عمل جواب ہے اس کی خوب اشاعت کی جائے۔(۲)

ہم عصر اکابر علماء کی رائیں

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:

> آپ کا وجود ملت کا گراں قدر سرمایہ ہے، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوریؒ کی روحانی وفقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحبؒ کی علمی تربیت سے انہیں علم اور روحانیت دونوں کے کمالات کا حصہٗ وافر ملا ہے، آپ کے فتاوی کو سرسری نظر سے دیکھنے پر ہی اندازہ ہوا کہ ان میں علم اور فقہ کا بیش بہا سرمایہ موجود ہے، اندازِ فکر واستنباط اپنے اکابر کا ہم رنگ ہے، اللہ تعالی اسے شرفِ قبولیت عطا فرما کر حضرت مولانا کے لئے صدقہ جاریہ بنائے، آمین (۳)

مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی جنرل سکریڑی اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا فرماتے ہیں:

---

(۱) محمود الفتاوی ۲/۱۵۲

(۲) محمود الفتاوی ۳/۱۳۵

(۳) محمود الفتاوی ۴/ ۳۷ مکتبہ محمودیہ ڈابھیل

ہندوستان کے جلیل القدر علماء و صاحبِ نظر فقہاء میں سے ہیں، استاذ محترم فقیہ الامت کے تربیت یافتہ مفتی سید عبدالرحیم صاحب کے معتمد، نیز حلقہ علماء کی محبوب شخصیت ہیں، راقم نے محمود الفتاوی کے مجموعہ کا مطالعہ کیا ہے، بہت خوب فتاوی ہیں تحقیق کے اعتبار سے بھی، زبان و بیان کے لحاظ سے بھی، اور اعتدال کے پہلو سے بھی، خاص کر نئے مسائل اچھی خاصی تعداد میں آ گئے ہیں، دعا ہے کہ اس کی مزید جلدیں آ جائیں مفتی صاحب کا سایۂ عاطفت تادیر قائم رہے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نفع پہونچے ۔ (۱)

(۱) ۴/۴۵ مکتبہ محمودیہ ڈابھیل

فتاوی صدارت العالیہ

مولوی شیخ قمرالدین قاسمی

عام مسلمانوں کے لئے استفتاء یعنی حکم شرعی معلوم کرنا اور اہل علم کے لئے فتوی دینا ایک دینی فریضہ اور شرعی ذمہ داری ہے، ہر مسلمان اس بات کا پابند ہے کہ وہ اللہ تعالی کے احکام کے مطابق زندگی گذارے اور زندگی کے تمام معاملات میں شریعت کا حکم معلوم کر کے اس کے مطابق عمل کرے، چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انما شفاء العی السوال (۱) یعنی شریعت کے احکام سے ناواقف شخص کا علاج سوال کرنا ہے۔

ہمارے ملک ہندوستان اور تقسیم کے بعد پاکستان کے دینی کاموں کی عمومی زبان اردو ہے علماء ومفتیان کرام نے اسی زبان میں فقہ وفتاوی کی اہم ذمہ داری ادا کی ہے، جس سے کئی ایک اردو فتاوے وجود میں آئے، انہی کتب فتاوی میں ایک معروف مجموعہ ''فتاوی صدارت العالیہ'' بھی ہے۔

صاحب فتاوی صدارت العالیہ

فتاوی صدارت العالیہ حضرت مولانا مفتی محمد رحیم الدین صاحبؒ کے فتاوی کا مجموعہ ہے، آپؒ کی ولادت باسعادت ۷/ ربیع الاخر ۱۳۱۱ھ م ۱۸/ اکٹوبر ۱۸۹۳ء بروز چہارشنبہ بمقام چندرائن گٹہ حیدرآباد میں ہوئی، حضرت گھر پر ابتدائی دینی تعلیم کے بعد بعمر ۶/ سال مدرسہ فخریہ آسمان جاہی میں شریک کروائے گئے اور بعمر ۱۱/ سال مدرسہ جامعہ نظامیہ میں شریک

(۱) السنن الکبری للبیہقی رقم الحدیث: ۱۰۷۷، ۱/ ۳۴۸ شاملہ

ہوئے، ۱۹۰۹ء میں مولوی کامل کا امتحان اور ۱۹۱۰ء میں مولوی عالم کے امتحانات میں امتیازی نشانات سے کامیاب ہوئے اور ۱۹۲۰ء میں سارے جامعہ میں اعلی درجہ سے کامیابی کے ساتھ فارغ التحصیل ہوئے، بچپن ہی سے آپؒ میں تحصیل علم کا شوق بدرجہ اتم موجود تھا، ابتداء سے ہی فن فقہ سے بے حد لگاؤ تھا، دوران تعلیم اپنے اساتذہ سے فقہی معلومات کیا کرتے تھے، آپ کے استاد آپ کو مفتی کے نام سے پکارتے تھے، استاد کا دیا ہوا لقب آپ کے نام کا جز بن گیا اور آپ مفتی محمد رحیم الدین صاحب کے نام سے ہر عام و خاص میں مشہور ہوئے۔

وفات

آپؒ کی وفات ۶/ ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۳/ فروری ۱۹۷۰ء بروز جمعہ ۱۱/ بج کر ۴۵/ منٹ پر ہوئی، اس طرح علم وکمال کی بے نظیر شخصیت اہل دنیا کی نظروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوجھل ہوکر رفیق اعلی سے جا ملی (۱)

فتاوی صدارت العالیہ

یہ مجموعہ عہد آصفیہ کے فتاوی کی یادگار ہے، جس میں قدیم علمی ادبی اور اسلامی ریاست حیدرآباد دکن کے سرکاری دارالافتاء کے فتاوی جمع ہیں، جو ۱۳۵۲ھ میں حیدرآباد ہی میں طبع ہوئے ہیں، کتاب کے سرورق پر یہ سرخی نمایاں ہے، مجموعہ مہمات مسائل واحکام فقہیہ، محکمہ شیخ الاسلام صدر الصدور، دولت آصفیہ موسوم بہ فتاوی صدارت العالیہ'' یہ فتاوی مفتی محمد رحیم الدین صاحب کے ہیں گو کتاب اپنے حجم اور تعداد مسائل کے لحاظ سے بہت مختصر ہے؛ لیکن عام فتاوی کے ابواب کی طرح اس میں بھی عبادات، مناکحات، عقود اور معاملات کے کوئی ۲۵/ ابواب جلد اول میں اور بارہ ابواب جلد ثانی میں اس طرح دونوں جلدوں میں متنوع احکام جمع ہوگئے ہیں، نکاح وطلاق سے متعلق فتاوی کسی قدر زیادہ ہیں، حوالہ جات کا اہتمام بھی ہے، جواب میں اردو تحریر تو بہت مختصر ہے؛ لیکن حوالہ جات تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں، مجموعی لحاظ سے یہ ایک بہتر مجموعہ ہے۔ (۲)

(۱) انوار نظامیہ ص: ۸۷ جامعہ نظامیہ (۲) فقہ اسلامی اصول وخدمات اور تقاضے ص: ۴۱۸

فتاوی میں دلائل کا اہتمام

صاحب فتاویٰ کی علمی گہرائی و گیرائی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؒ نے تمام مسائل کو دلائل و براہین سے مزین کیا ہے، جس میں عموما فتاوی عالمگیری کی عبارات کو ترجیح دی ہے، چناں چہ ایک استفتاء اور اس کا جواب درج ذیل ہے:

> کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ کو طلاق دیدی ہے، اب ہندہ اپنا مہر زید سے پانے کی شرعاً مستحق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا
>
> الجواب حامدا ومصلیا: مہر مؤجل طلاق کی وجہ سے معجّل ہو جاتا ہے، اگر چہ طلاق رجعی ہو، اس کے بعد شوہر رجوع بھی کرلے تو وہ مہر مؤجل نہیں ہوسکتا، عالمگیری ۱/ ۳۳۹ باب المہر میں ہے: وبالطلاق الرجعي يتعجل المؤجل وان راجعها لا يتاجل كذا في الخلاصة پس صورت مسئولہ میں جب کہ زید نے ہندہ کو طلاق دے دی ہے، ہندہ کو حق ہے کہ زید سے اپنا مہر مؤجل طلب کرلے۔ واللہ اعلم بالصواب (۱)

مسائل میں بے ترتیبی

صاحب فتاوی جو خود اپنے فتاوی کے مرتب ہیں، انہوں نے اگر چہ کتاب اور ابواب کا عنوان قائم کر کے ان کے تحت مسائل کو ذکر کیا ہے، لیکن بعض جگہ پر غیر متعلق مسائل کو بھی ذکر کر دیا ہے مثلاً: کتاب الطہارۃ میں کچھ ایسے مسائل بھی درج ہیں جو اس سے متعلق نہیں ہیں، جیسے جلد اول ص: ۲ پر یہ مسئلہ درج ہے:

> کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ناٹک والے یا کھیل تماشے والے تعمیر مسجد کے لئے چندہ دینا چاہتے ہیں، آیا ہر دو

(۱) فتاوی صدارت العالیہ ۱/ ۴۰

صورت میں جواز وعدم جواز کا کچھ فرق ہے؟

الجواب حامدا ومصلیا: رقم مذکور اگر کسی مسلمان کو دی جائے اور وہ بطور خود اس کو تعمیر کے لئے دے دے تو اس سے مسجد کی تعمیر شرعا جائز ہے۔ تفسیر احمدی لملاجیون مطبع حسینی کے ص: ۳۳۲ میں ہے: وقال صاحب المدارك و قيل كل مسجد بنى مباهاة او رياء او سمعة او لغرض سوى ابتغاء وجه الله او بمال غير طيب فهو لاحق بمسجد الضرار ـ والله اعلم بالصواب (۱)

تفصیلی دلائل کا عدم التزام

مصنفؒ نے جس کتاب کی عبارت سے استدلال کیا ہے، اس کی عبارت ذکر کرنے کے بعد عموماً باب اور صفحہ نمبر کا بھی اندراج کیا ہے، لیکن بعض بعض مقامات پر کتاب اور باب کی تعیین تو کی ہے؛ لیکن صفحات کی تعیین نہیں کی گئی، چناں چہ جلد اول کتاب الطلاق ص: ٦٦ پر ایک استفتاء اور اس کا جواب یوں ہے:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ ایک محرم شرعی کے ساتھ سفر حج پر تھی، بمبئی پہونچی تو یہ اطلاع ملی کہ اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، کیا ہندہ کو بمبئی سے عدت کے واسطے بلدہ واپس آنا چاہئے؟

الجواب حامدا ومصلیا: صورت مسئولہ میں ہندہ کو سفر حج ملتوی کر کے بمبئی ہی میں عدت وفات ختم کرنی چاہئے، درمختار کے باب العدۃ میں ہے: ابانها او مات عنها فی سفر وليس بينها وبين مصر مدة سفر رجعت الخ (۲)

(۱) فتاوی صدارت العالیہ ا/۲ کتاب الطہارۃ

(۲) فتاوی صدارات العالیہ ا/ ٦٦ کتاب الطلاق

جواب کا انداز

صاحب فتاویؒ نے اکثر وبیشتر استفتاء کے جواب کے شروع میں صورت مسئول عنہا کہہ کر جواب دیا ہے، لیکن کئی جگہوں پر الجواب حامدا ومصلیا کے بعد جواب کی اچھی طرح تمہید باندھا ہے، پھر اس کے بعد حوالہ کتب اور اس کی عبارات ذکر کیا ہے، پھر صورت مسئول عنہا کا جواب دیا ہے، چناں چہ جلد ثانی کتاب الطلاق ص:۳۴ پر درج ایک جواب ملاحظہ فرمائیں:

> الجواب حامدا ومصلیا: صحت طلاق کے لئے طلاق کی اضافت زوجہ کی طرف یا اس سے مخاطبت ہونا بھی شرط ہے، اگر بغیر اضافت یا خطاب کے طلاق کہی جائے تو شرعا واقع نہ ہوگی، درمختار کی کتاب الطلاق باب الصریح میں ہے: صریحه مالم يستعمل الا فيه ولو بالفارسية كطلقتك وانت طالق ومطلقة بالتشديد قيد بخطابها لم يقع لتركه الا ضافة اليها الخ ۔
>
> صورت مسئول عنہا میں اگر زید نے اپنی زوجہ کی طرف طلاق کی اضافت یا مخاطبت نہیں کی تو شرعا طلاق واقع نہیں ہوگی واللہ اعلم بالصواب (۱)

بعض مسائل کا تفصیلی جواب

مصنف علیہ الرحمہ نے سوالات کے جوابات دینے میں جہاں بہت اختصار سے کام لیا ہے جو قاری کو بہت آسان انداز میں سمجھ میں آجاتے ہیں وہیں بعض جگہوں پر آپ نے ضرورت کے پیش نظر جوابات کو طویل بھی لکھا ہے، جس میں بہت سارے دلائل وبراہین کو ذکر کیا ہے، چناں چہ جلد اول کتاب الحظر والاباحۃ ص:۱۲۹ میں ایک استفتاء جو خودکشی سے متعلق ہے کہ خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے یا نہ دیا جائے اس کا صاحب فتاوی نے جو جواب دیا

---

(۱) فتاوی صدارت العالیہ ۲/۳۴ کتاب الطلاق

ہے تقریباً ڈھائی صفحے پر مشتمل ہے، اس مسئلہ کو کتب فقہیہ کے حوالہ جات سے بھی مزین کیا ہے، اسی طرح جلد ثانی ص: ۱۳ میں تراویح کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ نے قرآن، حدیث اور اجماع صحابہ کی روشنی میں تراویح کے بیس رکعت مسنون ہونے کو بڑے بہترین انداز میں بالتفصیل ۴/ صفحات پر لکھا ہے۔

جواب میں سائل کی زبان کا لحاظ

صاحب فتاوی نے اپنے فتاوی میں مقتضائے حال کی بہت رعایت کی ہے، بعض مستفتی حضرات نے آپؒ سے عربی میں سوال کیا ہے تو آپ نے ان کی رعایت کرتے ہوئے اس کا جواب عربی میں تحریر فرمایا، عربی کا ایک استفتاء اور اس کا عربی ہی میں جواب ملاحظہ فرمائیں:

الی حضرة صاحب الفضيلة الا ستا ذ الجليل مفتی الديا ر النظامية بالصدارة العالية تحية واجلا لا بعد: اتشر ف بر فع الاستفتاء الاتی اليكم را جيا منكم ان تتكرموا بجواب شاف هل يجوز الخلع بلا معاوضة وا ذا جاز فما ذا يكون حكمه ؟

الجواب حا مدا ومصليا : نعم يجوز الخلع بمعاوضة وبدونها وتشتر ط المعاو ضة فيه كمافی الدر المختار " خالعها او طلقها بخمر او خنزير اوميتة اونحوها مما ليس بمال وقع الطلاق بائن فی الخلع رجعی فی غيره الخ" (۱)

مسائل کی تعداد

مصنفؒ نے اس مجموعہ کی جلد اول میں ۱۴۹/ مسائل اور جلد ثانی میں ۵۴/ مسائل

(۱) فتاوی صدارت العالیہ ۲/ ۵۰ کتاب الطلاق

کو بیان کیا ہے۔

فتاوی صدارت العالیہ کا یہ ایک مختصر سا تعارف ہے جس میں اس کے بعض پہلوؤں کی وضاحت کی سعی کی گئی، یہ مجموعہ اپنے حجم اور تعداد مسائل کے لحاظ سے بہت مختصر، مگر مجموعی لحاظ سے فتاوی کا ایک بہترین مجموعہ ہے، آخر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی صاحب فتاوی کو اعلی علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی اس خدمت کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کے افادہ کو عام وتام فرمائے آمین۔

فتاوی نظامیہ

مولوی محمد اظہر الدین حسامی

جنوبی ہند کی علم پرور زمین حیدرآباد دکن کا ایک مشہور دینی ادارہ ''جامعہ نظامیہ'' ہے جو ایک صدی سے زائد عرصے سے علم دین کی حفاظت اور اس کی ترویج وترقی کی ذمہ داری انجام دیتا آرہا ہے، جامعہ نظامیہ کے سرپرست حضرت مولانا محمد انوار اللہ خان صاحب بہادرؒ کے حکم سے جامعہ میں رمضان المبارک ۱۳۲۸ھ میں دار الافتاء کا قیام عمل میں آیا اور حضرت مولانا مفتی رکن الدین صاحب مرحوم کی خدمات حاصل کی گئیں، مفتی صاحب علم وعمل کے پیکر اور بہترین خطیب تھے، نو سال تک انہوں نے یہ عظیم خدمت انجام دی، اس دوران تحریر کئے ہوئے فتاوی کو اولاً تین مختلف جلدوں میں شائع کیا گیا تھا، اس کے نسخے بہت جلد ختم ہوگئے پھر ایک طویل عرصے تک اس کی دوبارہ طباعت نہیں ہوئی، اللہ جزائے خیر دے حضرت مولانا مفتی عظیم الدین صاحب دامت برکاتہم کو کہ انہوں نے اس پر دوبارہ محنت کی، اور تینوں جلدوں کے مسائل کو ایک ضخیم جلد میں ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۹۹۸ء میں شائع کیا، آپ نے اسے فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا۔

صاحب فتاوی کا تعارف

یہ کتاب حضرت مولانا مفتی رکن الدینؒ کے فتاوی کا مجموعہ ہے، آپؒ نے ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اور درسیات کی تکمیل جامعہ نظامیہ میں ہوئی، حضرت فضیلت جنگ علیہ الرحمہ سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے، آپ جامعہ نظامیہ کے مایۂ ناز فضلاء میں ہیں، سند فراغت ۱۹۰۴ء میں حاصل کرنے کے بعد جامعہ نظامیہ میں مدرس ہوئے، افتاء اور شیخ

الجامعہ کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیا اور زندگی بھر جامعہ نظامیہ کی خدمت میں مصروف رہے، اور ٦/ رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ میں اس عالم فانی سے رحلت کر گئے (۱)

مرتب فتاوی کا تعارف

حضرت مولانا مفتی محمد عظیم الدین صاحب دامت برکاتہم اس نئے مجموعہ کے مرتب ہیں، آپ کی ولادت ۱۹۳۹ء میں شہر حیدرآباد میں ہوئی، آپ کا شمار عصر حاضر کے اکابر علماء جامعہ نظامیہ میں ہوتا ہے، آپ کی علمی وفقہی خدمات جامعہ کی تاریخ کا اٹوٹ حصہ ہیں، ایک دیندار گھرانہ میں آپ کی تعلیم وتربیت کے مراحل طے ہوئے، ۱۹٥٦ء میں آپ نے سند فضیلت اور ۱۹٥۹ء میں جامعہ نظامیہ کی اعلی سند کامل الفقہ امتیازی نمبرات سے حاصل کی، فراغت کے بعد آپ اپنے مادر علمی جامعہ نظامیہ سے بھی ربط وتعلق کو برابر قائم رکھا اور بحیثیت مفتی ۱۹٦۳ء سے تادم تحریر دارالافتاء سے وابستہ ہیں، اس دوران ہزارہا فتاوی آپ کے قلم سے جاری ہوئے (۲)

طرز نگارش

حضرت مولانا مفتی رکن الدینؒ کے فتاوی کا یہ مجموعہ تین جلدوں پر مشتمل ہے، پہلی جلد میں اسلام کے ارکان خمسہ پر متعدد فتاوی کے علاوہ نکاح وطلاق، بیع وشراء، اور وقف وہبہ سے متعلق متعدد بیش قیمت فتاوی جمع ہیں، اس میں ایک باب حلال وحرام کا بھی ہے، دوسری جلد میں اسی طرح کے ابواب ہیں؛ البتہ اضحیہ و ذبائح، ایمان ونذور اور وصایا کے ابواب کا اضافہ ہے، تیسری جلد کے حظر واباحت کے باب میں کئی چھوٹے بڑے مسائل کے علاوہ عوام میں مروجہ بعض غلط رسوم کی نشاندہی کی گئی ہے، اہم مسائل وفتاوی میں شرح وبسط کے ساتھ مکمل تحقیق کی گئی ہے، عام طور پر جوابات میں تفصیل وتوضیح کا وصف نمایاں ہے، حوالہ جات کا اہتمام بھی ہے، فتاوی کی معتبر کتب سے استفادہ کیا گیا ہے، ضخامت کے لحاظ سے متوسط

---

(۱) سالنامہ نظامیہ ص:۱۷۹

(۲) جامعہ نظامیہ کی حدیثی خدمات ۲/۲۹۴

اور تینوں جلدوں میں مختلف نوع کے مسائل جمع ہیں؛ تاہم ابواب کا تکرار ہو گیا ہے، زبان سہل اور اسلوب نہایت سادہ ہے۔(۱)

خصوصیات فتاوی

فتاوی نظامیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اردو فتاوی میں اس کا ایک خاص مقام ومرتبہ ہے، یہ فتاوی بہت سی امتیازی خصوصیات کے حامل ہیں، ذیل میں ان کے چند امتیازی خصوصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱) فتاوی نویسی میں حوالہ کا اہتمام کیا گیا ہے، بلکہ ہر مسئلے میں فقہ حنفی کے مختلف اہم مستند عربی کتابوں کی عبارتیں درج کی گئی ہیں۔

۲) عام طور پر فتاوی شامی کا حوالہ دیا گیا ہے، اس کے علاوہ البحر الرائق، فتح القدیر، مراقی الفلاح، تاتارخانیہ، ہندیہ، عنایہ وغیرہ کے حوالے بھی پائے جاتے ہیں۔

۳) کتاب کے اخیر میں مصادر ومراجع کی فہرست دی گئی ہے، جس سے اس کتاب میں حوالے دئے گئے ہیں، جن کی تعداد ۱۷۴ ہے۔

۴) صاحب فتاوی نے خود ہی چوں کہ ہر مسئلہ میں کئی کئی عربی حوالوں کا ذکر کیا ہے، اس لئے مرتب کو تحقیق وتخریج کی ضرورت پیش نہیں آئی، بلکہ مرتب نے صرف ہر باب کے مسائل کو ان کے متعلقہ ابواب کے تحت جمع کر دیا ہے۔

۵) صاحب فتاوی کی زبان انتہائی شستہ اور سلیس ہے اور بے جا طوالت اور غایت درجہ ایجاز واختصار سے گریز کرتے ہوئے درمیانی راہ اختیار کی ہے۔

۶) عام فتاوی کی زبان اردو ہے، البتہ بعض فتاوی عربی وفارسی زبان میں

(۱) فقہ اسلامی، اصول وخدمات اور تقاضے ص: ۴۱۶

بھی درج ہیں۔

۷) موجودہ عہد میں اردو فتاوی میں ہر مسئلے پر عنوان لگانے کا رواج عام ہو گیا ہے، لیکن مرتب نے ہر مسئلے پر عنوان کا اہتمام نہیں کیا ہے، جس کی وجہ سے استفادہ میں دشواری پیش آتی ہے، اگر یہ کام ہو گیا تو اس کتاب سے استفاد کی راہ آسان ہو سکے گی۔

جمہور سے ہٹ کر کچھ مسائل

اس مجموعہ کی ان تمام خوبیوں کے باوجود اس میں چند ایسے مسائل بھی ذکر کئے گئے ہیں، جو جمہور کے مسلک کے خلاف ہیں، اس کی ایک مثال ذیل میں درج کی جاتی ہے، صاحب فتاوی نظامیہ ص:۱۰۸ پر تحریر فرماتے ہیں:

> قبروں پر پھول ڈالنا یا سبزی لگانا یا درخت لگانا درست ہے، ردالمحتار کے کتاب الجنائز میں ہے:
>
> ویکره ایضا قطع النبات الر طب و الحشیش من المقبرة دون الیابس کما فی البحر والدر و شرح المنیة وعلله فی الامدا د بانه ما دام رطبا یسبح الله تعالی فیونس المیت وتنزل بذکره الرحمة ونحو ه فی الخانیة اقول و دلیله ما و رد فی الحدیث من وضعه علیه الصلوة والسلام الجریدة الخضراء بعد شقها نصفین علی القبر ین اللذین یعذبان و تعلیله بالتخفیف عنهما مالم ییبسا ای یخفف عنهما ببر کة تسبیحهما ا ذ هو اکمل من تسبیح الیا بس لما فی الا خضر من نو ع حیاة وعلیه فکراهة قطع ذالك وان نبت نفسه ولم یملك لان فیه تفویت حق المیت

و یؤ خذ من ذالك ومن الحديث ندب وضع ذالك
للاتباع ويقاس عليه مااعتيد فی زماننا و ضع
اغصان الا س ونحوه وصر ح بذالك ايضا جما عة
من الشافعية ۔ والله اعلم بالصواب

صاحب فتاوی نے اس عبارت سے قبروں پر پھول ڈالنا یا سبزی یا درخت لگانے کا جو استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ اس عبارت میں پھول چڑھانے کا کوئی ذکر نہیں ہے، اس کے جواب میں علامہ عینیؒ متوفی ۸۵۵ھ حدیث مذکور کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال مرنبی الله صلی الله عليه وسلم علی قبرين من
بنی النجا ر هلكا فی الجاهلية منهما يعذبان فی
البول و النميمة ولهذا انكر الخطابی ومن تبعه وضع
الجر يد اليا بس و كذالك ما يفعله اكثر الناس من
وضع ما فيه رطوبته فی الرياحين و البقول ونحو
هما علی القبور ليس بشئی وانما السنة الغرز (۱)

اور امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

انی مر رت بقبرين يعذبان فاحببت بشفاعتی ان
ير فعه ذالك عنهما ما دام و طبين (۲)

اس صحیح اور صریح روایت سے معلوم ہوا کہ تخفیف عذاب کا اصل سبب آپ ﷺ کی شفاعت تھی، ٹہنیاں تو صرف اس کی علامت قرار دی گئی تھیں، اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ اصل سبب تخفیف عذاب کا ٹہنیوں کا سبز ہونا تھا، اور یہ علت پھول وغیرہ میں پائی جاتی ہے، تو اس سے صرف یہ ثابت ہوگا کہ گناہ گاروں اور فاسقوں کی قبروں پر پھول وغیرہ ڈالنے چاہئیں، حضرات اولیاء کی قبروں پر اس کا ثبوت کیسے ہوا؟ کیوں کہ آپ نے گناہ گاروں کی قبروں پر

(۱) عمدۃ القاری شرح بخاری ۳/۱۲۰ (۲) مسلم شریف ۲/۴۱۸ بیروت

ٹہنیاں رکھی تھیں نہ کہ حضرات اولیاء کرام کی قبروں پر۔(۱)

اس کے علاوہ اور بھی چند مسائل ہیں جن کی تحقیق لازم ہے، جیسے نذر و نیاز کرنا، ندائے غیر اللہ: یا رسول اللہ یا محمد وغیرہ اور عرس کرنا، اہل قبور سے مرادیں مانگنا، اولیاء اللہ کی مزاروں پر چادریں ڈالنا وغیرہ وغیرہ، اللہ ہم سب کو کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار کی وعید سے بچائے۔(آمین)

سائل کے بعض سوالات نظر انداز

فتاوی کی اکثر کتابوں میں دیکھا جاتا ہے کہ سائل کے دعوی کے مطابق ہر جزئیہ کی وضاحت اور تشفی بخش جواب دیا جاتا ہے، مگر فتاوی نظامیہ میں کچھ مسائل ایسے بھی پڑھنے کو ملے جن میں سائل کے ہر جزء کا جواب نہیں ہے، فتاوی نظامیہ کا ایک سوال و جواب ملاحظہ کریں:

سوال: ۱۔ ائمہ کرام میں کسی کی تقلید کرنے کی ضرورت نہیں ہے، تقلید کرنا بدعت ہے ۲۔ نداء غیر اللہ جائز نہیں؛ اسلئے یا رسول اللہ یا محمد کہنا کفر و شرک ہے ۳۔ توسل و استغاثہ جائز نہیں ہے ۴۔ مولود شریف پڑھنا بدعت ہے ۵۔ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاق دے تو وہ پھر اس کو رجوع کرسکتا ہے ۶۔ بزرگوں کے نام سے جو نیاز کی جاتی ہے اس کا کھانا نجس ہے۔

الجواب: جو لوگ ائمہ کی تقلید کے منکر ہیں اور تقلید کو بدعت جانتے ہیں، توسل و استغاثہ واستمداد بزرگان کو ناجائز ونذر ونیاز کو نجس مانتے ہیں اور نداء غیر اللہ مثلا یا رسول اللہ ویا محمد کو کفر و شرک کہتے ہیں ایسے لوگ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔

تفسیر احمدی میں ہے:

قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما یجوز للاربع

(۱) عمدۃ القاری شرح بخاری ۱/ ۸۷۷ بیروت

فلا یجوز الاتباع لمن حدث مجتهدا مخالفالهم

الاشباہ والنظائر میں ہے:

وما خالف الائمة الاربعة مخالف للا جماع وان كان فيه خلاف لغيرهم فقد صرح فى التحرير ان الاجماع انعقد على عدم العمل بمذهب مخالف للاربعة للانضباط مذاهبهم وانتشارها وكثرة اتباعهم

درمختار مطبوعہ محمدی کے صفحہ ۱۰۲ میں ہے:

ويمنع منه وكذا كل مؤذ ولوبلسانه

اسی صفحہ میں ہے:

بل ولاهل المحلة منع من ليس منهم عن الصلاة فى المسجد والله اعلم بالصواب (۱)

سوال میں سائل نے چھ سوالات کئے ہیں، جن میں سے مولود شریف پڑھنے کا حکم اسی طرح تین طلاق کے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا گیا، نیز جن سوالوں کا جواب دیا گیا ہے اس میں صرف تقلید کے وجوب پر دلیل دی ہے توسل، نذر و نیاز اور نداء غیر اللہ کے جواب پر کوئی دلیل نہیں دی ہے۔

خلاصہ مقالہ

بہر حال مصنف علیہ الرحمہ نے بڑی خوش اسلوبی سے اس کتاب کے اندر ان مسائل کو جمع کیا ہے جن کی عوام الناس کو ضرورت ہے، جواب عام فہم ہے، ہر مسئلے میں حوالہ کا اہتمام ہے، اللہ تبارک وتعالی صاحب فتاوی کی قبر کو نور سے منور فرمائے، اور ہم تمام کو جمہور سے منحرف مسائل سے بچتے ہوئے اس کتاب سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

(۱) فتاوی نظامیہ ص: ۵۰

منتخب فتاوی (جامعہ نظامیہ)

مولوی عبدالمتین قاسمی

شرعی حکم کے بیان کرنے کا نام فتوی ہے، اور ابتداء اسلام سے ہی یہ کام جاری ہے، مفتی اول تو خود باری تعالی ہیں، ارشاد ربانی ہے: یستفتونك قل الله یفتیكم (النساء) اے محمد ﷺ لوگ آپ سے فتوی پوچھتے ہیں، آپ فرمادیجئے ، اللہ تم کو فتوی دیتے ہیں، پھر اس منصب جلیل پر ذات رحمت للعالمین فائز رہی، اور یہ سلسلہ صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین سے لے کر اب تک جاری وساری ہے، دیار ہند میں یہ کام دو شکلوں میں انجام دیا جاتا رہا ہے، بڑے بڑے جامعات کے دارالافتاء سے اجتماعی طور پر اور فقہ پر گہری نظر رکھنے والی فقیہ شخصیات کی طرف سے انفرادی طور پر بھی اور جب کئی ایک فتاوی نت نئے مسائل پر لکھے گئے تو ان کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر ان کو کتابی شکل میں شائع کرنے کی طرف توجہ دی جانے لگی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اردو اور عربی زبان میں کئی ایک فتاوی کے مجموعے معرض وجود میں آچکے ہیں، جن میں کچھ ملکی سطح پر مشہور ہیں، تو کچھ ریاستی سطح پر، انہی مشہور ریاستی کتب فتاوی میں سے ایک منتخب فتاوی بھی ہے، جس میں فقہ حنفی کی روشنی میں دئے گئے سوالات کے جوابات کو جمع کیا گیا ہے، ذیل میں اس مجموعے کا مکمل جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

مختصر تعارف کتاب

حیدرآباد دکن کا ''جامعہ نظامیہ'' جو شہر حیدرآباد کی قدیم دینی درسگاہ ہے، یہاں دار الافتاء والقضاء بھی قائم ہے، جو باضابطہ تحریرا اور بالمشافہ دونوں طرح امت مسلمہ کی دینی

ضروریات پورا کرنے میں مشغول ہے، زیرنظر کتاب منتخب فتاوی اسی دارالافتاء سے جاری کردہ ان غیر رسمی فتاوی کا مجموعہ ہے، جو باضابطہ درج رجسٹر کئے نہیں جاتے، اور لیٹر پیڈ پر جاری نہیں ہوتے، ان میں صرف نفس حکم بتایا جاتا ہے، حوالہ جات کا بھی التزام نہیں کیا جاتا، ان کی افادیت کے پیش نظر ان میں سے منتخب فتاوی کو یکجا کر کے مجلس اشاعۃ العلوم جامعہ نظامیہ سے شائع کیا گیا ہے۔(۱)

تعارف صاحب فتاوی

صاحب فتاوی کا اسم گرامی محمد عظیم الدین ہے، اور موصوف محترم نے ۱۹۳۹ء کو سرزمین علم وفن الموسوم بہ حیدرآباد دکن کے ایک علمی خانوادے میں آنکھیں کھولیں۔ اور دکن کی قدیم دانش کدہ جامعہ نظامیہ سے ۱۹۵۶ء میں سند فضیلت لی اور ۱۹۵۹ء کو جامعہ نظامیہ کی اعلی سند کامل الفقہ درجہ اول سے حاصل کی۔ فراغت کے بعد بین الاقوامی شہرت کے حامل تحقیقی ادارہ ''دائرۃ المعارف العثمانیہ'' سے منسلک ہوئے، تا آں کہ ۲۰۱۴ء کو آپ کی پچاس سالہ خدمات کے اعتراف میں صدر جمہوریہ ایواڑ سے نوازا گیا، نیز تحقیقی خدمات کے ساتھ آپ نے اپنی مادر علمی جامعہ نظامیہ سے بھی ربط وتعلق برابر قائم رکھا، اور بحیثیت مفتی ۱۹۶۳ء سے تا دم تحریر مسند افتاء پر فائز ہیں۔ اطال اللہ عمرہ وادام فیضہ(۲)

ترتیب کتاب

اس مجموعے میں فتاوی کو باب وار جمع کیا گیا ہے، مگر ترتیب ابواب منفرد اور انوکھی ہے، چناں چہ پہلا باب عقائد و آداب کا ہے، دوسرا باب نماز، مسجد اور وقف کے متعلقات، تیسرا باب مسائل حج کا، چوتھا باب نکاح اور اس کے متعلقات، پانچواں باب میت اور وراثت کے مسائل اور چھٹا باب متفرقات کا ہے، یہ ترتیب معروف فقہی ترتیب سے مختلف ہے اور تشنۂ تکمیل بھی۔

---

(۱) منتخب فتاوی ص: ا مطبع مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد

(۲) جامعہ نظامیہ کی حدیثی خدمات ۲/۲۹۴ مطبع شیخ الاسلام لائبری اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن

تعداد فتاوی

زیر نظر کتاب ایک سو تینتالیس صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، اوراس میں ایک سو دو فتاوی ہیں، باب اول میں سولہ فتاوی، باب ثانی میں اٹھائیس فتاوی، باب ثالث میں تین فتوے، باب رابع میں اکیس فتوے، باب خامس میں نو اور آخری باب میں چوبیس فتاوی ہیں۔

آداب افتاء پر گہری نظر

مفتی صاحب دامت برکاتہم نے دوران تحریر اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے کہ جس سوال کا تعلق نہ تصحیح عقائد سے ہے نہ میدان عمل سے، اس کا جواب دینے کے بجائے نصیحت کا پہلو اختیار کرتے ہوئے اعمال کی جانب توجہ مبذول کرائی جائے، چناں چہ یزید بن معاویہؓ پر لعنت کرنے یا ترضی پڑھنے کے بارے میں سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> امام ابوحنیفہؒ کا مسلک خاموشی اختیار کرنا ہے، کہ قیامت میں مسلمانوں سے اس کے متعلق سوال نہیں ہوگا۔(۱)

زمانہ شناسی

بعض ایسے سوالات جن کا جواب مجیب کو حکومت وقت کی نظر میں مشکوک بنانے والا ہو، ان کو موصوف نے عمدہ پیرایہ میں اس طرح حل فرمایا ہے، کہ سوال کا جواب بھی ہو جائے اور اپنی شخصیت بھی بے غبار رہے، مثلا ایک شخص نے سوال کیا کہ میں اپنے ساتھ ہتھیار رکھنا چاہتا ہوں، جیسے تلوار، چاقو اور بندوق وغیرہ شرعاً کیا حکم ہے؟ جن حضرات کی نظر ملکی اور عالمی ماحول پر ہے وہ جانتے ہیں کہ پرنٹ میڈیا اور الکٹرانک میڈیا نے اس سلسلہ میں مسلمانوں کی شبیہ کو اتنا مشکوک کر دیا ہے کہ ہتھیار رکھنا تو کجا، ان کی بات کرنا ہی شخصیت کو Wanted بنا دیتا ہے، ایسے حالات میں موصوف نے جو جواب دیا ہے، وہ قابل تعریف ہے، تحریر فرماتے ہیں:

> حکومت کے قانون کے مطابق بعد اجازت ہتھیار رکھنا چاہئے۔(۲)

(۱) منتخب فتاوی ص: ۱۸ مطبع مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد

(۲) منتخب فتاوی ص: ۱۲۶ مطبع مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد

یہ جواب ایسا ہے کہ سائل کی نیت (حقیقت تو اللہ جانتا ہے) بالفرض غلط ہو تو بھی کسی بدنیت کو انگشت نمائی کی مجال نہیں رہتی۔

جواب میں اصولی انداز

بعض جگہ ایسا جواب دیا ہے کہ جواب کے ساتھ اسی قبیل کے دوسرے مسائل بھی حل ہو جائیں، چناں چہ ایک شخص نے جو پرندوں کا بیوپاری ہے، سوال کیا: ایمو پرندہ جو شتر مرغ کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور براعظم آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے...... آیا اس پرندے کا گوشت حلال ہے یا نہیں؟ تو موصوف محترم نے جواباً تحریر فرمایا:

> شرعاً جو پرندہ دانہ چگتا ہے، پنجے سے شکار نہیں کرتا ہے، وہ حلال ہے، لہٰذا اشتر مرغ حلال ہے(۱)

اس اصولی جواب سے جہاں سائل کا جواب ہو گیا وہیں دوسرے پرندوں کے حلال یا حرام ہونے کا حکم بھی معلوم ہو گیا۔

تنقیدی جائزہ

مذکورہ خوبیوں کے علاوہ چند جگہوں پر مسلکی مسائل میں اپنے ادارہ کی نظریات کی حمایت میں قلم راہ حق سے ہٹ کر مروجہ بدعت کی تقویت کا باعث بنا ہے، مندرجہ ذیل سطور میں اس کا جائزہ پیش ہے: مثلاً مروجہ سلام کو بدعت کہنے والے افراد کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

> درود و سلام پڑھنے کا حکم بفحوائے آیت قرآنی یاایھاالذین آمنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما (الاحزاب آیت ۵۶) مطلق اور عام ہے۔ انفرادی، اجتماعی بیٹھ کر، حالت قیام میں بھی پڑھ سکتے ہیں، تاہم مروجہ طریقہ کے مطابق قرون اولی میں اس کا رواج نہ تھا، تاہم یہ خلاف شرع بھی نہیں، بلکہ باعث اجر و ثواب ہے،(۲)

(۱) منتخب فتاوی ص:۱۳۰ مطبع مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد (۲) منتخب فتاوی ص:۳۷ مطبع مجلس اشاعۃ العلوم

مگر یہ جواب چند وجوہ سے غلط ہے ،اس کی تفصیل میں جانیے پہلے مروجہ سلام کی حقیقت ذہن میں رہے کہ مروجہ سلام نداء اور خطاب کے صیغوں کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ متعین ایام اور متعین نمازوں کے بعد پڑھا جاتا ہے۔اور اکثر علاقوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہوتا ہے۔

پہلی وجہ

نداوخطاب کے صیغے مثلا یانبی سلا م علیك یا حبیب سلا م علیك الخ سے درود پڑھنا صرف قبر اطہر پر مسنون ہے، چنانچہ فتح القدیر میں ہے:

من السنة ان تاتی قبر النبی ﷺ من قبل القبلة وتجعل ظهر ك الی القبلة و تستقبل القبر بوجهك ثم تقول السلا م علیك ایهاالنبی ورحمة الله وبركاته ...... وعلی ما ذكرنا یكون الواقف مستقبلا و جهه علیه الصلاة والسلا م وبصره فیكون اولی ثم یقول فی مو قفه السلا م علیك یارسول الله السلا م علیك یاخیر الخلق ...... السلا م علیك یا حبیب الله الخ(۱)

دوسری وجہ

موصوف محترم نے آیت صلوۃ وسلام سے استدلال کرتے ہوئے مروجہ سلام (جس کی حقیقت سطور بالا آپ نے دیکھی) کو جائز بلکہ باعث اجر وثواب کہا ہے، حالاں کہ مرقاۃ میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام حاضر خدمت ہوئے اور دریافت کیا اے اللہ کے نبی ﷺ آپ پر سلام کو تو ہم جانتے ہیں؛ مگر درود کے بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ تو سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ درود بھیجا کرو:

اللهم صل علی محمد واز وا جه و ذریته كماصلیت

(۱) فتح القدیر کتاب الحج مسائل منثورہ ۲/ ۱۶۸ مکتبہ زکریا

علی ال ابراھیم وبارك علی محمد وا ز وا جه و ذریته
كما باركت علی ال ابراھیم انك حمید مجید (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ موصوف محترم کا بیان حدیث نبوی کے بالکل خلاف ہے،اور مروجہ طریقۂ درودوسلام نہ صحابہ سے ثابت ہےاور نہ تابعین وغیرہ سےاس کا ثبوت ملتا ہے۔

تیسری وجہ

درود سلام اس طور پر پڑھایا جاتا ہے کہ لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہیں اور نہ پڑھنے والے کو بری نظر سے دیکھتے ہیں، حالانکہ فقہاء کرام اس بات کی صراحت کرتے ہیں کہ مباح کام جب اس طور پر انجام دیا جائے کہ لوگ اسکو سنت سمجھنے لگیں تو وہ مباح کام مکروہ ہو جاتا ہے، چناں چہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

کل مبـا ح یؤ دی الی زعـم الجهـال سنیة امر ا و و
جوبه فهو مكروه ۔(۲)

اور سب جانتے ہیں کہ مکروہ کام باعث اجر وثواب نہیں ہوسکتا۔

دوسری مثال

سود جیسے مسئلہ میں صاحب فتاوی سے ایک اجتہادی غلطی یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر سود کو جائز قرار دیا ہے، جب کہ جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بینک میں خواہ وہ سرکاری ہو یا پرائیوٹ فکس کی ہوئی رقم کا جو معاوضہ اور منافعہ ملتا ہے وہ سود ہے اور اس کا استعمال حرام ہے، مگر صاحب فتاوی ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

حکومتی بینک مسلمان کو اس کی جمع شدہ رقم سے زائد رقم ادا کرے تو وہ
زائد رقم مسلمان کے حق میں مباح ہے۔(۳)

---

(۱) مرقات باب الصلوۃ علی النبی ﷺ ۲/۴۱۷ دار الفکر بیروت بحوالہ شاملہ
(۲) العقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ ۲/۳۳۳، ڈیجٹیل لائبریری
(۳) منتخب فتاوی ص: ۱۱۳ مطبع مجلس اشاعۃ العلوم حیدر آباد

حالاں کہ قرآن وسنت کی توضیحات کے مطابق یہ سود ہے اور حرام ہے، کیوں کہ بینک میں جو رقم جمع کی جاتی ہے، وہ بطور قرض جمع کی جاتی ہے، اس رقم کی ادائیگی بنک پر لازم ہوتی ہے، اور ہلاک ہونے کی صورت میں بینک ضامن ہوتی ہے، جو اس رقم کے قرض ہونے کی واضح دلیل ہے، اور قرض دے کر کسی بھی طرح کی نفع اندوزی کو سرکار مدینہ نے ربوا فرمایا ہے:

كل قر ض جر منفعة فهو ربا (۱)

لہذا جمع شدہ پونجی سے زائد رقم یہ قرض پر نفع لینا ہے، جو بھوائے حدیث مذکور ربوا ہے، اور ربوا اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ احل الله البيع وحرم الربوا اور سود کھانے والوں پر اور کھلانے والے پر، سودی معاملہ لکھنے والے پر اور اس پر گواہ بننے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔(۲)

یہی وجہ ہے کہ محققین عصر فکسڈ ڈپازٹ میں رقم جمع کرنے کو بھی ناجائز کہتے ہیں؛ کیوں کہ فکسڈ ڈپازٹ میں رقم جمع کرانے پر سود ملتا ہے، گویا فکسڈ ڈپازٹ میں رکھنا سودی معاملہ کرنا ہے، جو حرام اور ملعون علیہ ہے۔(۳)

قبروں پر پھول ڈالنا

حضرت مفتی صاحب قبر پر پھول ڈالنے کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں:

قبروں پر پھول ڈالنا یا درخت لگانا درست ہے، حدیث میں وارد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ٹہنی کو توڑ کر دو قبروں پر رکھا اور فرمایا کہ جب تک یہ ذکر کرتے رہیں گے تخفیف عذاب کا باعث ہوگا۔(۴)

تحقیقی جائزہ

قبروں پر پھول ڈالنے کا ثبوت نہ فعل نبی سے ہے نہ فعل صحابہ وتابعین سے، بلکہ یہ

(۱) بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث ۱/۵۰۰ مطبع مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویہ مدینہ منورہ

(۲) صحیح مسلم باب لعن اکل الربوا وموکلہ ۳/۱۲۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت

(۳) فتاوی عثمانیہ ۳/۷۷ ۲ مطبع نعیمیہ دیوبند

(۴) منتخب فتاوی ص:۱۴۳ مطبع مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد

بدعت ہے، جو من احدث فی امر نا ھذا مالیس فیه فھو رد (۱) کے ذیل میں آتی ہے، اور حدیث جرید سے استدلال کرنا درست نہیں، کیوں کہ عذاب میں تخفیف کا باعث ٹہنی کا ذکر کرنا نہ تھا؛ بلکہ آپ ﷺ کی شفاعت باعث تخفیف عذاب تھی اور ٹہنی کا گاڑنا تو وہ علامت اور نشانی کے طور پر تھا، حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ انی مررت بقبر ین یعذبان فا حببت بشفاعتی ان یر فه ذاك عنھما ما دام الغصنان رطبین (۲)

نیز یہ ٹہنیاں عام درختوں سے نہ کاٹی گئی تھیں، بلکہ ان دو درختوں کی ٹہنیاں تھیں جو بطور معجزہ آپ کے پاس چل کر آئے تھے اور پھر اپنے اپنے مقام پر چلے گئے تھے۔ (۳)

اس روایت سے تو صرف تر ٹہنیوں کا ثبوت ملتا ہے، پھولوں اور چادروں کا ثبوت ہر گز نہیں ملتا۔

المختصر زیر تبصرہ کتاب جہاں بہت کچھ خوبیوں سے مزین ہے وہاں کچھ خامیاں اور غلطیاں بھی ہیں، اور غلطیوں سے پاک ذات تو وحدہ لاشریک کی ہے، اور مقام عصمت شان ہے انبیاءؑ کی، دیگر افراد بشر سے غلطی کا ہونا ممکن بھی ہے اور واقع بھی، اور نہ غلطیوں سے مبرا ہونے کا دعوی کیا جا سکتا ہے، اور نہ کسی سلیم العقل سے اس کی توقع ہے، آخر میں اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ اے اللہ ہم کو حق کی پہچان عطا فرما اور اس کی اتبا ع کی توفیق عطا فرما، اور ہم کو باطل کی پہچان عطا فرما اور اس سے اپنے دامن کو بچانے کی توفیق عطا فرما، آمین

(۱) بخاری، باب اذا اصطلحو علی صلح جور ۳/۱۸۴ ڈیجٹیل لائبریری
(۲) صحیح مسلم باب جابر الطّویل وقصہ ابی السیر ۲/ ۴۱۷ مطبع یاسر ندیم
(۳) صحیح مسلم باب جابر الطّویل وقصۃ الی السیر ۲/ ۴۱۷ یاسر ندیم

فتاوی رضویہ

مولوی محمد دستگیر قاسمی

فقہ وفتاوی ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعہ احکام شرع پر عمل آوری نہایت آسان ہوجاتی ہے، متقدمین ومتاخرین علماء کرام نے اس علم وفن پر عربی واردو زبانوں میں بے شمار تصانیف تحریر فرمائی ہیں، ماضی قریب میں بھی ہر مسلک ومشرب کے اہل علم نے اس میدان میں طبع آزمائی کی، انہی حضرات میں سے ایک نام مولانا احمد رضا خاں بریلوی (ولادت ۱۰/شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ وفات ۲۵/صفر ۱۳۴۰ھ م ۱۹۲۱ء) کا ہے جو فرقہ بریلویت کے بانی اور مؤسس سمجھے جاتے ہیں، موصوف تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف، تاریخ، سیرت، معانی، بیان، بدیع، عروض، ریاضی، توقیت، منطق، فلسفہ نیز علم طب، علم جفر، تکسیر، جومیٹری وغیرہ میں دسترس رکھتے تھے، خلاصہ یہ کہ خان صاحب کو پچاس سے زیادہ علوم میں مہارت تھی اور انہوں نے ان سارے فنون میں تصانیف کا یادگار ذخیرہ چھوڑا۔(۱)

ان کی جملہ تصانیف میں فتاوی رضویہ کو بریلوی حلقہ میں جو قبول عام نصیب ہوا بہت کم کسی تصنیف کے حصہ میں آیا۔

اجمالی تعارف وتبصرہ

اس کتاب کا مکمل نام ''العطایاا لنبویہ فی الفتاوی الر ضویہ'' ہے اور یہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ۵۴/ سالہ فتاوی کا مجموعہ ہے، آپ کی یہ کتاب پہلے ۱۲/

(۱) فتاوی رضویہ ۱/ مقدمۃ الکتاب رضا اکیڈمی ممبئ

جلدوں میں اور اب نئی طباعت ۳۰ جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس سوالات کے جوابات اور دو سو چھ رسائل ہیں اور اس کتاب کی ہر جلد تقریباً ہزار صفحات پر مشتمل ہے، اس میں خان صاحب نے اصل مسئلہ کے ساتھ سینکڑوں؛ بلکہ ہزاروں مسائل کو ضمناً بیان کیا ہے، اور مصنف نے اس کتاب میں قدیم فقہاء کے طرز واسلوب کو اختیار کیا، اور اس مجموعہ کے بیشتر مسائل دلائل عقلیہ ونقلیہ سے مزین ہیں، اور عام طور پر فتاوی مختصر ہیں، لیکن بعض بعض فتاوی اس قدر طویل ہیں کہ کئی صفحات پر مشتمل ہیں، اور بسا اوقات مستقل ایک رسالہ کی شکل اختیار کر گئے اور ان سارے فتاوی میں علم وتحقیق کے جوہر نمایاں نظر آتے ہیں، اور جا بجا جدید علوم: سائنس وطب اور علم کیمیاء سے بھی مدد لی گئی ہے، یہ خان صاحب کے علم فقہ میں نمایاں کارنامے ہیں، اس کا اعتراف نہ کرنا گویا حق اور سچائی سے انکار کرنا ہوگا، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جب انسان اعتدال کی راہ سے نکل کر افراط وتفریط کی ڈگر پر چلا جائے تو اس کے حقیقی علم سے اس کو کما حقہ فائدہ نہیں ہوتا، خان صاحب کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا کہ انہوں نے بھی اعتدال اور صراط مستقیم سے انحراف کیا، اور بہت سی چیزوں میں مبالغہ کر دیا اور بہت سی چیزوں میں ڈھیل کی راہ اختیار کی، مثلاً: علماء حق کی تکفیر کے مسئلہ میں انتہائی شدت اور غلو کا مظاہرہ کیا، جبکہ جنائز کے مسائل میں غلط عقائد اور رسوم ورواج کو بڑھاوا دیا اور قبر پرستی، نذر ونیاز اور فاتحہ اور عرس وقوالی کی تائید غیر محمود کی، آپ کے رسائل میں:

۱۔ لمع الاحکام ان لا وضوء من الزکام۔
۲۔ برکات السماء فی حکم اسراف الماء
۳۔ المطر السعید علی نبت جنس الصعید
۴۔ الحرف الحسن فی الکتابۃ علی الکفن
۵۔ الزاہر الباسم فی حرمۃ الزکاۃ علی بن ہاشم
۶۔ از کی الہلال بابطال ما احدث الناس فی امر الہلال

وغیرہ رسائل اہم اور قابل مطالعہ ہیں، رسائل کا نام تجویز کرنے میں ان چار خصوصیات کا لحاظ ہوتا تھا۔

الف۔ ہر نام عربی میں ہوتا ہے، خواہ رسالہ کسی بھی زبان میں ہو۔

ب۔ نام رکھائی میں سجع کا پورا خیال رکھا جاتا ہے۔

ج۔ ہر نام اسم بامسمّی ہوتا ہے، یعنی نام ہی سے پتہ چل جاتا کہ اس رسالہ کا موضوع کیا ہے۔

د۔ ہر نام تاریخی ہوتا، یعنی ابجد کے حساب سے اگر اس کے حروف کے اعداد نکالے جائیں تو ان کا مجموعہ اس سن پر دلالت کرتا ہے، جس میں وہ رسالہ لکھا گیا ہے۔

جزئیات پر غیر معمولی دسترس

فتاوی رضویہ کی خصوصیت یہ ہے کہ صاحب فتاوی سوالات کے جواب دینے میں نہایت گہرائی و گیرائی سے کام لیتے ہیں اور مسئلہ کی تہہ تک پہونچتے ہیں اور جواب میں سوال کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتے ہیں، تاکہ کوئی تشنگی باقی نہ رہ جائے اور اس سلسلہ میں دیگر علوم سے بھی مدد لیتے ہیں، موصوف کے تمام ہی فتاوی میں اس کی جھلک موجود ہے، چناں چہ مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

> ان کے زمانہ میں فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر آگاہی میں شاید ہی کوئی ان کا ہم پلہ ہو، اس حقیقت پر ان کے فتاوی اور ان کی کتاب کفل الفقیہ شاہد ہے جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظّمہ میں لکھی۔(۱)

تحقیق میں قدیم فقہاء کا اسلوب

فتاوی رضویہ کی تصنیف میں قدیم فقہاء کے اسلوب کو اختیار کیا گیا، حکیم محمد سعید

(۱) نزہۃ الخواطر نور محمد کراچی، ۸/۴۱ بحوالہ فتاوی رضویہ ا/ مقدمہ

دہلوی، چیرمین ہمدرد ٹرسٹ لکھتے ہیں:

> میرے نزدیک ان کے فتاوی کی اہمیت اس لئے نہیں ہے کہ وہ کثیر در کثیر فقہی جزئیات کے مجموعے ہیں، بلکہ ان کا خاص امتیاز یہ ہے کہ ان میں تحقیق کا وہ اسلوب ومعیار نظر آتا ہے، جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہاء میں نظر آتی ہے، میرا مطلب ہے کہ قرآنی نصوص اور سنن نبویہ کی تشریح وتعبیر اور ان سے احکام کے استنباط کے لئے قدیم فقہاء کرام جملہ علوم ووسائل سے کام لیتے تھے، یہ ساری خصوصیات مولانا کے فتاوی میں موجود ہیں۔(۱)

ضمنی مباحث کی بہتات

خان صاحب نے ہر جلد میں کتاب اور ابواب کے متعلق مسائل اور مضامین کو بنیادی طور پر ذکر کرنے کے ساتھ ضمناً ہزاروں مسائل کو جو مختلف ابواب سے متعلق ہیں بیان کئے، مثلا کتاب الطہارۃ کے متعلق جن ابواب سے فقہ وفتاوی میں بحث ہوتی ہے وہ تقریباً دس ہیں، لیکن خان صاحب نے کتاب الطہارۃ میں ان دس ابواب کو بنیادی طور پر ذکر کرنے کے ساتھ اس کے ضمن میں چھیالیس ابواب سے متعلق بھی ضمناً ہزاروں مسائل کو بیان کیا ہے۔(۲)

اجتہادی تحقیقات

بعض مسائل ایسے ہیں جن کو ذکر کرنے کے بعد اقول یا قلت کے عنوان سے علمی فوائد اور فقہی نوادرات کو بیان کیا اور اس میں اپنی رائے اور اپنی تحقیقات پیش کیں اور بعض مقامات پر قدیم فقہاء کرام سے فقہی وعلمی اختلاف کیا ہے؛ لیکن اسے ادباً تطفل اور معروضہ سے تعبیر کیا ہے، تاکہ یہ بزرگوں پر اعتراض واشکال نہ سمجھا جائے، چناں چہ جلد اول میں: اقول قلت کے عنوان سے تین ہزار پانچ سو چھتیس علمی فوائد وفقہی نوادرات اور ایک ہزار نو سو

(۱) معارف رضا شمارہ نہم ۱۹۸۹ء ۹۹ بحوالہ رضویہ ا/مقدمہ ص: ک

(۲) تعارف تصانیف امام احمد رضا ص: ۲۱ فرید بک ڈپو دہلی

پینتالیس ''تطفلات'' ومعروضات مندرج ہیں۔(۱)

دلائل نقلیہ وعقلیہ کا خاص اہتمام

فتاوی رضویہ کی پوری جلدوں میں جتنے مسائل اور جتنے فتاوی بیان کئے گئے ہیں کم وبیش تمام ہی دلائل عقلیہ ونقلیہ سے آراستہ وپیراستہ ہیں، موصوف نے ایک ایک مسئلہ پر کئی کئی دلائل دینے کا التزام کیا ہے، رسائل نما فتاوی میں تو آیات واحادیث اور فقہی عبارتوں کی بے تحاشا کثرت ہے، مثلا صرف ایک مسئلہ حرمت سجدۂ تحیہ کے ثبوت میں: آیات قرآنی، چالیس حدیثیں، اور دیڑھ سو نصوصِ فقہ پیش فرمائیں، خود ان کے اضافات ومعارف مزید براں ہیں۔(۲)

اسی طرح عورتوں کو زیارت قبور کے لئے جانے کی ممانعت کو احمد رضا خاں نے پندرہ نصوص سے مبرہن ومنقح کیا ہے، گیارہ صفحات پر مشتمل اس محققانہ رسالہ میں مکررات کو چھوڑ کر صرف ۶/ حدیثیں عنوان بحث ہیں۔(۳)

زبان سائل کا لحاظ

استفتاء کے جوابات میں سائل کی زبان کا لحاظ رکھا، اگر سائل عربی زبان میں سوال کرتا تو خان صاحب اس کو عربی میں جواب دیتے، بطور مثال اس کے لئے جلد اول ص:۱۰۲ جلد ششم ص:۱۷۱ دیکھ لی جائے، اور اگر سائل فارسی میں سوال کرتا تو اس کو فارسی میں جواب دیتے، چناں چہ جلد پنجم ص:۱۶۶ پر سائل نے سوال فارسی میں کیا تو خان صاحب نے جواب بھی فارسی میں دیا۔

فقہ وفتاوی کی کتابوں پر گہری نظر

خان صاحب کی کتب مذاہب پر بڑی گہری نظر تھی، وہ ایک عام عربی داں کی طرح

---

(۱) تعارف تصانیف امام احمد رضا ص:۲۱، فرید بک ڈپو

(۲) فتاوی رضویہ ۳/ مقدمہ ص: ق

(۳) تعارف تصانیف امام احمد رضا ص:۱۱۳ فرید بک ڈپو

ان کی ورق گردانی نہیں کرتے تھے؛ بلکہ ایک ہوش مند مبصر کی طرح ہر ہر سطر کا باریک بینی سے جائزہ لیتے تھے، اور خامی کی نشاندہی کر کے خود اس کی کمی پورا کرنے کی سعی کرتے، چناں چہ بیع مرابحہ کی تعریف کی بابت فرماتے ہیں:

> بیع مرابحہ کی جو تعریف عام کتب فقہ میں مرقوم ہے، وہ جامع اور مانع نہیں، صاحب درر نے اس کی تعریف میں ایسی ترمیم کی جس سے وہ اعتراض تو دفع ہوجاتا ہے؛ لیکن یہ تعریف بھی اعتراضات سے بالکلیہ پاک اور مکمل نہیں، صاحب بحر نے بھی ایک طویل اور مکمل تعریف فرمائی، مگر وہ بھی نامکمل ہے۔

پھر کمی کی نشاندہی کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

> یہ وہ شرط ثانی ضروری ولازمی وواجب تھی جس سے البحر الرائق میں باوصف استقصاء غفلت واقع ہوئی ہے۔(۱)

معرکۃ الآراء فتاوی

خان صاحب نے اپنی فقہی بلند پروازی سے نہ صرف متاخرین احناف کی بعض تحقیقات سے اختلاف کیا ہے؛ بلکہ اپنے معاصر فقہاء کے فتاوی پر بھی زبردست تنقید وتبصرہ کیا، پھر ایسے مسائل میں اپنے قیمتی افادات پیش فرمائے، چناں چہ خان صاحب نے کتاب الوصایا میں نفاذ وصیت اور موصی لہ بالزائد کے رد علی احد الزوجین پر ترجیح کے بارے میں ایک نہایت ہی معرکۃ الآراء اور طویل فتوی جو سوال سے جواب تک کل ۶۶/صفحات پر مشتمل ہے، بیان کیا اور خاص بات یہ ہے کہ اس استفتاء کے جواب میں پہلے آٹھ مفتیوں نے فتوی صادر کیا اور ہر ایک میں کچھ نہ کچھ اختلاف یا تضاد تھا، خان صاحب نے تمام فتاوی کو ملاحظہ کر کے مسئلہ سے متعلق بارہ افادات تحریر کئے اور ہر ایک افادے کے تحت مجموعی ستائیس فائدے اور ایک سو چوبیس تفریعات ذکر کی۔(۲)

(۱) رضویہ ۷/ ۱۵، ۱۶ (۲) رضویہ ۱۰/ مقدمہ

فتاوی رضویہ کے نامسعود پہلو

فتاوی رضویہ اپنے اعتبار سے فقہ وفتاوی کا انسائیکلوپیڈیا ہونے کے باوجود بہت سارے تاریک پہلو بھی اپنے اندر رکھتا ہے، خان صاحب نے علم فقہ کی اپنی خداداد صلاحیت کے بڑے حصہ کو بدعات وخرافات کو مدلل کرنے؛ بلکہ ان کی داغ بیل ڈالنے میں صرف کیا ہے، اور علمائے دیوبند کی تکفیر کے معاملے میں اس قدر حد سے گذر گئے کہ شرافت وانسانیت کو بھی حیا آنے لگے اور عقل ودانش بھی ماتم کرنے لگے۔

بدعات وخرافات کی تائید

بالائے کفن پھولوں کی چادر ڈالنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

> پھولوں کی چادر بالائے کفن ڈالنے میں شرعاً اصلاً حرج نہیں؛ بلکہ نیت حسن سے حسن ہے، جیسے قبور پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر ہیں تسبیح کرتے ہیں، اس سے میت کا دل بہلتا ہے اور رحمت اترتی ہے۔(۱)

اس مسئلہ میں خان صاحب نے ایک بدعت کے سلسلہ میں بڑی آسانی سے کہہ دیا کہ کوئی حرج نہیں؛ حالانکہ فقہ کی معتبر کتاب ردالمحتار میں ہے: تکرہ الستور علی القبور الخ (۲)

یعنی قبروں پر چادریں ڈالنا (خواہ چادر گل ہو یا چادر پارچہ) مکروہ ہے۔

اسی طرح اس مجموعہ کے جلد ۳/ میں خان صاحب نے ایک رسالہ لکھا، جس کا نام ''انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار'' اس میں خان صاحب نے نماز غوثیہ کو ثابت کیا، جس کا ثبوت نہ ہی قرآن میں ہے، نہ حدیث میں اور نہ صحابہ کے عمل میں، لکھتے ہیں:

> بعد مغرب دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص

(۱) رضویہ ۴/۱۲/ بمبئی

(۲) ردالمحتار ۲/ ۲۳۸ ایچ ایم سعید پاکستان بحوالہ احسن الفتاوی ۱/ ۳۷۶ ایچ ایم سعید پاکستان

یا زدہ بار پھر بعد سلام نبی ﷺ عرض کرے پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام یاد کرے اور اپنی حاجت ذکر کرے۔(۱)

علماء حق کی تکفیر ودشنام طرازی

اپنے فتاوی میں احمد رضا خان صاحب نے اہل حق علماء پر جارحانہ حملے کئے، اور علماء دیوبند پر تکفیر کے مسئلہ میں انتہا کردی، اور علماء دیوبند پر انتہائی غلط بیانی اور غلط اقوال منسوب کئے اور اتنا جوش وخروش دکھایا کہ شاید ہی اتنا جوش وخروش کسی اور موضوع پر دکھایا ہو، موصوف لکھتے ہیں:

جو شخص پڑھا لکھا ہوکر مدرسہ دیوبند کی تعریف کرے اور دیوبندیوں کی نسبت کہے کہ میں ان کو برا نہیں کہتا، اسی قدر اس کے مسلمان نہ ہونے کو بس ہے، علماء کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ یہ لوگ کفار ومرتدین ہیں، موصوف کا کہنا ہے: من شك في عذابه و كفره فقد كفر، کہ جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔(۲)

اور اکابرین دیوبند کے تعلق سے زہرافشانی اور بدزبانی کرتے ہوئے ڈھٹائی کے ساتھ لکھتے ہیں:

قاسم نانوتوی ورشید احمد گنگوہی واشرف علی تھانوی اوران سب کے مقلدین ومتبعین وپیرواں ومدح خواں بالاتفاق علمائے اعلام کافر ہوئے اور جو ان کو کافر نہ جانے ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی بلاشبہ کافر ہے، چہ جائیکہ پیشوا اور سردار جانے۔(۳)

---

(۱) فتاوی رضویہ ۳/۵۲۲

(۲) رضویہ ۶/۱۱۰ رضا اکیڈمی

(۳) فتاوی رضویہ ۶/۱۰۶ رضا اکیڈمی بمبئی

خان صاحب نے علماء دیوبند کی طرف ایسے غلط عقائد منسوب کئے جو ایک عامی بد دین مسلمان بھی نہیں رکھ سکتا، موصوف کا بیان ہے کہ علمائے دیوبند حق تعالی شانہ کو جھوٹا بتلاتے ہیں، اور حضرت رسول مقبول ﷺ کو اپنے سے بہتر نہیں جانتے، حضرت فخر عالم ﷺ کی زیارت سے منع کرتے ہیں، شیطان ملعون کے علم کو حضرت فخر دو عالم سید الکائنات ﷺ کے علم سے زیادہ وسیع تر مانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بحمد اللہ علمائے دیوبند نے اس معاملہ میں خان صاحب کا کامیاب تعاقب کیا، اور علم وتحقیق کے دائرے میں ان کی افتراء پردازیوں کا مکمل جواب دیا، چناں چہ حضرت اقدس مولانا الحاج خلیل احمد سہارنپوری نے عربی زبان میں التصدیقات لدفع التلبیسات المعروف المھند علی المفند کے نام سے مشہور ومعروف رسالہ تحریر فرما کر یہ فرض کفایہ انجام دیا اردو زبان میں یہ رسالہ عقائدِ علماء دیوبند کے نام سے دستیاب ہے۔(۱)

علمائے دیوبند کے فتاوی پر بے دلیل اعتراضات

اپنے اس مجموعہ میں خان صاحب نے صرف علمائے دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ ہی میں شدت اختیار نہیں کی ؛ بلکہ مسائل کے باب میں بھی علماء دیوبند پر بلا دلیل اور بے بنیاد اعتراضات کئے، چناں چہ فتاوی رشیدیہ میں دیوارِ مسجد سے تیمّم کی کراہت والے مسئلہ کے متعلق خان صاحب لکھتے ہیں:

> تحریر مذکور صواب سے بیگانہ، فقاہت سے برکرانہ، محض بے بنیادکورانہ ہے، مذہب حنفی میں اس کی کچھ اصل نہیں، نہ کسی کتاب معتمد سے اس کی کراہت مستبین ہے۔(۲)

حالاں کہ خان صاحب کا اعتراض مولانا پر جھوٹا الزام ہے؛ کیوں کہ اس مسئلہ کی اصل اور بنیاد فقہ حنفی میں موجود ہے، چناں چہ فتاوی بزازیہ برحاشیۂ فتاوی عالمگیری میں ہے:

(۱) فتاوی مظاہر علوم ۱/ ۳۲۵

(۲) فتاوی رضویہ ۱/۳۳۷

ویکره مسح الرجل من طین والر دغة با سطوانة
المسجد او بحا ئطه وان مسح بتراب فی المسجد ان
کان ذالك التراب مجمو عا فی نا حیة غیر منبسط
لاباس به وان کان منبسطا مفر و شا یکر ه لانه
بمنزلة ارض المسجد (۱)

فتاوی رضویہ سافٹ ویر

بریلوی مکتبۂ فکر کے نزدیک فتاوی رضویہ نہایت مقبول تصنیف ہے اور انہوں نے اس کی اہمیت اور افادیت کو ملحوظ رکھ کر ایک سافٹ ویر تیار کیا ہے، یہ سافٹ ویر بھی ۳۰/ جلدوں، ۲۰۶/ رسائل اور ۶۸۴۷ فتاوی پر مشتمل ہے، خاص بات یہ ہے کہ یہ سافٹ ویر فتاوی رضویہ کے طویل وعریض دفتر میں پھیلے ہوئے ہزاروں مسائل میں مطلوب مسئلہ کو تلاش کر کے نکالنے (s e a r c h) کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، جس کی وجہ سے اس سے استفادہ بہت آسان ہو گیا ہے۔

خلاصہ کلام

فتاوی رضویہ کے دونوں پہلوؤں کو مکمل دیانت داری وانصاف کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے، فقہی وفنی اعتبار سے جس قدر اس میں خوبیاں ہیں، وہیں غیر اسلامی رسوم ورواج کی تائید اور حرمت مسلم کی پامالی کے نمونے بھی اس میں پائے جاتے ہیں، اگر اس حصہ کو اس سے نکال لیا جائے تو اس کو چودہ سو سالہ فقہی تاریخ کا ایک قیمتی وبے نظیر مجموعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

---

(۱) فتاوی بزازیہ علی ہامش الہندیہ ۱/ ۶۵ مکتبہ زکریا دیوبند

ملک کے بعض اہم دارالافتاء

مولوی محمد رضوان قاسمی

مدارس دینیہ کا وہ شعبہ جہاں سے امت مسلمہ کی مسلسل شرعی رہنمائی کی جاتی ہے اور جہاں سے ان کے روزمرہ کے فقہی مسائل حل کئے جاتے ہیں، وہ شعبۂ دارالافتاء ہے، جن مدارس میں یہ شعبہ موجود ہوتا ہے اور باتوفیق مفتیان کرام کی خدمات حاصل رہتی ہیں وہاں کی باغ وبہاراور رونق کچھ اور ہی ہوتی ہے، ایسے مدارس کا ملت اسلامیہ سے ربط وتعلق مضبوط ہوتا ہے اور ایسے علاقوں میں علمی وعملی فتنوں کے ابھرنے کے مواقع بھی بہت کم رہ جاتے ہیں ، سرزمین ہند کی خوش نصیبی ہے کہ یہاں بہت سارے ایسے دارالافتاء قائم ہیں جو دنیا بھر کے مراکز دینیہ کے لئے مرجع وسند ہونے کا درجہ رکھتے ہیں، ذیل میں اسی قسم کے چند اہم دارالافتاء کا تعارف وتذکرہ درج کیا جاتا ہے۔

دارالافتاء دارالعلوم دیوبند سہارنپور

دارالعلوم کا دارالافتاء ملک کا سب سے مشہور اور سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والا دارالافتاء ہے اور پوری دنیا میں فقہ حنفی کا سب سے بڑا مرکز ہے، ملک کی عظیم فقہی شخصیات اس سے وابستہ رہی ہیں۔

تاسیس مدرسہ کے ابتدائی زمانے میں استفتاء بانی دارالعلوم امام ربانی قاسم العلوم حضرت نانوتویؒ کی خدمت اقدس میں آتے رہے، کچھ دنوں یہ خدمت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی (متوفی ۱۳۰۲ھ) نے بھی کی،(۱)

(۱) فتاوی علماء ہند ا/۲۸۱

پھر ۱۳۱۰ھ میں باقاعدہ اس کے لئے ایک مستقل دار الافتاء قائم کیا گیا، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب دارالعلوم کے پہلے باضابطہ مفتی مقرر ہوئے اور ۱۳۱۰ھ سے مسلسل رجب ۱۳۴۶ھ تک اس عہدۂ افتاء پر فائز رہے، ابتداءاً فتاوی کی نقول رکھنے کا معمول نہیں تھا، اواخر ذی قعدہ ۱۳۲۹ھ سے ۱۳۴۶ھ تک فتاوی کی تعداد ۳۷۵۶۱ ہے۔(۱)

دار الافتاء دارالعلوم دیوبند میں مفتی عزیز الرحمان صاحب کے بعد مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی (متوفی ۱۳۹۶ھ) مفتی مہدی حسن صاحب (متوفی ۱۳۹۶ھ) مفتی محمود حسن صاحب (متوفی ۱۴۱۷ھ) مفتی نظام الدین صاحب (متوفی ۲۰۰۰ء) مفتی احمد علی سعید صاحب، مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحی، مفتی حبیب الرحمان خیرآبادی دامت برکاتہم و دیگر اصحاب فقہ وفتاوی نے مسند افتاء کو زینت بخشی یہاں برصغیر ہند و پاک و بنگلہ دیش کے علاوہ دنیا کے مختلف ملکوں کے افراد استفتاء بھیج کر جواب حاصل کرتے ہیں اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔(۲)

عظیم دینی درسگاہ سے جڑے ہونے کی وجہ سے وہاں کے دیگر اہل علم واساتذہ کے مشورے اور علمی تعاون بھی اسے حاصل ہے، اپنی اہمیت کی وجہ سے دارالافتاء سے بیک وقت کئی مفتیان کرام وابستہ ہوتے ہیں جو ان سوالات کے جوابات دیتے ہیں، یہ سوالات مختلف قسم کے اور متنوع ہوتے ہیں، ہر دور میں یہاں کے فتاوی پر عوام وخواص کا اعتماد رہا ہے اور آج بھی ہے۔(۳)

یہاں کے فتاوی پر مشتمل ایک کتاب پہلے عزیز الفتاوی شائع ہوئی تھی، پھر مفتی ظفیر الدین صاحبؒ کی ترتیب وتعلیق سے بارہ جلدوں میں فتاوی دارالعلوم شائع ہوئے، بعد میں حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری کی سرپرستی میں مزید جلدوں کی ترتیب کام شروع ہوا، اب تک الحمد للہ کل ملاکر ۱۸/ جلدیں شائع ہوچکی ہیں، جن میں حضرت مولانا

(۱) تاریخ دارالعلوم دیوبند ۲۰۲/۱

(۲) فتاوی علماء ہند ۲۸۱/۱

(۳) عصر حاضر کے مسائل اوران کا حل اور مسئلہ اجتہاد ص:۳۰۲

مفتی عزیز الرحمان صاحب کے فتاوی کی ترتیب مکمل ہوگئی ہے۔(۱)

دارالافتاء ندوۃ العلماء لکھنو یوپی

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو یوپی ملک کا ایک بڑا دینی وتعلیمی مرکز ہے، یہاں پر ہر دور میں اصحاب فضل وکمال کی جماعت رہی ہے، یہاں تدریسی ودیگر علمی سرگرمیوں کے ساتھ با قاعدہ دارالافتاء کا قیام مولانا لطیف اللہ علی گڑھی کی سرپرستی میں عمل میں آیا، دوسرے سال ہی مولانا کے شاگرد مفتی عبداللطیف صاحب کو باقاعدہ عہدۂ افتاء کے لئے مقرر کیا گیا، ان دو برسوں میں دارالافتاء کی طرف عوام وخواص کا رجوع ہوا، مولانا عبداللطیف صاحب کے بعد مولانا شبلی فقیہ جیراجپوری اس عہدہ کے لئے مقرر ہوئے، ان کے بعد مفتی محمد سعید ندوی اس کام کوانجام دیتے رہے اس کے بعد یہ اہم ذمہ داری مولانا مفتی محمد ظہور ندوی کے سپرد کی گئی۔

دارالافتاء دارالعلوم ندوۃ العلماء میں فتاوی محفوظ رکھنے کا کام کبھی ہوا اور کبھی بعض وجوہات کی بناء پر نہیں ہوسکا، تاہم فتاوی لکھنے کا کام تسلسل کے ساتھ ہوتا رہا، ۱۴۱۱ھ سے ۱۴۳۰ھ تک جو فتاوی رجسٹر میں محفوظ کئے گئے ان کی تعداد ۲۵۲۴۰ تک پہونچ چکی ہے۔

مولانا سید رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کی ایماء پر ترتیب فتاوی کا کام شروع کیا گیا ہے، چناں چہ جولائی ۲۰۰۵ء میں اس کام کے کے لئے باضابطہ مولانا منور سلطان ندوی کو متعین کیا گیا، انہوں نے ترتیب وحوالہ جات کی تحقیق وتخریج کا کام شروع کیا، اب تک تین جلدیں فتاوی ندوۃ العلماء کے نام سے شائع ہوچکی ہیں اور آگے کا کام جاری ہے۔(۲)

دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی ہندوستان کے ان اہم ترین دینی اداروں میں ہے جہاں سے ہزاروں افراد تعلیم پاکر نکلے اور دین کی خدمت میں مشغول ہوئے، وہاں تعلیم وتدریس کے ساتھ ابتداء ہی سے دارالافتاء کا شعبہ قائم ہے اس شعبہ سے ملک وبیرون ملک

(۱) کتاب النوازل ۱/۲۲۶

(۲) فتاوی ندوۃ العلماء ۱/۳۳،۳۷ وفتاوی علماء ہند ۱/۲۸۷

سے آنے والے مختلف علمی وفقہی سوالات کے تحقیقی جوابات لکھے جاتے ہیں یہ شعبہ ۱۳۳۸ھ میں باضابطہ قائم ہوا اس اہم کام کے لئے کئی مفتیان کرام متعین ہیں ،اس ادارہ کے فتاوی کا مجموعہ شرعی احکام ومسائل کا زبردست خزانہ ہے جو ۱۰/ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے ،ان فتاوی کی جمع وترتیب کا کام مولانا سید محمد خالد صاحبنے نہایت عرق ریزی کے بعد فتاوی مظاہرعلوم المعروف بہ فتاوی خلیلیہ کے نام سے شائع کیا۔(۱)

دارالافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد یوپی

مدرسہ شاہی کا قیام حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ کی تحریک پر اگرچہ ۱۲۹۶ھ میں ہوا تھا؛لیکن قیام کے بعد سے ۱۳۴۲ھ تک یہاں باقاعدہ دارالافتاء قائم نہ تھا؛ بلکہ موجود اکابر اساتذہ حسب ضرورت دینی مسائل زبانی یا تحریری طور پر سائلین کو بتادیا کرتے تھے۔(۲)

۱۳۴۲ھ میں جب سوالات کی آمد زیادہ ہوگئی اور اساتذہ کو اپنی دوسری ذمہ داریوں کے ساتھ کار افتاء میں دشواری ہونے لگی تو باضابطہ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا،جس کے پہلے مفتی کی حیثیت سے مولانا مفتی مصلح الدین عمریؒ کومقرر کیا گیا۔(۳)

جنہوں نے ۱۳۴۲ھ سے ۱۳۵۵ھ تک افتاء کی خدمت انجام دی ان کے بعد حضرت مولانا مفتی سید محمد میاں صاحب دیوبندی (متوفی ۱۳۹۵ھ) مفتی عجب نور صاحب سرحدی (متوفی ۱۳۸۵ھ) مفتی حامد میاں صاحب (متوفی ۱۴۰۸ھ) مفتی سید واجد رضا صاحب مرادآبادی (متوفی ۱۴۰۷ھ) مفتی اختر شاہ صاحب سنبھلی (متوفی ۱۳۸۸ھ) مفتی عبدالرحمٰن صاحب بچھرایونوی (متوفی ۱۴۰۳ھ) مفتی ریاض الدین میرٹھی (متوفی ۱۹۹۰ء) مفتی یحیی صاحب دربھنگوی اور مفتی عبدالوہاب صاحب سہارنپوری (متوفی ۱۹۹۱ء) نے اس شعبہ سے

(۱) فتاوی علماء ہند ص:۲۸۴

(۲) کتاب النوازل ۱/۲۴۲

(۳) فتاوی علماء ہند ۱/ ۲۸۶

وابستہ رہ کر نمایاں خدمات انجام دی، (۱) فی الحال دو مفتیان کرام حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی اور مفتی سلمان صاحب منصور پوری کے ذمہ افتاء کی ذمہ داری ہے۔ (۲)

دارالافتاء امارت شرعیہ پٹنہ

حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ نے جب بہار میں نظام امارت قائم فرمایا تو جن شعبوں کی طرف آپ نے اولین توجہ فرمائی ان میں شعبہ افتاء بھی ہے۔ ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۹۲۱ء میں امارت شرعیہ کا قیام عمل میں آیا، امارت شرعیہ کے دارالافتاء کو شروع ہی سے اعتماد و اعتبار اور قبول عام حاصل رہا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت دارالافتاء امارت شرعیہ ملک کے ان تین چار ممتاز اداروں میں سے ایک ہے جہاں سب سے زیادہ استفتاء آتے ہیں اوران کے جوابات دئے جاتے ہیں، امارت شرعیہ کے اس اہم شعبہ سے ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے ہزاروں دینی مسائل کے جوابات دئے جاتے ہیں، پھلواری شریف پٹنہ کے علاوہ دارالافتاء امارت شرعیہ کا ایک مرکز خانقاہ رحمانی مونگیر میں قائم ہے اور وہاں سے بھی اسی طرح فتاوی جاری ہوتے ہیں، جیسے پھلواری شریف سے، اب تک ان دونوں جگہوں کے فتاوی کا انتخاب پانچ جلدوں میں فتاوی امارت شرعیہ کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے۔ (۳)

دارالافتاء جامعہ احیاء العلوم مبارکپور یوپی

۱۸۹۹ء میں حضرت مولانا حکیم الہی بخشؒ مرید قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارکپور کو ایک مکتب کی شکل میں قائم فرمایا، بعد میں یہ جامعہ کی شکل اختیار کرگیا، مشرقی یوپی میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم کی مقبولیت اور مرکزیت کی بناء پر ہر عام مسلمان اپنی دینی ضرورت کے لئے یہاں سے رجوع کرتے تھے، مفتی محمد یاسین صاحب مبارکپوریؒ کے زمانہ میں فتوی نویسی کا دور سب سے روشن اور شاندار رہا، آپ کے

---

(۱) کتاب النوازل ۱/۲۴۳

(۲) فتاوی علماء ہند ۱/ ۲۸۶

(۳) فتاوی علماء ہند ص: ۲۸۶

فتاوی محققانہ ہوتے تھے، وہاں کا دارالافتاء اپنے قیام سے آج تک فتوؤں کے لئے معروف ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے اور فتاوی کا ایک مجموعہ احیاء العلوم کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔(۱)

دارالافتاء فرنگی محل لکھنؤ یوپی

فرنگی محل اپنے علمی وفقہی خدمات کی وجہ سے ایک مشہور عالم خانوادہ ہے، جہاں ایک طرف علم کی خدمت ہوئی وہیں طویل عرصہ سے دارالافتاء بھی قائم ہے، حضرت مولانا ابوالحسنات فرنگی محلیؒ وہاں کے علماء میں سے ایک ہیں، ان کے فتاوی ''فتاوی عبدالحئی'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، اسی طرح زمانہ دراز تک حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقادرؒ (متوفی ۱۳۶۹ھ) نے افتاء کے فرائض انجام دیتے ہیں، ان کے فتاوی ''فتاوی فرنگی محل موسوم بہ فتاوی قادریہ'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، ان کے علاوہ مولانا محمد قیام الدین عبدالباری فرنگی محلی نے بھی فتاوی کا کام کیا ہے، جو فتاوی قیام الملۃ والدین کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، فی الحال مفتی نصر اللہ صاحب ندوی یہاں آنے والے استفتاء کے جوابات دیتے ہیں۔(۲)

دارالافتاء جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

گجرات قدیم زمانہ سے علمی مرکز رہا ہے، اسی کا ایک قصبہ سملک ڈابھیل ہے، جہاں جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین واقع ہے، اس کے تحت دارالافتاء بھی قائم ہے۔(۳)

جامعہ کی خوش نصیبی ہے کہ جو ذات گرامی دارالعلوم دیوبند کی عظیم الشان دارالافتاء کی خشت اول تھی وہی ذات گرامی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ کی خشت اول اور نقطۂ آغاز ثابت ہوئی اس سے مراد مفتی عزیز الرحمان صاحب عثمانی (متوفی ۱۳۴۷ھ) ہیں(۴)

آپ نے یہاں تقریبا دو ماہ فتوی نویسی کا کام انجام دیا، آپ کے بعد مولانا مفتی

(۱) فتاوی علماء ہند ا/۲۸۴۔۲۸۵

(۲) فتاوی علماء ہند ا/۲۸۲

(۳) فتاوی علماء ہند ص: ۲۸۷

(۴) نقوش بسم اللہ ا/۲۳۰

عبدالرحمان عثمانیؒ ودیگر اصحاب علم جیسے: حضرت مولانا احمد بزرگ سملکیؒ، حضرت مولانا اسماعیل بسم اللہ صاحبؒ، مولانا اسماعیل گورا صاحبؒ اور حضرت مولانا اسماعیل کچھولوی صاحبؒ نے افتاء کی خدمت انجام دی اور ۱۴۰۶ھ سے مولانا مفتی احمد خاں پوری مدظلہ اس ذمہ داری کو ادا کررہے ہیں آپ کے فتاوی کا مجموعہ "محمودالفتاوی" کے نام سے پانچ جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔(۱)

دارالافتاء جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ گجرات

دارالافتاء جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ گجرات اہم دارالافتاء میں سے ہے، یہاں ہزاروں فتاوی اب تک جاری ہو چکے ہیں، مفتی عبداللہ مظاہری کی سرپرستی میں اصحاب علم کی ایک جماعت اس خدمت کو انجام دے رہی ہے، وہاں سے فتاوی کی پہلی جلد "فتاوی مظہر سعادت" کے نام سے شائع ہو چکی ہے، آگے کا کام جاری ہے۔(۲)

دارالافتاء جامعہ باقیات صالحات ویلور

جنوبی ہند کے صوبہ ٹملناڈو کا شہر ویلور سوا سو سال سے علوم اسلامیہ کی تعلیم وتدریس کا مرکز رہا ہے اور وہاں جامعہ باقیات صالحات قائم ہے، اس کا دارالافتاء ملک کے ان قدیم دینی وفقہی مراکز میں سے ہے، جس کے ذریعہ ہزاروں افراد نے سوالات کر کے فقہی رہنمائی حاصل کی ہے، جامعہ باقیات صالحات ۱۳۰۱ھ میں قائم ہوا اس ادارہ کے بانی حضرت مولانا مفتی عبدالوہاب صاحب ایک فقیہ تھے، ان کے فتاوی کا مجموعہ "باقیات صالحات" کے نام سے شائع ہوا ہے۔(۳)

دارالافتاء اشاعت العلوم اکل کوا

اشاعت العلوم اکل کوا ملک کے اہم اداروں میں سے ہے، رئیس الجامعۃ مولانا غلام

---

(۱) فتاوی علماء ہند ص: ۲۸۸

(۲) فتاوی علماء ہند ص: ۲۸۸

(۳) فتاوی علماء ہند ص: ۲۸۶۔۲۸۷

محمد وستانوی صاحب نے ۳-۱۱-۱۴۲۸ھ میں دارالافتاء قائم کر کے مولانا جعفر ملی صاحب کو یہ اہم ذمہ داری سپرد کی، گذشتہ آٹھ سالوں میں یہاں کے دارالافتاء سے ۲۵۰۰۰ سوالات کے جوابات دئے گئے اور'' اہم مسائل جن میں ابتلا عام ہے'' کے نام سے سات جلدوں میں کتاب شائع ہوئی۔(۱)

دارالافتاء جامعہ نظامیہ حیدرآباد

جامعہ نظامیہ حیدرآباد علوم دینیہ کا مرکز اور شہرۂ آفاق ہونے کی وجہ سے اہلحاجت حسب ضرورت دینی سوالات جامعہ کو ارسال کر کے جوابات حاصل کیا کرتے تھے، جب یہ تعدا دزیادہ ہوئی تو ۱۳۲۸ھ میں دارالافتاء قائم کر کے مفتی محمد رکن الدین صاحب کو اس کام کے لئے مقرر کیا، یہاں کے فتاوی پر مشتمل کتاب'' فتاوی نظامیہ'' پہلے تین جلدوں میں شائع ہوئی تھی ،پھرنئی ترتیب کے ساتھ ایک ہی جلد میں شائع کیا گیا ہے۔(۲)

دارالافتاء دارالعلوم حیدرآباد

حیدرآباد میں جامعہ نظامیہ کے بعد دارالعلوم حیدرآباد کا دارالافتاء ضرورت مندوں کے لئے سب سے بڑا مرجع ہے اور ہمیشہ جامعہ ہذا کے دارالافتاء کو مایہ ناز علماء وارباب افتاء کی خدمات حاصل رہی ہے، ایک عرصہ تک حضرت مولانا مفتی محمد یحیی صاحب افتاء کی خدمات انجام دیتے رہے، اوران کے ساتھ مفتی نوال الرحمان صاحب مفتاحی، مولانا اختر امام عادل اور مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی تعاون کرتے رہے، یہاں سے ہزاروں سوالات کے جوابات دئے جا چکے ہیں، ان کا انتخاب کر کے ایک مجموعہ بھی کمپوز کے مرحلے میں ہے، بحمد اللہ لوگوں کا کرنے سے ہے، تحریری، زبانی اورفون پر بھی مسائل کے جواب دئے جاتے ہیں فی الحال مولانا مفتی جمال الدین صاحب کی نگرانی میں گذشتہ ۱۳-۱۴ سال سے یہ شعبہ منظم طور پر کام کررہا ہے۔(۳)

(۱) بذریعہ ای میل مفتی محمد جعفر ملی صاحب (۲) فتاوی نظامیہ ص:۱

(۳) جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد تعارف وخدمات ص:۳۷-۳۸

دارالافتاء المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

معہد کے قیام سے ہی دارالافتاء کا شعبہ قائم ہے اور اہل ضرورت کی ایک بڑی تعداد یہاں کے دارالافتاء سے رجوع کرتی ہے، خاص کر عائلی زندگی سے متعلق مسائل، نیز کاروباری اور جدید پیش آمدہ مسائل کے سلسلہ میں معہد کا دارالافتاء خاص مرجع ہے۔(۱)

دارالافتاء سبیل السلام حیدرآباد

دارالافتاء سبیل السلام میں تدریس کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت فتاوی لکھنے کا سلسلہ ابتداء ہی سے رہا، جس میں مولانا مفتی مظہرالدین قاسمیؒ اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جیسے حضرات نے خدمات انجام دی ہیں، اور اب مولانا مفتی عبدالودود صاحب مظاہری یہ خدمت انجام دے رہے ہیں۔(۲)

(۱) تعارف المعہد العالی

(۲) فتاوی علماء ہند ا/ ۲۸۷

آن لائن دارالافتاء

مولوی محمد ریاض الدین قاسمی

اکیسویں صدی کے آغاز میں ایک ایسی ٹکنالوجی نے جنم لیا جسے ہم اور آپ انٹرنیٹ کے نام سے جانتے ہیں، یہ ٹکنالوجی ایک انقلاب کی شکل اختیار کر گئی، اور اس تیز رفتاری سے بڑھی کہ دنیا حیران وششدر رہ گئی، جہاں اس انٹرنیٹ کے استعمال کے ذریعہ سارے عالم کی مسافتیں سمٹ گئی ہیں، وہیں دوسری طرف دنیا گلوبلائزیشن کی دنیا کہی جانے لگی ہے، معاشی اور اقتصادی امور میں نت نئے ترقیات نے جہاں نئے نئے مسائل لاکھڑے کر دیئے وہیں ذرائع ابلاغ کی نئی نئی ایجادات نے فکری ونظری تہذیبی وثقافتی جنگوں کے محاذ کھول دیئے ہیں۔

موجودہ دور میں حصول علم کے جدید ذرائع سے واقفیت ایک امر ناگزیر ہے، گزشتہ زمانے میں علوم ومعارف کے دو بنیادی ذریعے تھے، ایک سینہ اور دوسرے سفینہ؛ لیکن عصر حاضر کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ہے، اب علوم ومعارف صرف کتابوں میں نہیں ہیں؛ بلکہ ہواؤں نے بھی ان علوم کو اپنے سینے میں سمو لیا ہے، جسے انٹرنیٹ کہا جاتا ہے، موجودہ دور میں اس کی افادیت مسلم ہے؛ ذیل میں انٹرنیٹ سے حصول فتاوی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، تاکہ استفادہ عام وتام ہو سکے۔

علمائے دیوبند کی ہمہ جہت خدمات

میں امت کی بروقت اور بھرپور رہنمائی اور باطل فرقوں کی بیخ کنی کے حوالے سے ایشیاء کی عظیم الشان دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کا نام ہی کافی ہے، جہاں دارالعلوم کی بہت

ساری خدمات ہیں، وہیں ایک خدمت برصغیر کے مسلمانوں کی بروقت دینی ودنیوی مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں معتدل اور متوازن حل پیش کرنا بھی ہے، یہ سلسلہ قیام دارالعلوم سے لے کر آج تک جاری ہے، اس کے لئے دارالعلوم میں مستقل طور سے دارالافتاء قائم ہے، جہاں قابل اور ماہر مفتیان کرام کی نگرانی میں امت کے درپیش مسائل کو حل کیا جاتا ہے، جب زمانہ میں ایک نیا انقلاب آیا، جہاں پہلے زبانی اور ڈاک سے استفتاء آتے تھے، وہیں اب آن لائن فتاوی کی مانگ ہونے لگی ہے، اور اس کی افادیت سے انکار مشکل تھا؛ چناں چہ اس افادیت کو محسوس کرتے ہوئے دارالعلوم نے شرعی حد میں رہتے ہوئے زمانہ سے قدم ملا کر ایک نئی اور مثبت کام کی بنیاد ڈالی، اور اپنی ویب سائٹ کا افتتاح کرتے ہوئے آن لائن دارالافتاء کے قیام کا اعلان کیا، جس کا مثبت نتیجہ جلد ہی دنیا کے سامنے آیا، اور دارالافتاء کی خدمات جہاں ملکی سطح تک محدود تھی اب اس کا دائرہ عالمی سطح تک پہونچ گیا، اور مسلمان ملک کے کونے کونے سے اپنے مسائل کے حل کے لئے رجوع ہونے لگے، اور اس کی تعداد میں اضافہ روز افزوں ہے، ذیل میں دارالعلوم کی ویب سائٹ اور بالخصوص آن لائن دارالافتاء کا تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

(۱) آن لائن دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کی پہلی ویب سائٹ ۲۰۰۰ء میں بنائی گئی، جس میں بہت سارے الگ الگ ڈپارٹمنٹس بنائے گئے، ان میں سے ایک آن لائن فتوی ہے، جس کو باضابطہ طور سے ۲۰۰۷ء میں تیار کیا گیا، اس سائٹ پر آن لائن سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں، اس سائٹ کو جناب محمد اعظم صاحب نے ڈیزائن کیا ہے، اس سائٹ کے بنانے کا مقصد ہندوستان اور بیرون ممالک کے مسلمانوں کے دینی، ملی اور شرعی مسائل کا مناسب اور معتدل حل پیش کرنا ہے، اور یہ دارالافتاء اس خدمت میں کئی سالوں سے مصروف ہے، جس کا فائدہ امت تک پہونچ رہا ہے۔

دارالعلوم کی اس سائٹ پر اردو، انگریزی دونوں زبانوں میں فتاوی موجود ہیں، جن

میں بنیادی طور پر چند مرکزی عناوین لگائے گئے ہیں، اوراس کے ضمن میں ذیلی مسائل پر فتاوی موجود ہیں جس کو بآسانی پڑھا جاسکتا ہے۔

امتیاز وخصوصیات

۱۔ اس سائٹ پر فتاوی کو ابواب فقہیہ کی ترتیب پر رکھا گیا ہے، جیسے عقائد وایمانیات سے متعلق جتنے مسائل ہیں انہیں ایک باب کے تحت ذکر کیا گیا ہے، یہی نہج دیگر مسائل میں بھی ہے۔

۲۔ ہر استفتاء پر اس کا نمبر درج ہے، جس کا یہ فائدہ ہے کہ اسے آسانی سے تلاش کیا جاسکتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس میں جعل سازی کے امکانات کم سے کم ہیں، کیوں کہ وہ نمبر دارالافتاء کے اصل رجسٹر میں بھی درج ہوتا ہے۔

۳۔ جہاں اس سائٹ پر اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں فتاوی موجود ہیں وہیں اس سائٹ کے رسمی صفحہ پر چند خصوصی فتاوی، مضامین، مقالات ہوتے ہیں اور وہ تمام مضامین pdf فائل کی شکل میں ہوتے ہیں، جنہیں موبائل فون پر بھی آسانی سے پڑھا جاسکتا ہے۔

ترتیب فتاوی

فتاوی کی ترتیب میں پانچ مرکزی عناوین ہیں:

۱۔عقائد وایمانیات ۲۔عبادات ۳۔معاشرت ۴۔معاملات
۵۔متفرقات

ان پانچ مرکزی عناوین کے تحت ذیلی مسائل ذکر کئے گئے ہیں، اردو فتاوی کی تعداد ۱۵۵۳۶ ہے، جبکہ انگریزی فتاوی کی تعداد ۶۲۳۶ ہے، اس طرح دونوں کی مجموعی تعداد ۲۲۷۷۲ ہے۔

مرتبین فتاوی

دارالعلوم دیوبند میں آن لائن فتاوی کی تحریر وترتیب کے لئے ایک جماعت ہے، ان

حضرات کا کام یہ ہے کہ آن لائن آنے والے انگریزی سوالات کا اردو ترجمہ کر کے مفتیان دار العلوم کی خدمت میں پیش کریں، پھر اس کے جوابات کو انگریزی زبان میں منتقل کر کے سائٹ پر upload کریں، چار افراد یہ خدمت انجام دیتے ہیں: مولانا محمد اللہ قاسمی، مولانا حسین قاسمی، مولانا اصلاح الدین قاسمی اور مولانا عبد الہادی قاسمی۔

طرزِ فتاوی

فتاوی کی زبان اور اس کا انداز بہت آسان ہے کہ جس سے مستفتی کو اطمینان ہوتا ہے، عموماً سوالات کے جوابات ہوتے ہیں، اگر استفتاء میں دلائل طلب کئے گئے ہیں تو مدلل فتوی بھی دیا جاتا ہے۔

فتوی کیسے معلوم کریں؟

آن لائن دار الافتاء میں فتوی معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سائٹ پر Ask (سوال پوچھئے) کا ایک اوپشن ہوتا ہے، وہاں جا کر آپ کو اپنا نام، پتہ فون نمبر، ای میل ایڈریس دینا پڑتا ہے، اس کے بعد سوال لکھنے کا خاکہ موجود ہوتا ہے، وہاں پر اپنا سوال لکھئے اور Send کر دیجئے، آپ کا سوال چند سیکنڈوں میں آپ کی مطلوبہ سائٹ پر پہونچ جائے گا۔

سائٹ کا ویب ایڈریس: WWW.daruloom-deoband.com

(۲) آن لائن فتوی بنوری ٹاؤن کراچی

جامعہ اسلامیہ بنوریہ عالمیہ دار العلوم دیوبند کے طرز پر قائم کیا گیا، یہ ایک دینی مذہبی اور منفرد ادارہ ہے، جس کی تاسیس ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء میں محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کے مبارک ہاتھوں عمل میں آئی۔

جامعہ بنوریہ کی فقہ وفتاوی کے حوالے سے بہت نمایاں خدمات انجام ہیں، یہی وجہ ہے کہ جہاں دار الافتاء سے ہر سال ہزاروں فتاوی جاری ہوتے ہیں، وہیں آن لائن دار الافتاء سے بھی کافی تعداد میں لوگ فتاوی حاصل کرتے ہیں اور اپنے دینی و دنیوی مسائل قرآن و حدیث کی روشنی میں حل کرتے ہیں۔

تعارف سائٹ

اس سائٹ کا قیام ۲۰۰۱ء میں عمل میں آیا، اس سائٹ کو حضرت مولانا مفتی نعیم صاحب (ویب ڈیزائنر و ڈیلوپر، آئی ٹی ایڈمنسٹریٹر) نے Design کیا ہے، اس سائٹ کے بنانے کا مقصد عصر حاضر کے مسلمانوں کے دینی و دنیوی، شرعی وملی اور الجھے ہوئے مسائل کو حل کرنا ہے، اور موجودہ دور کے نت نئے مسائل کے اسلامی احکام بیان کرنا ہے، جس میں دارالافتاء اپنا تاریخی کردار ادا کر رہا ہے، مفتیان کرام اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ قوم کی خدمات میں ہمہ تن مصروف ہیں، اللہ تعالی ان کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے۔

امتیازات وخصوصیات

۱۔ اس سائٹ پر وہ تمام مسائل موجود ہیں جو ایک مسلمان کی زندگی میں عموماً پیش آتے ہیں، مثلا: طہارت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج وعمرہ، عقائد، جنت، جہنم، قیامت وآخرت، ثواب وعقاب، ذکر ودعا، استخارہ، معاملات، معاشرت، علوم وفنون، جدید مسائل، ان تمام عناوین سے متعلق مسائل کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

۲۔ اس سائٹ کے فرنٹ پیج پر چند بنیادی لنکس موجود ہیں، جس میں اجمالی طور سے پورے سائٹ کا احاطہ کیا گیا ہے، جن میں چند عناوین لگائے گئے ہیں، سائٹ پر موجود تمام فتاوی کی اجمالی فہرست، اسی طرح جدید فتاوی کے نام الگ سے لکھ دئے گئے ہیں، اور اسی میں جدید اضافہ شدہ مسائل کا اجمالی ذکر بھی ہے، جن کی تعداد تقریبا ۲۶۹۳ ہے۔

۳۔ اس سائٹ پر قدیم مسائل ترتیب وار باعتبار ''ابجد ہوز'' مذکور ہیں، جن کی تعداد تقریبا ۱۰۶ ہے۔

۴۔ آن لائن دارالافتاء سے شائع ہونے والے تمام مسائل جامعہ کے اصل لیٹر پیاڈ پر لکھے جاتے ہیں، اور اس کے ساتھ جامعہ کی مہر بھی لگائی جاتی

ہے، جس کی وجہ سے اس کی استنادی حیثیت بڑھ گئی ہے۔

مرتبینِ فتاوی

حضرت مفتی نعیم صاحب، مفتی اسلم صاحب (معاون مفتی وذمہ دار اردو ترجمہ) اسی طرح مفتی شفیع اللہ صاحب (معاون مفتی وویب آپریٹر) یہ حضرات آن لائن دارالافتاء میں فتاوی کی تحریر وترتیب کے ذمہ دار ہیں۔

طرزِ فتاوی

فتاوی کا طرز نہایت عمدہ اور سلیس ہے، جتنے فتاوی شائع ہوتے ہیں، وہ تمام مفتیان کرام کے ہاتھوں صاف ستھری تحریر میں لکھے جاتے ہیں، اور تمام فتاوی مدلل ومحقق ہوتے ہیں، ہر فتوی کے ساتھ کم از کم تین دلائل لکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، ایسے فتاوی کے لئے سائٹ پر موجود فتاوی کا مطالعہ کریں۔

فتاوی بنوریہ اینڈ رائڈ فنکشن، جامعہ بنوریہ کے آن لائن دار الافتاء کا اینڈ رائڈ اپلیکیشن Android Application منظر عام پر آچکا ہے، جو ۱۸/اکتوبر ۲۰۱۴ء کو لانچ کیا گیا۔ اس App کو اس طرح ڈاونلوڈ کریں کہ اپنے انڈرائڈ فون کے Play Store میں جائیں وہاں پر Fatwa binoria سرچ کیجئے اور اسے انسٹال "Install" کیجئے، اس طرح آپ فتوی معلوم کرسکتے ہیں، فتاوی پڑھ سکتے ہیں، فتوی فوٹو کاپی ڈاونلوڈ کرسکتے ہیں اور اسے اپنی سوشیل سائٹس Skype facebook twitter پر شیئر بھی کرسکتے ہیں۔

ویب سائٹ ایڈریس

WWW. jamiabinoria.net

WWW. onlinefatawa. com

(۳) شریعہ بورڈ آف امریکہ

شہر حیدرآباد کے مشہور عالم دین حضرت مولانا مفتی نوال الرحمٰن صاحب مقیم حال

امریکہ کے زیر سرپرستی بنایا گیا ہے، آن لائن انگریزی دارالافتاء ہے۔ یہ آن لائن دارالافتاء شریعہ بورڈ تقریبا ۱۲/ سال سے سرگرم عمل ہے، پہلے یہ سائٹ دینی خطبات ومضامین، اور نعت وبیان کے لئے بنائی گئی تھی، لیکن فی الحال یہ سائٹ خاص دارالافتاء کے لئے استعمال کی جارہی ہے۔

ترتیب فتاوی

۳۲/ مرکزی عناوین کے تحت ذیلی مسائل ذکر کئے گئے ہیں، اب تک شریعہ بورڈ آف امریکہ سے ۱۸۴۵۰ فتاوی شائع ہو چکے ہیں۔

مرتبینِ فتاوی

دارالافتاء کے اصل ذمہ دار اور سرپرست حضرت مولانا مفتی نوال الرحمٰن صاحب ہیں، آپ کی نگرانی میں فتاوی کی ترتیب وتخریج کا کام نو سال تک دوسرے حضرات نے بھی کیا ہے، مثلاً: حضرت مولانا غلام صمدانی صاحب، مولانا مفتی امجد صاحب، مفتی عزیز الرحمٰن صاحب، اور فی الحال تین سال سے یہ ذمہ داری آپ کے صاحبزادے: مفتی رضاء الرحمٰن عابد اور مفتی عطاء الرحمٰن صاحب انجام دے رہے ہیں، ان حضرات کی نگرانی میں ۳/ سال کے اندر تقریبا ۱۵۰۰/ فتاوی شائع ہو چکے ہیں، اور یہی حضرات اس سائٹ کو آپریٹ بھی کرتے ہیں۔

ویب سائٹ ایڈریس

WWW.Shariaboard.net

(۴) آئن لائن دارالافتاء Ask Imam

یہ سائٹ مشہور بزرگ عالم دین حضرت مولانا مفتی ابراہیم دیسائی، خلیفہ صاحب فتاوی محمودیہ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ کی ہے، یہ سائٹ آن لائن فتوی پوچھنے کے لئے بنائی گئی ہے، لیکن یہ سائٹ انگریزی میں ہے، سوال وجواب دونوں انگریزی میں ہوتے ہیں، اس سائٹ کو امریکہ کے (Texas use) نامی علاقوں سے آپریٹ کیا جاتا ہے،

اور یہ سائٹ عالمی سطح پر مشہور ومعروف ہے۔لیکن اردوداں طبقہ اس سائٹ سے استفادہ سے کرنے سے محروم ہیں۔

امتیاز وخصوصیات

انگریزی سائٹس میں اس سائٹ کوسب سے زیادہ شہرت ومقبولیت حاصل ہے، شائع شدہ تمام فتاوے مع تاریخ کے درج کئے جاتے ہیں اور اس کو Search اوپشن میں آسانی سے ڈھونڈا جاسکتا ہے۔

سوالات اور اس کے جوابات پر عناوین لگادیے گئے ہیں، جس سے تلاش میں سہولت ہوتی ہے، جیسے: عقائد وایمانیات، طہارت ونماز، حج وعمرہ، نکاح وطلاق، مشروبات ومأکولات، اس طرح کے کل ۱۲/عناوین ہیں، جن کے تحت ذیلی مسائل ذکر کئے گئے ہیں، اور اب تک ۳۲۱۵۶ فتاوی اس سائٹ سے شائع ہو چکے ہیں۔

طرز فتاوی

فتاوی مدلل ہیں، اور حوالہ جات میں قرآن وحدیث کو ترجیح دی جاتی ہے، پھر فقہی کتب سے مراجعت کی جاتی ہے۔

سائٹ کا ویب ایڈریس

WWW.askimam.net

WWW.daruliftaa.net

WWW.daralmahmood.org

(۵) تعارف فتوی آن لائن (مفتی اعجاز قاسمی)

یہ سائٹ مولانا محمد اعجاز ارشد صاحب قاسمی کی ہے، جسے اسلامک پیس فاؤنڈیشن آف انڈیا نے ۲۰۰۷ء میں بنائی ہے، یہ سائٹ بھی انگریزی زبان میں ہے۔ اور فی الحال ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کے بعد اہل حق کی معتبر سائٹس میں شمار کی جاتی ہے، اس سائٹ

سے ہر سال ہزاروں فتاوی جاری کئے جاتے ہیں، ہر ماہ تقریبا ۱۵۰۰/ استفتاء دار الافتاء میں آتے ہیں، اس سائٹ پر بھی دور حاضر کے مسلمانوں کے نت نئے مسائل حل کئے جا رہے ہیں۔

فتاوی کی ترتیب

ترتیب فتاوی میں ۵/ مرکزی عناوین ہیں:

۱۔ Faiths \ Beliefs عقائد و مذاہب

۲۔ Prayer & Duties فرائض، نماز

۳۔ Social & matters اجتماعی مسائل

۴۔ Transaction & dealing مالی لین دین، جنایات

۵۔ Messellaneous متفرقات

ان مرکزی عناوین کے ذیل میں کئی ہزار فتاوی درج کئے جا چکے ہیں اور یہ تمام عناوین بہت ہی مرتب انداز میں ہیں اور سائٹ کو بھی بہت عمدہ طرز پر ڈیزائن کیا گیا ہے، شائقین رجوع کر سکتے ہیں۔

مرتبین فتاوی

اس سائٹ کے تمام فتاوی مفتی ارشد صاحب ہی کے لکھے ہوئے ہیں۔

طرز فتاوی

فتاوی کا طرز بعینہ دار العلوم دیوبند کی طرح ہے، چوں کہ حضرت مفتی صاحب دار العلوم دیوبند کے آن لائن دار الافتاء میں کام کر چکے ہیں؛ اس لئے فتاوی لکھنے کا انداز بھی اسی طرح کا ہے، طرز فتاوی دیکھنے کے لئے سائٹ پر موجود فتاوی کا مطالعہ کریں۔

سائٹ ایڈریس

WWW.Fatwaonline.org

ویب سائٹ ایڈریس کے علاوہ براہِ راست فتوی معلوم کرنے کے لئے دار الافتاء لکشمی نگر، للیتا پارک سے بھی رجوع کر سکتے ہیں۔

(۶) فتوی سینٹر آف امریکہ

یہ سائٹ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع الدین عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے زیر سرپرستی چلتی ہے، اس سائٹ کے ویب ماسٹر مفتی اکرام الحق صاحب ہیں، جو دار العلوم کراچی کے فارغ ہیں، اہل حق کی یہ معتبر سائٹ ۲۰۰۹ء میں تیار کی گئی، جس سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں فتاوی شائع ہوتے ہیں، اور روزانہ کم وبیش ہزاروں افراد اس سائٹ سے استفادہ کرتے ہیں، دار الافتاء عالمی سطح پر اپنی نمایاں خدمات کے لئے معروف ہے، یہ سائٹ بھی مکمل انگریزی میں ہے۔

ترتیب فتاوی

اس سائٹ پر فتاوی کی کاٹیگریس بنائی گئی ہیں، یعنی ہر باب سے متعلق فتاوی الگ الگ لکھے گئے ہیں، اور جو مسئلہ جس باب سے متعلق ہے وہ اسی سائٹ پر ملے گا، ترتیب فتاوی میں ابواب فقہیہ کی ترتیب کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے۔ تقریبا ۳۲/ مرکزی عناوین ہیں جن کے تحت ذیلی مسائل درج کئے گئے ہیں، جیسے کتاب العلم، کتاب النکاح والزواج، احکام الطلاق والفسخ، احکام المساجد، احکام الجنائز والتدفین، احکام الجمال والزینۃ، اس طرح سے تقریبا ۳۲/ عناوین ہیں۔ جن کے ذیل میں آنے والے مسائل کی تعداد تقریبا ۵۰۰۰۰,۱ ہے یعنی ڈیڑھ لاکھ فتاوی اب تک اس سائٹ سے شائع ہو چکے ہیں، اور ہر ہفتہ کم ازکم ۱۰۰/ استفتاءات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

طرز فتاوی

فتاوی کا طرز بہت ہی عمدہ ہے، فتوی میں اس بات کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے کہ مستفتی کو صرف شرعی حکم بتا دیا جائے؛ لیکن تشفی اور اطمینان کی خاطر دلائل کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

فتوی معلوم کرنے کا پتہ

WWW.Askamufti.com

مذکورہ سائٹ کو اوپن کیجئے، وہاں آپ کو [Ask] سوال پوچھنے کا خانہ ملے گا، وہاں آپ اپنے سوال کا جواب معلوم کرسکتے ہیں۔

(۷) آن لائن دارالافتاء مصر

مصری دارالافتاء کا شمار عالم اسلام کے اولین اور قدیم ترین دارالافتاء میں ہوتا ہے، مصری دارالافتاء اپنے قیام سے لے کر اب تک دین حنیف کی ترجمانی میں مصروف ہے، اس سائٹ کو الشیخ الدکتور پروفیسر ڈاکٹر علی جمعہ کے زیر سرپرستی بنایا گیا ہے، اور قیام کا مقصد: امت کے نت نئے مسائل کو حل کرنا، اور امت میں پھیلی ہوئی گمراہی، شکوک وشبہات کو دور کرنا اور لوگوں کو طراط مستقیم کے پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہے، مصری دارالافتاء اپنے بنیادی مقاصد کی تکمیل میں کامیاب اور سرگرم عمل ہے۔

امتیاز وخصوصیات

۱۔ دارالافتاء مختلف زبانوں (انگریزی، جرمنی، فرانسیسی، ترکی، روسی اردو، ملاوی) میں فتاوی جاری کرتا ہے۔

۲۔ فی الحال دارالافتاء اس کوشش میں ہے کہ ایک Satellite بنائی جائے جو خاص اسلامی مہینوں کی تاریخ سے متعلق معلومات فراہم کرسکے، یہ بہت ہی قابل ستائش کام ہے، اللہ اس کام کو پائے تکمیل تک پہونچائے۔

۳۔ دار الافتاء نے مصری عوام کے لئے ذاتی مسائل معلوم کرنے کے لئے Call center کا انتظام کیا ہے، جہاں لوگ فون کے ذریعہ یا خود وہاں پہونچ کر اپنے مسائل معلوم کرتے ہیں، اس کا فائدہ یہ

ہورہا ہے کہ عوام الناس دارالافتاء کارخ کر رہے ہیں اور اپنے مسائل کا شرعی حل پارہے ہیں۔

ترتیب فتاوی

چونکہ مصری دار الافتاء مختلف زبانوں میں ہے، اس لئے سارے فتاوی مرکزی عناوین، عقائد وایمانیات، خاندان ومعاشرت، مالی معاملات، آداب واخلاق، جرائم، فیصلے، جدید مسائل اور عبادات کے تحت ذکر کئے گئے ہیں؛ تاکہ تلاش کرنے میں سہولت رہے۔

طرز فتاوی

فتاوی کا طرز ہر زبان کے اعتبار سے مختلف ہے، تمام فتاوی بہت ہی عمدہ اور مختصر انداز میں لکھے جاتے ہیں، حوالہ جات کا اہتمام بھی ہے، شائقین کے لئے اس سائٹ پر موجود فتاوی کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

ویب سائٹ ایڈریس

WWW.dar-alifta.org

WWW.dar-alifta.com

حدیقۃ الخالدین، الدراسہ، القاہرہ، مصر

یہ سائٹ جدید مسائل کے حل کے لئے بہت مفید ہے۔

(۸) آن لائن دارالافتاء دائرۃ الافتاء العام المملکۃ الاردنیۃ الہاشمیہ

اردن کی ہاشمی بادشاہت کے فرمان کے مطابق ۱۹۲۱ء میں فقہ حنفی پر اس دارالافتاء کی بنیاد رکھی گئی، جس کا مقصد اردنی عوام کے مسائل حل کرنا، اسلامی اور عدالتی نظام قائم کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ اردن کی تمام عدالتوں میں مفتیان کرام کو جج کے عہدہ پر فائز کیا گیا ہے اور اس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ہر طرح کے مسائل اور تعزیرات شریعت کی روشنی میں حل کئے جانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، فی الحال ۲۰۰۶ء سے یہ سائٹ خاص طور سے آن لائن

سوالات کے لئے خاص کر دی گئی ہے، جہاں سے امت کے مسائل حل کئے جارہے ہیں۔

امتیاز وخصوصیات

سائٹ کے رسمی صفحہ پر چند خصوصی فتاوی اور مضامین شائع کئے جاتے ہیں، جس میں خاص طور پر عصر حاضر کے جدید مسائل پر تبصرہ کیا جاتا ہے، جیسے هل نحن لحاجة الى فهم جديد للاسلام اس طرح کے بہت سارے مضامین وقتاً فوقتاً شائع کئے جاتے ہیں۔

☆اس سائٹ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے رسمی صفحہ پر چند خاکے بنے ہوئے ہیں، جیسے ارسل سوالك ، الخدمات المقدمه ، حساب الزكاة ، الشكايه ، السوال با لهاتف؛ اس میں پوری سائٹ کا احاطہ کیا گیا ہے۔

اس سائٹ کے فتاوی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ١۔ الفتاوى بحثيه ٢۔ فتاوى مختصره ، فتاوی بحثیہ میں تمام فتاوی مدلل ومحقق طور پر موجود ہیں، البتہ فتاوی مختصرہ میں جتنے فتاوی ہیں، ان میں اختصار کو ملحوظ رکھا گیا ہے، صرف شرعی حکم بتانے پر اکتفاء کیا گیا ہے، جس کی کل تعداد ۱۸۶۴ ہے۔

ترتیب فتاوی

اس سائٹ پر اقسام الفتاوی کا عنوان باندھا گیا ہے جس کے تحت ۱۹/ مرکزی عناوین ذکر کئے گئے ہیں اور ہر عنوان کے تحت کئی سو فتاوی درج کئے گئے ہیں، جیسے العقيده ،القرآن وعلومه ، الحديث الشريف ، السيرة النبويه ، اصول الفقه ، قضايا معاصره ،ان تمام عناوین کے تحت تقریباً ۲۶۳۴ فتاوی موجود ہیں۔

سائٹ کا ویب ایڈریس

WWW.aliftaa.jo

اختتامیہ

اس مقالہ میں ملک وبیرون ملک کے بعض اہم دارالافتاء کا مختصر تعارف پیش کرنے

کی کوشش کی گئی ہے، اختصار کے پیش نظر تمام سائٹس کا احاطہ مشکل ہے، اخیر میں ملک و بیرون ملک کے بعض معتبر و مستند دارالافتاء جن کو فقہ اکیڈمی انڈیا کی تصدیق حاصل ہے، وہ درج ذیل ہیں۔

دارالافتاء المصریہ WWW.dar-alifta.com

دائرۃ الافتاء العام الاردنیۃ WWW.aliftaa.jo

قطاع الافتاء والبحوث الشرعیۃ بالکویت

المجلس الاروبی للافتاء والبحوث WWW.e-cfr.org

المجمع الفقہی لأمریکاء الشمالیہ WWW.fiqhcouncil.org

الریاسۃ العامہ للبحوث العلمیۃ والافتاء بالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ

مجمع الفقہ الاسلامی التابع لمنظمۃ المؤتمر الاسلامی

WWW.Daruliftaa.com

WWW.Darulfiqh.com

WWW.Askmufti.co.za

WWW.Mufti-online.net

WWW.Fatwa.org.au

WWW.alhadi.org.za

WWW.shariahboard.net

WWW.askimam.org

WWW.fatwaonline.org

WWW.askamufti.com

WWW.darulifta-deoband.org

WWW.jamiabinoria.net

WWW.onlinefatwa.com

WWW.daruliftaa.net

WWW.daralmahmood.org

مذکورہ بالا تمام دارالافتاء اہل حق کے مستند و معروف دارالافتاء ہیں۔

بعض غیر مستند دارالافتاء

WWW.urdufatwa.com

WWW.dawateislame.net

WWW.fatwa-online.com

دارالعلوم حیدرآباد کے شعبۂ افتاء سے شائع شدہ مجلّات

مولوی محمد موسیٰ قاسمی

از ہر دکن جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد جس کو جنوبی ہند میں سب سے پہلے دورہ حدیث اور شعبۂ تخصصات کے قیام کا امتیازی شرف حاصل ہے، یہ جامعہ دکن کی چالیس سالہ قدیم اور عظیم اسلامی یونیورسٹی ہے، جہاں ابتدائی درجات سے لے کر تخصصات تک کے شعبے قائم ہیں، عصر حاضر میں اختصاص کی اہمیت کے پیش نظر جامعہ نے تخصصات کے شعبوں پر خاص توجہ دی ہے، یہاں کے شعبہائے اختصاص کی ایک انفرادی شناخت ہے، ان ہی شعبہ جات میں سے ایک شعبہ ''شعبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء'' ہے، اس شعبہ کو دیگر شعبہ جات کے مقابلہ میں ایک انفرادی خصوصیت حاصل ہے، جامعہ کا یہ شعبہ ایک فعال اور مقبول شعبہ ہے، جس میں ملک بھر کی مشہور درسگاہوں سے فارغ ہونے والے طلبہ داخلہ لیتے ہیں اور اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں، اس شعبہ کے لئے ایک مستقل لائبریری مختص ہے جس میں تفسیر، حدیث، رجال، سیرت، تاریخ، لغت، فقہ وفتاوی وغیرہ موضوعات پر مشتمل مستند اور ماخذ کی حیثیت رکھنے والی کتب موجود ہیں، جس سے تمام طلبۂ کرام فائدہ اٹھاتے ہیں، نیز جتنی کتب کی فراوانی اس شعبہ میں ہے شاید ہی کسی اور ادارے میں ہو، اسی کے ساتھ اس شعبہ کے واسطے کئی کمپیوٹرز مختص ہیں، جن کے ذریعہ مکتبہ شاملہ، مکتبہ جبریل اور دیگر ڈیجیٹل لائبریری سے

طلبہ استفادہ کرتے ہیں، کتابیں اور کمپیوٹرز درسگاہ ہی میں ہیں، اور طلبہ کے حوالے ہیں، جس کی وجہ سے استفادہ بہت آسان ہے، الحمدللہ جامعہ کا یہ شعبہ حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی نگرانی میں روبہ ترقی ہے (اللھم زدفزد)

اس شعبہ میں جہاں سال بھر ماہر وکہنہ مشق مفتیان کرام کی رہنمائی میں علمی وتحقیقی کام جاری رہتا ہے وہیں سال کے اختتام پر مذکورہ شعبہ سے کسی اہم فقہی وتحقیقی اور علمی موضوع پر مجلّہ نکالا جاتا ہے، گذشتہ کئی سالوں سے یہ کام جاری ہے، زیر ترتیب مقالہ میں مذکورہ شعبہ سے سال گذشتہ تک شائع شدہ ۹/ مجلّات کا تعارف پیش کیا جارہا ہے:

۱۔ فقہ اور فقہائے اسلام ۲۔ دکن کی علمی وثقافتی خدمات
۳۔ فقہ اسلامی ----- مصادر وماٰخذ
۴۔ امام ابوحنیفہ اور علم حدیث ۵۔ اسلام اور جدید اقتصادی مسائل
۶۔ فقہ حنفی کی عربی کتابوں کا تعارف ۷۔ اسلام میں اجرت وکرایہ داری کے احکام
۸۔ اسلام کا ازدواجی نظام ۹۔ اسلام اور میڈیکل مسائل

فقہ اور فقہائے اسلام

یہ مجلّہ جامعہ کے شعبہ افتاء سے ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۰۰۱ء میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی (سابق صدر شعبۂ تخصصات جامعہ ہذا) کی زیر نگرانی اور خطیب دکن حضرت مولانا حمید الدین عاقل حسامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۱۰ء کی زیر سرپرستی شائع ہوا تھا، جو ۱۳ مقالات اور ۱۵۱ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں فقہ کی حقیقت، اس کی تاریخ، ائمہ اربعہ وامام ابوحنیفہ کے تلامذہ کی خدمات، فقہ حنفی کی چند اہم کتب کا تعارف اور تقلید کی شرعی حیثیت پر آسان وعام فہم زبان میں مستند اور معتبر مراجع سے استفادہ کرتے ہوئے روشنی ڈالی گئی ہے، چونکہ فقہ حنفی کے بارے میں عام طور سے غلط فہمی پیدا کی جاتی ہے؛ اس لئے فقہ حنفی کی اہمیت اور فقہائے احناف کی خدمات پر خاص طور سے روشنی ڈالی گئی ہے، اس میں تمام ہی مقالات مفید اور اہم ہیں؛ لیکن ایک مقالہ جو تقلید اور تقلید شخصی کی شرعی حیثیت سے متعلق ہے خصوصیت کے

ساتھ قابل ذکر ہے، جس میں تقلید کی تعریف کر کے اسے قرآن وحدیث اور عہد صحابہ سے ثابت کیا گیا ہے اور امت کے لئے تقلید شخصی ہی کیوں ضروری ہے؟ اس کو مدلل کیا گیا ہے (۱)

نیز اس مجلّہ کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کوئی بھی بات بغیر حوالہ کے نہیں لکھی گئی ہے؛ بلکہ اصل مراجع اور مستند ماٰخذ سے استفادہ کر کے یہ مضامین مرتب کئے گئے ہیں، جو دیکھنے میں گرچہ طلبہ کے قلم سے ہیں؛ لیکن استناد واعتبار سے کسی بھی طرح کم مایہ نہیں ہیں۔

دکن کی علمی وثقافتی خدمات

یہ مجلّہ بھی مذکورہ شعبہ سے ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۰۰۲ء میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی (سابق صدر شعبۂ تخصصات جامعہ ہٰذا) کی زیر نگرانی اور خطیب دکن حضرت مولانا محمد حمید الدین عاقل حسامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۱۰ء کی زیر سرپرستی شائع ہوا، جس کی ترتیب شعبۂ افتاء کے طلبہ نے دی اور حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی حال صدر شعبۂ افتاء جامعہ نے نظر ثانی فرمائی، یہ مجلّہ ۱۲ مقالات اور ۱۹۶ صفحات پر مشتمل ہے، سقوط حیدرآباد کے بعد چونکہ اس شہر حیدرآباد پر ایک عارضی اضمحلال طاری ہوگیا تھا؛ لیکن بحمد اللہ بہت کم وقت میں اس نے دوبارہ کروٹ لی، جس کے نتیجہ میں ایک نئی علمی اور عملی حرکت کا آغاز ہوا، چنانچہ اس وقت یہ دینی اور عصری تعلیم اور مسلم تنظیموں اور تحریکوں کے اعتبار سے پورے ملک میں اپنی ایک شناخت بنا چکا ہے؛ لہٰذا اس مجلّہ کے اندر اسی پس منظر میں دکن کی تفسیر وحدیث اور فقہ اسلامی میں خدمات اسی طرح دکن کے اہم دینی اور عصری ادارے اور دینی تحریکات کے بعد دکن کے اہم دینی مدارس کا مختصر طور پر تعارف پیش کیا گیا ہے، خصوصا دکن کی فقہی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے، حدیث میں دکن کی خدمات پر بھی روشنی ڈالی گئی، دائرۃ المعارف العثمانیہ کی تاریخ اور دکن کی کچھ اہم علمی شخصیتوں پر تبصرہ کیا گیا اور سب سے اخیر میں دکن میں وارد ہونے والی کچھ اہم علمی شخصیتوں کے حالات پیش کئے گئے (۲)

(۱) فقہ اور فقہائے اسلام ص: ۲۸ تا: ۵۳

() دکن کی علمی وثقافتی خدمات ص: ۱۷۵

اس موضوع پر بہت کم حضرات نے قلم اٹھایا ہے، جس میں سے جامعہ کا شعبہ افتاء بھی ہے، جس نے اس موضوع پر قلم اٹھا کر دکن کی تاریخ محفوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔

فقہ اسلامی----- مصادر وماخذ

یہ مجلّہ مذکورہ شعبہ سے ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء میں حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی (صدر مفتی جامعہ ہذا) کی زیر نگرانی اور حضرت مولانا محمد حمید الدین عاقل حسامی متوفی ۲۰۱۰ء کی زیر سرپرستی شائع ہوا، جو شعبۂ مذکور کے طلبہ کا ترتیب دیا ہوا ہے، یہ مجلّہ کل ۱۷ مقالات اور ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے، اس مجلّہ میں ابتداء فقہ اسلامی کے تعارف وتدوین پر ایک مبسوط مقالہ پیش کیا گیا، جس میں فقہ اسلامی کا تعارف اور اس کی تاریخ لکھی گئی، اس کے بعد فقہ کی تدوین کس طرح ہوئی اور فقہ اسلامی کے ادوار کو تفصیل سے لکھا گیا ہے۔(۱)

پھر فقہ کے بنیادی مآخذ ومصادر یعنی قرآن وحدیث اجماع اور قیاس کی تشریعی حیثیت کو بیان کیا گیا ہے، اس کے بعد فقہ کے ضمنی مصادر میں سابقہ شریعت، اقوال صحابہ، استحسان، استصحاب، عرف وعادت، سد ذرائع اور مصالح مرسلہ کی اصولی حیثیت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے(۲)

اور آخر میں فقہ اسلامی پر کئے جانے والے داخلی اور خارجی شبہات کے جوابات دئے گئے ہیں اور ہر بات کو مدلل باحوالہ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے، الغرض فقہ اسلامی کے مصادر ومآخذ کو سمجھنے کیلئے یہ مجلّہ بنیادی حیثیت کا حامل ہے، جس میں مذکورہ شعبہ کے طلبہ نے اپنے مفوضہ موضوعات کی تیاری میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے اور بہترین مواد جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور علم حدیث

یہ مجلّہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء میں حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی

---

(۱) فقہ اسلامی مصادر ومآخذ ص:۱۰

(۲) فقہ اسلامی مصادر ومآخذ ص:۹۸

کی زیرنگرانی اور حضرت مولانا رحیم الدین انصاری صاحب (ناظمِ جامعہ) کی زیرسرپرستی شائع ہوا، جو ۳۶ مقالات اور ۴۳۲ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں اسلام کا پیش کردہ نظام معیشت، سرمایہ دارنہ اور اشترا کی نظام معیشت، اسلام میں عشر وزکاۃ کا نظام، اسلام میں تجارت کے اصول واحکام، مرابحہ، استصناع، ہنڈی، شیرز، کرنسیوں کا تبادلہ وغیرہ کے احکام ومسائل، قسطوں پر خرید وفروخت، بیع قبل القبض کی صورتیں اور ان کے احکام، بین الاقوامی تجارت احکام شرعیہ کی روشنی میں، حقوق ومنافع کی خرید وفروخت، اسلام کے نظام اقتصاد اور اس سے متعلقہ امور کو واضح کر کے موجودہ اقتصادیات کا اسلامی نقطہ نظر سے جائزہ لیا گیا ہے، جن میں سے کمیشن پر چندہ کا تحقیقی جائزہ بطور خاص قابل ذکر ہے، اس میں کمیشن پر چندہ کے مجوزین کے دلائل اور مانعین کے دلائل پیش کر کے مجوزین کے دلائل کا جائزہ لیا گیا اور کمیشن پر چندہ کے نقصانات بیان کئے گئے ہیں، اس کے بعد کمیشن پر چندہ کی متبادل شکل بیان کی گئی ہے(۱)

الغرض یہ ایک ایسا فقہی مجلّہ ہے جس میں جدید مسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اس کے علاوہ مسائل کو مدلل باحوالہ لکھا گیا ہے، مختلف فیہ مسائل میں قرآن وحدیث کے علاوہ فقہ اکیڈمی کے فیصلے بھی نقل کئے گئے ہیں، جس سے مسائل اور بھی مضبوط ومدلل ہو گئے ہیں اور موضوع سے متعلق تمام مباحث کا احاطہ کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

اسلام اور جدید اقتصادی مسائل

یہ مجلّہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء میں حضرت مولانا مفتی جمال الدین صاحب قاسمی کی زیرنگرانی اور حضرت مولانا محمد حمید الدین صاحب عاقل حسامی (متوفی ۲۰۱۰ء) کی زیرسرپرستی شائع ہوا، جو ۲۶/ مقالات اور ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، امام ابوحنیفہ کے علم حدیث کا دائرۂ فیض کس قدر وسیع تھا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپؒ کو علم حدیث میں جو بلند مقام ومرتبہ حاصل تھا اور اس میں بھی امامت کے جس درجہ پر فائز تھے اس کے نتیجے میں آپؒ کے مستفیدین اور تلامذہ میں بڑے بڑے محدثین وفقہاء نظر آتے ہیں، جیسے: مجتہدین

(۱) اسلام اور جدید اقتصادی مسائل ص: ۴۲۱

میں امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اور محدثین میں مکی بن ابراہیمؒ ہیں؛ لیکن بعض متعصبین اور حاسدین نے ان سب باتوں سے صرف نظر کر کے امام صاحبؒ کے بارے میں اس تعلق سے غلط فہمیاں پیدا کرنے کو کار ثواب سمجھا اور نہ جانے کیا کیا غلط فہمیاں پیدا کیں؛ چناں چہ ان ہی غلط فہمیوں کو دور کرنے اور امام صاحبؒ کا علم حدیث میں حقیقی مقام ومرتبہ بیان کرنے کے لئے یہ مجلّہ شائع کیا گیا، جس میں امام ابوحنیفہ اور طلب حدیث، امام صاحبؒ اور آپؒ کے محدث اساتذہ، امام صاحبؒ کا علم حدیث سے شغف، آپؒ کی مجالس علم حدیث وغیرہ اس طرح کے کئی اہم عناوین پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی؛ نیز فقہ حنفی پر عام طور سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ فقہ حنفی نصوص بالخصوص حدیث سے صرف نظر کر کے مرتب کیا گیا، اس لئے اس کا جائزہ لیتے ہوئے فقہ حنفی ظاہر الفاظ حدیث کی رعایت اور الفاظ حدیث کے استعمال پر بھی مقالے لکھے گئے، جس میں اس بات کو ثابت کیا گیا کہ فقہ حنفی کی تدوین میں نہ صرف یہ کہ معانی حدیث کو رہنما بنایا گیا، بلکہ الفاظ حدیث کو بھی من وعن اخذ کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔(۱)

فقہ حنفی کی عربی کتابوں کا تعارف

یہ مجلّہ ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء میں حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی کی زیر نگرانی اور حضرت مولانا رحیم الدین انصاری صاحب (ناظم جامعہ) کی زیر سرپرستی شائع ہوا، جو ۴۱ مقالات اور ۳۳۸ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں کتب ظاہر الروایہ، نوادر، نوازل، البحر الرائق، تحفۃ الفقہاء، ہدایہ، فتح القدیر وغیرہ، فتاوی شامی، عالمگیری، الجوہرۃ النیرۃ، الغرض متون، حواشی، شروح اور فتاوی کی چالیس سے زائد کتابوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے، یوں تو فقہ حنفی کی تمام کتابوں کے تعارف کے لئے کئی جلدیں درکار ہیں؛ لہٰذا مجلّہ میں فقہ حنفی کی تمام کتابوں کا تعارف تو پیش نہیں کیا جاسکا؛ بلکہ جامعہ کے شعبہ افتاء میں موجود کتابوں کو بنیاد بنایا گیا اور ہر کتاب کے تعارف میں کتاب کی مقبولیت، کتاب اور مصنف کا امتیاز، طرز تصنیف، مسامحات مصنف، کتاب میں قابل لحاظ امور، کتاب کی شروح وحواشی وغیرہ باتوں کو بہترین انداز میں بیان کیا گیا ہے، علماء نے بھی اس کی تحسین کی ہے؛ کیوں کہ

(۱) امام ابوحنیفہؒ اور علم حدیث ص: ۱۸۳ تا ۲۰۶

فقہ حنفی کی اتنی کتابوں کا تعارف یکجا نہیں تھا، اس لئے اس مجموعہ میں کوشش کی گئی ہے کہ علمی دیانت کے ساتھ تمام اہل علم کی خدمات کا اعتراف کیا جائے، چنانچہ طلبہ نے پوری علمی دیانت کے ساتھ مقالات کو مرتب کیا، جس سے اہل علم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

اسلام میں اجرت وکرایہ داری کے احکام

یہ مجلّہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۰۱۱ء میں حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی کی زیر نگرانی اور حضرت مولانا رحیم الدین انصاری صاحب (ناظمِ جامعہ) کی زیر سرپرستی شائع ہوا، جو ۲۹ مقالات اور ۳۲۴ صفحات پر مشتمل ہے جس میں اجارہ اور فسخ اجارہ کے احکام، اسلام میں مزدوروں کے حقوق، خواتین کی ملازمت، کمیشن ایجنٹ کی شرعی حیثیت، دلالی اور طاعات پر اجرت کا تحقیقی جائزہ، مدرسہ کی ملازمت، مسلمانوں کا غیر مسلموں کے یہاں ملازمت کرنا، غیر مسلم کو ملازم رکھنا، پیشہ حجامت وخیاطی کے احکام ومسائل، بیوٹی پارلر کو کسب معاش کا ذریعہ بنانا وغیرہ موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے اور موضوع سے متعلق تمام مسائل کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مثلاً مجلّہ کے شروع میں اجارہ کے بنیادی مباحث یعنی اجارہ کے ارکان وشرائط اور فسخ اجارہ کے احکام ومسائل بیان کئے گئے ہیں، اس کے بعد اجارہ کے مختلف اور جدید نوعیت کے مسائل کو مدلل بیان کیا گیا ہے، مثلاً کمیشن ایجنٹ کی شرعی حیثیت جس کا فی الحال بہت زیادہ چلن ہے، اس موضوع پر اچھی طرح گفتگو کی گئی ہے(۱)

اسی طرح بیوٹی پارلر کو کسب معاش کا ذریعہ بنانا یہ بھی ایک جدید مسئلہ ہے جس کے مختلف احکام ہیں، اس کو بھی بیان کیا گیا ہے(۲)

نیز اس موضوع سے متعلق اس مجلّہ کے مطالعہ کے بعد شاید کسی اور (اردو) کتاب کی ضرورت محسوس ہوگی؛ کیوں کہ اس میں مستند مآخذ کی حیثیت رکھنے والی کتب سے استفادہ کرکے مسائل کو جمع کیا گیا ہے اور ہر مسئلہ بحوالہ لکھا گیا ہے، جس کی وجہ سے کتاب کی اہمیت

---

(۱) اسلام میں اجرت وکرایہ داری کے احکام ص:۹۰

(۲) اسلام میں اجرت وکرایہ داری کے احکام ص:۲۸۸

وافادیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

اسلام کا ازدواجی نظام

یہ مجلّہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۲ء میں حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی کی زیرِنگرانی اورحضرت مولانا رحیم الدین انصاری صاحب (ناظمِ جامعہ) کی زیرِسرپرستی شائع ہوا، جو ۳۹ مقالات اور ۳۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، ضرورت محسوس ہوئی کہ آج کے مغرب زدہ ماحول میں اسلام کے ازدواجی نظام سے متعلق ہدایات کو مثبت انداز میں پیش کیا جائے اور افراط وتفریط سے پاک وہ اصول وضابطے بیان کئے جائیں جو ازدواجی زندگی کے قیام وبقاء اوراس میں استواری لانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں اور ہرایک کی ذمہ داریوں کو اسلام نے جس توازن کے ساتھ بیان کیا ہے اسے واضح کیا جائے، اسی پس منظر میں مذکورہ شعبہ کے طلباء نے مقالے لکھے اور ہرایک نے اپنے مفوضہ موضوع سے متعلق بہترین مواد پیش کیا ہے، چنانچہ ابتدا میں نکاح کے بنیادی اور ابتدائی مباحث سے متعلق مدلل گفتگو کی گئی ہے، اس کے بعد نکاح کے چند جدید مسائل کے نام سے مستقل ایک مقالہ لکھا گیا، جس میں نکاح کے جدید مسائل بیان کئے گئے، مثلاً موبائیل فون اور انٹرنیٹ پر ایجاب وقبول کا مسئلہ وغیرہ پر اچھی گفتگو کی گئی ہے(۱)

اسی طرح نکاح اور ولیمہ کے موقع پر ہونے والے رسوم وبدعات اور بے جا اسراف پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے اورصرف نکاح سے متعلق ہی گفتگو نہیں کی گئی؛ بلکہ طلاق اسی طرح ایک مجلس کی تین طلاق، فسخِ نکاح کے اسباب وعلل، ثبوتِ نسب اور اسقاطِ حمل وغیرہ کے بھی احکام بیان کئے گئے ہیں، الغرض یہ مجلّہ اسم بامسمیٰ ہے کہ اس میں اسلام کا مکمل ازدواجی نظام بیان کیا گیا ہے اور ہرممکن کوشش کی گئی ہے کہ کوئی بھی مسئلہ بغیر حوالہ کے نہ ہو؛ بلکہ مدلل اور باحوالہ لکھنے کی مکمل کوشش کی گئی ہے۔

اسلام اور میڈیکل مسائل

یہ مجلّہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۰۱۴ء میں حضرت مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی

(۱) اسلام کا ازدواجی نظام ص: ۱۴۰

کی زیرنگرانی اورحضرت مولانا رحیم الدین انصاری صاحب (ناظمِ جامعہ) کی زیرسرپرستی شائع ہوا، جو۴۹ مقالات اور۴۲۶ صفحات پر مشتمل ہے؛ چونکہ حکمت وڈاکٹری کے میدان میں جو حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے اس کا آئے دن ہر مریض اوراس کے تیماردار مشاہدہ کرتے ہیں، جسم کے عضو؛ بلکہ ہرعضو کے علیحدہ علیحدہ حصوں کے ماہرین پیدا ہورہے ہیں، کل تک جو امراض لاعلاج سمجھے جاتے تھے آج ان کا علاج ممکن ہوگیا ہے، طب کی اس ترقی نے جہاں دوا، تشخیص وعلاج کی سہولت فراہم کی ہے وہیں شرعی نقطہ نظر سے بہت سے مسائل بھی کھڑے کردئے ہیں، جن کا حل علماء ومفتیانِ کرام وقتاً فوقتاً پیش کرتے رہتے ہیں، چنانچہ اس مجلّہ میں بھی مریض، دوا اور ڈاکٹر کے متعلق اسلام کے پیش کردہ نظریات وہدایات کوسلجھے ہوئے انداز میں پیش کیا گیا ہے اور موضوع سے متعلق ابتدائی باتیں مثلاً: اسلام کا نظریہ طب وعلاج اور طب نبوی کی اہمیت وضرورت کو بیان کیا گیا ہے(۱)

پھرمریض کیلئے اسلامی ہدایات، مریض اوراحتیاطی تدابیر، مریض کی طہارت، نماز اور روزہ کے مسائل، تشخیص کے احکام، میڈیکل سائنس کے جدید مسائل، پلاسٹک سرجری فقہ اسلامی کی روشنی میں، تبدیلیٔ جنس کے احکام ومسائل، ضبط تولید کے شرعی احکام، پولیوڈراپ کی حقیقت اوراس کی شرعی حیثیت وغیرہ مسائل کو بیان کیا گیا ہے، اہم مقالات میں اسقاط حمل فقہ اسلامی کی روشنی میں ہے، جس میں اسقاط حمل کی صورتیں اوران کے احکام اورمجبوری کے وقت اسقاط حمل کا حکم بیان کیا گیا ہے، یقیناً اس موضوع سے متعلق اتنے سارے احکام ومسائل کا یکجا ملنا بہت دشوار ہے، جس سے طلبۂ کرام آج فائدہ اٹھارہے ہیں؛ بلکہ یہ فقہی مجلّہ عوام وخواص سب کے لئے قابل استفادہ ہے

مذکورہ مجلّات کی مجموعی خصوصیات

۱۔ تمام مجلّات میں حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے، یعنی کوئی بھی مسئلہ بغیر

(۱)اسلام اورمیڈیکل مسائل ص:۱۳، ۱۹

حوالہ کے نہیں لکھا گیا ہے۔

۲۔ فقہی مجلّات میں جدید مسائل بھی بیان کئے گئے ہیں۔

۳۔ مسائل کو مدلل اور مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

۴۔ تحقیق طلب مسائل میں سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

۵۔ قرآن وحدیث اور شروح حدیث کے علاوہ کتب فقہیہ اور کتب اصول فقہ اور کتب فتاوی سے زیادہ تر استفادہ کیا گیا۔

۶۔ ضرورت کی جگہوں پر اکابر کے فتاوی کے ساتھ فقہ اکیڈمی کے فیصلے بھی نقل کئے گئے ہیں۔

۷۔ اصل مراجع سے رجوع کر کے حوالہ جات لکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

الغرض زیر تعارف مجلّات کی یہ اور اس طرح کی بہت ساری خصوصیات اور امتیازات ہیں، نیز ان مجلّات کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ خود شعبہ کے نگران نے ہر مجلّہ کے شروع میں لکھا ہے کہ دیکھنے میں گرچہ یہ مقالہ جات طلبہ کے ہیں؛ لیکن اعتبار واستناد کے لحاظ سے بہرحال کمتر نہیں ہیں۔

امید ہے کہ جامعہ کا شعبہ افتاء گذشتہ سالوں کی طرح آئندہ سالوں میں بھی علمی وتحقیقی مجلّات شائع کر کے اپنے تحقیقی معیار اور مقبولیت وشہرت کو برقرار رکھے گا۔

جامعہ کا شعبۂ تخصص فی الفقہ والافتاء والقضاء

جامعہ کا یہ شعبہ ایک فعال اور مقبول ادارہ ہے، جس میں ملک بھر کی مشہور دینی درسگاہوں سے فارغ ہونے والے طلبہ داخلہ لیتے ہیں اور اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں، یہ شعبہ فارغین کی ذہنی تربیت، تحقیقِ مسائل میں منطقی طرز استدلال، اور فکرونظر سے ہم آہنگ معلومات کے اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، فارغین پر اپنے خیالات ورجحانات مسلط کرنے کے بجائے کتابوں کی دنیا میں اسے سیر کرنے کا پورا موقع دیا جاتا ہے اور مستند مآخذ سے اپنے موقف کو مدلل کرنے پر خاص توجہ دلائی جاتی ہے، اس کا نصاب نہایت معتدل ہے، اور موجودہ ضرورت سے ہم آہنگ ہے، اس شعبہ کا نصاب اور اس کا طریقۂ تعلیم اس طرح ہے:

رسم المفتی وسراجی

یہ دونوں کتابیں ایک گھنٹہ میں ہوتی ہیں، پہلے رسم المفتی پھر سراجی ہوتی ہے، رسم المفتی میں یہ طرز ہوتا ہے کہ اس میں مذکور شخصیات وکتب کا تعارف مستند مآخذ سے ہر طالب علم کو پیش کرنا ہوتا ہے، تحقیق طلب مسائل اور اصول کی تخریج کا بھی ان کو مکلّف بنایا جاتا ہے، اس طرح کتاب کے مکمل ہوتے ہوتے تقریباً ڈھائی تین سو صفحات کا ایک ضخیم مذکرہ تیار ہوجاتا ہے، پھر جب سراجی شروع ہوتی ہے تو ضبط واتقان کے ساتھ اس کی تعلیم ہوتی ہے، تمرینات پر کافی توجہ دی جاتی ہے، اور مناسخہ کے آگے کے مسائل پر خاص طور سے محنت کرائی جاتی ہے۔

الاشباہ فن اول

یہ فن پڑھاتے وقت کتاب میں ذکر کردہ جزئیات ہی پر اکتفاء نہیں کیا جاتا ہے،

بلکہ جن جزئیات کا ذکر صاحب کتاب نہیں کر سکے ان کی تلاش وجستجو کا طلبہ کو مکلّف بنایا جاتا ہے، تاکہ اصول سے مسائل متفرع کرنے کا ان میں سلیقہ پیدا ہو، اخیر سال تک اس کا ایک اچھا خاصہ مجموعہ تیار ہو جاتا ہے، جس سے مستقبل میں ان کو کافی رہنمائی ملتی ہے۔

درمختار ابواب منتخبہ

درمختار جو دو ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، ان کا بالاستعاب سال بھر میں تکمیل تو مشکل ہے، اس لئے دونوں جلدوں کے ابواب کا انتخاب کر کے سال بھر ان کو پڑھایا جاتا ہے، انتخاب میں اس بات کی رعایت کی گئی ہے کہ اس کے ابواب روز مرہ کے مسائل سے ہم آہنگ ہوں، ان میں معاملات کے ابواب کو خاص طور پر اہمیت دی گئی ہے، قضاء کے ابواب بھی خاص توجہ سے پڑھائے جاتے ہیں، اور عملی مشق کے لئے طلبہ کو ادارہ کی جانب سے دارالقضاء امارت ملت اسلامیہ پنجہ شاہ ہر جمعرات کو بعد ظہر بھیجا جاتا ہے، تاکہ مقدمات کی نوعیت، کاروائی اور فیصلے تک پہونچنے کے سارے مراحل کو وہ عملی طور پر دیکھ سکیں، ابتدائی معلومات فراہم کرنے کے بعد ان سے باضابطہ کام بھی لیا جاتا ہے۔

تمرین فتاوی ومقالہ جات

یہ گھنٹہ بہت اہم شمار ہوتا ہے، تمام بچوں کو سوالات الگ الگ دیے جاتے ہیں؛ تاکہ ہر ایک کی شخصی محنت سامنے آئے، مستند کتب سے حوالہ جات تلاش کرنے کا مکلّف بنایا جاتا ہے، سوالات میں معاملات کے مسائل پر خاص توجہ دی جاتی ہے، حوالجات میں کم از کم تین عربی کتب اور دو اردو فتاوے کے حوالے کا پابند بنایا جاتا ہے، اس کے ساتھ بعض اہم عنوانات پر مفصل مقالے بھی لکھوائے جاتے ہیں، تاکہ علمی وتحقیقی مضامین لکھنے کا سلیقہ پیدا ہو، اس طرح سال بھر میں ہر طالب علم کی کم از کم ۳۰۰ تمرینات ۱۰ مقالہ جات ہو جاتے ہیں۔

انگریزی

یہ گھنٹہ انگریزی کی ابتدائی معلومات کے لئے رکھا گیا ہے، تاکہ طلبہ ابتدائی معلومات سے پیچھے نہ رہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ امسال تین کمپیوٹر شعبۂ افتاء کے طلبہ کے لئے علم دوست ناظمِ جامعہ حضرت مولانا محمد رحیم الدین انصاری صاحب نے مخصوص کئے، جس کی وجہ سے سی ڈی اور المکتبۃ الشاملۃ سے استفادہ آسان ہوگیا ہے، اور جو کتابیں علماء کی گرفت سے باہر تھیں ان سے بھی استفادہ کی شکل پیدا ہوگئی ہے، اس کے علاوہ ایک لائبریری بھی اس شعبہ کیلئے مختص ہے، جس میں تفسیر، حدیث، رجال، سیرت، تاریخ، فقہ وفتاوی، اصول فقہ، اصول حدیث، اصول تفسیر، تصوف اور دیگر موضوعات پر مشتمل مستند اور مآخذ کی حیثیت رکھنے والی کتب موجود ہیں، اس کا انتظام وانصرام طلبہ ہی کے ہاتھوں میں رہتا ہے، جس کی وجہ سے استفادہ میں بڑی آسانی ہوتی ہے، کتابوں کی فراوانی سے ماشاءاللہ طلبہ میں اچھا خاصہ مطالعہ اور تحقیق وجستجو کا ذوق پروان چڑھتا ہے، اور علمی وتحقیقی مقالہ جات کی تیاری میں وہ بھرپور استفادہ کرتے ہیں، میرے علم میں شاید ہی ہندوستان کا کوئی ادارہ ہوگا جو اس فراوانی کے ساتھ طلبہ کو کتب تک رسائی کا موقع دیتا ہو، یہ سب درحقیقت علمی ضروریات سے آگاہ ناظمِ جامعہ حضرت مولانا محمد رحیم الدین انصاری صاحب کی توجہ اور خاص دلچسپی کی بات ہے۔

خدا ان کے سایہ کو تادیر قائم رکھے، اور کی سرپرستی میں علم وتحقیق کا یہ قافلہ رواں دواں رہے۔ اسی کے ساتھ بانیٔ جامعہ حضرت مولانا محمد حمید الدین عاقل حسامی رحمہ اللہ تعالی کے درجات میں ترقی عطا فرمائے اور اعلی علیین میں جگہ نصیب فرمائے کہ یہ باغ انہی کا لگایا ہوا ہے۔